رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانوں کا عبرتناک انجام

تالیف: محمد عبداللہ مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانوں کا عبرتناک انجام

تالیف

محمد عبداللہ مدنی

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— رسول کریم ﷺ کے نافرمانوں کا عبرتناک انجام

تالیف ——— محمد عبداللہ مدنی

ناشر ——— بااہتمام

مشتاق احمد ● سلمان خالد

پروف ریڈنگ ——— مولانا عبداللہ محمود

کمپوزنگ ——— حافظ سیف اللہ خالد

النفیس کمپوزنگ اینڈ فوٹوسٹیٹ

بالمقابل حبیب بنک شجاع آباد۔ فون:061-6003470

پرنٹرز ——— اسد نیر پرنٹرز لاہور

قیمت ——— روپے

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

Marfat.com

فہرست عنوانات

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حرفِ آغاز	11	بے نمازیوں کا عبرتناک انجام	17
تارک نماز کیلئے پندرہ دردناک سزائیں	17	تارک نماز کے لیے دنیا کی سزائیں	18
موت کے وقت کی تین سزائیں	18	قبر کے تین عذاب	18
قیامت کے دن کی سزائیں	18	قیامت کے دن نماز چھوڑنے والے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی	21
بے نمازی کے لئے دردناک عذاب	22	بعض نافرمانوں کا عبرتناک انجام	24
ارتداد اختیار کرنے والے کا انجام	24	ایک مرتد.....	24
حضرت ابوموسیٰ اور کچھ دوسرے لوگوں کی یمن سے ہجرت	25	نجاشی کے پاس قریشی وفد	25
نجاشی کی معاملہ فہمی	26	دربارشاہی میں مسلمانوں کی طلبی	27
دربار میں حاضری	27	نجاشی کے سامنے جعفر کی حق گوئی	28
مسلمانوں کو حبشہ میں سکونت کی اجازت اور وظائف کا حکم	30	قریشی ہدیئے قبول کرنے سے نجاشی کا انکار	31
حبشہ میں نجاشی سلطنت کی تاریخ	31	نجاشی ایک بوریہ نشین درویش کے روپ میں	32
قریشی وفد کی حبشی حکام اور پادریوں سے سازباز	34	نجاشی کی انصاف پسندی	35
دربارشاہی میں جعفر کی بیباکانہ تقریر	35	نجاشی کے سامنے آیات قرآنی کی تلاوت	37
قریشی وفد سے سوال جواب	37	وفد کو نجاشی کا دوٹوک جواب	38
قریشی وفد میں پھوٹ	38	عمارہ کی بے حیائی اور پھوٹ کا سبب	38
عمارہ سے ابن عاص کا بھیانک انتقام	39	نجاشی کا غضب اور عمارہ کا انجام	40
ثعلبہ بن حاطب کا زکوٰۃ دینے سے انکار اور اسکا عبرتناک انجام	41	مرتد کی لاش سامان عبرت	45

Marfat.com

بائیں ہاتھ سے کھانے کی سزا	45	جھوٹ کا انجام	46
عیینہ بن بدر کی عجیب وغریب کہانی	46	خارجیوں کے متعلق نبی کی پیشین گوئی	47
حضرت علیؓ کی خوارج سے جنگ اور سردار خوارج حرقوص کا قتل	49	انصار ومہاجرین کی فرمان برداری اور تین شریروں کی نافرمانی	50
اقرع، عیینہ اور عباس کے اعلانات	51	بنی سلیم کی طرف سے عباس کی تردید	51
قیدی باندیوں سے ہمبستری کی شرائط	51	عیینہ کے حصہ کی بڑھیا اور لالچ	52
بڑھیا کا سنِ وصال	52	عیینہ کی نافرمانی اور آنحضرت ﷺ کی بددعا	53
عیینہ کو لالچ کی سزا	53	قومیت کی خاطر لڑنے والے کا عبرتناک انجام	54
غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین کی حالت اور عبرتناک انجام	57	علی ؓ کی گھر پر تعیناتی	57
منافقین گومگو میں	58	مدینہ سے کوچ اور منافقین کی ہمراہی	58
ابن ابی کے واپسی کے حیلے	58	رومیوں کا خوف دلا کر ہراس انگیزی کی کوشش	59
یہودی کے گھر منافقوں کا اجتماع	59	نبی ﷺ کو اطلاع اور باز پُرس	59
منافقین کے حیلے بہانے	60	جد ابن قیس کی حیلہ سازیاں	60
جد کا بیٹے پر غیظ وغضب	61	منافقوں کے عطیات نامقبول	61
منافقین کی طرف سے گرمی کا بہانہ	62	کچھ دیہاتیوں کا عذر	62
منافقین کی بلا عذر پہلوتہی	63	علی ؓ کے چھوڑنے پر منافقین کی افواہیں	63
علی ؓ کو قریشی پھبتیوں کا ڈر	64	گریز کرنے والوں سے بے نیازی	65
ابوخیثمہ کا گریز	65	سامانِ راحت پر نبی ﷺ کے لئے تڑپ اور جہاد کیلئے روانگی	66
نبی ﷺ کے حضور میں ابوخیثمہ کی حاضری	66	علاقہ ثمود میں آندھی کی پیشین گوئی	67
حکم کی خلاف ورزی کا انجام	67	لشکر میں پانی کی نایابی اور تشنہ لبی	68
آنحضرت ﷺ کی دعا سے سیرابی	68	معجزہ اور ایک منافق کی ہٹ دھرمی	69
آنحضرت ﷺ کی اونٹنی کی گمشدگی	70	منافقین کی زبان زوری اور اونٹنی کی بازیافت	70
ہمراہی منافقین کی خوفناک سازش	71	سازشیوں کے لئے بددُعا	75
مسجد ضرار	77	مسجد ضرار مسجد قبا کے مقابلے پر	78
مسجد ضرار پھوٹ کا شاخسانہ	79	مسجد ضرار کا مصرف	79

Marfat.com

مسجد ضرار ابو عامر کی سازش	79	مسجد میں آنحضرت ﷺ کو دعوت	79
آنحضرت ﷺ کا عذر اور وعدہ	80	مسجد ضرار کو مسمار کرنے کا حکم	80
اس زمین کی نحوست	80	اس زمین پر کوڑی ڈالنے کا حکم	81
والدین کی نافرمانی کا عبرتناک انجام	82	ماں باپ کا ادب واحترام اور خدمت	82
جیسی کرنی ویسی بھرنی.....والدین کی گستاخی پر عبرتناک انجام	84	بیٹے کی ماں باپ سے ہاتھا پائی..... ایک عبرتناک انجام	89
جس سے والدین ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض	92	والدین کی نافرمانی کرنیوالوں کیلئے سخت عذاب	93
ماں کو اذیت پہنچانے والے کا عبرتناک انجام	96	اولاد کی دینی تربیت نہ کرنیوالوں کا عبرتناک انجام	97
پاکستان میں بھی بوڑھے والدین کا مقام اولڈ ہاؤسز.....؟	97	بیٹے نے آنکھیں پھیر لیں.....دنیا اندھیر ہے	101
کیا دولت سے سب کچھ خریدا جاسکتا ہے!	102	وہ بھلا میری چند سانسوں کا بوجھ کیسے اٹھائیں گے؟	102
اشرف شاہ کی دردناک کہانی	104	ایک دردناک کہانی کے تین مناظر	107
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	110	ایک میجر (ر) کی دردناک داستان	111
مسز بخاری کی افسوسناک کہانی	111	ایک خاتون، جس کی میت وصول کرنے سے انکار کر دیا گیا	114
پاک آرمی کے ایک (ر) میجر کی کہانی	114	قائداعظم کا ڈرائیور بھی اولڈ ہاؤس میں مرا	115
اولڈ ہاؤسز میں والدین کو داخل کروانے کی شرح بڑھ گئی:	116	اولاد کی دینی تربیت کیجئے ورنہ.....!	116
تربیتِ اولاد کی اہمیت وافادیت	117	روزِ محشر ایک بچے کی فریاد	118
تجھ سے پہلے جو یہاں تخت نشین تھا	122	والدین کی بددعا سے بری موت کے مشاہدات	123
حقوق فرائض کو اہمیت نہ دینے والوں کا عبرتناک انجام	126	بیوی کے حقوق اور اس کی حیثیت	126
حقوق العباد سے غفلت	126	غیبت حقوق العباد میں داخل ہے	127
"احسان" ہر وقت مطلوب ہے	127	وہ خاتون جہنم میں جائے گی	128
وہ خاتون جنت میں جائے گی	129	مفلس کون؟	129
حقوق العباد میں چوتھائی دین ہے	130	اسلام سے پہلے عورت کی حالت	130

Marfat.com

خواتین کے ساتھ حسن سلوک	131	قرآن کریم صرف اصول بیان کرتا ہے	132
گھریلو زندگی، پورے تمدن کی بنیاد ہے	132	عورت کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہونے کا مطلب	133
یہ عورت کی مذمت کی بات نہیں ہے	134	عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری تقاضا ہے	134
''غفلت'' عورت کے لئے حسن ہے	134	زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو	135
سارے جھگڑوں کی جڑ	135	اس کی کوئی عادت پسندیدہ بھی ہوگی	136
ہر چیز خیر وشر سے مخلوط ہے	137	انگریزی کی ایک کہاوت	137
اچھائی تلاش کروگے تو مل جائے گی	137	کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں	138
عورت کے اچھے وصف کی طرف نگاہ کرو	138	ایک بزرگ کا سبق آموز واقعہ	138
حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ اور نازک مزاجی	139	ہمارے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں	139
بیوی کو مارنا بداخلاقی ہے	140	بیوی کی اصلاح کے تین درجات	140
بیوی کو مارنے کی حد	141	بیویوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک	142
حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی کرامت	142	طریقت بجز خدمت خلق نیست	143
صرف دعویٰ کافی نہیں	144	خطبہ حجۃ الوداع	144
میاں بیوی کے تعلقات کی اہمیت	145	ایک نادان لڑکی سے سبق لو	146
عورت نے تمہارے لئے کتنی قربانیاں دی ہیں	147	اس کے علاوہ تمہارا ان پر کوئی مطالبہ نہیں	147
ساس سسر کی خدمت واجب نہیں	148	ساس سسر کی خدمت اس کی سعادت مندی ہے	149
بہو کی خدمت کی قدر کریں	149	ایک عجیب واقعہ	149
ایسا شخص کھانے کی تعریف نہیں کرے گا	150	شوہر اپنے ماں باپ کی خدمت خود کرے	150
عورت کو اجازت کے بغیر باہر جانا جائز نہیں	151	دونوں مل کر زندگی کی گاڑی کو چلائیں	152
اگر بے حیائی کا ارتکاب کریں تو؟	152	بیوی کو جیب خرچ الگ دیا جائے	153
خرچہ میں فراخدلی سے کام لینا چاہئے	153	رہائش جائز، آسائش جائز	154
آرائش بھی جائز	154	نمائش جائز نہیں	154
فضول خرچی کی حد	155	یہ اسراف میں داخل نہیں	155
ہر شخص کی کشادگی الگ الگ ہے	156	اس محل میں خدا کو تلاش کرنے والا احمق ہے	156
غلبہ حال کی کیفیت قابل تقلید نہیں	157	آمدنی کے مطابق کشادگی ہونی چاہئے	158
بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟	158	اس کا بستر چھوڑ دو	159
چار ماہ سے زیادہ سفر میں بیوی کی اجازت	159	بہتر لوگ کون ہیں؟	160

Marfat.com

''حسن اخلاق'' دل کی کیفیت کا نام ہے	161	اخلاق پیدا کرنے کا طریقہ	162
اللہ کی بندیوں کو نہ مارو	162	صحابہ کرام ہی اس لائق تھے	163
یہ عورتیں شیر ہوگئیں ہیں	163	یہ اچھے لوگ نہیں ہیں	164
دنیا کی بہترین چیز ''نیک عورت''	165	بری عورت سے پناہ مانگو	166
شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت	167	آج ہر شخص اپنا حق مانگ رہا ہے	167
ہر شخص اپنے فرائض ادا کرے	168	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انداز	169
زندگی استوار کرنے کا طریقہ	170	ابلیس کا دربار	171
مرد عورت پر حاکم ہے	172	آج کی دنیا کا پروپیگنڈہ	172
سفر کے دوران ایک کو امیر بنالو	173	اسلام میں امیر کا تصور	174
امیر ہو تو ایسا	175	میاں بیوی میں دوستی کا تعلق ہے	176
ایسا رعب مطلوب نہیں	177	حضور کی سنت دیکھئے	177
بیوی کے ناز کو برداشت کیا جائے	178	بیوی کی دلجوئی سنت ہے	179
بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق سنت ہے	180	زندگی قانون کے خشک تعلق سے نہیں گزر سکتی	183
بیوی کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو	183	ایسی عورت پر فرشتوں کی لعنت	184
شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھے	185	شوہر کی اطاعت نفلی عبادت پر مقدم ہے	186
گھر کے کام کاج پر اجر وثواب	186	جنسی خواہش کی تکمیل پر اجر وثواب	186
اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں	187	قضا روزوں میں شوہر کی رعایت	187
بیوی کسی غیر کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے	188	حضرت اُم حبیبہ کا اسلام لانا	189
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح	190	متعدد نکاح کی وجہ	191
غیر مسلم کی زبان سے تعریف	191	آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں	192
بیوی فوراً آجائے	193	نکاح جنسی تسکین کا حلال راستہ	193
نکاح کرنا آسان ہے	194	برکت والا نکاح	194
حضرت ابوعبدالرحمٰن بن عوف کا نکاح	195	آج نکاح کو مشکل بنادیا گیا ہے	196
جہیز موجودہ معاشرے کی ایک لعنت	197	عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے	197
یہ دو دلوں کا تعلق ہے	198	سب سے زیادہ قابل محبت ہستی	199
جدید تہذیب کی ہر چیز الٹی	199	عورت کی ذمہ داری	200
وہ عورت سیدھی جنت میں جائیگی	201	وہ تمہارے پاس چند دن کا مہمان ہے	201

Marfat.com

مردوں کے لئے شدید ترین آزمائش	202	عورت کس طرح آزمائش ہے؟	202
ہر شخص نگہبان ہے	204	''امیر'' رعایا کا نگہبان ہے	204
''خلافت'' ذمہ داری کا ایک بوجھ	204	مرد، بیوی بچوں کا نگہبان ہے	206
''عورت'' شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے	206	خواتین حضرت فاطمہ کی سنت اختیار کریں	207
خواتین کے لئے نسخہ کیمیا ''تسبیح فاطمی''	208	اولاد کی تربیت ماں کے ذمہ ہے	208
رسول اللہ ﷺ کی چند ضروری نصائح	209	اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ	211
ناحق قتل اور قطع رحمی کرنے والوں کا عبرتناک انجام	214	ناحق قتل کرنا سب سے بڑا گناہ ہے	215
ناحق قتل کا عبرتناک انجام	217	مقتول نے قاتلوں کو مار دیا	221
بہن کا خیال نہ رکھنے والے کو سخت عذاب	224	گناہوں کی لذت ایک دھوکہ	227
جنت اور جہنم پردے میں	227	جہنم کے انگارے خریدنے والا	228
جنت کی طرف جانے والا راستہ	228	ہر خواہش کو پورا کرنے کی فکر	229
انسان کا نفس لذتوں کا خوگر ہے	229	خواہشات نفسانی میں سکون نہیں	230
لطف اور لذت کی کوئی حد نہیں	230	امریکہ میں ''زنا بالجبر'' کی کثرت کیوں؟	231
یہ پیاس بجھنے والی نہیں	232	گناہوں کی لذت کی مثال	232
تھوڑی سی مشقت برداشت کرلو۔	233	یہ نفس کمزور پر شیر ہے	233
نفس دودھ پیتے بچے کی طرح ہے	234	اس کو گناہوں کی چاٹ لگی ہوئی ہے	234
سکون اللہ کے ذکر میں ہے	235	اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا	236
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے	237	ماں یہ تکلیف کیوں برداشت کرتی ہے؟	238
محبت تکلیف کو ختم کردیتی ہے	238	مولیٰ کی محبت لیلیٰ سے کم نہ ہو	239
عبادت کی لذت سے آشنا کردو	240	حضرت سفیان ثوریؒ کا فرمان	240
مجھے تو دن رات بے خودی چاہئے	241	نفس کو کچلنے میں مزہ آئے گا	242
ایمان کی حلاوت حاصل کرلو	242	دل تو ہے ٹوٹنے کے لئے	243
کون سے عمل دوزخ کی طرف لے جائیں گے	244	جہنم میں لے جانے والے اعمال	245
ترک عبادات	246	حرام مال کمانا	248
اعضاء کا غلط استعمال	250	فلمیں اور ڈرامے	251
حقوق العباد کا ضیاع	252	باطنی امراض	253

Marfat.com

اخلاقی خرابیاں	253	زنا کاروں کا عبرتناک انجام	255
زنا کاری کی چھ برائیاں	255	زانی کی گردن میں آگ کی زنجیر ہوگی	256
اجنبی عورت سے ہاتھ ملانے والا دردناک عذاب میں مبتلا	257	زنا کار کا عبرت ناک انجام	261
بدکاری (زنا) کے روحانی نقصانات	262	پہلا نقصان: اللہ کی لعنت	262
دوسرا نقصان: سکون قلب کا چھن جانا	263	ہزاروں بار گناہ کرنے سے بھی سکون نہیں مل سکتا	264
لواطت اور بدکاری کرنے والوں کا عبرتناک انجام	274	ایک لواطت کرنے والے کا عبرت ناک واقعہ	275
لواطت شیطان کو بہت زیادہ پسند ہے	275	لواطت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت	276
ہم جنس پرستی کرنیوالی عورتوں کے لئے درد ناک عذاب	276	قیامت کے دن لواطت کرنے والوں کی پیشانیوں پر آئسین من رحمتی لکھا ہوا ہوگا	277
لواطت اور جدید سائنس	278	ہم جنس پرستی اور ماہنامہ گرل فرینڈ کے بورڈ آف ڈاکٹرز کی رائے	279
ہم جنس پرستی کی اسلامی سزا	280	عورتوں کی ہم جنسی	281
لواطت کرنے والوں کی سزا، اسلام میں	281	مشت زنی کے نقصانات	282
پسند کی شادی	289	آرزوئے نعمت نہ رہے تو نعمت بھی نہیں رہتی	291
محبت کی شادیاں ناکام شادیاں	294	محبت کی شادی اور اسلام	297
ایک خبر کئی سبق	299	شادی بیاہ کی رسوم کا نتیجہ	301
ناچ گانے کی تباہ کاریاں	303	لو میرج کا انجام	304
ہندوانہ رواج	304	شرعی پردہ اور اس کے عوامل و مقاصد	307
پردہ غیر مسلم کی نظر میں	316	پردہ اور جدید ریسرچ	320
عورت کے اندر بے حجابی کا رجحان پیدا کیا گیا	321	کیا حجاب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟	322
موجودہ دور میں پردے کی تصویر کشی	323	عورت.....اے عورت	325
کل کی بیٹی اور کل کی بہن	327	آج کی بیٹی، آج کی بہن	328
آزادی نسواں کا مغربی تصور اور مسلمان عورت	335	مساوات مرد و زن اور اسلام	340
عورت کی طاقت	346	رسول اکرم کی نافرمان عورتوں کا عبرتناک انجام	350
پہلی عورت کے عذاب کا سبب "بے پردگی"	351	گھر کے اندر رہنے والے نامحرم مردوں سے پردہ کا طریقہ	352

Marfat.com

دوسری عورت پر عذاب کا سبب ''زبان درازی''	354	زبان درازی سنگین گناہ ہے	354
بے حیائی کے سنگین نتائج	355	باپ اور بیٹی کے درمیان حیا کا پردہ	356
ٹی۔وی کا وبال	356	چوتھی عورت پر عذاب کا سبب ''استہزاء''	357
پانچویں خاتون پر عذاب کا سبب ''چغلی''	359	غیبت اور چغلی میں فرق	359
گھر کے افراد میں چغلی	360	چھٹی عورت پر عذاب کا سبب ''احسان جتلانا اور حسد کرنا''	361
موسیقی اور اس کے نقصانات	364	موسیقی بجانے اور سننے والے دونوں ملعون ہیں	369
نوحہ کرنے کا عذاب	371	نوحہ کرنے والی پر اللہ کی لعنت	371
قیامت کے دن نوحہ کرنے والی کے چہرہ پر آگ بھڑک رہی ہوگی	374	نوحہ کرنا کفر کے مترادف ہے	375
صبر کرنے والے عشر الٰہی کے قریب ہوں گے	376	فحاشی پھیلانے والوں کا عبرتناک انجام	382
پاکستان فحاشی کے دروازے پر	382	اسلامی جمہوریہ پاکستان شاہراہِ مغربیت وفحاشی پر	388
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے	390	نصیحت آموز خواب	391
عبرتناک واقعہ	391	الحاج بھائی عبدالوہاب صاحب کا ایک خواب	393
ٹی وی کے مہلک نتائج	394	ٹیلی ویژن بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے	395
ٹی وی سے کینسر	396	ٹی وی سے دیگر نقصانات	397
ٹی وی کے فضائی اثرات	397	لہوالحدیث کی تشریح.....	399
کچے ذہنوں کی حفاظت	404	مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا	410
پاکستان میں مغربی ثقافت وملحدانہ افکار کا نفوذ	412	مغرب کی اندھی تقلید.....خطرناک نتائج	419
روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ	424	کراچی میں زبردستی حجاب اُتروادیئے گئے	427
تہذیب یورپ	429	والدین اور یورپ	430
خونی بسنت کیعبرتناک نتائج	435	حرام کھانے کی نحوستیں	458
دولت کی ہوس کا عبرت ناک انجام	469	رشوت لینے والوں کا عبرت ناک انجام	471
سودخوروں کا عبرت ناک انجام	479	شراب پینے پلانے والوں کا انجام	491
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا عبرتناک انجام	502	عذاب قبر ایک حقیقت ہے	516
آیئے! گناہوں سے توبہ کیجئے!	525	کتابیات	527

Marfat.com

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر چالیس میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اے محمد ﷺ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔"

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی اطاعت کے بارے میں بے حد اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے، بہت سے لوگ اطاعت کے مفہوم سے آگاہ ہیں لیکن رسول ﷺ کی اطاعت، تابعداری کی دیگر اقسام سے بالکل مختلف نوعیت کی ہے، جیسا کہ اوپر کی آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا، اہلِ ایمان کو آپ کی اطاعت دل کی گہرائیوں سے ذرا بھی شبہ اور کسی بھی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس کئے بغیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص آپ کی ارشاد کے صحیح ہونے پر ذرا سا بھی شک محسوس کرے یا اپنے نظریات کو آپؐ کے نظریات کے مقابلے میں صحیح تر گردانتا ہو تو اس آیت کے مطابق وہ صحیح مومن قرار نہیں پاتا۔

صحیح عقیدہ اور صحیح نظریہ رکھنے والے اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ جو کچھ خدا کا رسول ارشاد فرماتا ہے ان کے لئے بہتر بات وہی ہے، خواہ آپس کے الفاظ ان کے ذاتی مفاد کے منافی ہوں تب بھی وہ انہیں بڑے اشتیاق اور بڑی عقیدت کے ساتھ قبول کرتے ہیں، یہی کردار سچے ایمان کی نشانی ہے جب اہلِ ایمان اس جذبۂ عقیدت و احترام کے ساتھ رسولِ

Marfat.com

خدا کی اطاعت کرتے ہیں تو انہیں خدا کی جانب سے نجاتِ اخروی کی بشارت ملتی ہے قرآن کی یہ آیات اس خوشخبری کے سلسلے میں ہیں:

ومن یطع اللّٰہ والرسول فاُولٰئک مع الذین انعم اللّٰہُ علیھم من النبیّٖنَ وَالصِّدّیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاO

''جولوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں''

قل اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حمّلتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین. (سورۃ النور)

''کہو! اللہ کے مطیع بنو اور رسول کے تابع فرمان بن کر رہو، لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ رسول پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار وہ ہے، اور تم پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو، اس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے''

ومن یطع اللّٰہ ورسولہٗ ویخش اللّٰہ ویتقہِ فاُولٰئک ھم الفائزونO

''جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں، کامیاب وہی ہیں''

جیسا کہ انہی آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ راہِ ہدایت پر وہی ہوں گے جو رسول ﷺ کی دل و جان سے اطاعت کریں گے، تاریخ کے تمام ادوار میں لوگوں کی آزمائش انبیا کی اطاعت کرنے کے حوالے سے ہی کی جاتی ہے، خدا نے اپنے پیغمبروں کا امتحان ہمیشہ

Marfat.com

انسانوں میں سے ہی کیا ہے، اس ضمن میں بعض تنگ نظر اور غیر دانشمندانہ افراد خود کو اس بات پر امادہ نہ کر سکے کہ اپنے میں سے کسی آدمی کی یا کسی ایسے آدمی جوان سے بڑھ کر دولت مند نہ ہو اس کی اطاعت کس طرح کی جائے، بہر حال خدا نے اپنے رسولوں کا انتخاب کیا، انہیں قوت و نصرت عطا فرمائی اور علم و بصیرت کا خزانہ دیا مختصر یہ کہ معترضین جس چیز کو سمجھنے سے قاصر رہے تھے کہ خدا جس کو بھی چاہتا ہے اسے منتخب کرتا ہے، ایک مخلص مومن خلوصِ دل کے ساتھ خدا کے منتخب کردہ رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جتنی بھی رسول کی اطاعت کرے گا، یہ دراصل خدا کی اطاعت اور بندگی ہوگی، جو لوگ خدا کے سامنے اپنا سر جھکاتے اور دین کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں وہ اس کے رسول کی بھی اطاعت کرتے ہیں، خدا اپنے ان اطاعتگذار بندوں کی کیفیت کو یوں بیان فرماتا ہے:

بلٰی من اسلم وجھهٗ للّٰه وھو محسن فلهٗ اجرهٗ عند ربهٖ ص ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون O (سورہ البقرہ)

''حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے اس کے لئے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لئے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں''

جو لوگ اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا رکھتے ہیں ان کے سارے اعمال ضائع ہیں

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے قرآن پاک میں یوں فرماتا ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی آواز نبیؐ کے آواز سے بلند نہ کرو نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسولِ خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست

Marfat.com

رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت ہے اور اجر عظیم۔" (الحجرات)

خدا کے پیغمبر اہل ایمان کو ہمیشہ صحیح اور خوبصورت ترین راستے کی طرف بلاتے ہیں، اس میں ایسے اوقات بھی آتے ہیں جن میں پیغمبروں کی دعوت، گردوپیش کے لوگوں کے مفادات سے متصادم ہو جاتی ہے تاہم پیغمبر پر ایمان لانے والے اور ان کی اطاعت کا دم بھرنے والے افراد اپنی من مانی کرنے کے بجائے، خدا اس کے رسولؐ اور قرآن کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

دوسری جانب کمزور ایمان والے لوگ یا وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفس کو قابو نہیں رکھ سکتے نافرمانی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یا بوجہ کمزوریٔ ایمان پیغمبر کی دعوت پر لبیک کہنے سے قاصر رہتے ہیں۔ جیسا کہ متذکرہ بالا آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کی آوازیں ایمان کا اظہار کر دیتے ہیں۔

اس امر کا امکان بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی وجہ سے پیغمبر کے ارشادات کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں اور اونچی آواز میں بولنے لگیں۔ خدا انہیں خبردار کرتا ہے ایسا کرنے والوں کے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ ان لوگوں پر یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کی تمام مساعی جو وہ تبلیغِ دین کے لئے صبح و شام بروئے کار لاتے ہیں ان نافرمانیٔ پیغمبر کی بنا پر ضائع ہو جائیں گے۔ یہ بہت اہم حقیقت ہے جس کا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے۔ خدا نے مسلمانوں کو نیک اعمال کرنے، اسلام کے اجتماعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے، قرآن میں بتائے ہوئے اخلاقی ضابطوں کی سختی سے پیروی کرنے، فیاضی کرنے، استقامت کا مظاہرہ کرنے، رواداری اور صبر و برداشت کا رویہ اختیار کرنے، حق و صداقت کا علم بلند رکھنے اور مذہب کے وفادار رہنے کی تلقین کی ہے۔ بلاشبہ یہ سب اعمال عبادت ہی کی مختلف اشکال ہیں جو اگلے جہان میں بہت کام آئیں گے۔

تاہم جیسا کہ سورۃ الحجرات میں دیکھ چکے ہیں۔ پیغمبر خدا کے بارے میں ذرا سا بھی منافی ادب رویہ کسی بھی شخص کے تمام اعمال صالح کے ضائع ہو جانے کا سبب بن سکتا

Marfat.com

ہے۔ بلاشبہ ان آیات نے ہمیں ایک بار پھر یہ یاد دلایا ہے کہ پیغمبر خدا کی اطاعت کرنا اور ان کا احترام کرنا کتنا اہم معاملہ ہے۔

قرآن مجید میں طالوت اور ان کی فوج کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، ہمیں وہ بھی خدا کے رسول کی اطاعت کی اہمیت سے آگاہ کرتا ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ جب طالوت اپنی فوج لے کر دشمن کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے اپنے آدمیوں کو راستے میں آنے والے دریا میں سے پانی پینے سے منع فرما دیا۔ آگے اس کی تفصیل اس آیت میں رجوع فرمائیں:

"پھر جب طالوت لشکر لے کر چلا تو اس نے کہا، ایک دریا پر اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہونے والی ہے جو اس کا پانی پیئے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی وہ ہے جو اس سے پیاس نہ بجھائے۔ ہاں ایک آدھ چلو کوئی پی لے۔ مگر ایک گروہ قلیل کے سوا سب اس دریا سے سیراب ہوئے۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھی مسلمان دریا پار کر کے آگے بڑھے تو انہوں نے طالوت سے کہہ دیا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں لیکن جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے، انہوں نے کہا "بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (البقرہ:۲۴۹)

جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے، جو لوگ طالوت کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے، کمزور پڑ گئے اور جنہوں نے فرمانبرداری کی، خدا نے انہیں طاقت عطا فرما دی اور وہ تائید ایزدی سے تعداد میں کم ہونے کے باوجود دشمن پر غالب آ گئے۔

خدا نے اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک بار پھر اس راز سے آگاہ کر دیا ہے کہ قوت، فتح یابی اور برتری کا انحصار مال و دولت، حیثیت و مرتبے اور عددی اکثریت و برتری وغیرہ پر نہیں ہے۔ جو کوئی بھی حدود اللہ کا احترام کرتا ہے اس کے احکامات کی پابندی

Marfat.com

اور نبی کی اطاعت کرتا ہے تو خدا اسے دوسروں پر غالب کر دیتا ہے۔

اسے عقل و دانش، صحت و تندرستی، خوبصورتی اور مال و دولت بھی عطا کرتا ہے اور رسولوں کے دوش بدوش خدا کی راہ میں جدوجہد کرنے پر آخرت میں بھی ہمیشہ کے لئے جنت میں رہے گا اور جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے، دنیا اور آخرت میں ذلت کے سوا کچھ بھی اُس کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

افسوس کہ آج ہم میں رسول ﷺ کی نافرمانی بہت زیادہ ہوگئی ہے، اس لئے پوری امتِ مسلمہ آج دکھوں، پریشانیوں اور مصیبتوں کا شکار ہے، اور یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے..... کیا آج ہم رسول ﷺ کے ارشادات طیبات اور احکامات کو اپنی زندگی میں لاگو کریں گے۔ یہ کتاب اسی احساس کے پیش نظر مرتب کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

محمد عبداللہ مدنی

۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

بے نمازیوں کا عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتبًا موقوتًا۔ (النساء:۱۳)

''بے شک نماز مومنین کے لیے وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے''

مزید فرمایا:

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون O (الماعون ۵)

''ایسے نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں''

اس آیت کی تشریح میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ویل جہنم کی ایسی وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے اور یہ ان لوگوں کو ٹھکانہ ہے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمان اور مشرک کے درمیان فرق کا ذریعہ صرف نماز ہے۔ گویا کسی نے نماز کا انکار کرتے ہوئے اس کو ترک کیا تو اس کفر کیا۔

تارک نماز کیلئے پندرہ دردناک سزائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے معاملے میں غفلت اور تکاسل برتے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو پندرہ (۱۵) قسم کی سزائیں دیتے ہیں: چھ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قیامت کے دن۔

Marfat.com

تارک نماز کے لیے دنیا کی سزائیں

(۱) عمر سے برکت کا ختم ہونا' (۲) چہرے سے نور کا ختم ہونا' (۳) مزید کسی نیک کام کی توفیق نہ ہونا (۴) دعا کا قبول نہ ہونا' (۷) دنیا میں اس کی عادات کو ناپسند کیا جاتا ہے (۶) نیکوکار لوگوں کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

موت کے وقت کی تین سزائیں

(۱) تارک نماز ذلیل ہو کر مرے گا' (۲) بھوک کی حالت میں موت آئے گی اور (۳) پیاس کی حالت میں موت آئیگی' اگرچہ دنیا کے تمام کے سمندر بھی اس کی پیاس بجھانے کیلئے اس کو پیش کر دیئے جائیں۔

قبر کے تین عذاب

(۱) اللہ تعالیٰ قبر کو اتنا تنگ کر دیتے ہیں کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، (۲) اس کی قبر آگ سے بھر دی جاتی ہے اور صبح و شام اس کو آگ کے شعلوں میں ڈالا جاتا ہے، (۳) اللہ تعالیٰ ایک ایسا اژدہا مسلط کرتے ہیں جس کا نام ''شجاع اقرع'' (گنجا بہادر) ہے، جس کی آنکھیں آگ سے اور اس کے ناخن لوہے سے بنے ہیں، اس کے ایک ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہے، وہ کہتا ہے کہ میں ''شجاع اقرع'' ہوں، اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے، وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز فجر ضائع کرنے پر عصر سے مغرب تک، نماز مغرب ضائع کرنے پر مغرب سے عشاء تک اور نماز عشاء ضائع کرنے کی وجہ سے عشاء سے فجر تک مارتا رہوں، اژدہا کی ایک ضرب بے نمازی کو ستر ہاتھ زمین میں گاڑ دیتی ہے اور وہ اپنے آہنی ناخن زمین کے نیچے داخل کر کے اس کو باہر نکالتا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یا اللہ! ہم سب کو عذاب قبر سے بچا۔

قیامت کے دن کی سزائیں

(۱) اللہ تعالیٰ بے نمازی پر قیامت کے دن ایک فرشتے کو مسلط فرمائیں گے جو

Marfat.com

بے نمازی کو جہنم کی آگ کی طرف منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جائے گا

(۲) حساب کے وقت اللہ تعالیٰ غصہ کی نظر سے دیکھیں گے۔

(۳) اللہ تعالیٰ بے نمازی کا سخت ترین حساب لینے کے بعد اس کو جہنم کے بد ترین مقام کی طرف لے جانے کا حکم دیں گے۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز تیرے میزان کو جھکانے والی چیز ہے اگر اس نے تیرا میزان برابر کر دیا تو نجات پا گیا اور اس نے کمی کر دی تو تجھے عذاب دیا جائے گا۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چالیس دن تک، کسی رکعت کے فوت کیے بغیر، صبح کی نماز با جماعت نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ آگ اور نفاق سے اس کی برأت کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز با جماعت ادا کی اور پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ کے ذکر کیلئے بیٹھا رہا تو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اس کیلئے ایک محل، بعض روایات کے مطابق ستر محل، بنا دیتے ہیں اور ہر محل کے ستر دروازے ہیں اور ہر دروازہ سونے اور چاندی سے بنا ہے۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی مثال، تمہارے گھر کے سامنے رواں نہر کی طرح ہے کہ جس میں تم روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرو یہاں تک کوئی میل باقی نہ رہے، اسی طرح نماز بھی گناہوں کو صاف کر دیتی ہے۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے فرض نمازوں پر ان کے اوقات میں کامل وضو اور خشوع و خضوع والے رکوع و سجود کے ساتھ ہمیشگی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازوں کی حفاظت کی اس کے لئے قیامت کے روز نجات اور نور ہوگا اور جس نے نمازوں کی حفاظت نہ کی تو اس کے لیے قیامت کے روز نجات، نور اور آگ سے حفاظت بھی نہیں ہوگی۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے چہرے کو نماز میں سجدہ کرتے

Marfat.com

ہوئے مٹی لگی اس کے چہرے کو آگ ہرگز نہیں چھو سکے گی کیونکہ فرشتے ایسے شخص کیلئے مسلسل دُعا کرتے رہتے ہیں جس کے چہرے اور پیشانی پر پر خلوص سجدوں کا نشان موجود ہو۔

◉ ..... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابھی رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک آپ کے سینہ مبارک میں تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو نماز اور تمہارے ملازموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ خاموش ہونے تک مسلسل اسی کی وصیت کرتے رہے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص جان بوجھ کر ایک فرض نماز ترک کر دیتا ہے تو جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص جہنم میں ضرور داخل ہوگا۔

تارک نماز بد بخت اور محروم ہے

◉ ..... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! کہا کرو کہ اے اللہ! ہم کو بد بخت اور محروم نہ کرنا، پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ بد بخت اور محروم کون شخص ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہم کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا: نماز چھوڑنے والا بد بخت اور محروم ہے کیونکہ ایسے شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ، صحت کے باوجود نماز چھوڑنے والے کی، توحید، امانت، صداقت، روزہ اور گواہی کو قبول نہیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور اس کے رسول ایسے شخص سے بری ہیں۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صحت کے باوجود نماز چھوڑنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اس کے لیے دردناک عذاب مقدر ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

Marfat.com

قیامت کے دن نماز چھوڑنے والے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

◉..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے دس (۱۰) آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کیلئے جہنم کا فیصلہ فرمائیں گے اور ان کے چہروں کی ہڈیوں پر گوشت نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) عمر رسیدہ شخص جو زانی ہو (۲) گمراہ کرنے والا امام (۳) شرابی (۴) والدین کا نافرمان (۵) چغل خور (۶) جھوٹی گواہی دینے والا (۷) زکوٰۃ کا انکار کرنے والا (۸) سود خور (۹) ظلم کرنے والا (۱۰) بے نمازی، تارک نماز کیلئے قیامت کے روز دوگنا عذاب ہوگا، اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن پر باندھ دیا جائے گا اور فرشتے اس کے چہرے، اس کی پشت اور پہلو میں ماریں گے۔ جنت کہے گی کہ تو میرا اہل نہیں اور نہ ہی میں تیرے لائق ہوں جبکہ جہنم کہے گی کہ میں تیرے اہل ہوں اور تو بھی میرے لائق ہے، بخدا آج میں تجھ کو سخت ترین عذاب سے دوچار کروں گی، اس وقت بے نمازی کو بڑی تیزی سے جہنم میں داخل کر دیا جائیگا اور اس کے منہ کے بل آگ کے سب سے نچلے مقام میں فرعون، ہامان اور قارون کی طرف پھینک دیا جائے گا۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے نمازی کو زکوٰۃ دینا حلال نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ رہنا اور بیٹھنا جائز ہے کیونکہ اس پر آسمان سے ہر وقت لعنت نازل ہوتی رہتی ہے۔

◉..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو موت کے قریب دیکھا لیکن وہ اپنے والدین کا فرمانبردار تھا تو والدین کیلئے اُس کی فرمانبرداری نے موت کی سختیوں کو دور کر دیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس پر عذاب قبر مسلط کیا جا رہا ہے تو اس وقت وضو آیا اور اس نے اس کو عذاب قبر سے بچا لیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کو اس کو گناہ

Marfat.com

کے فرشتوں نے گھیر لیا تو اس وقت دیگر فرشتے اللہ کا ذکر لے کر آئے جو وہ آدمی دنیا میں کیا کرتا تھا، اس کی وجہ سے اس کی خلاصی ہوگئی، میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا تو نماز نے اس کو نجات دلائی، میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جو بے حد پیاسا تھا جب کبھی وہ حوض کے قریب ہوتا تو رش کی وجہ سے حوض تک نہ پہنچ پاتا تو روزے نے اس کی پیاس بجھا دی۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جو انبیاء کے حلقوں کے قریب کھڑا تھا، جب وہ ان کے ساتھ بیٹھنے کیلئے قریب ہوتا تو انبیاء اس کو دور کر دیتے۔ اس وقت نماز کی غرض سے اس کے غسل جنابت کرنے کی وجہ سے انہوں نے اس کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سامنے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے اندھیرے تھے تو اس کے حج اور عمرہ نے اس کو ان اندھیروں سے باہر نکال دیا، میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جو ایمان والوں سے بات کرنا چاہتا لیکن وہ اس کے ساتھ بات نہ کرتے تو اس وقت صلہ رحمی آئی اور کہا کے اے مومنین کی جماعت! یہ صلہ رحمی ہے تم اس سے بات کرو، اس پر مومنین نے اس سے مصافحہ کیا اور اس کو سلام کیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جو آگ، اس کی گرمی اور اس کے شعلوں کو اپنے ہاتھ سے دور کر رہا تھا تو اس وقت صدقہ آیا اور وہ اس کے چہرے کے آگے ڈھال، اس کے سر پر سایہ اور آگ سے پردہ بن گیا۔

بے نمازی کے لئے دردناک عذاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جو "لملم" کہا جاتا ہے جس میں اونٹ کی گردن کی طرح موٹے اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبے سانپ ہیں جو بے نمازی کو ڈسیں گے، یہ سانپ اپنے ڈنگ کو بے نمازی کے جسم میں ستر سال تک داخل کریں گے اور پھر اس کے گوشت اور ہڈیوں میں اپنے زہر کو پھیلا دیں گے۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والوں کو اسی وادی میں عذاب دیا جائے گا اور جہنم میں ایک وادی ہے جس

Marfat.com

کا نام ''جب الحزن'' اس میں بچھو ہیں اور ہر بچھو سیاہ خچر کے برابر ہے، ہر بچھو کے ستر ڈنگ ہیں اور ہر ڈنگ زہر آلود ہے، یہ بچھو بے نمازی کو ڈنگ ماریں گے اور اپنے زہر کو اس کے جسم میں پھیلا دیں گے اور وہ ہزار سال تک زہر کی حرارت اور شدت محسوس کرتا رہے گا پھر وہ اپنے زہر کو اس کے گوشت اور ہڈیوں میں پھیلا دیں گے اور اس کی شرمگاہ سے پیپ بہنا شروع ہوگی جس پر اہل دوزخ بھی اس پر لعنت بھیجیں گے۔

اے رحیم وکریم! ہمیں جہنم کی عذاب سے محفوظ رکھیو، اے کمزور و گنہگار انسان! جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے ہمیشہ توبہ کرتا رہ، چند اشعار کا مفہوم ہے کہ:

''رات کے اندھیرے میں کھڑا ہو اور آہستہ سے رات کی تاریکی میں اس ذات کی طرف چل جو تجھے دیکھ رہا ہے اور اس کی قربت حاصل کر اور کہا ہے سب سے بڑھ کر معاف کرنے والے تجھ سے نا اُمیدی نہیں، تو ہی میرا محسن اور جائے اُمید ہے، اے پروردگار! میری توبہ کو اپنے فضل سے قبول فرما، تو ہمیشہ اور بے شمار گناہوں کو مٹانے پر بھی قادر ہے، اے خدا! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور میرا لحاظ نہ رکھا تو میں کس کے سامنے اپنی حالت زار کی شکایت کروں گا اور کس سے وسیلہ چاہوں گا؟ یہ حقیقت ہے کہ جو گنہگار اس کے دروازے پر ذلیل ہو کر آتا ہے اور مصیبت کی وجہ سے اپنے کمزور و ناتواں جسم پر روتا ہے کہ شاید میرا مولا اور احسان کرنے والا سخاوت کا اظہار کرے تو اس وقت رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور اپنے فضل سے اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اس کو ذلیل سے مقبول بنا دیتی ہے۔''

Marfat.com

حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں

بعض نافرمانوں کا عبرتناک انجام

ارتداد اختیار کرنے والے کا انجام

جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے مقاطعہ یعنی بائیکاٹ کا واقعہ پیش آیا تو ان میں سے اکثر لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے تھے ہجرت کر کے حبشہ کو چلے گئے ان لوگوں میں حضرت جعفر ابن ابو طالب اور ان کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس بھی تھیں اس طرح مقداد ابن اسود، عبداللہ بن مسعود، عبیداللہ ابن جحش اور اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان بھی تھیں مگر یہ عبیداللہ ابن جحش حبشہ جا کر مرتد ہو گیا اور اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا پھر اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا، اس کی بیوی حضرت ام حبیبہؓ اسلام پر باقی رہیں جن سے بعد میں آنحضرت ﷺ نے نکاح فرمالیا۔

ایک مرتد.....

انہی حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میرا شوہر عبیداللہ بہت برے حال میں ہے اور اس کی صورت بگڑ گئی ہے (یہ خواب عبیداللہ کے مرتد ہونے سے پہلے کا ہے) صبح ہوئی تو ان کا شوہر اچانک ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"اے ام حبیبہ! میں نے اس دین پر اب غور کیا ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ عیسائی

Marfat.com

مذہب سے اچھا مذہب کوئی نہیں ہے۔ میں اس مذہب کے قریب آ گیا تھا مگر پھر میں نے محمد ﷺ کا دین اختیار کر لیا، مگر اب میں محمد ﷺ کے دین سے نکل کر عیسائی مذہب میں داخل ہو گیا ہوں۔"

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ سن کر کہا:

"خدا کی قسم اس میں تمہارے لئے کوئی خیر نہیں ہے۔"

اس کے بعد میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا، مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہنے لگا، یہاں تک کہ اسی حال میں وہ مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"اے ام المومنین!"

یہ سن کر میں گھبرا سی گئی اور میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح فرمائیں گے چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابو موسیٰ اور کچھ دوسرے لوگوں کی یمن سے ہجرت

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو اس وقت وہ یمن میں تھے چنانچہ اس خبر پر وہ تقریباً پچاس آدمیوں کے ساتھ ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے کے لئے ایک جہاز میں روانہ ہوئے مگر ہواؤں کے رُخ کی وجہ سے جہاز حبشہ میں جا پہنچا اور اس طرح یہ لوگ بھی نجاشی بادشاہ کے پاس پہنچ گئے وہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی موجود پایا۔ حضرت جعفرؓ نے ان لوگوں کو بھی وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد یہ سب حبشہ میں ہی رہتے رہے یہاں تک کہ خیبر کی فتح کے وقت حضرت جعفر سمیت یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

نجاشی کے پاس قریشی وفد

غرض حبشہ میں مسلمانوں کو بہترین پناہ گاہ اور بہترین پڑوسی ملے۔ جب مسلمان

Marfat.com

حبشہ میں جا کر رہنے لگے تو قریش نے ان کے پیچھے پیچھے عمرو ابن عاص اور عمارہ ابن ولید کو بھیجا (تا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف وہاں کے بادشاہ کو بھڑکا کر مسلمانوں کو وہاں سے نکلوادیں)۔

یہ عمارہ ابن ولید وہی نوجوان تھا جس کو قریشیوں نے ابوطالب کو دینا چاہا تھا تا کہ اس کے بدلے میں وہ آنحضرت ﷺ کو لے کر قتل کر دیں غرض یہ دونوں نجاشی بادشاہ کے لئے بہت سے ہدیئے اور تحفے لے کر گئے، ان ہدیوں میں گھوڑے اور ریشمی جبے شامل تھے، بادشاہ کے علاوہ ان لوگوں نے حبشہ کے دوسرے بڑے لوگوں کو ہدیئے اور تحفے دیئے تھے تا کہ اس طرح وہ لوگ اپنے یہاں آنے والے مسلمانوں کو قریشی کے حوالے کر دیں۔

جب یہ دونوں بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو سجدہ کیا اور اس کے بعد ایک بادشاہ کے دائیں رخ پر بیٹھ گیا اور دوسرا بائیں رخ پر بیٹھ گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ نے ان کا اعزاز کیا اور عمرو ابن عاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ پھر بادشاہ نے ان کو ہدیئے قبول کئے اس کے بعد انہوں نے بادشاہ سے کہا:

''ہمارے خاندان کے کچھ لوگ آپ کی سرزمین میں آئے ہیں، یہ لوگ ہم سے اور ہمارے معبودوں سے بیزار ہو گئے ہیں اور انہوں نے آپ کا دین بھی اختیار نہیں کیا ہے بلکہ ایک ایسے نئے دین میں شامل ہو گئے ہیں جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ اب ہمیں قریش کے بڑے لوگوں اور سرداروں نے جہاں پناہ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔''

نجاشی کی معاملہ فہمی

بادشاہ نے کہا: ''وہ لوگ کہاں ہیں؟''

انہوں نے جواب دیا کہ آپ ہی کے یہاں ہیں۔ بادشاہ نے فوراً ان کو بلانے کے لئے اپنے آدمی بھیجے (ادھر چونکہ حبشہ کے معزز لوگوں کو بھی قریشیوں نے ہدیئے اور تحفے دے کر خوش کیا تھا اس لئے انہوں نے قریشیوں کی تائید کی) چنانچہ انہوں نے بادشاہ سے کہا:

Marfat.com

''آپ ان مہاجروں کو ان دونوں قریشیوں کے حوالے کر دیجئے کیونکہ یہ ان لوگوں کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں۔''

مگر نجاشی بولا: ''ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم میں ان آنے والوں کو اس وقت تک کسی کے حوالے نہیں کروں گا جب تک یہ نہ جان لوں کہ وہ کس دین پر ہیں۔''

عمرو ابن عاص نے فوراً کہا: ''وہ جہاں پناہ کو سجدہ بھی نہیں کریں گے اور آپ کے طریقے اور آپ کے دین کے خلاف جب وہ آپ کے سامنے آئیں گے تو اس طرح آپ کو سلام بھی نہیں کریں گے جیسے سب لوگ کرتے ہیں۔''

دربار شاہی میں مسلمانوں کی طلبی

غرض اس کے بعد مسلمان وہاں دربار میں لائے گئے حضرت جعفرؓ نے مسلمانوں سے کہا: ''آج میں تم سب کی ترجمانی کروں گا۔''

کیونکہ جب مسلمانوں کو بلانے کے لئے نجاشی بادشاہ کا ایلچی ان کے پاس پہنچا تو سب مسلمان جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

''بادشاہ کے پاس پہنچ کر تم کیا کہو گے؟''

اس پر حضرت جعفر نے کہا تھا: ''ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے دیکھو جو ہونا ہے ہو جائے گا۔''

ادھر مسلمانوں کے آنے سے پہلے نجاشی بادشاہ نے اپنے تمام بڑے بڑے عیسائی عالموں کو دربار میں بلا لیا اور ان کو حکم دیا کہ نصرانی مذہب کی کتابیں اس کے چاروں طرف رکھ دیں۔

دربار میں حاضری

جب مسلمان بادشاہ کے محل پر پہنچے تو دربار کے دروازے پر سے حضرت جعفرؓ نے زور سے پکار کہا:

''جعفر دروازے پر موجود ہے اور اس کے ساتھ اللہ والوں کی جماعت

Marfat.com

ہے جو اندر آنے کی اجازت چاہتی ہے۔"

نجاشی نے کہا: "ٹھیک ہے، وہ اللہ کی امان اور اس کی پناہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

حضرت جعفر اور ان کے ساتھی دربار میں داخل ہوئے اور انہوں نے بادشاہ کو سلام کیا اس پر نجاشی نے حضرت جعفر سے کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم نے سجدہ نہیں کیا!؟"

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت جعفرؓ نے دروازے پر پکارا تو عمرو ابن عاص نے اپنے ساتھی عمارہ سے کہا۔

"تم دیکھ رہے ہو یہ لوگ کس طرح اللہ والوں کے نام کا اعلان کر رہے ہیں اور بادشاہ نے اس پر کیا جواب دیا ہے۔"

نجاشی کے سامنے جعفر کی حق گوئی

اس کے بعد عمرو نے بادشاہ سے کہا:

"جہاں پناہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ لوگ کس قدر مغرور ہیں کہ انہوں نے آپ کے طریقے کے مطابق آپ کو سلام بھی نہیں کیا۔"

یہ سن کر نجاشی نے حضرت جعفر سے کہا:

"تم نے میرے طریقے کے مطابق مجھے سجدہ اور سلام کیوں نہیں کیا؟"

حضرت جعفر نے کہا: "ہم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔"

نجاشی نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟

حضرت جعفر نے فرمایا:

"اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان ایک رسول بھیجا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں۔ اس کے رسول نے ہمیں بتلایا ہے کہ جنت والوں کا سلام وہی ہے جو ہم نے آپ کو کیا ہے اسی لئے ہم نے آپ کو اسی طریقے سے سلام کیا جس طریقے پر ہم ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔"

Marfat.com

نجاشی اس بات کو جانتا تھا کیونکہ یہ بات انجیل میں موجود تھی۔

اس کے بعد حضرت جعفر نے کہا

''اللہ کے رسول نے ہمیں نماز کا حکم دیا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔''

یہاں نماز سے مراد پانچ نمازیں نہیں ہیں کیونکہ پانچ نمازیں اس وقت تک فرض نہیں ہوئی تھیں بلکہ صرف وہی دو رکعت نماز صبح کی اور دو رکعت شام کی تھی۔ یعنی دو رکعتیں سورج طلوع ہونے سے پہلے اور دو رکعتیں سورج غروب ہونے سے پہلے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

اسی طرح یہاں زکوٰۃ سے مراد مطلق صدقہ ہے مال کی زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ مال کی زکوٰۃ مدینے میں ہجرت کے دوسرے سال میں فرض ہوئی تھی۔ یہاں زکوٰۃ سے ان کی مراد طہارت اور پاکی ہے۔

عمرو ابن عاص نے پھر نجاشی کو بھڑکانے کے لئے اس سے کہا:

''یہ لوگ ابن مریم یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدے میں آپ کے مخالف ہیں یہ ان کو اللہ جل مجدہ کا بیٹا نہیں کہتے۔''

اس پر نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا: ''تم لوگ ابن مریم اور مریم علیہما السلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟''

مسلمانوں نے کہا:

''ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جس کے ذریعہ کنواری مریم کو حاملہ کیا گیا۔ یعنی حضرت مریم ایسی ماں تھیں جو کنواری اور باکرہ تھیں اور جو کسی مرد کے ذریعہ حاملہ نہیں ہوئی تھیں جس کے ذریعہ بیٹا پیدا ہوتا ہے۔''

نجاشی نے اپنے عیسائی عالموں سے کہا:

''اے حبش کے لوگوں اور اے راہبو! یہ لوگ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہہ رہے ہیں جو تم کہتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یعنی محمد ﷺ اللہ

Marfat.com

کے رسول ہیں اور وہی پیغمبر ہیں جن کے متعلق عیسیٰؑ کو انجیل میں خوش خبری دی گئی ہے۔"

روح اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ روح القدس یعنی جبرئیلؑ کے پھونک مارنے سے مریم علیہا السلام کے پیٹ میں آئے، اسی کلمۃ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو جا اور وہ ہو گئے یعنی اس قول کے ساتھ ہی ہو گئے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ نجاشی بادشاہ نے اپنے راہبوں وغیرہ سے یہ کہا تھا۔

"میں تمہیں اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے عیسیٰؑ پر انجیل اتاری کہ کیا تم کتابوں میں عیسیٰؑ اور قیامت کے درمیان کوئی نبی اور رسول پاتے ہو۔ یعنی جس کی صفات ایسی ہوں جیسی انہوں نے بیان کی ہیں؟"

راہبوں نے کہا:

"بے شک ایسے نبی کا ذکر ہم پاتے ہیں اور ہمیں عیسیٰؑ نے اس نبی کی خوشی خبری دی ہے اور فرمایا ہے کہ جو اس نبی پر ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے ان کے ساتھ کفر کیا اس نے میرے ساتھ کفر کیا۔"

یہ سنتے ہی نجاشی نے کہا:

"خدا کی قسم اگر حکومت کی یہ ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو میں ان کے یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوتا اور میں ہی وہ ہوتا جو ان کے جوتے اٹھایا کرتا اور ان کے ہاتھ دھلایا کرتا۔"

مسلمانوں کو حبشہ میں سکونت کی اجازت اور وظائف کا حکم

پھر نجاشی نے مسلمانوں سے کہا "میری سلطنت میں جہاں دل چاہے امن و سکون کے ساتھ رہو۔" اس کے بعد اس نے مسلمانوں کے روزینوں اور وظیفوں کے لئے حکم جاری کیا اور لوگوں سے کہا:

"ان لوگوں کو جس نے بھی بری نگاہ سے دیکھا وہ سمجھ لے کر گویا اس نے میری خلاف ورزی کی ہے۔"

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ اس نے مسلمانوں سے کہا۔

''جاؤ تمہیں امان ہے۔ جو شخص تمہیں برا بھلا کہے اس پر جرمانہ کیا جائے گا۔''

یہ بات نجاشی نے تین مرتبہ کہی اس جرمانے کہ مقدار چار درہم تھی اور پھر ان کو دو گنا کر دیا گیا جیسا کہ بعض روایتوں سے ظاہر ہے۔

قریشی ہدیئے قبول کرنے سے نجاشی کا انکار

ادھر نجاشی نے عمرو ابن عاص اور ان کے ساتھی عمارہ کے لائے ہوئے ہدیوں کو واپس کرنے کا حکم دیدیا۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نجاشی نے کہا:

''میں نہیں چاہتا کہ سونے کے پہاڑ کھڑے کرلوں اور تم لوگ تکلیفوں میں پڑے رہو۔ ان لوگوں کو ان کے ہدیے واپس کر دو مجھے ان ہدیوں کی ضرورت نہیں ہے خدا کی قسم جب اللہ تعالیٰ نے مجھے میری حکومت واپس دلائی تھی تو بغیر رشوت کے دلائی تھی تو کیا اب میں رشوت لوں گا۔ دوسرے لوگوں نے بھی میری اطاعت نہیں کی تھی کہ میں ان کی اطاعت کا پابند ہوں۔''

یہ نجاشی بادشاہ خود ایک بہت بڑا مذہبی عالم تھا اور عیسیٰ پر اللہ تعالیٰ نے جو علوم نازل فرمائے تھے اس نے ان کو پڑھا تھا یہاں تک کہ شہنشاہ قیصر روم اپنے نصرانی علماء کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا تا کہ وہ اس سے علم حاصل کریں۔

حبشہ میں نجاشی سلطنت کی تاریخ

پچھلی سطروں میں نجاشی بادشاہ کا ایک قول گزرا ہے کہ جب اللہ نے میرا ملک مجھے واپس فرمایا تو رشوت نہیں لی تھی۔ سلطنت واپس کئے جانے کے متعلق حضرت عائشہ بیان فرماتی ہے کہ جب نجاشی کا باپ حبشہ کا بادشاہ تھا تو عوام نے اس کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بھائی کو جو نجاشی کا چچا تھا ملک حبشہ کا حکمراں بنا دیا۔ اس طرح نجاشی بادشاہ کی پرورش

Marfat.com

اپنے چچا کے پاس ہوئی جس کے اپنے بارہ لڑکے تھے مگر ان میں سے کوئی بھی بادشاہ بننے کے لائق نہیں تھا۔ اب جب حبشہ کی عوام کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ نجاشی ہی آئندہ بادشاہ بنے گا تو انہیں ڈر ہوا کہ وہ اپنے باپ کے قتل کے بدلے میں ان کو قتل کرا دے گا۔ چنانچہ ایک وفد نجاشی کے چچا کے پاس آیا جو اس وقت بادشاہ تھا اور اس سے کہا کہ وہ نجاشی کو قتل کر دے مگر بادشاہ نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اس نے نجاشی کو فوراً وہاں سے نکال کر اس کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

اتفاق سے اسی روز رات کو (اچانک گھٹا بارش ہوئی اور) بادشاہ کے اوپر بجلی گری جس سے وہ مر گیا اب حبش کے لوگ اس شخص کے پاس پہنچے جس نے نجاشی کو خریدا تھا اور نجاشی کے اس سے لے کر آئے اور اس کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس طرح لوگوں میں نیکوکاری پیدا ہو گئی۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے نجاشی کو خریدا تھا وہ ایک عرب تھا وہ نجاشی کو خرید کر اپنے علاقہ میں لے گیا۔ جہاں نجاشی ایک عرصے تک اس کے پاس رہا۔

پھر جب ملک حبش کے حالات خراب ہوئے اور پریشان ہو گئے تو وہ نجاشی کی تلاش میں نکلے اور آخر اس کو اس کے مالک کے پاس لے کر آئے۔

نجاشی ایک بوریہ نشین درویش کے روپ میں

اسی بات کی تائید نجاشی کی ایک روایت سے ہوتی ہے کہ جب غزوہ بدر ہوا تو اس نے ان مسلمانوں کو بلایا جو اس کے پاس رہ رہے تھے جب مسلمان وہاں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ نجاشی ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے اور زمین پر راکھ کے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے حیران ہو کر اس سے کہا:

جہاں پناہ یہ کیا ہے؟

بادشاہ نے کہا: ''ہم انجیل میں یہ تعلیم پاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاکساری کا اظہار کرے اب ہمارے اور تمہارے درمیان ایک عظیم نعمت ظاہر ہوئی ہے اور وہ یہ کہ ایک وادی

Marfat.com

میں جس کا نام بدر ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے دشمنوں کا مقابلہ ہوا وہ یہ وہی وادی ہے جس میں میں نے اپنے مالک کی بکریاں چرایا کرتا تھا میرا مالک بنی ضمر کا ایک شخص تھا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے اس مقابلے میں اپنے دشمنوں کو شکست دی اور اپنے دین کو فتح نصیب فرمائی ہے۔

آگے ایک روایت آئے گی جس میں ہے کہ جب نجاشی کے سامنے سورہ مریم کی تلاوت کی گئی تو وہ اتنا رویا تھا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی تھی۔ اس روایت کے سلسلے میں علامہ سہیل کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے نجاشی عرب کے علاقے میں کافی مدت تک رہا ہے یہاں تک کہ اسے عربی زبان اتنی آگئی تھی کہ وہ سورہ مریم پڑھے جانے پر اس کو سمجھتا بھی رہا۔

حضرت جعفر حبشہ کی ہجرت کے سلسلے میں خود بیان کرتے ہیں کہ جب ہم سرزمین حبشہ میں پہنچے تو وہاں ہمیں بہترین لوگ ملے اپنے دین کے بارے میں ہمیں امنو وسکون ملا اور ہم اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے نہ وہاں ہمیں کوئی ایذا دینے والا تھا اور نہ کوئی خوشگوار بات کہنے والا تھا۔

جب یہ بات قریش کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سازش کی کہ ہمارے پیچھے اپنے دو ذہین آدمی بھیجیں اور ان کے ہاتھ مکے کہ مشہور چیزوں میں سے کچھ ہدیئے بھیجیں (اور بادشاہ کو خوش کر کے مسلمانوں کو وہاں سے نکلوا دیں) جو تحفے وہ لائے تھے ان میں سب سے عمدہ چیز مکے کا چمڑا تھا انہوں نے اتنا چمڑا بھیجا۔ حبشہ کے ہر پادری کو اس میں سے دیا جا سکے

یہ بات اس پچھلی روایت کی مخالف نہیں ہوتی جس میں گزرا ہے یہ تحفے گھوڑوں اور ریشمی جبوں پر مشتمل تھے کیونکہ شاید انہوں بادشاہ کو جو گھوڑے اور ریشمی جب دیئے ان کے ساتھ کچھ کھالیں بھی دیں اور باقی تمام کھالیں دوسرے حکام اور پادریوں میں تقسیم کر دیں تا کہ ان کو اپنے حق میں ہموار کیا جا سکے پچھلی روایت میں صرف گھوڑوں اور ریشمی جبوں کا اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ تحفے بادشاہ کے لیے خاص تھے

Marfat.com

قریشی وفد کی حبشی حکام اور پادریوں سے ساز باز

غرض قریش نے عمرو ابن عاص اور عمارہ ابن ولید کو بھیجا تا کہ وہ نجاشی سے درخواست کریں کہ مسلمانوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ جبکہ اس وقت تک ہم بادشاہ کے سامنے پیش بھی نہیں ہوئے تھے اور یہی قریش کا مقصد تھا کہ مسلمانوں کے بادشاہ کے رو برو پیش ہونے اور اپنے واقعات سنانے سے پہلے ہی قریش کا یہ وفد بادشاہ سے بات کر کے اس سے مسلمانوں کو مانگ لے)

ادھر پادریوں وغیرہ نے ان دونوں قریشیوں کے بارے میں بادشاہ کو اچھی خبریں پہنچائی تھیں کیونکہ جب ان دونوں نے پادریوں وغیرہ کو ہدیئے تحفے دیئے تو ساتھ ہی ان سے کہا:

> ''جب ہم مسلمانوں کے بارے میں مسلمانوں سے گفتگو کریں تو آپ لوگ بادشاہ کے مشورہ دیں کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنے سے پہلے ہی ان کو ہمارے حوالے کر دے''

قریش نے ان دونوں قاصدوں کو یہی ہدایت بھی کی تھی چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ان کو رخصت کرتے وقت قریش نے ان سے کہا تھا۔

''بادشاہ سے گفتگو کرنے سے پہلے ہر پادری کو ایک ایک ہدیہ دینا۔ پھر نجاشی کے سامنے اس کو ہدیے دینا اور اس کے بعد بادشاہ کے مسلمانوں سے گفتگو کرنے سے پہلے ہی اس سے درخواست کرنا کہ وہ مسلمانوں کو تمہارے حوالے کر دے

چنانچہ اب جب یہ دونوں قاصد نجاشی کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے کہا۔

''ہمارے کچھ بیوقوف نوجوان آپ کی سرزمین میں آ گئے انہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے مگر وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے جو آپ کے اور ہمارے لئے بالکل نیا ہے۔

یہ دین ان کے پاس ایک جھوٹا شخص لے کر آیا ہے جو ہم ظاہر ہوا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ سوائے چند بیوقوفوں کے ہم میں سے کسی نے اس بات نہیں سنی اب

Marfat.com

ہمیں ان لوگوں کی قوم کے معزز اور بڑے لوگوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے جو ان آنے والوں کے عزیز رشتے دار ہیں تا کہ ان لوگوں کو واپس بلالیں۔ کیونکہ وہ لوگ زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ انہوں نے قوم کے لوگوں پر کیسے کیسے عیب لگائیں ہیں۔"

یہ سن کر نجاشی کے حکام اور راہبوں نے کہا۔

"جہاں پناہ! یہ لوگ سچ کہتے ہیں ان آنے والے لوگوں کی قوم کے آدمی ہی ان سے زیادہ واقف ہی ہیں آپ ان لوگوں کو ان دونوں کے حوالے کر دیجئے تا کہ یہ ان سب کو ان کے ملک اور ان کی قوم میں واپس لے جائیں۔

نجاشی کی انصاف پسندی

یہ سن کر نجاشی بادشاہ کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا:

"خدا کی قسم ہرگز نہیں میں ان لوگوں کو ان کے حوالے نہیں کروں گا جنہوں نے میری پناہ لی ہے میری سرزمین میں آئے ہیں اور جنہوں نے دوسروں کے مقابلے میں مجھے اختیار کیا ہے میں پہلے ان لوگوں کو بلا کر ان الزامات کے بارے میں تصدیق کروں گا جو یہ دنوں ان پر لگا رہے ہیں اگر واقعہ ایسا ہی نکلا جیسا انہوں نے بیان کیا ہے تو میں ان لوگوں کو ان کے حوالے کر دوں گا ورنہ ان کی حفاظت کروں گا اور انہوں نے جس بھروسے پر میری پناہ لی ہے اس کو سچ کر کے دکھلاؤں گا۔

اس کے بعد نجاشی نے آدمی بھیج کر ہمیں بلایا ہم نے وہاں پہنچ کر سلام کیا تو درباریوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ ہم نے کہا ہم اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنا سر نہیں جھکاتے۔ اس کے بعد نجاشی نے ہم سے کہا۔

"وہ کیا دین ہے جسے تم نے اپنی قوم کا دین چھوڑ کر اختیار کر لیا ہے جبکہ تم نہ تو عیسائی ہوئے اور نہ تم نے دوسری قوموں کا کوئی دین اختیار کیا ہے"

دربار شاہی میں جعفر کی بیباکانہ تقریر

حضرت جعفر کہتے ہیں ہم نے کہا:

Marfat.com

''اے بادشاہ! ہم جاہلیت کی ایک گمراہ قوم تھے'' پتھروں کو پوجتے تھے اور مردار جانوروں کا گوشت کھاتے تھے فحش اور بے حیائی کی حرکتیں کیا کرتے تھے اور رشتہ داروں کے حقوق پامال کرتے تھے پڑوسیوں کے ساتھ بدمعاملگی کرتے تھے اور ہر طاقت ور آدمی کمزور کو دبالیا کرتا تھا ہماری یہ حالت تھی کہا چانک اللہ تعالیٰ نے ہم میں اسی طرح ایک رسول بھیجا جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں میں رسول بھیجے جاتے رہے ہیں، یہ رسول ہمارے ہی میں سے ہیں اور ہم ان کا حسب ونسب ان کی سچائی اور پاک دامنی اچھی طرح جانتے ہیں، انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا کہ ہم اس کو ایک جانیں، اس کی عبادت کریں اور یہ کہ خدا کے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں، انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف حق تعالیٰ کی عبادت کریں، نماز پڑھیں یعنی دو رکعت صبح اور دو رکعت شام، زکوٰۃ دیں یعنی مطلق صدقہ، روزے رکھیں، یعنی ہر مہینے میں تین روزے جو ایک قول کے مطابق مہینے کی کسی بھی تین تاریخوں میں، انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت پوری کرنے رشتے داروں کی خبر گیری کرنے، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے، برائیوں اور خون بہانے سے بچنے اور بدکاری سے دور رہنے کا حکم دیا اسی طرح گندی باتیں کرنے یتیموں کا مال کھانے اور گھروں میں بیٹھنے والی عورتوں پر تہمتیں لگانے سے روکا۔

ہم نے ان کی تصدیق کی ان پر ایمان لائے اور جو کچھ تعلیمات وہ لے کر آئے ان کی پیروی کی اس بات پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی تا کہ ہمیں پھر بتوں کو پوجنے اور ان ہی برائیوں کے کرنے پر مجبور کرے۔

انہوں نے ہم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور نئے سے نئے ستم ڈھائے انہوں نے ہمیں ہر طرح تنگ کیا آخر جب ان کا ظلم وستم حد سے گزر گیا اور یہ ہمارے اور ہمارے دین کے راستے میں رکاوٹ بننے لگے تو ہم آپ کی سرزمین کی طرف نکل پڑے اور ہم نے دوسروں کے مقابلے میں آپ کو پسند کیا ہم اس اُمید پر آئے ہیں کہ آپ کے پاس رہتے ہوئے ہم پر ظلم نہیں ہوگا۔''

Marfat.com

نجاشی کے سامنے آیات قرآنی کی تلاوت

حضرت جعفرؓ کی یہ تقریر سننے کے بعد نجاشی نے ان سے کہا۔

''کیا آپ کے پاس اپنے نبی پر آنے والی وحی کا کچھ حصہ موجود ہے؟''

حضرت جعفرؓ کہتے ہیں میں نے کہا۔''ہاں موجود ہے۔!''

نجاشی نے کہا وہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔

اس پر میں نے اس کے سامنے کھیعص سے آیات قرآنی تلاوت کیں، خدا کی قسم کلام الٰہی کو سن کر نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اس کے ساتھ ہی اس کے پادری وغیرہ بھی رو رہے تھے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب نجاشی نے جعفر سے کہا کہ مجھے اس نبی کا لایا ہوا کلام پڑھ کر سناؤ تو میں نے اس کے سامنے سورہ عنکبوت اور سورہ روم پڑھی، قرآن پاک کی آیات سن کر نجاشی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور انہوں نے کہا۔

''جعفر! یہ پاک کلام ہمیں کچھ اور سناؤ۔''

اس پر حضرت جعفرؓ نے سورہ کہف پڑھی تو نجاشی نے کہا۔

''یہ کلام خدا کی قسم وہی ہے جو موسیٰؑ بھی لے کر آئے تھے۔''

قریشی وفد سے سوال جواب

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب قریشی قاصدوں کی بات سننے کے بعد نجاشی نے مسلمانوں سے گفتگو کی تو حضرت جعفرؓ نے نجاشی سے کہا۔

''ان دونوں قاصدوں سے پوچھئے کہ آیا ہم لوگ غلام ہیں یا آزاد ہیں اگر ہم غلام ہیں تو آپ ہمیں ہمارے مالکوں کے پاس واپس کرا سکتے ہیں۔''

قاصدوں نے کہا کہ نہیں یہ لوگ آزاد ہیں، پھر حضرت جعفر نے کہا۔

''ان سے پوچھئے کیا ہم نے بلاوجہ کسی کا خون بہایا ہے، اگر ایسا ہے تو ہم خون بہا دیں گے، یا ہم نے بغیر حق کے کسی کا مال چھین لیا ہے تو اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔''

Marfat.com

عمرو ابن عاص نے کہا کہ ایسا بھی نہیں ہے پھر خود نجاشی نے عمرو ابن عاص اور عمارہ سے کہا: ''کیا تم دونوں کا ان پر کچھ فرض نکلتا ہے۔''

دونوں نے کہا ''نہیں!''

وفد کو نجاشی کا دوٹوک جواب

تب نجاشی نے کہا ''بس تو جاؤ، خدا کی قسم میں کبھی ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا، ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ چاہے تم مجھے ان کے بدلے میں سونے کا پہاڑ ہی کیوں نہ دے رہے ہو۔''

اس کے اگلے دن عمرو ابن عاص دوبارہ نجاشی کے پاس آئے اور اس سے بولے۔

''یہ لوگ عیسیٰؑ کے بارے میں ایک بہت بڑی بات کہتے ہیں، یعنی یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے ہیں اس کے بیٹے نہیں ہیں۔''

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عمرو نے نجاشی سے کہا۔

جہاں پناہ! ان کی کتاب میں عیسیٰؑ اور ان کی والدہ مریم کو گالیاں دی گئی ہیں اس کے بارے میں ان سے پوچھئے۔''

چنانچہ نجاشی نے حضرت جعفر سے پوچھا تو انہوں نے نجاشی کے سامنے وہ جواب دیا جو پہلی روایت میں گزرا ہے۔

قریشی وفد میں پھوٹ

طبرانی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ایک روایت بیان کی ہے جس کی سند میں سب راوی صحیح ہیں وہ روایت یہ ہے کہ حبشہ پہنچ کر عمرو ابن عاص نے اپنے ساتھی عمارہ ابن ولید کے ساتھ ایک فریب کیا تھا، اس فریب کا سبب ان دونوں کے درمیان پیش آنے والا ایک واقعہ تھا جس کی وجہ سے اسی سفر میں ان دونوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی تھی۔

عمارہ کی بے حیائی اور پھوٹ کا سبب

واقعہ یہ تھا کہ عمرو ابن عاص کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں عمرو ابن عاص بہت

Marfat.com

چھوٹے سے قد کے آدمی تھے، ادھر عمارہ ابن ولید بہت خوبصورت اور حسین وجمیل نوجوان تھا، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے عمرو کی بیوی عمارہ پر فریفتہ ہوگئی آخر عمرو اور عمارہ جب جہاز میں سوار ہوئے تو عمارہ نے عمرو سے کہا کہ

''اپنی بیوی سے کہو کہ مجھ سے پیار کرائے۔''

عمرو نے غضب ناک ہوکر کہا: ''تجھے شرم نہیں آتی!''

اس پر عمارہ نے عمرو کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا عمرو چیخنے لگے اور جہاز والوں اور عمارہ کو مدد کے لئے پکارا، آخر انہیں سمندر میں سے نکال کر پھر جہاز میں چڑھایا گیا، اس واقعہ کے بعد عمرو کے دل میں عمارہ کے خلاف دشمنی بیٹھ گئی مگر انہوں نے اس کو ظاہر نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی بیوی سے کہا۔

''اپنے چچا کے بیٹے عمارہ سے پیار کراؤ تا کہ اس کا دل خوش ہو جائے۔''

عمارہ سے ابن عاص کا بھیانک انتقام

جب یہ حبشہ پہنچ گئے تو یہاں عمرو نے انتقام لینے کے لئے عمارہ کے ساتھ فریب کیا اور عمارہ سے کہا:

''تم ایک خوبصورت نوجوان ہو اور عورتیں حسن پر مرتی ہیں اس لئے تم نجاشی کی بیوی کو لبھاؤ ممکن ہے اس طرح وہ بادشاہ سے ہماری درخواست کے معاملے میں سفارش کر دے۔''

عمارہ فوراً تیار ہو گیا اور بار بار نجاشی کی بیوی کے پاس جا کر اس سے اتنے تعلقات بڑھائے کہ ایک روز اس نے اپنا عطر عمارہ کو ہدیہ کیا۔

جب عمارہ نجاشی کی بیوی کے پاس گیا ہوا تھا تو اسی وقت عمرو ابن عاص خاموشی سے نجاشی کے پاس پہنچے اور اس کو یہ بات بتلاتے ہوئے کہا۔

''میرا یہ ساتھی حالانکہ شادی شدہ آدمی ہے مگر وہ تمہاری بیوی پر بری نظر رکھتا ہے اور اس وقت اس کے پاس ہی ہے آپ اس بات کی تحقیق کر سکتے ہیں۔''

Marfat.com

نجاشی کا غضب اور عمارہ کا انجام

نجاشی نے یہ سن کر فوراً کسی کو بھیج کر اس کی تحقیق کرائی تو معلوم ہوا کہ واقعی عمارہ نجاشی کی بیوی کے پاس موجود ہے نجاشی نے اس کو پکڑ کر بلوایا اور عمرو سے کہا:

''اگر یہ میری پناہ میں نہ ہوتا تو میں اسی وقت اس کو قتل کر دیتا۔ مگر اب میں اس کو قتل سے بھی زیادہ خوفناک سزا دوں گا۔''

اس کے بعد نجاشی نے ایک جادوگر کو بلوایا اس نے کچھ منتر پڑھ کر عمارہ کے پیشاب کرنے کے سوراخ میں پھونکا جس کے ساتھ اس کی عقل ختم ہوگئی اور یہ بالکل دیوانہ ہوگیا، یہاں تک کہ دیوانگی میں بستی سے نکل کر پہاڑوں میں جانوروں کے درمیان جا پہنچا اور وہیں اسی حالت میں کہیں مر گیا۔

عمرو ابن عاص کے دو شعر ہیں جن میں انہوں نے عمارہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے:

اذا المرء لم یترک طعاما یحبه

ولم ینه قلبا غاویا حیث یعما

ترجمہ: ''اگر آدمی اپنی محبوب غذائیں نہیں چھوڑتا اور اس کا دل اپنی منزل پر نہیں پہنچتا بلکہ بھٹکتا رہتا ہے۔

قضیٰ وطرا منه وعادر مسبة

اذا ذکرت امثالها تملا القما

اور وہ اپنی من پسند غذا سے ہی اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو نفس کی غلامی کے واقعات رنگ لا کر رہتے ہیں۔''

عمارہ اسی طرح دیوانگی کی حالت میں جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں وہ اسی حالت میں مرا۔

عمارہ کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن ابی ربیعہ نے جو ایک صحابی تھے حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں ان سے اجازت مانگی کہ وہ عمارہ کو تلاش کرنے کیلئے جانا

Marfat.com

چاہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ کہیں مل جائے حضرت عمرؓ نے اجازت دیدی چنانچہ حضرت عبداللہ ملک حبشہ کو روانہ ہو گئے وہاں انہوں نے اس کو بے حد تلاش کیا آخر انہیں معلوم ہوا کہ وہ فلاں پہاڑ پر جانوروں کے درمیان رہتا ہے اور جانوروں کے ساتھ ہی بھاگتا دوڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ اس پہاڑ پر پہنچے اور آخر انہوں نے اس کو پالیا۔ حضرت عبداللہ نے اس کو پکڑ کر باندھ لیا، اس وقت عمارہ ان سے کہتا تھا۔

''مجھے چھوڑ دو ورنہ میں اس وقت مر جاؤں گا۔''

مگر حضرت عبداللہ نے اس کو نہیں چھوڑا اور وہ اسی وقت مر گیا۔

ثعلبہ بن حاطب کا زکوٰۃ دینے سے انکار اور اسکا عبرتناک انجام

ثعلبہ ابن حاطب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! حق تعالیٰ سے دُعا فرما دیجئے کہ وہ مجھے مال و دولت عطا فرمائے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا برا ہو ثعلبہ، وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کر سکو کہیں بہتر ہے بہ نسبت اس زیادہ مال کے جس کی تم میں طاقت نہیں ہے۔

اس کے بعد ثعلبہ پھر ایک روز آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر بولے کہ یا رسول اللہ دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و دولت سے نواز دے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا برا ہو ثعلبہ، کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ تم خدا کے رسول ﷺ کی طرح ہو جاؤ کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اپنے پروردگار سے یہ درخواست کروں کہ یہ پہاڑ میرے واسطے سونے اور چاندی کے ہو جائیں تو ایسا ہی ہو جائے۔''

مگر ثعلبہ نے پھر عرض کیا: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ ظاہر فرمایا، اگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کریں کہ وہ مجھے مال و دولت سے نواز دے تو میں یقیناً ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔''

اس وقت آپ ﷺ نے (ثعلبہ کی درخواست منظور فرماتے ہوئے) ان کے لئے یوں دُعا فرمائی:

Marfat.com

''اے اللہ! ثعلبہ کو مال و دولت سے نواز دے!''

اس دُعا کے بعد ثعلبہ نے بھیڑیں پالیں وہ بھیڑیں اس تیزی کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئیں جیسے کیڑے بڑھتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی بھیڑوں کے لئے مدینہ میں جگہ نہ رہی، آخر وہ مدینہ سے ہٹ کر قریب کی وادیوں میں سے ایک وادی میں فروکش ہو گئے۔

وہاں رہنے کی وجہ سے وہ اب صرف ظہر اور عصر کی نمازیں تو مدینہ میں جماعت سے پڑھتے مگر باقی نمازوں میں جماعت چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، آخر بڑھتے بڑھتے ان کی بھیڑوں میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ اب وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے صرف جمعہ کی نماز جماعت سے پڑھتے باقی نمازوں کے لئے انہوں نے جماعت میں شرکت چھوڑ دی جمعہ کے لئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو جاتے، آخر مشغولیت بڑھتے بڑھتے ایک وقت آیا کہ انہوں نے جمعہ پڑھنا بھی چھوڑ دیا (یعنی گھر پر ظہر کی نماز پڑھ لیتے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ کے پاس حاضری سے بھی محروم ہو گئے)

ایک دن آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوئے؟ لوگوں نے آپ ﷺ کو ان کا حال بتلایا آپ ﷺ نے ان کے حالات سن کر تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

یاویح ثعلبہ، یعنی افسوس ثعلبہ، افسوس ثعلبہ، افسوس ثعلبہ

پھر صدقات کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

خذ من اموالهم صدقةً تطهّرهم وتزكيهم بها وصلِّ عليهم ان صلوٰتك سكنٌ لّهُم ط واللّٰه سميعٌ عليهم. (توبه: ۱۰۳)

''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ جس کو یہ لائے ہیں لے لیجئے جس کے لینے کے ذریعہ سے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لئے یہ دُعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دُعا ان کے لئے موجب اطمینان قلب ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں۔''

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دو آدمی صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجے اور انہیں صدقہ کے فرائض اور شرح لکھ کر دی۔ ان دونوں کو روانہ

Marfat.com

کرتے ہوئے آپ ﷺ نے انہیں یہ خصوصی ہدایت بھی دی کہ ثعلبہ کے پاس بھی جانا۔

یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر ثعلبہ کے پاس پہنچے تو ان سے صدقات کی ادائیگی کا مطالبہ کیا اور انہیں آنحضرت ﷺ کی تحریر پڑھوائی، ثعلبہ نے کہا۔

''اب تو آگے چلے جاؤ اور دوسروں سے فارغ ہو کر میرے پاس پھر آ جانا۔''

وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے، واپسی میں وہ پھر ثعلبہ کے پاس آئے تو وہ کہنے لگے۔

ذرا وہ تحریر مجھے پھر دکھلاؤ جو تمہارے پاس ہے میں اس پر ایک نظر ڈالوں گا۔''

وہ تحریر پڑھنے کے بعد ثعلبہ نے ان دونوں گماشتوں سے کہا۔

''یہ صدقہ تو جزیہ ہی کی سی ایک قسم ہے اب تو تم جاؤ تا کہ میں بھی اس کے متعلق رائے قائم کرلوں!''

یہ دونوں وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اس سے پہلے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بتلاتے۔

آپ ﷺ نے انہیں دیکھتے ہی پھر وہی کلمہ ارشاد فرمایا کہ۔ یاویح ثعلبہ، افسوس ثعلبہ، اس کے بعد ان گماشتوں نے آپ ﷺ کو ثعلبہ کی روداد سنائی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

ومنهم من عٰهد اللّٰه لئن اٰتٰنا من فضله لنصَّدَّقَنَّ ولنكونَنَّ من الصالحين ○ فلمَّآ اٰتٰهم مِّن فَضْلِهٖ بخلوا بِهٖ وتولوا وهم معرضون○ (توبہ: ۷۵، ۷۶)

''اور ان منافقین میں سے بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے بہت سا مال عطا فرما دے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم اس کے ذریعہ سے خوب نیک نیک کام کیا کریں، سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے بہت سا مال دیدیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے کہ زکوٰۃ نہ دی اور اطاعت سے روگردانی

Marfat.com

کرنے لگے۔"

اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس ثعلبہ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص موجود تھا آپ ﷺ نے اسے ہی ثعلبہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں قرآنی آیات نازل فرمائی ہیں اور وہ آیات یہ ہیں، ثعلبہ یہ سنتے ہی گھر سے روانہ ہو کر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے ان کی طرف سے صدقہ قبول فرمالیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سے روک دیا ہے کہ تمہارا صدقہ قبول کروں!"

اس پر ثعلبہ بدحواس ہو کر اپنے سر پر خاک اڑانے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ تمہارے ہی عمل کی وجہ سے ہے میں نے تمہیں ایک حکم دیا مگر تم نے میری اطاعت نہیں کی۔ غرض آپ ﷺ نے ان کی طرف سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو ثعلبہ ان کے پاس حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ان کی طرف سے صدقات قبول کر لئے جائیں، انہوں نے بھی انکار کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہارے صدقات کو رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا تھا اس لئے میں بھی قبول نہیں کر سکتا۔"

اس کے بعد ثعلبہ نے خلافت فاروقی میں حضرت عمرؓ سے اور خلافت عثمانی میں حضرت عثمانؓ سے بھی یہی درخواست کی مگر ہر ایک نے ان کی درخواست رد کر دی، یہاں تک کہ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانے میں ہی ثعلبہ ابن حاطب کا انتقال ہو گیا۔

ایک مرتد کیلئے حضور ﷺ کی بددعا اور اس کا عبرتناک انجام

بنی نجار کا ایک شخص مرتد ہو کر واپس مشرکوں سے جا ملا تھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

"اے اللہ! اس کو دوسروں کے لئے ایک نشانی یعنی سامان عبرت بنا

Marfat.com

دے۔"

چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے بنی نجار کا ایک شخص تھا جس نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران حفظ کر لی تھیں نیز وہ آنحضرت ﷺ کے کاتب کے فرائض بھی انجام دیا کرتا تھا، مگر وہ ایک دن مرتد ہو گیا اور اہل کتاب سے جا کر مل گیا، وہ کہتا پھرتا تھا کہ محمد ﷺ کچھ بھی نہیں جانتے وحی کے الفاظ ان کیلئے کچھ بھی لکھ دیئے جائیں، اس کی ان باتوں پر آپ ﷺ نے دُعا کی کہ اے اللہ! اس کو دوسروں کے لئے ایک نشانی اور سامان عبرت بنا دے۔

مرتد کی لاش سامان عبرت

چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا تو لوگوں نے اسے دفن کیا، مگر صبح کو دیکھا کہ زمین نے اسے اگل دیا ہے (اور اس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے) اس پر مشرکوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی حرکت معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ انہیں چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آیا تھا لہٰذا انہوں نے دشمنی میں اس کی لاش کھود نکالی اور باہر ڈال کر چلے گئے۔

ان لوگوں نے پھر اس کے لئے قبر کھودی اور جتنا گہرا گڑھا کھود سکے کھودا اور اس میں اسے دبایا، مگر اگلے دن صبح کو دیکھا تو لاش پھر باہر پڑی ہے، اس بار انہوں نے پھر وہی باتیں کہیں اور تیسری مرتبہ اس لاش کو نہایت گہرائی میں دفن کیا، مگر تیسری باری بھی زمین نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ لاش کو اگل دیا، تب ان لوگوں کو یقین آیا کہ یہ کسی انسان کی حرکت نہیں ہے۔

بائیں ہاتھ سے کھانے کی سزا

آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے تکبر اور نفرت کے انداز میں کہا کہ میں یہ نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ واقعی تو نہیں کر سکتا، اس ارشاد کے بعد اس کے ہاتھ میں اتنی طاقت ہی نہ رہی کہ منہ تک جا سکتا۔ (سیرۃ حلبیہ)

Marfat.com

جھوٹ کا انجام

آپ ﷺ نے ایک عورت سے اپنا رشتہ دیا، اس کے باپ نے آپ ﷺ سے یہ کہہ دیا کہ میری لڑکی برص یعنی کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہے حالانکہ حقیقت میں اس کو یہ مرض نہیں تھا بلکہ یہ جھوٹ اس نے صرف اس لئے بولا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے رشتے کو ختم کر سکے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر اس شخص سے فرمایا کہ اب وہ ایسی ہی ہو جائے گی چنانچہ اس وقت سے اس عورت کو کوڑھ کا مرض ہو گیا۔

عیینہ بن بدر کی عجیب وغریب کہانی

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت علیؓ یمن میں تھے انہوں نے وہاں سے سونا ملی ہوئی مٹی رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجی، یعنی سونے کی کان کی مٹی تھی جس میں سے ابھی سونا علیحدہ نہیں کیا گیا تھا، آنحضرت ﷺ نے وہ مٹی چار آدمیوں کی تقسیم فرمادی جو یہ تھے، اقرع ابن حابس، عیینہ ابن بدر، علقمہ ابن علاقہ اور زید الخیر۔

اس پر قریش کے بڑے بڑے سردار بگڑ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے:

''آپ یہ مال ان بخدی سرداروں کو تو بخش رہے ہیں اور ہمیں چھوڑے دیتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ ان لوگوں کی تالیف قلب اور دلداری ہو جائے۔!''

اسی وقت آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! اللہ سے ڈرو، آپ نے فرمایا: ''اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو کون ہے جو اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے، اس نے مجھے زمین کا امانت دار بنایا ہے اور تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے۔''

ایک روایت میں یوں ہے کہ ''کیا تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے جبکہ میں اس ذات کا امین اور امانتدار ہوں جو آسمانوں میں ہے اور جو صبح شام مجھے آسمان کی خبریں بھیجتا ہے۔!''

Marfat.com

اس کے بعد پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی وہی بات کہی جو پہلے نے کہی تھی، کہ اللہ سے ڈرو۔

آپ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہے، کیا زمین والوں میں سب سے زیادہ میں ہی اس کا حق دار اور اہل نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈروں!'' [1]

اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا:

''اس کو بلا کر لاؤ کیونکہ اسی شخص کے چیلے دین کی اتنی گہرائی میں جائیں گے کہ آخر کار خود دین سے ہی اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر انداز سے تیر نکل جاتا ہے!''

خارجیوں کے متعلق نبی کی پیشین گوئی

(یعنی جیسے تیر انداز تیر کو کمان میں لگا کر پوری قوت سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر چھوڑتا ہے تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر جاتا ہے) ایک روایت کے مطابق جب ذوخویصرہ نے وہ جملہ کہا تو حضرت عمر فاروقؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں، آپ نے فرمایا:

''معاذ اللہ کہ لوگ یوں کہیں کہ میں اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہوں، یہ شخص اور اس کے ساتھی (یعنی اس کی نسل کے لوگ کیونکہ یہی فرقۂ خوارج کا بانی اور مورث اعلیٰ ہے) قرآن پڑھیں گے مگر اس طرح کہ اس کے الفاظ ان کے گلوں سے نیچے نہیں ہوں گے ایک روایت میں یوں ہے کہ ان کے حلقوم کی رگوں سے نیچے نہیں ہوں گے، ان کے دل اس کو نہیں سمجھتے ہوں گے، ان کے لئے قرآن میں کوئی حصہ یا لطف نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ ان کے منہ اس کی تلاوت کرتے ہوں گے، یہ لوگ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور صنم پرستوں یعنی

---

[1] غالباً یہ واقعہ غزوۂ حنین کے مال غنیمت کے علاوہ کسی اور مال غنیمت کی تقسیم کے موقعہ کا ہے، جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس نے وہ بات کہی جو بیان ہوئی، اس کے متعلق یہ بھی احتمال ہے کہ وہ حنین کے موقعہ پر ان ہی دونوں میں سے کوئی ایک رہا ہو اور یا اس کے ساتھیوں میں سے کوئی رہا ہو۔

Marfat.com

مشرکوں کو دعوت دیں گے، اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاتا تو ان کو عاد و ثمود کے لوگوں کی طرح قتل و ہلاک کرتا، یعنی ان کو نیست و نابود کر دیتا، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر تم ان لوگوں کو پاؤ تو ان سب کو قتل کر ڈالنا کیونکہ ان کو قتل کرنے میں اس شخص کو قیامت کے دن اللہ کے یہاں اجر و ثواب حاصل ہوگا۔!"

آنحضرت ﷺ نے ذوخویصرہ کی نسل کے متعلق جو پیشین گوئی فرمائی تھی اور وہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے جو گذشتہ سطروں میں بیان ہوئے، ان کی تکمیل آگے جا کر اس طرح ہوئی کہ اسی ذوخویصرہ کی نسل میں حرقوص پیدا ہوا جس کو ذی ثدیہ یعنی پستان والا کہا جاتا تھا، یہ حرقوص پہلا شخص ہے جس نے خارجیوں سے امامت کی بیعت لی۔

خارجیوں کے بنیادی عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے کے بعد پھر اس شخص کے سارے عمل بے کار ہو جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا۔

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر دارالاسلام میں لوگ کبیرہ گناہ کرنے لگیں تو پھر وہ دارالاسلام نہیں رہتا بلکہ دارلکفر بن جاتا ہے۔ اسی طرح اس فرقہ کے لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے (یہ اس فرقہ کے بنیادی عقائد ہیں اور اس کے علاوہ اور عقائد میں بھی ان لوگوں نے تبدیلیاں کی ہیں)

حضرت علیؓ نے جوان کے خلاف تلوار اٹھائی اس کا سبب یہ تھا کہ جنگ صفین کے موقعہ پر جب حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان فیصلہ اور ثالثی ہوگئی تو یہ لوگ حضرت علیؓ سے بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ فیصلہ کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے آپ نے کفر کیا ہے اور از سر نو توبہ کر کے ایمان قبول کریں تو ہم آپ کی اس پیشکش پر غور کر سکتے ہیں کہ آپ کا ساتھ دیں لیکن اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہم برابری کے درجہ میں آپ کی خلاف ورزی کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے مکر کو چلنے نہیں دیتا، آخر جب حضرت علیؓ مایوس ہو گئے کہ یہ ان کا ساتھ نہیں دیں گے تو انہوں نے ان سے جنگ کی۔

جہاں تک حرقوص کا تعلق ہے تو یہ پہلا شخص ہے جس نے دین کو خیر باد کہا۔ یہ

Marfat.com

ایک سیاہ فام شخص تھا جس کا ایک شانہ ایسا تھا جیسے عورت کا پستان ہوتا ہے چنانچہ اس کی پیشین گوئی بھی رسول اللہ ﷺ فرما چکے تھے کہ ذوخویصرہ کی نسل میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کے شانہ ہوگا مگر بازو نہیں ہوگا اور اس کے شانے پر ایک ایسی گھنڈی ہوگی جیسی عورت کے پستان پر ہوتی ہے اور اس پر سفید بال ہوں گے۔

حضرت علیؓ کی خوارج سے جنگ اور سردار خوارج حرقوص کا قتل

حضرت علیؓ نے جب ان لوگوں سے جنگ کی اور خارجیوں کی فوج کے اکثر حصے کو قتل کر ڈالا تو انہیں حرقوص کی تلاش ہوئی، آخر ایک شخص اس کی لاش لے کر آیا، اب دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس شخص کے بالکل ایک عورت کا سا پستان ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگوں نے حرقوص کو مقتولوں میں تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں ملا آخر حضرت علیؓ خود اس کی تلاش میں اٹھے اور مقتولوں کے درمیان گھومنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے اس کو لاشوں کے بیچ میں سے نکالا، حضرت علیؓ نے اس کی لاش کو دیکھتے ہی کلمہ تکبیر بلند کیا اور کہا۔

''اللہ کے رسول نے سچ کہا تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کے شانہ ہوگا مگر بازو نہیں ہوگا اور اس شانہ کے اوپر عورت کے پستان جیسی گھنڈی ہوگی جس پر سفید رنگ کے بال ہوں گے۔''

یہ سن کر عبیدہ سلمانیؒ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

''امیر المومنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی فرماتے سنا ہے۔''

حضرت علیؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا واقعی؟ حضرت علیؓ نے اس طرح عبیدہ سلمانیؒ سے اس بات پر تین مرتبہ قسم کھانے کو کہا اور انہوں نے تین مرتبہ قسم کھائی۔ (یعنی تصدیق کے طور پر اور اپنی مسرت کے اظہار کے طور پر انہوں نے عبیدہ سے تین مرتبہ یہ بات کہلوائی) (سیرۃ حلبیہ)

Marfat.com

پھر رسول اللہ ﷺ نے انصاریوں کے سامنے پہلے خدا کی حمد وثناء بیان کی اور اس کے بعد فرمایا۔

''اے گروہ انصار! یہ کیا باتیں ہے جو تمہاری طرف سے مجھے معلوم ہوئی ہیں کہ تم لوگوں کو میرے متعلق کچھ ناگواری پیش آئی ہے۔!''

''کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا تھا جب تم گمراہ تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی۔ تم لوگ نادار اور تنگدست تھے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں مال و دولت سے نوازا، تم لوگ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور حق تعالیٰ نے میری وجہ سے تم سب کے دل ایک کر دیئے۔

لیکن جو شخص یہ چاہے کہ وہ ان قیدیوں میں سے جو اس کا حق ہیں ان کو روکنا چاہے تو اس کو آئندہ ہم جو قیدی بھی گرفتار کریں گے اس مال میں اس کو ہر آدمی کے بدلے میں چھ اونٹ دیں گے۔!''

ایک روایت میں یوں ہے کہ جو شخص بغیر زبردستی یا مجبوری کے دینا چاہے وہ دے دے اور جو شخص منت چھوڑنا پسند کرے بلکہ اس کی قیمت لینا چاہتا ہے تو اس کی قیمت میرے ذمہ ہے!''

انصار و مہاجرین کی فرمان برداری اور تین شریروں کی نافرمانی

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بنی ہوازن سے فرمایا:

''جہاں تک میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے کا تعلق ہے وہ تمہیں دیا۔!''

یہ سنتے ہی تما مہاجرین اور انصار نے بھی اعلان کیا کہ جو ہمارا ہے وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیا۔

مگر اقرعؓ ابن حابس نے کہا:

''جہاں تک میرے اور بنی تمیم کے حصے کا تعلق ہے تو ہم اس کو دینے سے انکار کرتے ہیں۔!''

Marfat.com

اقرع، عیینہ اور عباس کے اعلانات

اس وقت عیینہ ابن حصن فزاری نے بھی یہی کہا کہ جہاں تک میرے اور بنی فزارہ کے حصہ کا تعلق ہے تو ہم اس کو دینے سے انکار کرتے ہیں، اس وقت عباس ابن مرداس کھڑا ہوا اور اس نے بھی اعلان کیا کہ جہاں تک میرے اور بنی سلیم کے حصے کا تعلق ہے تو ہم اس کو دینے سے انکار کرتے ہیں۔

بنی سلیم کی طرف سے عباس کی تردید

مگر عباس کی بات سنتے ہی بنی سلیم نے اس کی تردید کر دی اور کہا کہ جو کچھ ہمارا حصہ ہے وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیا۔ عباس کو اپنی قوم کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی اور اس نے کہا:

''تم نے میری سخت توہین کر دی ہے اور مجھے اس معاملہ میں تن تنہا کر دیا ہے۔!''

ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا۔

''یہ لوگ مسلمان کی حیثیت سے آئے ہیں میں نے ان کو اختیار دیا تھا (کہ چاہے قیدیوں یعنی بیوی بچوں کو لے لیں اور چاہے اپنا مال لے لیں) مگر اپنی اولاد اور عورتوں کے مقابلے میں انہوں نے دوسری چیزوں سے انکاری کر دیا ہے، اب تم میں سے جس کے پاس کوئی قیدی عورت ہو اور وہ خوشی سے اسے واپس کر سکتا ہے تو واپس کر دے لیکن جو بخشش کے طور پر انہیں واپس نہیں کرنا چاہتا تو وہ اپنے قیدی کو بطور قرض واپس کر دے اور اس کے بعد جو پہلا مال غنیمت حاصل ہوگا اس میں سے ہم اس کو ایک آدمی کے بدلے چھ اونٹ دیں گے!''

قیدی باندیوں سے ہمبستری کی شرائط

لوگوں نے عرض کیا ہم اس بات پر راضی ہیں اور سر تسلیم خم کرتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد صحابہ نے بنی ہوازن کی عورتیں اور بیٹے واپس کر دیئے۔

ادھر جب رسول اللہ ﷺ نے قیدی عورتوں کو صحابہ میں تقسیم کیا تو ساتھ ہی آپ

Marfat.com

کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ کوئی شخص حاملہ عورت سے اس وقت تک ہمبستری نہ کرے جب تک وہ بچہ کو جنم نہ دے اور نہ غیر حاملہ سے کوئی شخص اس وقت تک ہم صحبت نہ ہو جب تک استبرانہ کرے یعنی اس کو ایک حیض نہ آجائے (تا کہ یہ بات صاف ہو جائے کہ اس کو حمل نہیں ہے)

عیینہ کے حصہ کی بڑھیا اور لالچ

غرض اس طرح بنی ہوازن کو ان کے تمام قیدی واپس کر دیئے گئے اور سوائے ایک بڑھیا کے کوئی قیدی باقی نہیں رہا، یہ بڑھیا عیینہ ابن حصن فرازی کے حصہ میں آئی تھی اور اس نے دینے سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ بیان ہوا جب عیینہ نے اس بڑھیا کو لیا تو کہا۔

''یہ اگر چہ بڑھاپا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ قبیلہ میں نسب کے اعتبار سے یہ بڑھیا اونچے درجے کی ہے (یعنی کسی بڑھے گھرانے سے ہے) اس لئے ممکن ہے اس کے گھر والوں سے اس کا بڑا فدیہ یعنی معاوضہ حاصل ہو جائے (یعنی چونکہ اونچے گھرانے کی ہے اس لئے ان کے خاندان والے ضرور اس کی رہائی کی کوشش کریں گے اور بڑے سے بڑے معاوضہ پر بھی اس کو آزاد کرائیں گے جس سے مجھے فائدہ ہوگا)۔''

بڑھیا کا سنِ وصال

پھر بعد میں عیینہ نے اس بڑھیا کو دس اونٹوں کے معاوضہ میں رہا کیا تھا ایک قول ہے کہ بیس اونٹوں کے بدلے میں آزاد کیا تھا اور یہ معاوضہ عیینہ کو اس بڑھیا کے بیٹے سے ملا تھا، جب اس کے بیٹے نے ماں کی رہائی کے لئے عیینہ سے بات کی تو پہلے عیینہ نے اس کے ساتھ خالص سودے بازی کی اور معاوضہ میں سو اونٹ مانگے، اس پر اس بڑھیا کے بیٹے نے کہا:

''خدا کی قسم نہ تو اس کی چھاتیاں ابھری ہوئی اور سخت ہیں (یعنی وہ کوئی پر شباب دوشیزہ نہیں ہے) نہ اس کا پیٹ بچہ جننے کے قابل ہے (یعنی وہ بہت عمر رسیدہ ہے) نہ اس کے منہ میں ٹھنڈک اور تسکین کا سامان ہے (یعنی اس میں کوئی جنسی دلکشی نہیں ہے)، نہ ایسی ہے کہ اس کا شوہر اس

Marfat.com

کی جدائی میں بے قرار ہو، اور نہ اس کی چھاتیوں میں (ا) دودھ اتر آتا ہے (یعنی وہ جوانی کی عمر سے گزر چکی ہے)۔''

ایک قول ہے کہ یہ بات زہیر نے کہی تھی جو بنی ہوازن کے وفد کا امیر تھا، مگر اس سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے زہیر ہی اس بڑھیا کا بیٹا رہا ہو۔ غرض یہ سن کر عیینہ نے کہا: ''اچھا لے جاؤ۔ خدا تمہیں اس بڑھیا کے ذریعے کوئی برکت نہ دے۔!''

عیینہ کی نافرمانی اور آنحضرت ﷺ کی بددعا

یہ رسول اللہ ﷺ کی دُعا کی برکت تھی کیونکہ جن لوگوں نے اپنے قیدیوں کو بلا قیمت بنی ہوازن کو واپس کر دینے سے انکار کر دیا تھا ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان باندیوں کی فروخت میں کوئی مالی فائدہ نہ دے بلکہ وہ مندہ اور کساد بازی کا شکار ہوں (چنانچہ عیینہ نے اس بڑھیا کا معاوضہ سو اونٹ مانگا تھا مگر صرف دس اونٹ ملے) اور یہ بھی اس طرح کہ سب سے پہلے اس بڑھایا کے بیٹے نے خود ہی عیینہ کو اپنی ماں کے معاوضہ میں سو اونٹوں کی پیشکش کی مگر اس وقت عیینہ نے اور زیادہ کے لالچ میں سو اونٹ کے بدلے بڑھیا کو دینے سے انکار کر لیا اور چلا گیا (کہ بڑھیا کا بیٹا یعنی زہیر خود ہی اونٹوں کی تعداد بڑھا کر ماں کو چھڑانے آئے گا مگر زہیر خاموش ہو کر بیٹھ رہا)

عُیینہ کو لالچ کی سزا

آخر عیینہ کچھ انتظار کے بعد پھر خود ہی زہیر کے پاس گیا اور بولا کہ اچھا لاؤ سو اونٹ ہی دے دو اور اپنی ماں کو لے جاؤ، مگر اب زہیر نے سو اونٹ دینے سے انکار کر دیا اور کہا: ''اب میں پچاس اونٹوں سے زائد کچھ نہیں دوں گا۔!''

عیینہ پھر وہاں سے چلا گیا اور انتظار میں بیٹھ گیا کہ کچھ دیر میں زہیر سو اونٹوں کے بدلے ہی ماں کو لینے آئے گا، مگر زہیر نے پھر بے نیازی کا ثبوت دیا اور خاموش ہو رہا) آخر اب پھر عیینہ خود اس کا انتظار کرنے کے بعد دوبارہ زہیر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اچھا لاؤ پچاس اونٹ ہی دو اور ماں کو لے جاؤ، مگر اب زہیر نے پچاس اونٹ بھی دینے سے انکار کر

Marfat.com

دیا اور کہا۔

''نہیں اب میں پچیس اونٹوں سے زیادہ بالکل نہیں دے سکتا۔!''

(عیینہ نے اب بھی لالچ کو نہ چھوڑا اور یہ سمجھا کہ کچھ دیر میں یہ پچاس اونٹوں پر راضی ہو جائے گا) لہٰذا وہ پھر وہاں سے چلا گیا (اور زہیر کے آنے کا انتظار کرنے لگا مگر زہیر نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔ آخر کار انتظار کے بعد) عیینہ پھر زہیر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اچھا پچیس اونٹ ہی دو اور بڑھیا کو لے جائے مگر زہیر نے کہا۔

''اب میں دس اونٹ سے زائد اسے نہیں لے سکتا، ایک روایت میں یوں ہے کہ چھ اونٹ سے زائد نہیں دے سکتا۔!''

آخر تنگ آ کر عیینہ نے کہا کہ اچھا لے جاؤ خدا تمہیں اس سے کوئی برکت نہ دے، جیسا کہ بیان ہوا، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی دُعا پوری ہوئی اور عیینہ کو سخت نقصان اور مندے کا شکار ہونا پڑا کہ سو کے بجائے صرف چھ یا دس اونٹ ملے

جب زہیر نے اپنی ماں کو حاصل کر لیا تو عیینہ سے کہا۔ ''رسول اللہ ﷺ نے ہر قیدیوں کو ایک ایک کتان کا لباس پہنچایا ہے۔!''

(یعنی تم پر بھی لازم ہے کہ اس کے لئے کتان کا لباس دو، اور جیسے سب قیدیوں کو ملا ہے میری ماں کے لئے دو) جب زہیر نے عیینہ سے ایک قبطیہ یعنی کتانی کپڑا طلب کیا تو عیینہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اس بڑھیا کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، مگر زہیر اس کے سر ہو گیا اور جب تک اس سے ایک قبطیہ حاصل نہیں کر لیا اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

(سیرت حلبیہ)

.....☆.....

قومیت کی خاطر لڑنے والے کا عبرتناک انجام

حضرت عاصم ابن عمر ابن قتادہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک اجنبی آدمی رہتا تھا مگر ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کن لوگوں میں سے اور کس قوم سے ہے ظاہر میں مسلمان ہی معلوم ہوتا تھا اس شخص کا نام قزمان تھا اور یہ بڑا بہادر اور بے خوف شخص تھا مگر

Marfat.com

جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوتا تو آپ فرماتے کہ وہ جہنمی ہے، جب غزوہ احد کا موقع آیا تو وہ بھی مسلمانوں کی طرف سے جنگ میں شریک ہوا اور اس نے بڑی زبردست جنگ کی، مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے جس شخصنے تیر چلایا وہ یہی تھا، وہ دھواں دھار تیر اافگنی کر رہا تھا اور اس کے بعد اس نے اپنی تلوار کے جوہر دکھانے شروع کئے اور زبردست سرفروشی سے لڑا، وہ مشرکوں کے اونٹ سوار دستے پر ٹوٹ پڑا اور آٹھ یا دس مشرکوں کو آن کی آن میں خاک وخون میں لٹا دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو قزمان کی اس سرفروشی اور جاں بازی کی خبر ہوئی تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ وہ جہنمی ہے، مسلمانوں کو اس ارشاد پر بے حد حیرت اور تعجب ہوا۔

جب قزمان لڑتے لڑتے بہت زیادہ زخمی ہو گیا تو اس کو میدان جنگ سے اٹھا کر بنی ظفر کے محلے میں پہنچا دیا گیا کیونکہ یہ بنی ظفر کا حلیف تھا (یعنی بنی ظفر سے اس کا معاہدہ تھا کہ ان کی مصیبت کے وقت یہ ان کا ساتھ دے گا) غرض یہاں مسلمان اس سے کہنے لگے کہ قزمان آج تم نے بڑی زبردست جان فروشی کا ثبوت دیا ہے اس لئے تمہیں خوش خبری ہو (یعنی تمہیں اس جاں فروشی کی جزاء ضرور ملے گی) یہ سن کر قزمان نے کہا۔

''مجھے کاہے کی خوش خبری خدا کی قسم میں تو صرف اپنی قوم کی عزت وفخر کے لئے لڑا ہوں اگر قوم کا معاملہ نہ ہوتا تو میں ہرگز نہ لڑتا۔!''

یعنی وہ اللہ اور اس کے رسول کا کلمہ بلند کرنے کے لئے نہیں لڑا تھا اور نہ اللہ اور رسول کے دشمنوں کو مٹانے کے لئے لڑا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت قتادہؓ نے قزمان کو زخموں سے چور حالت میں دیکھ کر کہا: قزمان! تمہیں شہادت کا مرتبہ مبارک ہو۔

اس نے کہا: ''ابوعمرو! خدا کی قسم میں کسی دین ومذہب کے لئے نہیں لڑا، میں نے تو صرف اس خطرہ کے پیش نظر جنگ کی ہے کہ قریشی حملہ آور ہماری سرزمین کو پامال کر رہے ہیں!''

جب قزمان کے زخموں میں بہت زیادہ تکلیف اور سوزش ہو گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر خود ہی اپنے آپ کو ہلاک کر لیا، یعنی اس نے اس تیر کے پھل سے زرہ کے نیچے ایک رگ کاٹ ڈالی جس کو ذواہن کہتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ اس

Marfat.com

نے اپنی تلوار کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور پھر اپنا سارا بوجھ اس پر ڈال دیا جس سے تلوار اس کے سینے کے آر پار ہوگئی اور یہ ہلاک ہوگیا، کتاب نور میں ہے کہ یہی بات زیادہ صحیح ہے ممکن ہے کہ اس نے دونوں حرکتیں کی ہوں۔

واقعہ دیکھتے ہی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑا ہوا گیا اور کہنے لگا۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔!''

آپ نے فرمایا۔ کیا ہوا؟

اس نے کہا: ''ابھی آپ نے جس شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اس نے ایسا ایسا کیا ہے یعنی خودکشی کرلی ہے۔!''

ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے تین طرح کے آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا، ایک وہ جو بہادری کی وجہ سے لڑتا ہے، دوسرا وہ جو حمیت وغیرت اور خودداری کی وجہ سے لڑتا ہے اور تیسرا وہ جو ریاکاری کی وجہ سے لڑتا ہے، یعنی ان تینوں قسموں کے لوگ اس لڑائی میں حصہ لیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو رہی ہے، تو ان کے بارے میں کیا مسئلہ ہے آیا ان کی جنگ فی سبیل اللہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا:

''جو شخص اس نیت کے ساتھ لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی سربلند ہونا چاہئے، اسی کی جنگ فی سبیل اللہ ہوگی۔!''

اس طرح آپ نے اس شخص کے انجام کی تصدیق فرمادی۔

پھر آپ نے اسی شخص کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''بعض دفعہ تم میں کوئی شخص ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کی نظروں میں جنتیوں کا عمل ہوتا ہے مگر وہ شخص حقیقت میں جہنمی ہوتا ہے اور کبھی کوئی شخص ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کے نزدیک جہنمیوں کا عمل ہوتا ہے لیکن وہ شخص جنتی ہوتا ہے۔!''

اس فرمان میں یہ اشارہ ہے کہ کبھی کبھی عمل کی حقیقت اس کی ظاہری شکل کے خلاف ہوتی ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت ایک ایسے شخص سے بھی کرادیتا ہے جو فاجر ہوتا ہے، امام سبکی نے اس قزمان کے واقعہ کی طرف اپنے قصیدہ

Marfat.com

کے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

وقلت لشخص یدعی الدین انه

بنار فالفی نفسه للمنسة

''میں نے کہا کہ جو شخص کسی کے بارے میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص جہنم میں ہے اس نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔''

غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین کی حالت اور عبرتناک انجام

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب جنگ کی تیاری مکمل ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ تیس ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

اس لشکر میں دس ہزار گھوڑے سوار تھے، مدینہ میں آپ نے حضرت محمد ابن مسلمہ انصاری کو اپنا قائم مقام بنایا۔ ایک قول حضرت علیؓ کے بارے میں بھی ہے، علامہ ابن عبدالبر نے اسی قول کو زیادہ ثابت اور صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ ان کے کلام میں ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کی گھر پر تعیناتی

علامہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو دیکھ بھال کے لئے مدینے میں چھوڑا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہی مدینے میں رہیں۔

اس غزوہ کے موقعہ پر سخت خشکی قحط سالی اور جھلسا دینے والی گرمی پڑ رہی تھی لوگوں کے لئے اس وقت غزوہ کے لئے نکلنا بڑی مشقت اور تکلیف کا کام تھا مگر پختہ اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے لئے خدا اور رسول کے حکم کے سامنے ہر تکلیف اور مشقت ہیچ تھی اس لئے وہ تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر فوراً تیاریوں میں مشغول ہوئے اور آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے، لیکن منافقوں کے لئے یہ بڑا صبر آزما مرحلہ تھا یہ لوگ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے محض ظاہر داری اور اپنے مفادات کے واسطے انہوں نے کلمہ پڑھ لیا تھا اور مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گئے تھے ورنہ حقیقت میں یہ لوگ نہ مسلمان تھے اور نہ اسلام

Marfat.com

یا مسلمانوں سے کوئی دلچسپی رکھتے تھے پھر بھی یہ لوگ اپنے نفاق کو چھپائے رکھتے تھے اور وقت پر مسلمانوں کو دھوکہ دے کر آنحضرت ﷺ کو تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔

منافقین گومگو میں

یہ وقت جبکہ اچانک غزوۂ تبوک کے لئے کوچ کا اعلان ہوا منافقوں کے لئے بہت سخت تھا کیونکہ موسم اور حالت ناسازگار تھے اگر وہ اپنے نفاق کو چھپائے رکھنا چاہیں تو ان کو مسلمانوں کے ساتھ غزوہ میں جانا ضروری تھا لیکن گرمی اور ناسازگاری کی وجہ سے وہ یہ بھی نہیں کرنا چاہتے تھے اور ساتھ نہ جائیں تو ان کا پول کھلتا تھا، آخر انہوں نے نہ جانے کا ہی فیصلہ کیا اور گرمی کا بہانہ کر کے گھروں میں بیٹھ رہے)

مدینہ سے کوچ اور منافقین کی ہمراہی

سردار منافقین عبداللہ ابن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھی منافقین مدینہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ کے لئے روانہ ہوئے اور شہر سے باہر آ کر ثنیۃ الوداع کی پہاڑی کے نیچے عبداللہ ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سمیت علیحدہ اپنا پڑاؤ ڈالا، آنحضرت ﷺ نے پہاڑی کے اوپر فرودگاہ بنائی تھی، مگر منافقوں کا گروہ پھر یہیں سے مدینہ کو واپس ہوا اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہا۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن ابیؓ نے ثنیہ پہاڑی کے دامن میں اس لئے پڑاؤ ڈالا کہ ان کے خیال کے مطابق آنحضرت ﷺ کا لشکر ان سے کم تھا مگر جیسا کہ ظاہر ہے یہ بات صرف ایک خوش فہمی اور خیال ہی کے طور پر ہو سکتی ہے ورنہ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ عبداللہ ابن ابی کا لشکر آنحضرت ﷺ کے لشکر کے برابر بھی ہو جائے کہ آپ کے لشکر سے زیادہ ہو، اس لئے یہ بات قابل غور ہے۔

ابن ابی کے واپسی کے حیلے

جب عبداللہ بن اُبی یہاں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر واپس جانے لگا تو اس نے کہا ''محمد ﷺ بنی اصغر یعنی رومیوں کے ساتھ ایسے وقت جنگ کرنے جا رہے ہیں جبکہ

Marfat.com

حالات نہایت ناسازگار ہیں لوگ گرمی اور خشک سالی کی وجہ سے پریشان ہیں اور وطن سے بھی اتنی دور جانا ہے کہ ہماری ہمت سے باہر ہے محمد ﷺ نے بنی اصغر یعنی رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کو کھیل سمجھا ہے، خدا کی مجھے تو ایسا نظر آرہا ہے کہ ان کے ساتھ یعنی صحابہ پہاڑوں میں چھپتے اور بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔!''

رومیوں کا خوف دلا کر ہراس انگیزی کی کوشش

ابن ابی یہ باتیں اس لئے کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو دہشت زدہ اور بددل کردے (یعنی اس کی ان باتوں سے صحابہ میں خوف وہراس اور بددلی پیدا ہو اور وہ آنحضرت وکا ساتھ چھوڑ دیں، منافقین کا اصل مقصد زندگی ہی یہ تھا)

غرض اس کے بعد جب ثنیۃ الوداع سے تبوک کی طرف رسول اللہ ﷺ نے کوچ فرمایا تو آپ نے مختلف پرچم تیار کئے اپنا لواء اعظم یعنی بڑا پرچم آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو عنایت فرمایا پھر اپنا لواء عظمی آپ نے حضرت زبیر ؓ کو مرحمت فرمایا۔

قبیلہ اوس کا رایت آپ نے حضرت اسید ابن حضیر کو دیا اور قبیلہ خزرج کا رایت حضرت حباب ابن منذر کو عطا فرمایا، پھر آپ نے انصار کے ہر خاندان اور دوسرے عربی قبائل میں، بہت سے رایات اور لواء تقسیم فرمائے، یعنی کسی کو رایت دیا اور کسی کو لواء دیا۔

یہودی کے گھر منافقوں کا اجتماع

ادھر منافقین کی ایک جماعت سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہوئی وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی اصغر، یعنی رومی بہادروں سے لڑنا بھی ایسا ہنسی کھیل ہے جیسے اب تک عربوں کے ساتھ جنگیں ہوتی رہی ہیں، خدا کی قسم یہ سمجھ لو کہ کل یہ لوگ یعنی صحابہ پہاڑوں میں منہ چھپاتے پھر رہے ہوں گے یہ باتیں ہو لوگ مسلمانوں کو ڈرانے اور خوف زدہ کرنے کے لئے کہہ رہے تھے۔

نبی ﷺ کو اطلاع اور بازپُرس

گذشتہ سطروں میں رومی بہادروں کے لئے جلاد ہی اصغر کا لفظ گزرا ہے جس کے

Marfat.com

اصل معنی شمشیر زن کے ہیں۔

غرض ادھر تو منافقین اس مکان میں یہ باتیں کر رہے تھے اور ادھر آنحضرت ﷺ کو ان باتوں کا پتہ چلا تو آپ نے عمار ابن یاسرؓ سے فرمایا۔

''ان لوگوں کے پاس جاؤ، وہ لوگ بہت زیادہ جل رہے ہیں، انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس کی ان سے تصدیق کراؤ اگر وہ انکار کریں یعنی بات بنا کر کچھ اور کہیں تو کہنا نہیں بلکہ تم نے ایسا ایسا کہا تھا (اور آپ نے ان کی کہی ہوئی باتیں عمار کو بتلائیں)۔''

منافقین کے حیلے بہانے

چنانچہ حضرت عمار ابن یاسرؓ ان منافقوں کے پاس گئے اور یہ ساری بات ان سے بتائی، وہ لوگ فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی اس حرکت پر معذرت کرنے لگے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ مذاق اور تفریح کر رہے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب. (توبہ:٦٥)

''اور اگر آپ ان سے پوچھئے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے۔''

جد ابن قیس کی حیلہ سازیاں

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جد ابن قیس سے فرمایا۔ ''جد۔ کیا تم بنی اصغر کے سورماؤں سے مقابلہ کو چلو گے۔!''

اس نے کہا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کی اجازت دے دیں گے کہ میں نہ جاؤں بلکہ یہیں رہ جاؤں اور پھر آپ مجھ کو خرابی میں بھی نہ ڈالیں، یعنی مجھ سے باز پرس بھی نہ کریں، کیونکہ خدا کی قسم میری قوم کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ عورتوں کا رسیا کوئی دوسرا نہیں ہے، مجھے ڈر ہے کہ بنی اصغر کی نازنینوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا!''

یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اس شخص کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ تجھے

Marfat.com

اجازت ہے۔حق تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔

ومنهم من يقول ائذن لى ولا تفتنى ألا فى الفِتنَةِ سقطوا وإنَّ جهنم لمحيطةٌ بالكافرين. (توبہ: ۴۹)

''اور منافقین مخالفین میں بعضا شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دے دیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے، خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ آخرت میں ان کافروں کو گھیرے گی۔''

جدابن قیس کو بیٹے کی ملامت

رسول اللہ ﷺ نے جدابن قیس سے فرمایا۔

''اے ابوقیس! کیا تم ہمارے ساتھ جنگ میں چلو گے۔ممکن ہے واپس میں بنی اصغر کی بیٹیاں یعنی رومی عورتیں تمہاری شریک سفر ہوں۔''

اس کے جواب میں جدابن قیس نے وہی بات کہی جو بیان ہوئی اس کے بیٹے عبداللہ ابن جد نے اس پر باپ کو ملامت کی اور کہا۔

''خدا کی قسم آپ صرف اپنے نفاق کی وجہ سے ساتھ نہیں جا رہے ان شاء اللہ خدا تعالیٰ آپ کے متعلق بہت جلد قرآنی آیات نازل فرمائے گا۔!''

جد کا بیٹے پر غیظ وغضب

جدا ابن قیس بیٹے کی یہ بات سن کر سخت غضبناک ہوا اور جوتا نکال کر عبداللہ کے منہ پر مارنے لگا، آخر جب جد کے متعلق قرآن نازل ہو گیا (یعنی وہ آیت جو گذشتہ سطروں میں ذکر ہوئی تو عبداللہ ابن جدا ابن قیس نے باپ سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔

جد نے ان کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ''خاموش اے کمینے، خدا کی قسم تو میرے حق میں محمد ﷺ سے بھی زیادہ سخت ہے!''

منافقوں کے عطیات نامقبول

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب جدا بن قیس نے جانے سے انکار کیا

Marfat.com

اور معذرت چاہی جیسا کہ بیان ہوا تو ساتھ ہی اس نے آنحضرت ﷺ سے بھی کہا تھا کہ مگر میرے پاس جو کچھ ہے اس سے میں آپ کی مدد ضرور کروں گا۔ (یعنی جنگی تیاریوں میں اپنے روپیہ سے امداد کروں گا)

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قل انفقوا طوعًا اَوْ کرھًا لن یُّتقبَّلَ منکم اِنَّکم کنتم قومًا فسقین O (توبہ: ۵۳)

''آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم کسی طرح خدا کے نزدیک مقبول نہیں کیونکہ بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو۔''

منافقین کی طرف سے گرمی کا بہانہ

غرض غزوۂ تبوک کو روانگی کے موقعہ پر منافقین ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ اس گرمی میں کہیں مت جاؤ، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فرح المخلفون بمقعدھم خِلاف رسولِ اللّٰہِ وکرھُوآ اَنْ یُّجاھِدُوا باموالھم وانفسھم فی سبیلِ اللّٰہِ وقالوا لا تنفروا فی الحر ط قل نارُ جھنم اشدُّ حرًّا ط لو کانوا یفقھون.

(توبہ: ۸۱)

''پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا اور دوسروں کو بھی کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو، آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے۔''

کچھ دیہاتیوں کا عذر

اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے عذر والے لوگ آئے جنہیں کوئی

Marfat.com

مجبوری تھی جیسے ضعیف اور تنگدست اعرابی، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اپنی معذوری بیان کر کے نہ جانے کی اجازت چاہی آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو اجازت دے دی، ایسے لوگوں کی تعداد بیاسی تھی۔

منافقین کی بلا عذر پہلوتہی

ادھر بہت سے منافقین وہ تھے جو بغیر کسی عذر کے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور جنگ کے لئے نہیں گئے نہ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کوئی عذر بیان کیا بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں جرأت و جسارت کرتے ہوئے یہ لوگ جنگ سے دامن بچا گئے حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے (جو واقعۃً معذور تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر معذوری ظاہر کی اور اجازت چاہی ان کے متعلق بھی اور ان سرکش منافقوں کے متعلق بھی جو بلا عذر اور بغیر اجازت چاہے گھروں میں بیٹھ رہے۔ قرآن پاک میں یہ ارشاد ہے۔

وجاء المعذّرون من الاعراب ليؤذن لهم وقعد الّذين كذبوا اللّٰه ورسولهٗ سيصيبُ الّذين كفروا منهم عذاب اليم.

(توبہ: ۹۰)

''اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیوں میں سے آئے تا کہ ان کو گھر رہنے کی اجازت مل جائے اور ان دیہاتیوں میں سے جنہوں نے خدا سے اور اس کے رسول سے دعویٰ ایمان میں بالکل ہی جھوٹ بولا تھا اور وہ بالکل ہی بیٹھ رہے ان میں جو آخر تک کافر رہیں گے ان کو دردناک عذاب ہوگا۔''

علی رضی اللہ عنہ کے چھوڑنے پر منافقین کی افواہیں

ادھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں چھوڑا تو منافقوں نے لوگوں میں ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں پھیلائیں کہ دراصل علیؓ آنحضرت ﷺ پر بوجھ تھے اور آپ نے اسی لیے چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ باتیں معلوم ہوئیں تو

Marfat.com

انہوں نے فوراً اپنے ہتھیار اٹھائے اور آنحضرت ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ سے جا ملے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ جرف کے مقام پر فردکش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! منافقین یہ کہہ رہے ہیں کہ میں دراصل آپ کے لئے ایک بوجھ تھا مجھے چھوڑ کر آپ نے اپنا بوجھ ہلکا کر لیا ہے!''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے تمہیں صرف ان لوگوں کی وجہ سے چھوڑا ہے جنہیں میں مدینے میں چھوڑ آیا ہوں۔ !اس لئے واپس جاؤ اور میری عدم موجودگی میں میرے گھر والوں اور اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال کرتے رہو۔ علی کیا تم اسی بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیئے تم اسی درجے میں رہو جس درجے میں موسیٰ کے لئے ہارون تھے سوائے اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے!

کیونکہ جب موسیٰ اپنے پروردگار کے وعدے پر جانے لگے تو وہ ہارونؑ کو (جوان کے بھائی تھے) اپنی قوم میں اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے۔ غرض آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت علی واپس مدینے آ گئے۔

علی رضی اللہ عنہ کو قریشی پھبتیوں کا ڈر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تو جعفر طیار کو اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر جعفرؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں آپ کو چھوڑ کر گھر میں نہیں بیٹھوں گا۔ آخر آنحضرت ﷺ نے مجھے گھر والوں کے پاس چھوڑنے اور جعفر کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ فرمایا۔ اس پر میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ! کیا آپ ایسے موقع پر مجھے چھوڑے جا رہے ہیں جبکہ قریش پہلے ہی بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ میرے متعلق یہ نہیں کہیں گے کہ میں نے کتنی جلدی اپنے چچا کے بیٹے یعنی آپ سے دامن بچا لیا اور گھر بیٹھ رہا۔ دوسرے یہ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا طالب اور اس کے لئے کوشاں ہوں کیونکہ میں نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے:

Marfat.com

ذالک بانَھم لا یصیبھم ظَمَأٌ ولا نصبٌ وّلا مخمصۃٌ فی سبیل اللّٰہ ولا یطئون موطِئًا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدوٍّ نَّیلًا اِلَّا کتب لھم بہٖ عملٌ صالحٌ ط اِنَّ اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنینO (توبہ:۱۲۰)

''اور میرے ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں کو راہ میں جو پیاس لگی اور ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

گریز کرنے والوں سے بے نیازی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کر جانے کے بعد جب کوئی شخص رہ جاتا اور آنحضرت ﷺ سے بتلایا جاتا کہ فلاں شخص نے جنگ سے گریز کیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر اس میں کوئی بھی خیر ہوگی تو اللہ تعالیٰ جلد ہی تم سے لا ملائے گا اور اگر اس میں کوئی خیر نہیں ہے تو اس طرح حق تعالیٰ نے تمہیں اس کی طرف سے بے فکر کر دیا!''

ابوخثیمہ کا گریز

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے گریز کرنے والوں میں ابوخثیمہ بھی تھے۔ (چنانچہ یہ مدینے میں ہی رہ گئے تھے) ایک روز جبکہ رسول اللہ ﷺ کو کوچ کئے ہوئے کئی دن ہو چکے تھے اور شدید گرمی کا دن تھا یہ اپنی دونوں بیویوں کے پاس آئے ان کی بیویوں نے باغ کے اندر اپنے سائبانوں میں خوب اچھی طرح پانی چھڑک کر انہیں ٹھنڈا کر رکھا تھا اور دونوں اپنے اپنے سائبان میں کھانا تیار کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔

Marfat.com

سامانِ راحت پر نبی ﷺ کے لئے تڑپ اور جہاد کیلئے روانگی

اس روز سخت گرمی پڑ رہی تھی (اور ان کی بیویوں نے اپنے سائبان بے حد آرام دہ اور ٹھنڈے کر رکھے تھے) انہوں نے اندر آتے ہی اپنی بیویوں اور ان کے انتظامات کو دیکھا اور کہنے لگے:

''رسول اللہ ﷺ تو اس قدر شدید گرمی میں سفر کر رہے ہیں اور ابو خثیمہ یہاں ٹھنڈے سائبانوں اور پانی کی فراوانی اور حسین عورتوں کی صحبت کا لطف اٹھا رہا ہے۔ یہ ہرگز انصاف کی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد کہنے لگے، خدا کی قسم میں دونوں میں سے کسی کے بھی سائبان میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ اب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچوں گا۔ لہٰذا تم دونوں فوراً میرے لیے زادراہ کا انتظام کرو۔''

چنانچہ ان کی بیویوں نے زادِراہ تیار کیا اور انہوں نے اپنی اونٹنی تیار کی پھر انہں نے اپنی تلوار اور اپنا نیزہ لیا اور جیسا کہ کشاف میں ہے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی جستجو میں روانہ ہو گئے یہاں تک کہ تبوک میں آپ سے جا ملے۔

ابو خثیمہ جب رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں جا رہے تھے تو راستے میں ان کو عمیر ابن وہب ملے وہ بھی آنحضرت ﷺ کی جستجو میں ہی جا رہے تھے چنانچہ یہاں سے وہ دونوں حضرات ایک ساتھ چلے یہاں تک کے تبوک سے قریب پہنچ گئے۔ یہاں ابو خثیمہ نے عمیر ابن وہب سے کہا۔

''مجھ پر ایک گناہ ہے اس لئے تم سے درخواست ہے کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم میرا ساتھ نہ چھوڑنا۔!

نبی ﷺ کے حضور میں ابو خثیمہ کی حاضری

چنانچہ وہ ان کے ساتھ ہی رہے۔ جب ابو خثیمہ لشکر کے سامنے پہنچے تو لوگوں نے دور سے سواروں کو دیکھ کر کہا: ''یہ سامنے کوئی سوار آ رہے ہیں''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا یقیناً ابو خثیمہ ہوں گے (اس عرصہ میں یہ قریب آ گئے

Marfat.com

تو) لوگوں نے پکار کر کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم یہ تو ابوخثیمہ ہی ہیں۔!

اسی وقت ابوخثیمہ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا ابوخثیمہ تمہارے لیے یہ ہی زیادہ بہتر تھا۔

اس کے بعد ابوخثیمہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا پورا واقعہ بتایا تو آپ نے بہت خوب فرمایا اور ان کے لئے دعا خیر کی ابوخثیمہ سے آنحضرت ﷺ نے جو یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ۔ تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر تھا۔ یہ کلمہ تہدید اور تنبیہ ہے۔

علاقہ ثمود میں آندھی کی پیشین گوئی

غرض رسول اللہ ﷺ نے شہر حجر کے کھنڈروں میں اس کنویں پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا جہاں صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ یہاں اتر کر آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو خبردار کیا کہ آج رات ان پر آندھی کا زبردست طوفان آئے گا۔ آپ نے فرمایا جس کے پاس بھی اونٹ ہیں وہ انہیں باندھ کر رکھے (ورنہ اس طوفان میں ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے)

اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ آج رات کوئی شخص تنہا پڑاؤ سے باہر ہرگز نہ نکلے بلکہ کسی نہ کسی کو ساتھ رکھے۔ اتفاق سے ایک شخص اس رات اپنی کسی ضرورت سے پڑاؤ کے باہر تنہا چلا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا دم گھٹ گیا۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص اپنے اونٹ کی تلاش میں تنہا نکل گیا جس کا انجام یہ ہوا کہ شدید ہوا نے اس کو اڑا کر طے کے پہاڑوں میں لے جا پھینکا۔

حکم کی خلاف ورزی کا انجام

آنحضرت ﷺ کو جب ان حادثات کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا ''کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص تنہا کہیں نہ جائے بلکہ کسی کو ساتھ لے کر نکلے۔!

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی جس کا دم گھٹ رہا تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرمائی۔ پھر آپ نے اس شخص

Marfat.com

کے لئے دعا کی جسے ہواؤں نے لے کے پہاڑوں میں لے جا پھینکا تھا۔ وہ شخص ایک عرصہ کے بعد بھٹکتا ہوا اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس مدینے پہنچے۔

علامہ دمیاطی نے اپنی کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر میں نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو قائم مقام بنایا کرتے تھے اور لشکر کی پہرہ داری اور طلایہ گردی کرنے والے دستہ پر حضرت عبادہ ابن بشر کو مامور فرماتے تھے چنانچہ رات کو وہی لشکر کے گرد پہرہ دینے کے لئے گھوما کرتے تھے۔

لشکر میں پانی کی نایابی اور تشنہ لبی

ایک روز مسلمانوں کے پاس پانی ختم ہوگیا اور لوگوں کو پیاس نے اس قدر پریشان کیا اور بیتاب کر دیا کہ حلق میں کانٹے پڑ گئے یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے اپنے اونٹ کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ میں سے پانی وہ تھیلیاں نکال کر ان میں کا پانی پیا اور پیاس بجھائی۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شدید گرمی کے زمانے میں ہم سفر پر روانہ ہوئے راستے میں ہم لوگ ایک منزل پر ٹھہرے تو ہمارے پاس پانی بالکل ختم ہوگیا اور سب لوگ پیاس سے جاں بہ لب ہوگئے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اپنے اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ کی تھیلیوں کا پانی نکال کر پیا اور باقی پانی اپنے جگر اور سینوں پر ملا تا کہ کچھ ٹھنڈک اور سکون حاصل ہو سکے۔

آخر لوگوں نے حضور ﷺ سے اس تکلیف کی شکایت کی۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے آپ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا خیر کا خوگر بنایا ہے اس لئے ہمارے واسطے دعا فرمایئے!

آنحضرت ﷺ کی دعا سے سیرابی

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دعا کرانا چاہتے ہو؟ صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا، ہاں

Marfat.com

یارسول اللہ! آپ نے فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس وقت تک اٹھائے رکھے جب تک حق تعالیٰ نے بدلیاں نہ بھیج دیں۔ گھٹا گھر کر آئی اور اتنی بارش ہوئی کہ لوگ بیراب و مطمئن ہو گئے اور انہوں نے کافی پانی آئندہ کے لئے جمع کر لیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ بدلیاں صرف اتنے ہی حصے میں ہی تھیں جتنے علاقے میں لشکر کا پڑاؤ تھا اس سے آگے نہیں بڑھیں اس وقت ایک انصاری شخص نے ایک دوسرے شخص سے جو منافق کی حیثیت سے بدنام تھا، کہا: ''تیرا برا ہو، کیا تو یہ معجزہ نہیں دیکھ رہا ہے۔''

معجزہ اور ایک منافق کی ہٹ دھری

(یعنی ایسی کھلی ہوئی نشانیاں دیکھ کر بھی مجھے عقل نہیں آتی کہ تو دل سے مسلمان ہو جائے۔ اس نے کہا:

''بات یہ ہے کہ بارش تو فلاں نور یعنی فلاں ستارے کے تحت ہوئی ہے!''

یعنی بجائے رزق پر شکر کرنے کے انوا اور ستاروں کی کرشمہ سازی قرار دیتے ہو کہ یہ فلاں ستارے کے ذریعہ ہوئی یا فلاں کے ذریعہ ہوئی۔

ایک روایت کے مطابق بارش کا یہ معجزہ دیکھنے کے بعد اس انصاری صحابی نے اس منافق سے یوں کہا تھا کہ تیرا برا ہو کیا اس معجزہ کے بعد ایمان لانے کے لئے کسی چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے اس نے کہا کہ یہ بارش تو ایک گزرتے ہوئے بادل نے برسا دی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے رسول ﷺ سے اپنی تشنگی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ''اگر میں تمہارے لئے پانی کی دعا کروں اور تمہیں سیرابی ہو جائے تو شاید کہہ دو گے کہ یہ بارش تو فلاں نوء یعنی ستارے کے عمل سے ہوئی۔!

ان لوگوں نے عرض کیا: ''یا نبی اللہ، یہ تو انواء یعنی ستاروں کی چال سے بارش ہونے کا وقت نہیں ہے!''

غرض پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی منگا کر وضو کیا۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ نماز کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اسی وقت ہوا چلنی شروع ہوئی اور بادل چھا گئے اور تھوڑی ہی دیر میں اس قدر بارش ہوئی کہ ساری وادیوں

Marfat.com

میں پانی بھر گیا۔

آنحضرت ﷺ کی اونٹنی کی گمشدگی

اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی (جس کی تلاش شروع کی گئی) لشکر کیساتھ منافقین کی ایک جماعت بھی تھی جن کا مقصد سوائے مال غنیمت میں حصہ دار بننے کے اور کچھ نہیں تھا۔ اونٹنی کی گمشدگی اور تلاش و جستجو پر یہ لوگ کہنے لگے۔

محمد ﷺ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ نبی ہیں اور یہ کہ وہ تمہیں آسمان کی خبریں سناتے ہیں تو کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔"

منافقین کی زبان زوری اور اونٹنی کی بازیافت

رسول اللہ ﷺ کو فوراً ہی منافقوں کی ان باتوں کی خبر ہوگئی آپ نے فرمایا۔

"ایک شخص ایسا ایسا کہہ رہا ہے۔ میں خدا کی قسم ان ہی باتوں کو جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھے بتلا دیتا ہے اور ابھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بتالایا ہے کہ وہ اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے اس کی مہار ایک درخت کی ٹہنی میں الجھ گئی ہے تم لوگ وہاں جاؤ اور اونٹنی کو میرے پاس لے آؤ۔!"

لوگ فوراً اس گھاٹی میں گئے تو اونٹنی کو اسی طرح پایا جیسے آنحضرت ﷺ بتلایا تھا اور اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے۔

اسی قسم کا واقعہ غزوۂ بنی مصطلق میں بھی گزر چکا ہے جس کو غزوۂ مریسیع بھی کہا جاتا ہے لیکن اس واقعہ کو ایک سے زائد مرتبہ ماننے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہو مگر راویوں کی غلط فہمی سے ایسا ہوا کہ ایک راوی نے اس کو غزوۂ بنی مصطلق یعنی مریسیع کا واقعہ سمجھ کر یہ بیان کیا اور دوسرے نے اسے غزوۂ تبوک کا واقعہ سمجھا۔

ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ کی اونٹنی کا یہ واقعہ سنا تو وہ اپنے پڑاؤ میں پہنچے اور وہاں جو لوگ موجود تھے ان سے بولے۔

Marfat.com

"خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے ایک عجیب بات بتلائی کہ آپ نے ایک شخص کی کہی ہوئی بات سنائی جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے۔!

اس کے بعد انہوں نے اس شخص کا جملہ اور واقعہ بیان کیا۔ ان کے پڑاؤ میں جو اور لوگ موجود تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ بات فلاں شخص نے بھی کہی تھی اور ابھی تھوڑی دیر پہلے بھی کہی تھی۔

ان صحابی نے یہ سن کر کہا: "لوگو! میرے پڑاؤ میں ایسے چالاک اور شریر لوگ موجود ہیں اور مجھے پتہ بھی نہیں، ایسا کے دشمن میرا پڑاؤ سے نکل جا اور آئندہ میرے ساتھ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کہا جاتا ہے کہ اس منافق نے بعد میں توبہ واستغفار کر لی تھی مگر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے سرپرست اور برائیوں کی اپنی خو نہیں بدلی بلکہ اسی حالت میں ہلاک ہو گیا تھا۔ (کہ آخر تک سچے دل سے مسلمان نہیں ہوا بلکہ آنحضرت ﷺ کو تکلیفیں پہنچاتا رہا)۔

ہمراہی منافقین کی خوفناک سازش

اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ منافقین بھی تھے ایک قول چودہ کا بھی ہے اور ایک قول کے مطابق پندرہ تھے ان سب نے آپس میں سازش کی کہ عقبہ کے مقام پر جو تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے معاہدہ اور بیعت کو توڑ دیں، انہوں نے آپس میں طے کیا کہ جوں ہی آنحضرت ﷺ گھاٹی کے راستے پر آئیں آپ کو سواری پر سے دھکا دے کر وادی میں گرا دیں۔!

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اس سازش کی اطلاع دے دی چنانچہ جیسے ہی لشکر عقبہ میں داخل ہوا آپ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھاٹی کے راستے سے جانے کا ارادہ فرمایا ہے اس لئے اور کوئی شخص اس راستے سے نہ جائے بلکہ وادی کے اندر سے ہو کر جائے کیونکہ وہ راستہ زیادہ آسان اور لشکر کے لئے کشادہ ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں سے ہو کر گئے اور باقی تمام لوگ وادی کے اندر سے ہو کر چلے، ان منافقین نے بھی یہ اعلان سنا مگر انہوں نے دیدہ دلیری اور سینہ زوری

Marfat.com

کرتے ہوئے گھاٹی کا راستہ ہی اختیار کیا اور لشکر سے الگ اور آنحضرت ﷺ کے حکم کے خلاف اسی راستے سے چلے جس سے آنحضرت ﷺ جا رہے تھے یہ لوگ پوری تیاری کے ساتھ چہرے پر نقاب اوڑھ کر گھاٹی کے راستے سے چلے۔ رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے حکم پر حضرت عمار ابن یاسرؓ اس کی مہار پکڑے ہوئے اسے لے جا رہے تھے، حضرت حذیفہ ابن یمانؓ کو آپ نے حکم دیا تھا کہ وہ پیچھے سے آپ کی اونٹنی کو ہنکاتے رہیں۔ (چنانچہ وہ اونٹنی کے پیچھے تھے)

مگر کتاب دلائل میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ عقبہ والے واقعہ کلے دن میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے اسے کھینچ رہا تھا اور عمار ابن یاسرؓ اسے پیچھے سے ہنکار رہے تھے یا میں اسے ہنکاتا تھا اور عمار ابن یاسر اسے کھینچتے تھے، یعنی باری باری ہم ایسا کرتے تھے۔

اس دوران میں جبکہ آپ اس گھاٹی میں سفر کر رہے تھے آنحضرت ﷺ نے کچھ لوگوں کے قدموں کی چاپ اور سرسراہٹ سنی جس سے آپ کی اونٹنی بھی چوکنی ہو کر ایک دم بد کی یہاں تک کہ اس پر سے آپ کا بعض سامان نیچے گر گیا۔

آنحضرت ﷺ اس بات پر ناراض ہوئے (کہ آپ کے منع کرنے کے باوجود کچھ لوگ گھاٹی کے راستے سے آ رہے ہیں) آپ نے حضرت حذیفہؓ کو حکم دیا کہ وہ ان آنے والوں کو واپس کریں۔ حضرت حذیفہؓ فوراً ہی اس گھاٹی کے راستے پر واپس ہو کر آنے والوں کی طرف گئے۔

حذیفہ ابن یمان اس بات پر آنحضرت ﷺ کو غصہ میں دیکھ چکے تھے اس لئے وہ جب ان لوگوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کی سواریوں کو اس لکڑی سے مارنا شروع کیا جو وہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے ساتھ ہی وہ ان لوگوں سے کہتے جاتے تھے۔

''اے خدا کے دشمنو۔ واپس جاؤ۔ واپس جاؤ۔!''

اچانک ان کی نظر اٹھی تو انہوں نے دیکھا کہ وہ سب لوگ نقاب پوش ہیں یعنی چہروں پر ڈھاٹا باندھے ہوئے ہیں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے بہت زور سے ڈانٹا جس

Marfat.com

پر وہ لوگ ایک دم واپس چلے گئے۔

اس وقت ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی سازش کا پتہ چل چکا ہے چنانچہ وہ لوگ افتاں وخیزاں گھاٹی سے وادی کے اندر اتر گئے اور لشکر میں پہنچ کر لوگوں میں رل مل گئے (تا کہ پتہ نہ چل سکے کہ کون لوگ تھے)

حضرت حذیفہ وہاں سے اپنی اونٹنی کو مارتے ہوئے تیزی کے ساتھ واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔

''جن سواروں کو تم واپس کر کے آئے ہو کیا ان میں سے کسی کو تم نے پہچانا۔''

حضرت حذیفہ ابن یمان نے عرض کیا۔

''نہیں۔ وہ لوگ نقاب پوش تھے اور دوسرے رات بھی بہت اندھیری ہے۔!''

حضرت حمزہ ابن عمرو اسلمی سے روایت ہے کہ جب اونٹنی کے بدکنے سے رسول اللہ ﷺ کا کچھ سامان نیچے گر گیا اور میں اس کو جمع کرنے لگا تو میری پانچوں انگلیاں اچانک روشن ہو گئیں جس سے وہاں اتنی روشنی پھیل گئی کہ جتنا سامان گرا تھا میں نے وہ سب جمع کر لیا اور وہاں کوئی چیز باقی نہ رہی۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے فلاں شخص کی اس شخص کی سواری یعنی اونٹنی کو پہچانا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''کیا تم جانتے بھی ہو کہ وہ کیوں چہرہ چھپاتے تھے اور کیا چاہتے تھے۔''

حضرت حذیفہ نے عرض کیا نہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''انہوں نے یہ سازش کی تھی کہ گھاٹی میں میرے ساتھ چلیں گے اور پھر اچانک مجھ پر ہجوم کر کے مجھے گھاٹی سے نیچے گرا دیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان لوگوں کے متعلق بھی اطلاع دے دی اور انہوں نے جو سازش کی تھی اس کی بھی خبر دے دی۔ میں تم دونوں کو بتاؤں گا کہ وہ لوگ کون ہیں مگر ابھی ان کی اس بات کو پوشیدہ ہی رکھنا۔!''

صبح کو حضرت اسید ابن حضیر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! رات آپ وادی کے اندر سے کیوں نہیں چلے وہ راستہ اس گھاٹی کے

Marfat.com

مقابلہ میں زیادہ آسان اور آرام کا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا تمہیں معلوم نہیں منافقوں نے کیا سازش کی تھی۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ساری بات بتلائی۔

یہ ماجرا سن کر حضرت اسید ابن حضیر نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ! اس وقت سب لوگ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں اور سب ہی لوگ جمع ہیں۔ لہٰذا ہر خاندانوں کو حکم دیجئے کہ وہ ان میں سے اس شخص کو قتل کرے جو ان کے خاندان کا ہے۔ اس لئے اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو مجھے ان لوگوں کے نام بتلا دیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا کہ میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کے پاس ان لوگوں کے سر لے کر حاضر ہوں گا۔!''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نہیں چاہتا کہ لوگ یوں کہیں کہ محمد ﷺ ایک قوم کی مدد حاصل کر کے اپنے دشمنوں سے لڑا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح دے کر غالب کر دیا تو وہ خود اسی قوم کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان ہی کو قتل کرنا شروع کر دیا۔''

حضرت اسید نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ صحابہ اور آپ کے ساتھی تو نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ لوگ ظاہر میں توحید و رسالت کی شہادت نہیں دیتے۔ (یعنی زبان سے تو کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر چکے ہیں اس لئے مسلمان ہی کہلاتے ہیں)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جمع کر کے انہیں بتلایا کہ انہوں نے کیا کیا کہا تھا اور کیا سازش کی تھی۔ اس پر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نام پر حلف اٹھا کر ان باتوں سے انکار کیا کہ نہ ہم نے یہ باتیں کہیں اور نہ یہ سازش کی جو آپ بتلا رہے ہیں۔

اس وقت حق تعالیٰ نے ان کا جھوٹ واضح کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی:

یحلفون باللّٰہ ما قالوا ولقد قالوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامھم وھمّوا بما لم ینالوا. (توبہ: ۷۴)

''وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلانی بات نہیں کہی حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور وہ بات کہہ کر اپنے اسلام ظاہری کے

Marfat.com

بعد ظاہر میں بھی کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی۔"

سازشیوں کے لئے بددُعا

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے بددُعا فرمائی جس میں کہا:

"اے اللہ! ان کو آگ کے شعلوں سے مار جوان کی کمر میں لگ کر سینوں میں سے نکل جائیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ان کو آگ کے گولوں سے مار جوان کے سینوں میں قلب پر لگیں اور ہلاک کر دیں۔"

حدیث میں ایک جگہ دُبیلہ کا لفظ استعمال ہوا جو دُنبل یا گولہ کو کہتے ہیں جس کی تشریح میں اسے آگ کا چراغ کہا گیا ہے۔ اور دوسری روایت میں شہاب نار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ آگ کا شعلہ کیا گیا ہے۔

کتاب امتاع میں ہے کہ تبوک کے قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ ایک روز ایک درخت کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے درمیان سے ہو کر گزرا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص گدھے کے اوپر بیٹھا ہوا گزرا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے بددُعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"جس طرح اس نے ہمارے نماز کو منقطع کر دیا یعنی کاٹ دیا اللہ تعالیٰ اسی طرح اس کے نشان قدم کو کاٹ دے۔"

چنانچہ اس کی ٹانگیں ماری گئیں اور وہ چلنے سے معذور ہو گیا (جس کے نتیجہ میں اس کے نشان قدم ختم ہو گئے)

حضرت حذیفہ ابن یمان کو رسول اللہ ﷺ کا راز دار کہا جاتا تھا۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی سے اترے تو آپ پر اسی وقت وحی کا نزول شروع ہوا۔ اس وقت آپ کی اونٹنی بیٹھی ہوئی تھی وہ اٹھ کر اپنی مہار کھینچتی ہوئی چلنے لگی میں نے فوراً بڑھ کر اس کی مہار پکڑ لی اور اسے آنحضرت ﷺ کے قریب لے کر آ گیا۔ پھر میں نے اونٹنی کو بٹھایا اور خود بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ یہاں

Marfat.com

تک کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔

کچھ منافقین کی نماز جنازہ کی ممانعت

میں فوراً اونٹنی آپ کے پاس لایا۔ آپ نے پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا حذیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا:

''میں تمہیں ایک راز کی بات بتلاتا ہوں جس کا کسی سے ذکر مت کرنا۔ مجھے فلاں فلاں آدمیوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔''

آپ نے منافقین کی ایک جماعت کے نام گنائے (کہ ان لوگوں کی نماز جنازہ سے مجھے روک دیا گیا ہے)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں جب بھی کوئی ایسا شخص مرتا جس کے بارے میں فاروق اعظمؓ کو یہ گمان ہوتا کہ یہ اسی جماعت کا ایک فرد ہے تو وہ حضرت حذیفہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اس کی نماز جنازہ کے لئے آگے بڑھاتے، اگر حضرت حذیفہ ان کے ساتھ چلنے لگتے تو پھر حضرت عمر خود آگے بڑھ کر اس کی نماز پڑھا دیتے اور اگر وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا لیتے تو حضرت عمر اس جنازہ کی نماز نہیں پڑھاتے تھے (بلکہ بغیر نماز کے اس کو دفن کرا دیا کرتے تھے)

تبوک سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا۔

''کچھ لوگ ہیں جو اگرچہ مدینہ میں ہیں مگر تم جس راستے پر بھی چل رہے ہو اور جس وادی سے بھی گزر رہے ہو وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔!''

لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ مدینہ میں موجود ہیں۔

آپ نے فرمایا: ''ہاں کسی نہ کسی عذر کی وجہ سے وہ لوگ وہیں ٹھہرنے پر مجبور ہو گئے۔''

(یعنی وہ لوگ ساتھ آنا چاہتے تھے اور خدا کے راستے میں جہاں کے طلب گار تھے مگر اپنی واقعی مجبوریوں کی وجہ سے ساتھ نہ آسکے بلکہ دل مسوس کر رہ گئے لیکن پھر بھی اگرچہ ان کے جسم وہاں ہیں مگر دل یہیں پڑے ہوئے ہیں اور قلبی طور پر وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔

Marfat.com

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے یہاں تک کہ ذی اوان کے مقام پر فروکش ہوئے جو ایک مقام کا نام ہے یہاں سے مدینے تک ایک دن سے کم کا سفر ہے، مگر علامہ بکری لفظ اوران کے بارے میں کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ الف اور داؤ کے درمیان سے را کا حرف رہ گیا ہے اور یہ اصل میں لفاظ اردان ہوگا جو ایک مشہور کنواں ہے جس کے نام پر اس جگہ کا نام ہے۔

مسجد ضرار

رسول اللہ ﷺ یہاں قیام فرما تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسجد ضرار کے متعلق خبر دی (جو منافقین نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور مذاق اڑانے کے لئے بنائی تھی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

وَالَّذِین اتخذوا مسجدًا ضِرارًا وکفرًا وتفریقًا بین المومنین وارصادًا لمن حارب اللّٰہ ورسولہٗ من قبل ولیحلفن اِنْ اردنَآ اِلَّا الحسنٰی ؕ واللّٰہ یشھد اِنّھم لکٰذبون O لا تقم فیہ ابدًا لمسجدٌ اُسِّسَ علی التَقوٰی من اوّلِ یوم احقُّ ان تقوم فیہِ ؕ فیہ رجالٌ یحبون ان یتطھروا ؕ واللّٰہ یحب المطھرین ..... تا..... واللّٰہ علیمٌ حکیمٌO

(توبہ :۱۰۷ تا ۱۱۰)

"اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ اسلام کو ضرر پہنچائیں اور اس میں بیٹھ بیٹھ کر کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل سے خدا اور رسول کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جادیں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں اور آپ اس میں کبھی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد

Marfat.com

اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قبا) وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز کے لئے کھڑے ہوں۔ اس مین ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی گھاٹی یا غار کے کنارے پر جو کہ گرنے ہی کو ہو۔ رکھی ہو پھر وہ عمارت اس بانی کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو دین کی سمجھ ہی نہیں دیتا۔ ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کانٹا سا کھٹکتی رہے گی ہاں مگر ان کے وہ دل ہی اگر فنا ہو جاویں تو خیر۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔"

مسجد ضرار مسجد قبا کے مقابلے پر

آیت پاک میں "ضرارا" سے مراد یہ ہے کہ قبا والوں کو نقصان پہنچانے کے لئے انہوں نے یہ مسجد بنائی ہے کیونکہ جب بنی عمرو ابن عوف نے جو قبا کے باشندے تھے مسجد قبا بنائی تو ان کے بنی اعمام یعنی غنم ابن عوف کو ان سے حسد پیدا ہوا اور کہنے لگے۔

"ہم لوگ گدھے باندھنے کے احاطہ میں نماز پڑھیں گے مگر خدا کی قسم اس میں نہیں۔ بلکہ ہم بھی وہاں ایک مسجد بنائیں گے اور رسول اللہ ﷺ کو بلائیں گے کہ اس میں نماز پڑھیں۔ اور ابو عام راہب جب شام سے آیا کرے گا تو وہ بھی ہماری اسی مسجد میں نماز پڑھا کرے گا۔ اس طرح اپنے بھائیوں یعنی بنی عمرو ابن عوف کے مقابلہ میں ہمیں فضیلت اور برتری حاصل ہو جائے گی۔!"

انہوں نے جس جگہ کو گدھے باندھے کا احاطہ کہا ہے وہ ایک عورت کی زمین تھی جہاں وہ اپنے گدھے باندھا کرتی تھی، ادھر جب سے مسجد قبا بنی تھی تو اس علاقہ کے تمام مسلمان

Marfat.com

اسی قبا کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے تھے اور اس میں پانچویں وقت جماعت ہوا کرتی تھی۔

مسجد ضرار پھوٹ کا شاخسانہ

پھر جب بنی غنم ابن عوف نے حسد کی وجہ سے وہ اور مسجد ضرار بنالی تو بہت سے لوگ مسجد قبا کو چھوڑ کر اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور اس طرح اس دوسری مسجد کی وجہ سے مسلمانوں میں تفریق اور پھوٹ پیدا ہوگئی (اور ان میں گروہ بندی پیدا ہوئی)

مسجد ضرار کا مصرف

جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی وہ لوگ اس میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی کرتے اور آپ کا مذاق اڑاتے۔ (گویا اس عمارت کی بنیاد ہی اس فسق و فجور کے لئے ڈالی گئی تھی کہ یہاں جمع ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی جائے)

مسجد ضرار ابو عامر کی سازش

کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد تعمیر کرنے کے لئے ان لوگوں کو ابو عامر راہب نے مشورہ دیا تھا۔ یہ ابو عامر راہب وہی شخص ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے (اس کی شرارتوں اور نیچ حرکتوں کی وجہ سے راہب کی بجائے) فاسق کا خطاب دیا تھا (اور اس کے بعد مسلمان اس کو ابو عامر راہب کے بجائے ابو عامر فاسق کہنے لگے تھے)

غرض اس شخص نے لوگوں کو یہ مسجد بنانے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں میرے لئے ایک مسجد بنا دو اور جتنی طاقت اور ہتھیار جمع کر سکتے ہو کر لو۔ میں شہنشاہ روم قیصر کے پاس جا رہا ہوں وہاں سے رومیوں کا عظیم لشکر لے کر آؤں گا اور اس سے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ سے نکال دوں گا۔!''

مسجد میں آنحضرت ﷺ کو دعوت

جب ان لوگوں نے یہ مسجد تیار کر لی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے یہاں آ کر اس مسجد میں بھی اسی طرح نماز پڑھئے جس طرح آپ نے مسجد قبا میں

Marfat.com

پڑھی تھی۔!''

آنحضرت ﷺ نے وہاں جانے کا ارادہ کرلیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں جو گذشتہ سطروں میں نقل کی گئیں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو دعوت دینے کے لئے وہ لوگ اس وقت آپ کے پاس آئے جب آپ تبوک جانے کی تیاری فرمارہے تھے ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ہم نے ایک مسجد بنائی ہے جو ایسے لوگوں کے لئے ہے جو (کسی عذر کی وجہ سے مسجد قبا میں نہ جاسکیں جیسے) بیمار ہوں۔ یا کسی مجبوری میں ہوں۔ یا رات کے وقت بارش ہونے کی وجہ سے یا سردی کی وجہ سے مجبور ہوں۔ لہٰذا ہمارے لئے آپ اس مسجد میں چل کر نماز پڑھ لیجئے اور ہمارے لئے برکت کی دُعا فرمایئے۔!''

آنحضرت ﷺ کا عذر اور وعدہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت میں سفر کی تیاری میں ہوں اور مشغول ہوں اگر خدا نے کیا اور ہم واپس آگئے تو ان شاء اللہ تمہارے یہاں آئیں گے اور تمہارے لئے اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔!''

اس کے بعد جب آپ تبوک کے سفر سے واپس آرہے تھے تو انہوں نے پھر آپ سے اس مسجد میں چلنے کی درخواست کی مگر اسی وقت آسمان سے اس بارے میں خبر آگئی چنانچہ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت کو وہاں جانے کا حکم دیا جس میں حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی بھی تھے۔

مسجد ضرار کو مسمار کرنے کا حکم

آپ نے لوگوں کو حکم دیا: ''اس مسجد میں جاؤ جس کے بنانے والے بڑے ظالم لوگ ہیں اور ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس مسجد میں آگ لگا کر اسے مسمار کردو۔''

اس زمین کی نحوست

چنانچہ صحابہ نے وہاں جا کر اس حکم کی تعمیل کی، یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا

Marfat.com

وقت تھا۔ مسجد کو منہدم کر کے بالکل زمین کے برابر کر دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ زمین حضرت ثابت ابن زید کو دے دی جنہوں نے یہاں اپنا گھر بنا لیا مگر اس گھر میں رہتے ہوئے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس مکان میں پانی کے لئے گڑھا کھودا گیا تو اس میں سے دھواں نکلا۔

اس زمین پر کوڑی ڈالنے کا حکم

اس مکان کے بننے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کی جگہ کے بارے میں حکم دیا تھا کہ اس زمین کو کوڑی کے طور پر استعمال کیا جائے اور یہاں گندگی وغلاظت اور پاخانہ وگوبر ڈالا جائے، غالباً اس کے بعد یہی پھر آپ نے یہ زمین گھر بنانے کے لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دی تھی۔ (سیرت حلبیہ)

Marfat.com

والدین کی نافرمانی کا عبرتناک انجام

ماں باپ کا ادب واحترام اور خدمت

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اللہ کی' والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دُعا کیا کرو کہ ''اے پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ بچپن میں مجھے پالا تھا۔'' والدین کے ادب واحترام اور خدمت کے حوالے سے ذیل میں دو واقعات ملاحظہ فرمائیں:

◉..... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پچھلے زمانے میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں طوفانی بارش نے آلیا، تینوں نے ایک غار میں پناہ لی، بارش سے ایک بہت بڑا پتھر پہاڑ سے گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ سب پریشان ہو گئے۔ ایک نے دوسرے افراد سے کہا کہ بخدا اس مصیبت سے اب صرف سچائی اور کوئی نیک عمل ہی نجات دلا سکتا ہے۔ اب تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال یاد کیے اور ان کا واسطہ دے کر اللہ کے حضور دُعا کی جس کے نتیجہ میں پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ ان تینوں افراد میں سے ایک نے دُعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! تجھے خوب علم ہے کہ میرے والدین جو بوڑھے ہو

Marfat.com

گئے تھے تو میں میں ان کی خدمت میں روزانہ رات کو اپنی بکریوں کا دودھ پیش کیا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے مجھے دیر ہوگئی جب میں گھر پہنچا تو وہ سو چکے تھے جبکہ میری بیوی اور بچے بھوک سے بے چین تھے۔ میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ پلائے بغیر بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا، مجھے انہیں نیند سے جھگانا اچھا نہ لگا اور انہیں دودھ پلائے بغیر بیوی بچوں کو پلانا بھی میں نے صحیح نہ جانا، میں دودھ لیے ان کے پاس کھڑا ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا' یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا' اگر تو سمجھتا ہے کہ واقعی میرا یہ کام تیری رضا کے لیے تھا تو پھر پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دیے'' جونہی اس کی دُعا ختم ہوئی پتھر غار کے منہ سے کسی حد تک پرے ہٹ گیا۔ یعنی والدین کی خدمت اللہ کے نزدیک اس حد تک پسندیدہ کام ہے کہ وہ اس کے واسطے سے دُعائیں قبول کر لیتا ہے۔

◉..... حضرت بایزید بسطامیؒ مشہور صوفی اور بزرگ گزرے ہیں، وہ اپنی ماں کی خدمت ایک بہت بڑی عبادت اور نعمت سمجھ کر کرتے تھے۔ ایک رات آپ کی ماں نے آپ سے پانی مانگا۔ آپ پانی لینے دریا کی طرف چلے گئے اس رات بڑی سخت سردی تھی، جب آپ دریا سے پانی لے کر واپس آئے تو آپ کی ماں سو چکی تھیں۔ آپ نے اپنی والدہ کو جھگا کر ان کی نیند کو خراب کرنا پسند نہ کیا اور پانی کا پیالہ ہاتھوں میں لیے پاؤں کی طرف کھڑے رہے۔ سخت سردی کی وجہ سے پریشانی کا سامنا بھی تھا مگر ماں کی وجہ سے آپ نے اپنی تکلیف کو قطعاً پروانہ کی اور پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے خاموش کھڑے رہے، کافی دیر بعد آپ کی ماں کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آپ پانی کا پیالہ لیے کھڑے ہیں۔ ماں نے اٹھ کر پانی پیا اور پھر پوچھا: بیٹا! تم نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی' اس شدید سردی میں تم اتنی دیر کیوں کھڑے رہے' تم پیالہ میرے بستر کے پاس رکھ دیتے' میں اٹھ کر خود ہی پی لیتی'' آپ نے جواب دیا: ''آپ نے مجھ سے پانی مانگا تھا' مجھے اس بات کا ڈر لگا کہ جب آپ کی آنکھ کھلے گی تو مجھے وہاں موجود نہ پا کر آپ کو تکلیف ہوگی' اس

Marfat.com

لیے میں آپ کے جاگنے تک آپ کے پاس ہی کھڑا رہا'' یہ سن کر آپ کی والدہ نے آپ کو بہت دُعائیں دیں۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی.....والدین کی گستاخی پر عبرتناک انجام

غلام محمد گاؤں بھٹہ سرداراں میں ایک کریانہ فروش کے ہاں ملازم تھا، ناخواندگی کی بنا پر قلیل مشاہرہ ملتان جس پر اپنا گزراوقات کرنا۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ فجر سے قبل بیدار ہوکر بعدازادائیگی نماز وہ مالک کے آنے سے قبل دکان کی صفائی کر لیتا تھا۔ جفاکش طبع ہونے کی وجہ سے مالک اس سے خوش تھا۔ وقتاً فوقتاً اس کی ضروریات کا بھی خیال رکھتا۔ اس کے بال' بچے پیدا ہوئے لیکن بعض امراض کی وجہ سے صرف شبیر زندہ رہا۔ روکھی سوکھی کھا کر اس نے بچے کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی کیونکہ اسے اپنے ناخواندہ ہونے کا شدت سے احساس تھا۔ گاؤں سے مڈل کا امتحان دیا اور پھر قریبی قصبے میں میٹرک میں داخلہ لیا۔ میٹرک میں اس نے امتیازی پوزیشن حاصل کی لیکن غلام محمد کی اتنی حیثیت نہیں تھی کہ شہر میں کالج کے اخراجات برداشت کر سکے کیونکہ غلام محمد نہایت تنگدستی سے وقت گزار رہا تھا لیکن شبیر کے اصرار اور روشن مستقبل کے علاوہ اپنا بڑھاپا بھی پرسکون گزارنا چاہتا تھا' لہٰذا اس نے اپنا مختصر سامکان فروخت کر کے شبیر کی تعلیم اور شہر میں شبیر کی رہائش کا بندوبست کر لیا، شبیر کو بھی ایک ٹیوشن مل گئی، ایم اے' ایل ایل بی میں کامیابی کے بعد اس نے مقابلے کے امتحان کی تیاری کی اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

ابتداء میں اسے محکمۂ تعلیم میں ملازمت ملی، وہ گاہے بگاہے گاؤں جا کر والدین سے مل آتا۔ کچھ عرصہ بعد والدہ کا انتقال ہوگیا تو اس کا گاؤں جانا کم ہوگیا۔ شبیر نے شادی بھی شہر میں ہی ایک تعلیم یافتہ خاتون سے کر لی۔ اس کی ایک بیٹی سونیا اور دو بیٹے عامر اور اکبر پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ سول جج کے عہدے پر مامور ہوا اور قلیل عرصہ بعد ہی ایڈیشنل سیشن جج کی پوسٹ مل گئی تو اس نے گاؤں جانا بند کر دیا۔ کچھ مصروفیات' کچھ گنوار لوگوں سے پرہیز، بعض اوقات بیگم سے شبیر کہتا کہ والد صاحب کو اپنے ہاں بلا لیں تو وہ جواب دیتی کہ کیا بچوں کے ماحول کو پراگندہ کرنا چاہتے ہو' ہمسائے کیا کہیں گے' اپنا بھید

Marfat.com

پوشیدہ رکھو۔ یہ سن کر شبیر لاجواب ہو جاتا۔ البتہ کبھی کبھار اخراجات کے لیے قلیل رقم بھجوا دیتا۔ غلام محمد کافی بوڑھا ہو گیا تھا۔ کوئی سہارا نہیں تھا۔ دوائی لانے والا بھی نہیں تھا۔ شام کو مسجد سے عموماً کھانا آجاتا تھا جو صبح کے بھی کام آتا۔ تین سال گزر گئے اور غلام محمد کی آنکھیں اکلوتے بیٹے کے لیے پتھرا گئیں، عجیب وکرب و بے قراری کی کیفیت تھی۔ جب بیٹے کے لیے اداس ہوتا تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ اسے احساس تھا کہ شبیر کے ہاں جانے سے بیٹا نا خوش ہوگا۔ وہ بیٹے کا دل شکستہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسی سوچ بچار میں تین برس گزر گئے تھے۔

آخر ایک دن اس سے رہا نہ گیا اور اس نے روانگی کا ارادہ کر ہی لیا۔ صبح سویرے ہی اس نے باسی روٹی اور لسی نوش جان کر لی تھی اور شہر روانہ ہو گیا۔ یہ اس کا پہلا اور آخری سفر تھا۔ وہ پوچھتا ہوا عدالت پہنچا اور ایک دربار سے شبیر کا پتا دریافت کیا۔ دربان نے ہاتھ سے ہال کی طرف اشارہ کیا۔ غلام محمد میلا کچیلا تہہ بند' پیوند والی لمبی قمیص زیب تن اور سر پر بوسیدہ پگڑی رکھے کمرے کے اندر داخل ہوا تو شبیر کو دیکھتے ہی وفور محبت سے بے قابو ہو گیا اور بلند آواز سے منہ سے نکل گیا: ''پتر شبیر''

شبیر جج جو آن بان سے سنہری کرسی پر متمکن تھا' اہلمد اور کئی ملازمین کے علاوہ وکلاء اور ان کے مؤکل دست بستہ کھڑے تھے کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا کہ جاہل نے اسے رسوا اور بے آبرو کر دیا ہے۔ اس نے گرجدار آواز سے دربان کو متنبہ کیا کہ اس ذہنی مریض کو دھکے دے کر باہر نکلواتا کہ پھر آنے کی جسارت نہ کر سکے۔ اس دھینگا مشتی میں نحیف ونزار ضعیف غلام محمد گرا اور اس کی پیشانی پر گہرا زخم آ گیا۔ اس کے کپڑے خون آلود ہو گئے، شہر میں شبیر کے علاوہ اس کا کوئی واقف کار نہیں تھا۔ وہ اس شدید زخم کا تحفہ لے کر واپس گاؤں پہنچا۔ گاؤں کی ڈسپنسری سے ڈریسنگ کرائی اور اپنی قسمت کو کوستا ایک گوشے میں جا گرا، دن بھر کی فاقہ کشی اور زخموں کی وجہ سے کئی بار بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوئی، وہ سوچتا کہ جسے جگر کا خون دے کر پروان چڑھایا' فاقوں میں اوقات بسر اور مکان نیلام کر کے جس کی تعلیم مکمل کرائی' زندگی بھر در بدر کی ٹھوکریں کھائیں مانگ تانگ کر پیٹ کر آگ بجھائی آج اس شبیر نے ان تمام قربانیوں کا یہ صلہ دیا ہے۔ اس غم واندوہ سے اس کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ وہ زار و قطار روتا رہا' کوئی دلاسا دینے والا بھی نہیں تھا۔

Marfat.com

شبیر کی بیٹی سونیا اور دونوں بیٹے اکبر اور عامر امریکن سکولوں میں زیر تعلیم رہے۔ اکبر اور عامر اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ چلے گئے اور سونیا کے شب و روز مخلوط محفلوں میں آزادی سے گزرے تھے لہٰذا اس نے حسب پسند شادی کر لی اور والدین کو چھوڑ کر خاوند کے ساتھ دوسرے شہر سدھاری، شبیر کو تنخواہ کے علاوہ بھی خاصی آمدن تھی لہٰذا اس نے بچوں کے نام سے امریکہ میں سودی اکاؤنٹ کھول دیا تھا تاکہ تعلیم کی تکمیل ہو سکے۔ ابتداء میں اکبر اور عامر ہر سال والدین سے ملتے رہے لیکن آخری سالوں میں جب وہ اپنی دیرینہ گرلز فرینڈز سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے تو انہوں نے ترقی یافتہ ملک کو چھوڑ کر ترقی پذیر ملک کا رخ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بنک بیلنس میں سود کی وجہ سے خاصا اضافہ ہو رہا تھا۔ بیگمات کی وجہ سے گرین کارڈ اور پاسپورٹ بھی آسان ہو گئے تھے' لہٰذا وہ بنیاد پرست اور فرسودہ ملک واپس جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

شبیر کو غلام محمد کا کوئی علم نہیں تھا کہ وہ کس حال میں ہے، بس اتنا کہتا کہ اگر ترقی یافتہ ممالک کی طرح پاکستان میں بھی اولڈ پرسن ہومز ہوتے تو میں باپ کو وہاں داخل کرا دیتا تاکہ وہ باقی زندگی وہاں گزار لیتا جہاں علاج' لائبریری ٹی وی اور دیگر تفریحات فراہم ہوتی ہیں۔ بدنصیب' ضعیف اور لاچار غلام محمد کس مپرسی اور اذیت کے اوقات گزار کر اس جہان سے کوچ کر گیا لیکن شبیر بھی اولاد کے ہوتے ہوئے اولاد سے محروم رہا اور وہ بڑھاپے سے قبل ہی ایسے امراض میں مبتلا ہوا جو جان لیوا ثابت ہوئے۔

میں سوچتا ہوں یہ جدید تعلیم' مادر پدر آزاد اور مخلوط زندگی' ٹی وی کے پروگرام' شرمناک وڈیو کیسٹ' گرلز اور بوائے فرینڈ شپ' دین سے نفرت' مے نوشی' رنگ رلیاں' اداکاروں اور فن کاروں کی محفلوں میں لاکھوں روپے نچھاور کرنے والے اور معمر والدین کو ضعیفی میں اف کہنے سے منع کرنے کے باوجود بے یار و مددگار چھوڑنے والی اولاد کو کیا سکون نصیب ہوگا۔ کاش ہم قرآن اور سیرت رسول ﷺ سے زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھ سکیں۔

اولاد کی صحیح تربیت نہ کرنے کا عبرتناک انجام

چند دن پہلے کی بات ہے ہمارے ایک دوست عبرت انگیز واقعہ سنانے لگے.....

Marfat.com

جوانہیں ان کے دوست نے سنایا..... وہ بتا رہے تھے کہ ہمارے عزیزوں میں پچھلے دنوں ایک ڈاکٹر صاحب کا انتقال ہوگیا..... ان کے تمام بیٹے یورپ یا امریکا میں مقیم ہیں..... لیکن وہ جنازے کے موقع پر وطن واپس آچکے تھے..... ڈاکٹر صاحب کا جنازہ پڑھا گیا..... جنازے کے بعد بیٹوں کو مولوی صاحب نے اشارہ کیا کہ پہلے وہ کندھا دیں..... چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے بیٹے ان کی میت کے چاروں طرف کھڑے ہوگئے..... بڑے بیٹے نے چند لمحے توقف کے بعد کہا "ون..... ٹو..... تھری..... ہری اپ" اور میت اٹھالی گئی۔

ایک اور واقعہ گذشتہ دنوں اخبارات میں شائع ہوا کہ برطانیہ میں مقام ایک پاکستانی خاندان نے اپنی بیٹی کی آزادانہ روش کی بناء پر اس کا نکاح یہاں پاکستان میں ایک لڑکے سے کردیا..... لڑکی اس نکاح کے لئے تیار نہیں تھی..... چونکہ وہ برطانوی شہری تھی اور برطانیہ کے قانون کے مطابق کسی لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کرنا جرم ہے اس لئے اس لڑکی نے پاکستان میں برطانوی قونصل خانے کو شکایتی خط لکھ دیا..... برطانیہ کے سفارتی اہل کار فوراً حرکت میں آئے اور جس گاؤں میں وہ ٹھہری ہوئی تھی وہاں جا کر لڑکی کو "برآمد" کیا اور حفاظت کی خاطر اسے اپنے ساتھ لے گئے۔

برطانیہ میں ہی اس قسم کے مناظر عام دیکھے جاتے ہیں کہ باپ یا ماں مسجد کے امام کے پاس جاتے ہیں کہ ان کی لڑکی کسی "جوزف" کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ براہ کرم انہیں ایسا اثر انگیز تعویذ دیا جائے کہ لڑکی فوراً تیر کی طرح واپس آجائے.....

یہ واقعات ان لوگوں کے ہیں جو اپنا وطن، اپنا خاندان، اپنا گھر اور قریب ترین عزیز و اقارب کو چھوڑ کر روزگار کے سلسلے میں دیار غیر میں جا بستے ہیں۔ بیوی بچوں کو وہیں بلا لیتے ہیں..... یہ لوگ اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے اور کچھ پس انداز کر کے وطن میں مقیم والدین اور بہن بھائیوں کو بھیجنے کے لئے محنت مزدوری میں دن رات ایک کر دیتے ہیں..... دوہری ملازمتیں اختیار کرتے ہیں..... نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ صبح کام پر روانہ ہوتے ہیں تو بچے ابھی نیند سے بیدار نہیں ہوئے ہوتے..... رات گئے واپس آتے ہیں تو بچے سو چکے ہوتے ہیں..... اس طرح انہیں بچوں سے "ملاقات" کا ٹائم صرف "ویک اینڈ" پر ملتا ہے..... ایسے میں کہاں کی تربیت اور کیسی دیکھ بھال؟..... اولاد یورپ کے آزاد ماحول میں پروان

Marfat.com

چڑھتی ہے اور اسی رنگ میں رنگی جاتی ہے جس میں وہاں کا خدا بیزار معاشرہ رنگا ہوا ہے..... یہ تو اولاد کی تربیت و پرورش اور ان کی صحیح نگہداشت کے حوالے سے ایک پہلو ہے..... ایک دوسرا پہلو موجودہ سیاسی ماحول بھی ہے..... مغربی ممالک اب ایسے قوانین بنا رہے ہیں جن کی موجودگی میں ایک مسلمان عورت کے لئے اپنے پردہ وحجاب اور عفت وعصمت کی حفاظت رکھنا ناممکن ہوتا جا رہا ہے..... باپردہ خواتین کے خلاف مغربی ممالک میں نفرت کی ایک تند و تیز لہر زور پکڑ رہی ہے..... ان ممالک کے حکمرانوں کا اصرار ہے کہ جو مسلمان ہمارے ہاں رہتے ہیں وہ اپنے آپ کو ہماری تہذیب میں ضم کر دیں ورنہ یہاں سے چلے جائیں.....

اب ایک مسلمان کے لئے ان حالات میں کون سا راستہ ہے جسے اختیار کیا جا سکتا ہے؟ ..... ظاہر ہے وہی راستہ ہے جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص مشرک کے ساتھ موافقت کرے اور اس کے ساتھ رہائش اختیار کرے وہ اسی کے مثل ہے۔'' (ابوداؤد)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ''میں اس شخص سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے۔'' (معجم کبیر)..... ان واضح ہدایات کے بعد ہمیں اپنے عمومی طرز عمل کا جائزہ لینا چاہئے ..... اگر صورتحال یہ ہے کہ کسی نے چند ٹکوں کی خاطر اپنے والدین کو چھوڑ دیا' اپنے دین کو خیر باد کہہ دیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کا معبود ذات باری تعالیٰ نہیں بلکہ ڈالر یا پونڈ ہے..... جب کسی شخص کی یہ کیفیت ہو گی تو پھر یقینی بات ہے کہ اس کی اولاد جنازے پر ''ون، ٹو، تھری، ہری اپ'' کا ورد کرے گی..... بیٹی مغرب کے ماحول میں پروان چڑھ کر شرعی حدود اور خاندانی روایات سے بغاوت کرے گی..... بیوی بھی چاہے گی کہ وہ چار دیواری کی حد بندیوں کو توڑ ڈالے..... سوچنے کی بات ہے کہ اس مختصر سی عیش بھری زندگی کے لئے کتنی بڑی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے؟ ..... وطن سے بے وطنی' والدین کی شفقت سے محرومی، عزیز رشتہ داروں سے دائمی دوری، اپنے دین واخلاق سے تہی دامنی، اپنی اولاد کی خودسری، سرکشی، نافرمانی..... اتنے بڑے نقصانات کے بعد ملتا کیا ہے؟ ..... چند پونڈ یا ڈالر جن کے ذریعے دنیا کے کسی بازار سے عزت، عفت، والدین کی شفقت اور اولاد کی اطاعت وفرمانبرداری خریدی نہیں جا سکتی۔ (اداریہ..... خواتین کا اسلام)

Marfat.com

بیٹے کی ماں باپ سے ہاتھا پائی.....ایک عبرتناک انجام

رات کا اندھیرا تھا، خاموشی بڑھتی چلی جارہی تھی..... گھڑی کی سوئی ۱۲ بجے کی جانب مسلسل دوڑ رہی تھی.....ایک دو دکانوں کے سوار مارکیٹ کی ساری دکانیں بند ہو چکی تھیں..... مارکیٹ میں قائم کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ کھلا تھا۔ مارکیٹ سڑک کے کنارے تھی، کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ کے رنگین شیشوں سے جھلکتی روشنیاں کسی بھی راہ چلتے کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کافی تھیں۔ اتنے میں انسٹیٹیوٹ کا داخلی دروازہ اچانک کھلا اور ایک شخص کراہتے ہوئے اندر استقبالیہ میں موجود کرسی پر گر پڑا۔ میرے ساتھی ناصر نے انسٹیٹیوٹ کے شٹر بند کرنے کے لیے دروازے سے چابیاں نکالی ہی تھیں کہ اس نئے منظر نے اس کے خیالات کو بکھیر کر رکھ دیا۔ کراہتے ہوئے شخص نے کرب والم کی دردانگیز آواز میں کہا:

''میری طبیعت بہت خراب ہے، میرا چیک اپ کر لیجئے۔''

''جناب! آپ غلط جگہ آ گئے ہیں، یہ کلینک نہیں کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ ہے، کلینک تو ساتھ والی دکان میں ہے جو ۹ بجے بند ہو جاتا ہے۔ آپ آگے چلے جائیں، لیکن اس وقت کوئی بھی کلینک کھلا نہیں مل سکے گا۔'' ناصر نے کہا۔

میں نے مریض پر نگاہ ڈالی۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ اس کی حالت بگڑتی جارہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے پیٹ کو پکڑ رکھا تھا اور کچھ ورد کرتا جارہا تھا۔ ضمیر نے مجھے جھنجوڑا، میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا: ''آپ بیٹھیں، میں ڈاکٹر صاحب کو گھر سے بلاتا ہوں، وہ کوئی دوا دے دیں گے۔''

خوش قسمتی سے ان دنوں ڈاکٹر بھائی چھٹیوں پر گھر آئے ہوئے تھے۔ جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا میں گھر کی طرف چل دیا۔ بھائی کے کمرے پر دستک دی، بھائی قمیص کے بٹن ٹھیک کرتے ہوئے نکلے اور پوچھا: ''خیریت؟!''

''جی خیریت ہی ہے، دراصل ایک مریض ہمارے انسٹیٹیوٹ پر آیا ہوا ہے، اگر آپ اس کو دیکھ لیں تو بہت اچھا ہوگا، درد کی شدت سے کراہ رہا ہے۔'' بھائی نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں مل کر نیند دور کی، بال ٹھیک کیے اور چل پڑے۔ انسٹیٹیوٹ پہنچ کر انہوں

Marfat.com

نے مریض کو میز پر لٹایا، اس سے حال احوال پوچھا: ''کیا ہوا؟''

''ڈاکٹر صاحب! بتانے کو دل تو نہیں چاہتا لیکن آپ سے کیا پردہ؟'' مریض نے درد بھرے لہجے میں آہ بھرتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کرتے ہوئے اسے بات جاری رکھنے کا کہا۔

''دراصل میرا ایک بیٹا ہے، اس سے ہاتھا پائی ہوئی ہے جس سے تکلیف ہوگئی۔''

''ہاتھا پائی ہوئی ہے! بیٹے سے؟''

بے ساختہ میرے منہ سے نکلا۔

''جی ہاں! وہ کچھ عرصہ قبل راتوں کو دو، دو بجے گھر آتا تھا، سارا سارا دن غائب رہتا، لوگوں نے کہا: اجی! بچے کی شادی کرالو، ٹھیک ہو جائے گا۔ شادی کرائی، تب بھی ویسے کا ویسا ہی رہا بلکہ اب تو کسی کام کا بھی نہیں۔ بہت سمجھایا لیکن اس کو سمجھانا فضول رہا، اس نے نہ ماننی تھی سو نہ مانی۔ ہر روز گھر سے چیخ و پکار کی آوازیں آتیں، کبھی بہن سے لڑائی، کبھی بیوی کا سر پھوڑنا، کبھی والدہ سے لڑنا..... روز کا معمول بن چکا تھا۔ محلے والے الگ پریشان تھے۔ ایک دن علاقے کے بزرگ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے بیٹے کو بٹھا کر کہا: ''تم یوں سارے محلے اور خاندان بھر میں اپنے والد کی رسوائی کا سبب بن رہے ہو؟ خدا کا واسطہ! اپنی ان حرکات سے باز آ جاؤ۔'' بیٹے نے مجلس میں یہ شرط رکھ لی کہ اگر والد مجھے ٹیکسی خرید کر دے دے تو میں آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔''

مریض کو ایک بار پھر جھٹکا لگا، اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے قریبی میڈیکل اسٹور سے دوائیاں منگوانے کا کہا لیکن اس وقت تمام اسٹور بند ہو چکے تھے۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب خود ایک جاننے والے کے گھر گئے' اسے نیند سے جگایا اور میڈیکل اسٹور کھولنے کو کہا۔ دوا حاصل کرنے کے بعد مریض کو انجکشن لگائے، کچھ ہی دیر میں مریض کی حالت بہتر ہوگئی۔

Marfat.com

''احتیاط کیا کریں، آپ کی عمر ایسی نہیں ہے کہ آپ لڑتے رہے، زیادہ زور لگانے کی وجہ سے تکلیف بڑھی تھی۔ اب تھوڑی دیر میں ان شاء اللہ تکلیف بالکل ختم ہو جائے گی۔''

''ڈاکٹر صاحب! میں تو اس کو سمجھا رہا تھا، میں اس کو غیرت دلا رہا تھا، میں نے اس کو یہی کہا کہ دیکھو! تمہاری گاڑی روز خراب رہتی ہے مجھے آج تک اس سے ایک روپیہ نہیں ملا۔ ڈاکٹر صاحب! میں کچھ دیر پہلے ہی مزدوری کر کے گھر آیا ہوں۔ دیکھا تو وہ بدبخت اپنی والدہ اور بہن کی بہت برے طریقے سے پٹائی کر رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب! میں آئس کریم بیچنے والا ایک غریب آدمی ہوں، اللہ گواہ ہے میں نے اس بدبخت کو ٹیکسی خریدنے کے لیے کس کس کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔ صرف اس لیے کہ سدھر جائے لیکن.....''

مریض یک دم اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ ''لیکن ڈاکٹر صاحب! جتنا پیسہ کماتا ہے وہ سارے کا سارا نشے میں پی جاتا ہے، اب بھی اس کی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے۔ میں نے تو صرف اسے سمجھانے کی کوشش کی جس پر اس نے مجھے گالی دی۔ ڈاکٹر صاحب! آخر میں باپ ہوں، کون سا باپ یہ برداشت کرے گا کہ اس کا اپنا بیٹا اسے گالی دے؟''

مریض کی بے بسی اس کی آنکھوں اور چہرے کے خدوخال سے واضح ہو رہی تھی۔ اس نے کہا: ''ڈاکٹر صاحب! میں نے اسے تھپڑ مارا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میں نے ہاتھ چھڑایا، اس نے میرے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور.....''

مریض کی ہمت ٹوٹ چکی تھی، اس کی بولنے کی قوت سلب ہو چکی تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آج اس کے بیٹے نے جس کی خاطر اس نے ہر قسم کی مصیبتیں جھیلیں تھیں، جس کی پیدائش پر وہ خوشی سے پھولے نہیں سمایا تھا اور جس کو تکلیف پہنچنے پر اس کی آنکھیں برس پڑتیں تھیں..... وہ آج اپنے بوڑھے باپ پر ہاتھ اٹھانے سے نہیں شرما رہا تھا۔ بیٹے کے لیے آج بھی اس باپ کی وہی آنکھیں پرنم تھیں لیکن کسی اور انداز سے..... آج بھی وہ تڑپا ہے لیکن بیٹے کو تکلیف پہنچنے پر نہیں، بیٹے سے تکلیف پہنچے پر..... ایک باپ اپنے بیٹے

Marfat.com

سے شکوہ کیوں نہ کرتا، جو زندگی بھر اس اُمید پر جی رہا ہو کہ یہی بیٹا میرا سہارا بنے گا۔ وہ اس کی بدبختی پر کیوں نہ روتا کہ اس نے ایک نہیں دنیا کی دو مقدس ترین ہستیوں پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ ایک وہ ہستی جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے رونے پر بے چین ہو جاتی تھی، جس کی راتوں کی نیندیں صرف اسی کی خاطر حرام ہو گئی تھیں۔

بوڑھا مریض تو چلا گیا مگر میں سوچتا ہی رہ گیا..... کہ ہماری نئی نسل کدھر جا رہی ہے؟ مجھے اس بارے میں وہ حکایت یاد آئی جس میں علامہ شہاب الدین احمد قلیوبی شافعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ ایک بوڑھی عورت کو کندھے پر اٹھائے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے بزرگ نے اس شخص سے عورت کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: ''یہ میری ماں ہے اور میں سات برس سے اسی طرح اٹھائے ہوئے ہوں۔ کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟'' اس پر بزرگ بولے: ''نہیں ہرگز نہیں! اگر تمہاری عمر ہزار برس بھی ہو جائے اور تم انہیں اسی طرح اٹھائے رہو تو تمہارا یہ اٹھانا ان راتوں میں سے ایک رات کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جن میں تمہاری ماں تمہیں گود میں لے کر کھڑی رہی تھی اور تمہیں دودھ پلایا تھا۔'' وہ شخص یہ سن کر رویا..... خوب رویا اور چلا گیا۔''

سوچا آج ہمارے معاشرے میں اتنی عظیم ہستی کی خدمات کا صلہ کس انداز سے دیا جا رہا ہے؟ کیا اسی دن کی خاطر والدین اپنی زندگی کی تمام خوشیاں ان کے لیے وقف کر رہی تھیں؟ اسی سلسلے میں وہ حدیث بھی ملاحظہ ہو جس میں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بڑے گناہوں کا ذکر فرمایا۔ خدا کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی و ایذا رسانی، کسی بندے کو ناحق قتل کرنا۔

جس سے والدین ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کا نافرمان اگرچہ تمام عمر نماز پڑھتا اور روزے رکھتا رہے اور اس حال میں فوت ہو کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو وہ اللہ کو بھی اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کے نافرمان اور شیطان کے درمیان جہنم کے

Marfat.com

صرف ایک درجہ کا فاصلہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں آسمان پر کچھ لوگوں کو آگ کی تہہ میں دیکھا تو میں نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ اپنے والدین کی نافرمان اولاد ہے۔

والدین کی نافرمانی کرنے والا آگ کی تہہ میں ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کو گالی دی وہ آسمان کے پانی کے قطروں کی تعداد کے برابر، سر کے بل، جہنم میں ڈالا جائے گا۔

ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اور جو شخص پڑوسی کے ساتھ ناراض ہوا وہ بھی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

والدین کی نافرمانی کرنیوالوں کیلئے سخت عذاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کسی چیز سے اس قدر تکلیف نہیں پہنچی جتنا کہ اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والی اولاد سے پہنچی۔ جب میں جنت پہنچوں گا تو میں والدین کی نافرمان اولاد کو دیے جانے والے عذاب وسزا کے نتیجے میں ان کی چیخ وپکار سنوں گا۔ میرا نرم دل بہت پریشان ہوگا۔ میں عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہو کر ان کے لیے شفاعت کروں گا تو اللہ رب العزت فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! اپنا سر مبارک اٹھایئے، والدین کی نافرمانی کرنے والی اولاد کو اس وقت تک جہنم سے نہیں نکالا جائے گا جب تک ان کے والدین ان سے راضی نہ ہو جائیں، پھر میں واپس لوٹ آؤں گا۔ دوبارہ میں ان کی چیخ وپکار سنوں گا اور پھر عرش الٰہی کے نیچے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ اپنا سر مبارک اٹھایئے، والدین کی نافرمان اولاد کے علاوہ آپ ہر کسی کی شفاعت کریں وہ قبول کی جائے گی لیکن ان کو جہنم سے نہیں نکالا جائیگا یہاں تک کہ ان کے ماں باپ ان سے راضی ہو جائیں۔ میں پھر اپنی جگہ لوٹ جاؤں گا۔ پھر سہ بارہ میں ان کی چیخ وپکار سن کر اللہ سے کہوں گا: اے اللہ! جہنم کے داروغہ 'مالک' کو حکم ارشاد فرمایئے کہ وہ جہنم کا دروازہ کھول کرنا

Marfat.com

فرمان اولاد کا ٹھکانہ اور ان کو دیا جانے والا عذاب مجھے دکھائے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ مالک کو حکم دے دیا گیا ہے، پھر میں 'مالک' کے پاس جاؤں گا جو میرے لیے اس طبقہ کو سامنے کرے گا۔ ان کو آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں الٹا لٹکایا گیا ہوگا جہاں جہنم کے فرشتے ان کی پشتوں اور راتوں کو آگ کے بیتوں سے پیٹ رہے ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ سانپ اور بچھو ان کے پاؤں کو ڈس رہے ہوں گے۔ میں ان کے عذاب کو دیکھ کر رونے لگوں گا اور تین مرتبہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کروں گا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: کہ ان کا خروج ان کے والدین کی رضا کے ساتھ مشروط ہے۔ میں کہوں گا کہ اے پروردگار! ان کے والدین کہاں ہیں؟ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ ان میں سے کچھ جنت میں اپنے محلات میں، کچھ جہنم اور جنت کے درمیان 'وادیٔ اعراف' میں اور کچھ جنت کے اعلیٰ ترین مقامات پر ہیں۔ میں عرض کروں گا: یا الٰہی ان میں سے ہر ایک کے والدین کا مجھے تعارف کروا دیجئے۔ اللہ رب العزت ہر ایک کے ساتھ تعارف فرمائیں گے اور میں ان کے پاس جا کر کہوں گا کہ کاش تم اپنی اولاد کو دیکھ لو جو جہنم کے فرشتوں کے عذاب کا شکار ہیں اور جن کی چیخ و پکار نے میرے دل کو غمگین کر دیا۔ ان کے والدین وہ کچھ بیان کریں گے جو ان کی اولاد نے ان کے ساتھ دنیا کی زندگی میں کیا۔ ان میں سے ایک والدہ کہے گی: یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو عذاب میں ہی رہنے دیجئے کیونکہ اس نے میری بے عزتی کی، مجھے گالی دی اور میرا دل توڑا۔ وہ دنیا اور مال پر قادر تھا وہ اپنی بیوی کو کھلاتا اور پلاتا جبکہ میں بھوک کی وجہ سے روتی تھی اور میرے پاس لباس بھی نہ تھا۔ پھر دوسری والدہ کہے گی: میرے بیٹے کو عذاب ہی میں رہنے دیں کیونکہ جب میں اس کو کوئی اچھی بات کہتی تو وہ مجھ کو مارتا تھا اور مجھ کو گھر سے نکال دیتا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: اے میرے حبیب ﷺ آپ ان کی وجہ سے پریشان مت ہوں، مجھے اپنے عزت و مرتبہ کی قسم! میں اُن کو اس وقت تک جہنم سے آزاد نہیں کروں گا جب تک ان کے والدین کے دل راضی نہ ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے: یا اللہ! ان کے والدین کو میرے ساتھ جہنم میں ان کی اولاد کو دیے جانیوالا عذاب دکھایئے، شاید کہ ان کے والدین کو ان پر ترس آجائے۔ اللہ عزوجل والدین کو میرے ساتھ جہنم میں ان کا مقام دکھائیں گے۔ جب وہ اپنی اولاددوں اور ان کو دیا جانے

Marfat.com

والا عذاب دیکھیں گے تو روتے ہوئے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمیں اس بات کا علم نہ تھا کہ ان کو اس قدر شدید عذاب دیا جائے گا۔ ہر ماں اور باپ اپنے بیٹے اور بیٹی کی حالت دیکھ کر چلائے گا۔ جب بچے اپنے ماں باپ کی آوازیں سنیں گے تو وہ پکار کر کہیں گے: میرے ماں اور باپ آگ نے میرے دماغ کو جلا کر رکھ دیا ہے اور عذاب نے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اے ماں کاش میں تیری بے عزتی اور اہانت کرنے سے پہلے سورج پر ایک لمحہ کیلئے بیٹھ جایا کرتا۔ لیکن اب تو میری چیخ و پکار سن کر کیسے صبر کر رہی ہے؟ کیا تجھ کو میرے جسم اور ہڈیوں پر رحم نہیں آتا؟ اس وقت ان کے ماں اور باپ رو کر عرض کریں گے: اے ہمارے حبیب ﷺ اے محمد ﷺ ان کے لیے شفاعت فرمایئے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: میں ان کو صرف اور صرف تم (والدین) کی سفارش کی وجہ سے نجات دوں گا کیونکہ میں تمہاری وجہ سے ان پر ناراض ہوں۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ان پر اپنا فضل فرمایئے اور ان کو آگ سے نکالیے۔ اللہ رب العزت والد اور والدہ سے پوچھیں گے: کیا تم اپنی اولاد سے راضی ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ آج جس کے والدین میرے پاس سفارش لے کر آئیں ہیں صرف ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کیا جائے گا اور جن کے لیے کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں وہ بدستور میرے عذاب کا شکار رہیں گے یہاں تک کہ میں ان کے لیے کوئی فیصلہ کر دوں۔ آگ سے نکالے جانے والے لوگ کوئلہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کو ''نہر حیوان'' سے پانی دیا جائے جس کی وجہ سے ان کے جسم پر گوشت اور بال اُگ آئیں گے اور بعد ازاں اپنے والدین کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو نماز کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بھی وصیت اور تلقین کرتا ہوں کیونکہ اس کی وجہ سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ایک شخص جس کی عمر کے صرف تین سال باقی ہوں، والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان تین سالوں کو تیس سالوں میں بدل دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے والدین کے ساتھ برائی کرنے والے کے صرف تین سال یا تین یوم رہ جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اہل و عیال اور عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک عمر میں برکت کا

Marfat.com

باعث بنتا ہے جبکہ ان کے ساتھ بدسلوکی عمر اور رزق میں کمی کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے۔ اگر چہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قطعہ رحمی کرنے والے کے عذاب کو اس کی موت تک موخر کر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کی روح قیامت تک جہنم کے منہ کے اوپر ''بئر برھوت'' میں رکھی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ والدین کا نافرمان جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ اس کی پسلیاں آپس میں گھس جاتی ہیں۔ قیامت کے روز تین لوگوں کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا: والدین کا نافرمان، زنا کرنے والا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا

ماں کو اذیت پہنچانے والے کا عبرتناک انجام

کسی بزرگ کا قول ہے کہ: میں ایک رات قبرستان گیا۔ میں نے ایک قبر دیکھی جس سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا اور دھواں کو ہٹانے لگا کہ اچانک اس سے ایک سیاہ فرشتہ برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا ہے جس کے ساتھ وہ ایک گدھا نما انسان کو پیٹ رہا ہے جس کی چوٹ سے وہ گدھا ہنہناتا ہے۔ پھر اس فرشتے نے اس کو قبر میں داخل کیا اور خود اس کے پیچھے داخل ہو گیا اور قبر کو بند کر لیا۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی اور میں اسی سوچ میں اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے بارے میں پوچھنے لگا۔ اس نے کہا کہ وہ زنا کرتا، شراب نوشی کرتا اور اپنی ماں کے ساتھ جھگڑتا تھا اور اپنی ماں کو (معاذ اللہ) کہتا کہ ہنہناؤ جس طرح گدھا ہنہناتا ہے۔ چنانچ جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل کو گدھے جیسا بنا دیا اور عذاب کا فرشتہ ہر رات اس کو قبر سے نکال کر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے گدھے ہنہناؤ پھر اس کو بیڑیوں سے باندھ دیتا اور قبر میں لوٹا دیتا ہے۔

ہم اللہ سے اس کے عذاب' اس کی ناراضگی اور اہل دوزخ کے اعمال کی پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقی مومن وہ ہے جو قطعہ رحمی، دوری اور ان کے نتیجے میں دیے جانے والے عذاب کے ڈر سے اپنی جان کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔

Marfat.com

اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے والوں کا

عبرتناک انجام

پاکستان میں بھی بوڑھے والدین کا مقام اولڈ ہاؤسز.....؟

زندگی اپنے رنگوں کے ساتھ چہار سو بکھری پڑی ہے۔ کارگاہ حیات میں کہیں پھول ہیں تو کہیں کانٹے' کہیں خوشیاں ہیں تو کہیں غم' کہیں راحت ہے تو کہیں دکھ۔ الغرض ہر جگہ زندگی کا اپنا اپنا روپ اور انداز ہے۔ کہیں زندگی..... ماں کی ممتا کی صورت میں جلوہ گر ہے تو کہیں والد کی اپنی اولاد کے لئے مسلسل محنت اور تگ ودو کی صورت میں کہیں نفرت وانتقام کی صورت میں زندگی سامنے آتی ہے تو کہیں شرافت وحیاء ایثار وقربانی اور محبت و چاہت کا رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اپنی اولاد کے لئے ماں کی ممتا اور باپ کی محبت، گویا زندگی کی معراج' حقیقت اور اصل ہے۔ وہ کون ہے جو اپنے بچے کی ایک آہ پر تڑپ اٹھتی اور بے اختیار ہو جاتی ہے وہ کون ہے جو اپنے بچے کے سکون کی خاطر اپنی راتوں کی نیند قربان کر دیتی ہے۔ وہ کون ہے جو اپنی اولاد کی خوشی وآرام کی خاطر خود کو بے آرام کرتا اور دن رات محنت کرتا ہے۔ یہ رشتہ ماں باپ کا رشتہ ہے جو مجسم ایثار وقربانی اور محبت و چاہت ہے اور خلوص کے ماتھے کا جھومر ہے۔

زندگی کے یہ رشتے ناطے کیسے عجیب وغریب ہیں کہ ممتا ہو تو وہ بھوکی رہ کر بچوں کو کھلاتی ہے' باپ ہے تو وہ بچوں کی ہر جائز خواہش وضرورت کو پورا کرنا اپنے لئے لازمی سمجھتا ہے۔ عید بیاہ ہو یا خوشی کا کوئی دوسرا موقعہ باپ ہر بچے کی خواہش کے مطابق کپڑے تیار کرتا

Marfat.com

ہے۔ کھانے کا وقت ہو یا صبح کا ناشتہ بچے جس چیز کی خواہش کریں، دسترخوان پر حاضر کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک باپ کے ساتھ بیٹے ہیں۔ ہر بیٹا اپنی مرضی اور پسند کے ناشتے کی ضد کرتا ہے تو والدین ان سب کے لئے حسب منشا ناشتے کی ضد کرتا ہے تو والدین ان سب کے لئے حسب منشاء ناشتے کا انتظام کرتے ہیں، سبحان اللہ یہ محبت کس قدر بے لوث اور بے غرض ہے کہ والدین اپنی اولاد کو لاڈ اور پیار کے ساتھ نہ صرف کھلاتے ہیں بلکہ انہیں کھاتے دیکھ کر خوشی اور مسرت سے نہال ہو جاتے ہیں۔

کیا دنیا میں ریا اور غرض سے پاک ایسا کوئی دوسرا رشتہ ہے.....؟ ہرگز نہیں۔

پھر حالات بدلتے چلے جاتے ہیں اور ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ سات سات بچوں کی کفالت کرنے والے والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں اور بچے جوان۔ جوان بچوں کی نئی جوانی نئے مشاغل نئے دوست نیا ماحول نئی روشنی اور نئی مصروفیات انہیں والدین سے غافل کر دیتی ہیں، بچوں کے لاڈ پیار اٹھانے اور ان کی کفالت و پرورش کے لئے اپنی جوانی کھپا دینے والے بچوں کے پاس دو لمحے والدین کے پاس بیٹھنے اور ان کی بات سننے کا وقت بھی نہیں رہتا۔ ایک اکیلی جان جس نے سات بچوں کی کفالت کی' بیٹے جب جوان ہو گئے تو سات بیٹوں کے لئے ایک باپ کا بوجھ اٹھانا مشکل ہو گیا۔ بیٹیاں تو پرایا دھن ہیں جو بیاہ کر پیا گھر سدھار گئیں۔ والدین بیٹیوں پر بوجھ نہیں بنتے۔ سو..... بیٹیوں کے بیاہے جانے کے بعد بیٹے ہی بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی لاٹھی اور سہارا ہوتے ہیں لیکن جب ایسے نا خلف بیٹے حق والدین ادا نہیں کریں گے، بوڑھے والدین کا سہارا نہیں بنیں گے اور ان کی خدمت نہیں کریں گے تو پھر ایسے بے سہارا' لاوارث اور بوڑھے کہاں جائیں گے۔

یورپ کو جب نئی روشنی اور Modemism (جدیدیت پسندی) نے اپنی لپیٹ میں لیا تو وہاں اولاد بوڑھے والدین کو بوجھ سمجھنے لگی اور اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنے لگی تو ایسے بوڑھوں کے لئے Old Houses کی تعمیر کا رجحان بڑھنے لگا۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اسلام نے والدین کا جو حق خدمت بیان کیا ہے' دنیا کے کسی مذہب میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے لیکن جب ہم اسلام سے روگردانی کرنے اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے پہلو تہی کرنے لگے تو پھر اس کا نتیجہ۔ بے شمار اور لاتعداد

Marfat.com

معاشرتی خرابیوں کی صورت میں سامنے آنے لگا۔ اسلام سے روگردانی کا نتیجہ ہی تو ہے کہ اب مغرب کی طرح ہمارے ملک میں بھی Old Hosues قائم ہونے لگے ہیں اوران کی تعداد میں بھی تشویشناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ اولاد اپنے والدین کی خدمت سے پہلوتہی کرنے لگی ہے۔ ایسے والدین جب اپنے ہی گھر میں اپنی بے قدری دیکھتے ہیں تو وہ گھر چھوڑ کر Old Houses کا رخ کرتے ہیں۔ ایسے واقعات بھی دیکھنے میں آرہے ہیں کہ اولاد خود اپنے بوڑھے ماں باپ کو Old Houses چھوڑ آتی ہے۔

اس وقت کراچی' حیدر آباد' ملتان' لاہور' فیصلآباد' نارو وال' پشاور' ایبٹ آباد سمیت دیگر اور بہت سے شہروں میں Old Houses موجود ہیں۔ کچھ اولڈ ہاؤسز حکومتی شعبہ میں محکمہ سماجی بہبود کی سرپرستی میں چل رہے ہیں تو کچھ Old Houses نجی شعبہ میں مخیر اور دردِ دل رکھنے والوں لوگوں کے تعاون سے چل رہے ہیں۔ اسی طرح ایدھی سنٹر کے زیر اہتمام متعدد شہروں میں ایسے ہاؤسز موجود ہیں۔

ایسے ہاؤسز میں رہنے والے بوڑھے مردوں اور عورتوں کی کہانیاں عبرتناک بھی ہیں اور المناک بھی یہ کہانیاں کوئی فرضی قصے یا واقعات نہیں بلکہ ٹھوس حقائق ہیں جو ہمارے معاشرے کی بگڑتی اور ابتر صورتحال کی عکاسی کر رہے ہیں۔ ان واقعات میں خردمندوں کے لئے سبق اور عبرت کا پیغام پنہاں ہے کہ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ یہاں پر نقد سودا بک رہا ہے کہ نیک اور صالح لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کی تربیت نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر کی' انہیں اس کا معاوضہ نیکی' اچھائی اور فرماں بردار اولاد کی صورت میں مل رہا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے حلال وحرام کی تمیز کر روا نہ رکھا اور اسلامی بنیادوں پر اپنی اولاد کی تربیت سے پہلوتہی کی' وہ آخرت میں ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی میں بھی کانٹوں بھری فصل کاٹ رہے ہیں۔

بہ قول شخصے:

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنی
یہ گنبد کی صدا ہے جیسی کوئی کہے ویسی سنے

صرف لاہور شہر میں 12 کے قریب ایسے ادارے موجود ہیں جن میں لاوارث بوڑھے مرد اور خواتین رہ رہے ہیں۔ ایک ادارہ دارالکفالہ کے نام سے ڈیفنس روڈ پر

Marfat.com

قائم ہے۔ یہ ادارہ سروس شوز انڈسٹری کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ اس ادارہ کے منیجر میاں محمد احمد ہیں۔

مجھے اس ادارے میں متعدد بار جانے' ادارہ کے منیجر میاں محمد احمد بھٹی اور وہاں پر موجود بزرگوں سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ ادارہ 1991ء سے کام کر رہا ہے۔ میاں محمد احمد نے دوران گفتگو بتایا کہ اولاد کی اپنے والدین کی خدمت اور دیکھ بھال سے پہلو تہی کرنے کی بنیادی وجہ دین سے دوری ہے۔ لوگ شادی تو کر لیتے ہیں لیکن بیوی کے اسلامی اور سماجی حقوق پورے نہیں کرتے۔ رشتے ناطے کرتے وقت بھی بہت سے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولاد کی تربیت سے بھی غفلت برتی جاتی ہے۔ لوگ اسلام سے کس قدر غافل ہیں' اس کا اندازہ مجھے صحیح معنوں میں دارالکفالہ میں آ کر ہوا ہے۔ ہمارے پاس ایک بزرگ آئے جو پرانے زمانے کے میٹرک پاس تھے۔ ایک دن میں نے ان سے پوچھا ''کیا آپ کو دُعائے قنوت آتی ہے؟'' کہنے لگے ''کیا آپ نے کبھی مجھے عشاء کی نماز پڑھتے دیکھا ہے؟''

پھر خود ہی کہنے لگے ''دُعا مجھے تب آئے گی جب میں نماز پڑھوں گا' جب نماز ہی نہیں پڑھنی تو دُعا کیسی۔''

ایک اور بزرگ تھے ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا ''کیا آپ کو نماز جنازہ آتی ہے؟'' کہنے لگے میاں صاحب! میں نے کون سی اپنی نماز جنازہ پڑھنی ہے۔ جب اپنی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھنی تو دُعائیں یاد کرنے کا فائدہ کیا؟'' جب بزرگوں کی دین سے دوری کی یہ حالت ہو گی تو پھر نوجوان نسل میں دین کی رغبت اور محبت کہاں سے آئے گی۔

بیوی، بیٹی اور بہو نے ایک بھی ملاقات نہ کی

دارلکفالہ میں ہمارے پاس سب سے پہلے جو بزرگ آئے' وہ ایک بہاری تھے۔ ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ یہ خود معذور تھے اور بیساکھیوں کے سہارے چلتے تھے۔ ان کے قریبی عزیز انڈیا میں تھے اور وہاں ان کی جائیداد بھی تھی۔ جائیداد فروخت کر کے رقم پاکستان لے آئے۔ رقم موجود تھی اور اولاد بھی جوان ہو چکی تھی' بیوی حق مہر مانگتی لیکن رقم

Marfat.com

پاس ہونے کے باوجود بیوی کو حق مہر دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہو اور بیوی نے ان کا کھانا پینا بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پاس دارالکفالہ میں آ گئے۔ ان کی بیٹی لاہور میں کسی اعلیٰ خاندان میں بیاہی ہوئی تھی۔ وہ دارالکفالہ میں ہمارے پاس ڈیڑھ دو سال رہے۔ اس عرصہ میں ان کی بیوی' بیٹی اور بہو ایک دفعہ بھی ملنے کے لئے نہیں آئیں۔ بیٹا بھی بس ایک دو دفعہ ہی آیا۔

ہمارے پاس ایک اور بزرگ تھے جو ریٹائرڈ ٹیچر تھے۔ ان کی کچھ پنشن بھی تھی۔ انہوں نے دو شادیاں کی تھیں اور کثیر العیال تھے۔ کثیر العیال ہونے کے باوجود بھی وہ گویا بھری دنیا میں تنہا ہی تھے۔ جب بیٹوں کی شادیاں ہو گئیں تو بیٹے اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ ایسے مگن ہوئے کہ وہ باپ جس نے ساری زندگی ان کا بوجھ اٹھایا تھا' بیٹے اب اسے بوجھ سمجھنے لگ گئے۔ والد جب رہنے کے لئے ایک بیٹے کے پاس جاتا تو وہ اشاروں میں پوچھتا کہ بابا نے کب جانا ہے۔ جب وہ دوسرے بیٹے کے پاس جاتا تو وہاں بھی ایسا ہی سلوک ہوتا۔

بیٹے نے آنکھیں پھیر لیں..... دنیا اندھیر ہے

لاہور کے ایک پوش علاقے میں ایک دفعہ مجھے ایک خط ملا۔ اس آدمی کا دکھڑا بھی بڑا عجیب تھا۔ اس کی ہال روڈ پر الیکٹرانکس کی بہت بڑی دکان ہے۔ اس آدمی نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ بیرون ملک گزارا ہے۔ اس کا ایک بیٹا بیرون ملک مقیم ہے۔ دوسرا بیٹا لاہور میں ہے۔ اس نے اپنے خط میں لکھا جب سے دکان بیٹے کے نام کی ہے' بیٹے نے آنکھیں ہی بدل لی ہیں۔ میں نے دکان بیٹے کے نام کی تو بیٹے نے عملاً مجھے دکان ہی سے بے دخل کر دیا ہے۔ وہ گھر جسے میں نے لاہور کے پوش ایریا میں زر کثیر صرف کر کے بڑی چاہت سے تعمیر کیا تھا اب اس گھر میں میرا کچھ بھی نہیں رہا۔ صرف ایک چارپائی اور بستر ہے۔ چھوٹا سا گیراج ہے اور میں ہوں۔ وہ گھر' وہ آنگن جسے میں نے اپنے خون سے سینچا وہ میرے لئے اجنبی ہو کر رہ گیا ہے۔ وسیع و عریض گھر کا چھوٹا سا گیراج جو فی الوقت میری جائے رہائش ہے وہ بھی میرے لئے قید خانہ اور زنداں بن کر رہ گیا ہے۔ میں آزاد فضاؤں کا بے بس پنچھی

Marfat.com

ہوں جس کے پر کاٹ دیئے گئے ہیں۔ میرا حال زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

آزاد مجھ کو قید کر دے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی' تو چھوڑ کر دُعا لے

کیا دولت سے سب کچھ خریدا جا سکتا ہے!

کچھ لوگ ساری زندگی اندھا دھند دولت کمانے میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ سب سے بڑی قوت اور طاقت دولت ہے۔ دولت سے ہر چیز خریدی جا سکتی ہے۔ جس کے پاس دولت ہے گویا اس کے پاس سب کچھ ہے۔ سکھ چین اور آرام اسی کا ہے جس کے پاس دولت ہے لیکن عملی زندگی کے تلخ حقائق اس خیال کی نفی کرتے ہیں۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے لوگ بھی آئے جو دولت مند ہوتے تھے لیکن اس کے باوجود آرام اور سکون کی دولت سے محروم تھے۔ ایک دفعہ ہمارے پاس ایک ادارے کی ریٹائرڈ پرنسپل آئیں' وہ بھی اولاد اور دولت ہونے کے باوجود بھری دنیا میں تنہا تھیں۔

وہ بھلا میری چند سانسوں کا بوجھ کیسے اٹھائیں گے؟

دارالکفالہ میں ۱۲ بزرگ مرد اور ۱۰ خواتین ہیں۔ منیجر سے گفتگو کرنے کے بعد بزرگوں سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ منیجر نے ایک دراز قد اور دبلے پتلے بزرگ کے ساتھ میری ملاقات کروائی اور بزرگ سے میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگے ''اس بھائی کا تعلق اخبار سے ہے اور آپ سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔''

میں نے بزرگ سے نام پوچھا تو کہنے لگے ''نام پوچھ کر آپ کیا کریں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اخبار میں میرا نام چھپے اور میرے گھر والوں کے لئے کوئی پریشانی یا بدنامی ہو۔ تاہم ان سے جو گفتگو ہوئی' اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہنے لگے میرا تعلق لاہور سے ہے اور میری عمر اس وقت 79 سال ہے۔ میری پہلی شادی 1948ء میں ہوئی۔ میری بیوی میری سگی خالہ کی بیٹی تھی۔ وہ شادی سے پہلے بھی بہت بدکلام اور زبان دراز تھی۔ مجھے یہ رشتہ پسند نہیں تھا۔ تاہم بزرگوں کے کہنے سننے اور

Marfat.com

اصرار پر یہ شادی ہوگئی۔ میری بیوی پہلی رات ہی کہنے لگی ''ہم الگ رہیں گے اس لئے کہ میں خالو اور خالہ کی روٹی نہیں پکا سکتی۔'' والدین کو چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے بیوی چھوڑ دی۔ میرے والد میرا گھر بچانے کے لئے میری بیوی کو اس کے والدین کے گھر سے واپس لے آئے تو میں نے اپنا گھر چھوڑ دیا۔ دوسری شادی 1986ء میں ہوئی۔ یہ بیوی بڑی بہن کی بیوہ بہو ہے۔ اس کے پہلے خاوند سے 4 بچے ہیں۔ تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ بڑے لڑکے کی عمر 24 سال تھی۔ شادی کے وقت دوسری بیوی سے میرے پاس ایک لڑکا بعمر 6 سال اور ایک لڑکی بعمر 8 سال تھے۔ میں نے چاروں بچوں کو بھرپور محبت دی اور شفقت پدری کے تمام پھول ان پر نچھاور کئے۔ تاہم بچے پہلے سے ہی بگڑے ہوئے تھے۔ میری محبت انہیں راہ راست پر نہ لا سکی۔ ماں کے ساتھ بدتمیزی کرنا اور گالی گلوچ ان کے ہاں معمولی بات تھی۔ خاص کر بڑا بیٹا تو ماں کے ساتھ نہ صرف بدتمیزی کرتا بلکہ اسے مارتا بھی تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنی ماں کو مار رہا تھا میں نے روکا تو کہنے لگا ''دیکھ رہے ہو! میرے ہاتھ میں چاقو ہے' الٹے چاقو سے میں اپنی ماں کو مار رہا ہوں' تم نے زیادہ بہادری دکھانے کی کوشش کی تو تمہیں الٹے کی بجائے سیدھے چاقو سے ماروں گا۔''

86ء میں جب میں نے دوسری شادی کی تو اس وقت بھی میں برسر روزگار تھا اور نقد رقم بھی میرے پاس تھی۔ اس کے بعد میں بالکل ہی کمزور ہو گیا' کام کرنے کے قابل نہ رہا اور نقد رقم بھی ختم ہوگئی تو بچوں نے بھی مجھ سے منہ پھیر لیا۔ بچے پہلے تو مجھے ابا کہتے تھے لیکن جب میں کام کاج کے قابل نہ رہا اور جو تھوڑے بہت سے پیسے تھے وہ بھی ختم ہو گئے تو پھر میں ان کے لئے ''ابا'' سے ''بھاجی'' بن گیا۔ یہاں تک کہ بچوں نے بالکل ہی مجھ سے منہ پھیر لیا۔ پھر ایسے ہوا کہ میری وجہ سے بچے اپنی ماں کے ساتھ بھی بدتمیزی کرنے لگے۔ گھر میں آئے روز لڑائی جھگڑا ہونے لگا میں نے یہی بہتر سمجھا کہ گھر چھوڑ دوں۔ اب میں ساڑھے چار سال سے دارالکفالہ میں ہوں۔ مجھے چھوٹے بچے اور بچی سے بہت محبت ہے، بہت سی اُمیدیں اور توقعات وابستہ تھیں مگر افسوس کہ جب سے میں دارالکفالہ آیا ہوں دونوں چھوٹے بچے ایک دفعہ بھی مجھے ملنے نہیں آئے۔ دارالکفالہ آنے کے بعد میں شدید بیماری کی وجہ سے 14 دفعہ ہسپتال داخل ہو چکا ہوں مگر کوئی بچہ ایک دفعہ بھی میری خیریت معلوم کرنے

Marfat.com

نہیں آیا۔ خیریت معلوم کرنا تو دور کی بات ہے۔ بچے کہتے ہیں بابے کا آخری وقت اب قریب ہے اور آخری وقت میں ہم اسے نہیں سنبھال سکتے۔ بزرگ جب بات ختم کر کے چپ ہوئے تو وہ بہت ہی رنجیدہ خاطر اور افسردہ تھے۔ ان کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اور چہرے پر غم کی گہری پرچھیاں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ان کے لب وہوائے تو مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے" بچے مجھے کہتے ہیں بابا ہم تمہارا جنازہ نہیں اٹھا سکتے۔" جو بچے میرے جنازے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے" وہ بھلا میری چند سانوں کا بوجھ کیسے اٹھائیں گے۔

اشرف شاہ کی دردناک کہانی

اس کے بعد ایک اور بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ ان کا نام اشرف شاہ ہے۔ عمر 80 سال اور یہ فیصل آباد کے نواحی علاقہ ہروکی کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے 1932ء میں دو جماعت تعلیم حاصل کی۔ انکے والد 1914ء میں فوج میں تھے یہ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ غربت وتنگ دستی تھی اور حالات مشکل تھے۔ اس لئے شروع سے ہی کھیتی باڑی کے کام میں لگ گئے۔ قیام پاکستان سے پہلے اشرف شاہ بھی فوج میں رہے۔ قیام پاکستان کے بعد 1951ء میں پھر فوج میں بھرتی ہوئے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد حکومت کی طرف سے انہیں میانوالی میں زمین دی گئی۔ 1954ء میں شادی کی اور حکومت کی طرف سے جو زمین می تھی اسے خوب آباد وشاداب کیا۔ دن رات ایک کر کے اپنے خون جگر سے اسے سینچا۔

اشرف شاہ کہتے ہیں اللہ نے مجھے دو بیٹے اور دو بیٹیاں دیں۔ یہ وہ وقت تھا جب بچے چھوٹے تھے اور میں بھرپور جوان تھا۔ بدن میں گویا بجلی تھی اور بازوؤں میں پارہ مچلتا تھا۔ حکومت کی طرف سے ملنے والی زمین بنجر تھی۔ میں نے اسے اللہ کے فضل اور اپنی جوانی کے بل بوتے چند ہی سالوں میں زرخیز بنا دیا۔ میں نے زمین میں کھیتا لگائے اور ایک باغ بنایا' باغ دیکھنے کے لئے دور دراز سے لوگ آتے، کڑکتی دھوپ میں جب بچے کھیتوں میں آتے تو میں انہیں اٹھا اٹھا کر سینے سے لگاتا۔ گرم زمین پر لگنے والے ننھے اور معصوم بچوں کے پاؤں چومتا اور انہیں سائے میں بٹھاتا اور کہتا بچو! ابھی تمہارا باپ جوان ہے۔ میرے

Marfat.com

ہوتے ہوئے تم اپنے پاؤں کیوں جلاتے ہو اور کیوں دھوپ میں پھرتے ہو۔

پھر میں سوچتا، الٰہی میرے بچے کب جوان ہوں گے اور کب میرے شانہ بشانہ چلیں گے۔ یہ بھی کیا دن تھے' بہت خوبصورت' بہت سہانے' جب بیوی تھی' بچے تھے' زرخیز زرعی زمین تھی اور مختلف پھلوں سے لدا باغ تھا۔ میری زندگی کا باغ اور میرے گھر کا آنگن بہت خوبصورت تھا۔ میں سوچتا تھا کہ دنیا میں میرے جیسا کامیاب اور خوش قسمت کوئی دوسرا انسان نہیں۔

میں نے دونوں بچوں کو میٹرک تک تعلیم دلوائی۔ پھر ایسا ہوا کہ بیوی فوت ہوگئی۔ لوگ مجھے کہتے اشرف شاہ شادی کرلو! میں کہتا بچوں کی شادیاں کر کے ہی اپنی شادی کا سوچوں گا۔ پھر بچے جوان ہوتے گئے اور میں بوڑھا ہوتا گیا۔ ملک کے حالات بدلنے لگے۔ مہنگائی بڑھنے لگی، بچیوں کی شادی کی خاطر فیصل آباد کا مکان بیچ دیا۔ باغ کو بچے نہ سنبھال سکے۔ گھر کے باغ کو شاداب و آباد رکھنے کے لئے میانوالی کا باغ بیچ دیا۔ اس باغ کے پیسے جو میرے پاس تھے جیسے جیسے کم ہوتے گئے ویسے ویسے بچوں کا ادب جو میرے لئے تھا کم ہوتا گیا۔ اس کے بعد نہ میانوالی کا باغ رہا اور نہ گھر کا باغ، دشمنوں نے میرے ایک بیٹے کو بری راہ پر ڈال دیا۔ یہ بیٹا شراب و کباب کا رسیا ہو کر بہت دفعہ جیل جا چکا ہے۔ جن کا ٹھکانہ جیل بن جائے ان کے گھر کہاں رہتے ہیں۔ دوسرا بیٹا شادی شدہ، اب اسکے اپنے بیٹے ہیں' بیوی ہے' اس کے پاس میرے لئے کوئی وقت نہیں۔ کچھ عرصہ میں اس بیٹے کے گھر رہا ہوں۔ جب میں کسی بات پر اپنے پوتوں کو جھڑکتا تو اس سے کہیں زیادہ سخت لہجے میں مجھے اپنے بیٹے اور بہو سے ڈانٹ پڑتی۔ پوتے اور پوتیاں کیبل پر نئے نئے چینلز دیکھنے کے خواہشمند تھے میں انہیں روکتا تو میرا بیٹا میرا ساتھ دینے کی بجائے اپنے بچوں اور بیوی کی حمایت کرتا۔ مجھے دقیانوسی چڑچڑا اور جھگڑالو کہا جانے لگا۔ بیٹے کے گھر کی زمین مجھ پر تنگ ہونے لگی۔ آخر کار میں نے بیٹے کا گھر چھوڑ دیا۔ گھر چھوڑنے کے بعد پہلے تو میں ایدھی سنٹر کراچی چلا گیا۔ وہاں میں نے عبدالستار ایدھی کو 10 ہزار روپے بطور عطیہ دیئے۔ ایدھی سنٹر کراچی میں میں ڈھائی ماہ رہا ہوں۔ انسانیت کی جتنی تذلیل اور توہین میں نے ایدھی سنٹر میں دیکھی ہے اس کی دنیا میں کہیں اور کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ ایدھی سنٹر میں نے جو ڈھائی

Marfat.com

ماہ گزارے وہ میری زندگی کے بدترین ایام ہیں۔ وہاں اگر ایک بلاک میں 100 آدمی ہیں تو 100 آدمیوں کے لئے ایک ہی لیٹرین ہے اور حد یہ ہے کہ اس کا دروازہ بھی نہیں جو آدمی اندر برہنہ بیٹھا ہے اسے باہر والے سب دیکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی ایک دوسرے پر بیہودہ آوازے کسے جا رہے ہیں۔ نہانے کے لئے وہاں غسل خانوں کا کوئی تصور نہیں۔ کپڑے اتار کر سب کو ایک جگہ برہنہ کھڑا کر دیا جاتا ہے اور پریشر والے پانی کے پائپ سے سب پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ ایدھی سنٹر میں رہنے والا آدمی غریب اور لاوارث تو ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ اس کا ایمان اور شرم وحیاء بھی کلیۃً ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہاں کسی کو باہر جانے کی اجازت نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایدھی سنٹر درحقیقت ایک جیل ہے اور عبدالستار ایدھی ایک بہت بڑا فراڈیا اور عیار انسان ہے میں جب ایدھی سنٹر گیا تو 10 ہزار روپے بطور عطیہ دیئے۔ سنٹر والوں نے سمجھا کہ یہ کوئی موٹی سامی ہے۔ لہٰذا عبدالستار ایدھی سے میری ملاقات کروائی گئی اور اس نے میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد پھر میں نے ڈھائی ماہ کے عرصہ میں اس شخص کی شکل نہیں دیکھی۔ ایک دو دن میں جب ایدھی سنٹر کی حقیقت اور اصلیت مجھ پر آشکار ہوئی تو پھر میرے لئے ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا مشکل تھا۔ 20 دن تک انتظامیہ سے میرے تو تکرار ہوتی رہی۔ جب انہوں نے سمجھا کہ یہ آدمی اب ایک لمحہ کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہرے گا تو پھر مجھے رہائی نصیب ہوئی

اس کے بعد میں لاہور دارالکفالہ چلا آیا۔ زندگی کی 80 بہاریں گزار چکا ہوں۔ اب چل چلاؤ کا وقت ہے۔ یہ دنیا اور یہاں کے رشتے سب عارضی اور ناپائیدار ہیں۔ یہ دنیا بھی فانی اور یہاں کے رشتے بھی فانی ہیں۔ اب تو ایک ہی دُعا ہے کہ اللہ آخرت اچھی کر دے۔ اشرف شاہ نے اپنی گفگو کا اختتام اس شعر پر کیا۔

فانی جہاں میں فانی ہیں رشتے
خدا کے سوا کوئی سہارا نہیں ہے
جن کی فلاح کے لئے ہوں میں دُعا گو
انہوں نے کہا تو ہمارا نہیں ہے

جب شعر ختم ہوا تو اشرف شاہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آواز رندھ گئی۔

Marfat.com

اس شعر نے مجھے بھی رلا دیا اور اس بات کا یقین ہو گیا کہ واقع یہ دنیا اور یہاں کے رشتے فانی ہیں۔ اصل رشتہ دین اور ایمان کا رشتہ ہے جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ قائم رہنے والا ہے۔

ایک دردناک کہانی کے تین مناظر

پہلا منظر

موت سے کسی کو مفر نہیں' موت برحق ہے مگر اس بوڑھے کی موت بہت بے بسی اور بے کسی کی موت تھی۔ یہ نہیں کہ وہ دنیا میں تنہا تھا..... اس کے اپنے تھے..... مگر اس کے باوجود نزع کے عالم میں وہ تنہا تھا۔ یہاں تک کہ سکرات کی گھڑیوں میں بھی اس کو تسلی و تشفی دینے اور دو گھونٹ پانی منہ میں ڈالنے والا بھی کوئی اپنا اس کے پاس موجود نہ تھا۔ اس کی نظریں کھلے دروازے پر جمی تھیں..... آنکھوں میں یاس و اُمید کے دیئے جل بجھ رہے تھے۔ وہ بوڑھا اس کے انتظار میں تھا کہ جس کی خاطر اس نے ساری زندگی تج دی اور زندگی کا آرام و سکون قربان کر دیا..... لیکن آنے والے نے نہ آنا تھا..... اور آخرت وقت تک نہ آیا ..... آخر موت کا فرشتہ آ پہنچا..... اور پھر معاً بوڑھے کی آنکھیں پلٹ گئیں' گردن ڈھلک گئی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

دوسرا منظر

جوان بیٹے کی موت نے باپ کو بالکل ہی نڈھال کر دیا۔ بیٹا بھی وہ جو جوان تھا، خوبصورت بھی..... اور سب سے بڑھ کر اکلوتی اولاد بھی..... باپ کی کل کائنات وہ اکلوتا بیٹا ہی تھا۔ باپ نے بڑے لاڈ پیار اور چاہت و محبت سے بیٹے کی پرورش کی' تعلیم دلائی' برسر روزگار کیا' جوان ہوا تو شادی کی۔ بہو اور بیٹا بوڑھے کی آنکھیں تھیں' وہ ان دونوں کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ اب بوڑھے باپ کی ایک ہی خواہش تھی کہ گھر میں معصوم پوتے یا پوتی کی قلقاریاں سنے، وہ اپنی اس خواہش کی مقبولیت کے لئے گھنٹوں دُعائیں کرتا اللہ نے اس کی دُعائیں قبول کر لیں' بہو کی گود ہری ہو گئی اور بوڑھے کے ہاتھوں میں پوتا ہمکنے مچلنے

Marfat.com

لگا۔ تین کمروں کا چھوٹا سا گھر گویا جنت تھی' خوشیاں تھیں' پھول تھے' چہکار تھی اور مہکار تھی' پوتا ابھی زندگی کی صرف چھ بہاریں ہی دیکھ پایا تھا کہ ایک جوان بیٹے کی لاش گھر آ پہنچی' جوان بیٹے کے جنازے کو کندھا دینا بوڑھے کے لئے ایک بہت مشکل اور جان لیوا امر تھا۔ لیکن لاش بیٹے کی ہو یا باپ کی' ماں کی ہو یا بیٹی کی' کبھی کسی نے گھر میں سجا کر نہیں رکھی..... لاش کا آخری اور مستقل ٹھکانہ دو گز زمین میں ہے۔

جوان بیٹے کی موت' بہو کی بیوگی اور معصوم پوتے کے آنسوؤں نے بوڑھے کو ادھ موا کر دیا اور غموں سے بھر دیا۔ بیٹے کی موت کو ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے کہ ایک دن بوڑھے پر ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی۔ بہو اپنے معصوم بچے کو روتا' تڑپتا سسکتا اور بلکتا چھوڑ کر نئی خوشیوں کی تلاش میں اپنے گھر کو پھر سے آباد کرنے اور اپنی بیوگی میں سہاگ کے پھول سجانے کے لئے ایک دن گھر سے نکلی تو لوٹ کر نہ آئی۔ معصوم بچے کے لئے یہ دوھرا غم تھا۔ چند ماہ پہلے باپ کی وفات کا صدمہ اور اب ماں کی جدائی۔ وہ بگولے کی طرح گھر میں چکراتا' ماں کی یاد میں روتا اور بلکتا معصوم بچے کے آنسو بھوڑے کو بے تاب' بے قرار' بے کل اور مضطرب کر دیتے۔ وہ گھر جس میں چند ماہ پہلے خوشیاں تھیں' رونق تھی اب اس گھر میں موت کا راج تھا..... بچے کی چیخیں تھیں یا بوڑھے کے آنسو تھے۔ گھر کی اداسی اور خاموشی بوڑھے کو کاٹ کھانے دوڑتی..... ممکن تھا کہ تین کمروں کا گھر بوڑھے کی قبر بن جاتا..... لیکن اسے زندہ رہنا تھا..... اپنے معصوم پوتے کی خاطر..... سو اس نے کمر ہمت باندھ لی اور ایک نئے عزم و حوصلے کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں شامل ہو گیا۔

اب وہ اپنے پوتے کا باپ بھی تھا اور ماں بھی۔ وہ اسے نہلاتا' دھلاتا' اپنے ہاتھ سے کھلاتا اس کے کپڑے دھوتا اور اپنے ہاتھوں سے اس کی آلائشیں صاف کرتا' پوتے کو اس نے سکول میں داخل کروا دیا۔ اس طرح اس کی زندگی لگے بندھے معمول کے مطابق گزرنے لگی۔

تیسرا منظر

''دیکھیں جناب! آپ میرے بات کو سمجھنے کی کوشش کریں' میں ایک پڑھا لکھا

Marfat.com

نوجوان ہوں' میرا تعلق شوبز سے ہے۔ میں ٹی وی میں ایک پروگرام کا انچارج ہوں۔ میری بیوی بھی ٹی وی آرٹسٹ ہے۔ میں جو بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ کوئی انہونی اور انوکھی بات نہیں۔ یورپ والے ہم سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور وہاں بھی ایسے ہی ہوتا ہے۔ جب گھر صرف ایک ہی کمرے پر مشتمل ہو گھر میں بیوی بھی ہو اور ساتھ تین چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوں تو پھر ٹی بی کے مریض کو کیسے گھر میں رکھا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر مجھے کہتے ہیں اگر اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی زندگی چاہتے ہو تو گھر میں ٹی بی کے مریض کو مت رکھو۔ یورپ میں معمولی بیمار والدین کو اولڈ ہاؤس میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔ میرا بابا تو پھر بھی ٹی بی جیسی موذی اور خطرناک بیماری میں مبتلا ہے۔ آپ کو اسے اپنے پاس رکھنا ہی ہوگا۔ یہ میرے بچوں کی زندگی کا سوال ہے۔ پلیز! آپ میری حالت پر رحم کریں اور میرے بابا کو اولڈ ہاؤس میں داخل کر لیں۔"

نوجوان کی منت سماجت رنگ لائی اور بزرگ کو اولڈ ہاؤس میں رہنے کی جگہ مل گئی۔ یہ بزرگ اولڈ ہاؤس میں ایک سال رہے۔ اس کے بعد یہ بیمار ہو گئے۔ اولڈ ہاؤس انتظامیہ اسے ہسپتال لے گئی' وہاں دیگر ٹیسٹس کے علاوہ ٹی بی کا ٹیسٹ بھی ہوا۔ تب اولڈ ہاؤس والے یہ جان کر حیران رہ گئے کہ ٹی بی کا کوئی شائبہ اور نام و نشان تک نہ تھا۔ بوڑھا بہت دن ہسپتال میں رہا۔ اس کے گھر اطلاع دی گئی لیکن گھر سے کوئی بھی اس کی خبر گیری کے لئے نہ آیا۔ اسی بے بسی' بے کسی اور کسمپرسی کی حالت یں وہ بوڑھا ہسپتال میں چل بسا۔

قارئین یہ تین مختلف منظر ایک ہی سلسلہ کی کڑی اور حقیقت کا ایک ہی رخ ہیں اور یہ المناک داستان ایک ہی شخص کی کہانی ہے۔ فوت ہونے والا بزرگ نیو شاد باغ لاہور کا رہائشی تھا جس نے اپنے پوتے کو پالا پوسا تعلیم دلائی اور اس کی شادی بھی کی۔ پوتا جب چھوٹا تھا معصوم تھا تو دادا نے خدمت و پرورش کا حق ادا کر دیا لیکن جب دادا کی خدمت کرنے کا وقت آیا تو پوتے نے خودغرضی و بے وفائی کی داستان رقم کر دی اور بڑھاپے کے عالم میں دادا کو اولڈ ہاؤس میں داخل کروا دیا۔

اولڈ ہاؤس کی انتظامیہ کے محمد شفیق کے مطابق اس واقعہ کا اختتام یہاں پر ہی نہیں ہوتا اس کا انجام اس سے بھی المناک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے پوتے کو دادا کی

Marfat.com

وفات کی اطلاع دی تو پہلے تو وہ اولڈ ہاؤس میں آنے سے ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔اس کے بعد ہم نیو شاد باغ میں اس کے گھر گئے تو ہم نے وہاں پر پہلی بات یہ دیکھی کہ اس کا گھر ایک کمرے نہیں بلکہ تین کمروں پر مشتمل تھا۔ دوسری بات جس نے مجھے انتہائی رنجیدہ خاطر اور افسردہ کر دیا وہ یہ تھی کہ پوتا جس گھر میں رہ رہا تھا وہ اس کا دادا کا گھر تھا۔ دادا نے ہی وہ زمین خریدی' مکان تعمیر کیا' پوتے کی شادی کروائی اور مکان اس کے نام کر دیا۔ جب ہم نے پوتے کو دادا کے کفن دفن کے لئے کہا تو اس نے ہمیں یورپ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا' جب یورپ میں اولڈ ہاؤس والے لاشوں کے کفن دفن کا انتظام کرتے ہیں تو آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کسان ٹیوب ویل مینوفیکچرنگ پاکستان کی صنعت کا ایک معروف نام ہے۔ میڈیا پر اکثر اس کی مشہوری چلتی رہتی ہے۔اس کے مالک مجید بٹ اپنے وقت کے ایک انتہائی مالدار اور با اثر انسان تھے۔ وہ بے انتہا دولت' کوٹھیوں' بنگلوں اور وسیع ترین جائیداد کے مالک تھے۔ وہ ایک عرصہ تک انجمن تاجران انارکلی کے صدر بھی رہے۔انہوں نے 5 شادیاں کیں وہ صاحب اولاد تھے۔ان کے بیٹے بھی تھے اور بیٹیاں بھی لیکن جائیداد' دولت' کاروبار اور اولاد ہونے کے باوجود ان کی زندگی کے آخری ایام کسمپرسی و بے چارگی کی حالت میں اولڈ ہاؤس میں گزرے' دو دو سال اولڈ ہاؤس میں رہے اور وفات بھی اولڈ ہاؤس میں ہی ہوئی۔ مشرقی روایات واقدار تو یہ ہیں کہ جب والدین یا بزرگوں کا دم واپسیں ہو تو وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے درمیان ہوں اور یہی خواہش' نیک' خوش بخت اور سعادت مند اولاد کی ہوتی ہے کہ ان کا بزرگ جب فوت ہو تو اس کا سر اولاد کی گود میں ہو' ممکن ہے مجید بٹ کی خواہش بھی یہی رہی ہو لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

کے مصداق ایسے نہ ہو سکا۔ مجید بٹ جتنا عرصہ اولڈ ہاؤس میں رہے' ان کے اہل وعیال میں سے کسی نے کم ہی ان کی خبر گیری کی۔ اولڈ ہاؤس میں کام کرنے والے محمد شفیق کے مطابق مجید بٹ کی ایک بیٹی کبھی کبھار ان سے ملاقات کے لئے آتی تھی۔شاید اس لئے

Marfat.com

کہ والد کے پاس ڈھائی لاکھ کے سیونگ سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ سرٹیفکیٹ بھی بیٹی نے حیلے بہانے سے ہتھیا لئے۔ جب مجید بٹ بیمار ہوئے تو اولڈ ہاؤس والوں نے انہیں اتفاق ہسپتال میں داخل کروادیا۔ اس ہسپتال میں وہ صرف 24 گھنٹے ہی رہ سکے۔ بیٹی نے یہ کہہ کر انہیں اتفاق ہسپتال سے ڈسچارج کروالیا کہ ''یہ بہت مہنگا ہسپتال ہے'' اس کے بعد انہیں جناح ہسپتال میں داخل کروادیا گیا اور اسی ہسپتال میں وہ فوت ہوئے۔

ایک میجر (ر) کی دردناک داستان

اولڈ ہاؤس کی انچارج مسز نگہت خالدہ بتاتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک میجر (ر) طاہر لطیف ہیں۔ ان کا ایک بیٹا موبی لنک میں اور دوسرا فوج میں ہے۔ اس کے علاوہ ان کی فیملی کے اکثر افراد فوج میں ہیں۔

میجر طاہر لطیف ۶۵ اور ۷۱ کی جنگ میں حصہ لے چکے ہیں۔ ان کے جسم پر جنگ کے دوران لگنے والے زخموں کے نشان بھی ہیں۔ میجر طاہر لطیف کہتے ہیں ۶۵ اور ۷۱ کی جنگ میں میں دشمن فوجیوں کے ہاتھوں زخمی ہوا' یہ زخم بھی اگرچہ کاری تھے۔ اس کے باوجود یہ زخم بھر گئے اور بھول گئے لیکن جو زخم مجھے اپنی اولاد کے ہاتھوں لگے ہیں' یہ کبھی نہیں بھریں گے اور نہ بھولیں گے۔''

مسز بخاری کی افسوسناک کہانی

یہاں مسز بخاری نام کی ایک خاتون بھی ہیں ان کی داستان انسانی بے بسی' بے کسی' خودغرضی اور بے وفائی کا ایک المناک اور زندہ کردار ہے۔ یہ اپنے وقت کی مشہور ماہر تعلیم' کالم نگار اور نامور خاتون تھیں۔ ایم اے اردو اور ایم اے اکنامکس محکمہ تعلیم میں بطور سکولز انسپکٹر تعینات رہیں' ریڈیو اور روزنامہ نوائے وقت کے لئے افسانے اور کہانیاں لکھتیں' گھر میں انگلش میڈیم سکول کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتیں' پھول سے دو خوبصورت بچے رہائش کے لئے ماڈل ٹاؤن ڈی بلاک میں چار کنال رقبہ پر مشتمل وسیع اور خوبصورت کوٹھی وفادار اور محنتی شوہر' دولت' آرام اور سکون' الغرض گھر کو مثالی بنانے والے تمام لوازمات

Marfat.com

موجود تھے۔

مسز بخاری کے بڑے بیٹے کی عمر ۴ اور چھوٹے کی ڈھائی سال تھی کہ ان کے شوہر خالق حقیقی سے جا ملے۔ جب عدت کے دن گزر رے تو مسز بخاری زندگی کی شاہراہ کے دوراہے پر تھیں۔ ایک طرف چھوٹے چھوٹے معصوم پھول سے دو بچے' دوسری طرف پہاڑسی جوانی' حالات کہتے' دوسری شادی کرلو' پھر جب اپنے نورنظر لخت جگر دو پھولوں کو دیکھتیں تو سوچ میں پڑ جاتیں کہ نامعلوم دوسرا خاوند کیسا انسان ہوگا.....؟ کیا وہ میرے بچوں کو دل سے قبول کرلے گا..... کیا وہ میرے بچوں کو باپ کا پیار دے سکے گا.....؟ یہ سوچ کر پھر ارادہ بدل دیتیں۔ گویا

ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں

والی بات تھی۔ آخر بچوں کی محبت غالب آگئی اور مسز بخاری نے بچوں کے بہتر مستقبل کی خاطر شادی نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ مسز بخاری نے اپنی محبت' زندگی' صحت' چاہت اور شفقت کے تمام پھول اپنے بچوں پر نچھاور کردیئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ بچے جوان ہوتے گئے اور ماں پر بڑھاپا غالب آتا گیا۔ پھر وہ وقت بھی آپہنچا جس کی خواش ہر ماں کو ہوتی ہے۔ بڑے بیٹے کی شادی ہوگئی اور چاندسی بہو مسز بخاری کے گھر آگئی۔ وہ گھر جس میں پیار تھا' محبت تھی' بہو کے آنے کے ساتھ ہی وہاں ہر وقت جھگڑے اور تو تکرار رہنے لگی۔ ماں نے جھگڑوں سے بچنے کے لئے بیٹے کو الگ گھر لینے کا مشورہ دیا۔

بیٹا یہ بات سنتے ہی خوشی سے چمک اٹھا اور فوراً ہی بیوی کو لے کر ماں سے الگ ہوگیا۔ بیٹے کی بے مروتی اور بے اعتنائی نے ماں کے دل کو مسل کر رکھ دیا۔ چند ماہ بعد دوسرے بیٹے کی شادی کردی۔ پہلی بہو کے ناخوشگوار سلوک کو دیکھتے ہوئے ردعمل کے طور پر ماں نے دوسرے بیٹے کو خود ہی الگ کردیا۔ ماں کا خیال تھا کہ بیٹے میرے بغیر رہ نہیں پائیں گے اور کچھ عرصہ بعد خود ہی میرے پاس آجائیں گے مگر اب جوان بیٹوں کی اپنی ایک دنیا تھی' وہ اپنی بیوی کے حسن کے سحر اور زلف گرہ گیر کے اسیر تھے اور انہیں اپنے جھمیلوں سے فرصت نہیں تھی۔ وہ دنیا کی رنگینیوں میں ایسے کھوئے کہ ماں کو ہی بھول گئے۔

بیٹوں کی بے رحمی بے اعتنائی' بے مروتی اور مسلسل تنہائی نے ماں کو چڑا چڑا

Marfat.com

کردیا۔وہ ماڈل ٹاؤن کا مکان بیچ کر فیصل ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں آ گئی۔ مکان کو فروخت کرنے سے حاصل ہونے والی رقم تاج کمپنی میں انویسٹ کردی۔شومئی قسمت تاج کمپنی بے تاج ہوگئی اور مسز بخاری سمیت جتنے بھی انویسٹرز تھے' سب کی رقم ڈوب گئی' کہاں تو ماڈل ٹاؤن میں چار کنال کا وسیع وعریض مکان اور ساتھ بچوں کی محبت اور موجودگی اور کہاں فیصل ٹاؤن کا چھوٹا سا فلیٹ اور اس کی تنہائی.... یہ تنہائی مسز بخاری کو کاٹ کھانے کو دوڑتی۔تنہائی اس کے لیے قید بامشقت بننے لگی۔وہ گھٹ گھٹ کر مرنے لگی اور مرمر کر جینے لگی۔اس کی حالت ماہی بے آب اور مرغ بسمل ہی تھی۔وہ جب رات کو بستر پر لیٹتی تو یادوں کے دریچے کھل جاتے۔وہ ماضی کی راہوں پر سفر کرتے بہت دور نکل جاتی۔ اسے اپنا شوہر یاد آتا' اپنے بچوں کا بچپنا نگاہوں میں گھوم جاتا۔توتلی زبان سے بچوں کی باتیں کرنا' کھلکھلانا' ہسنا' مسکرانا' رونا اور کبھی رو کر بے ساختہ مسکرا دینا..... یہ سب یاد کر کے اسے یوں لگتا کہ جیسے یہ کل کی بات ہو۔اس کے دل سے ہوک اٹھتی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں بسا اوقات ایسے بھی ہوتا کہ رات کے پہلے پہر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لگنے والی جھڑی طلوع آفتاب تک جاری رہتی۔اس کا دل دنیا سے اچاٹ ہوگیا اور کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہا جس سے اس کی صحت بری طرح متاثر ہوئی اور بینائی ختم ہوگئی۔

مسز بخاری میاں نواز شریف کی اہلیہ بیگم کلثوم نواز کی کلاس فیلو بھی ہیں۔دونوں نے ایک ہی کالج سے تعلیم حاصل کی اور ایک ساتھ ایم اے اردو کیا۔

یہ آسمان والے کے فیصلے ہیں کہ ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنے والی دو خواتین میں سے آج ایک جلاوطن ہے اور دوسری اگرچہ سابق وزیراعظم کے گھر میں براجمان ہے لیکن اس کی حالت اس پھول کی سی ہے جو تند و تیز ہواؤں کے سبب بکھرتا جاتا ہے اور ٹہنی سے گر کر پاؤں کے نیچے مسلا جاتا ہے۔

کسی ایسی ہی صورت حال کے لئے ساحر لدھیانوی نے کہا تھا:

دو سکھیاں بچپن کی
اک سنگھاسن پر بیٹھے اور روپ متی کہلائے
دوجی اپنے روپ کے کارن گلیوں میں بک جائے

Marfat.com

کس کو مجرم سمجھے کوئی کس کو دوش لگائے

یہ خاتون ۱۹۹۴ سے اولڈ ہاؤس میں ہے۔

ایک خاتون، جس کی میت وصول کرنے سے انکار کر دیا گیا

۲۷ مئی ۲۰۰۶ کو اولڈ ہاؤس میں ایک خاتون فوت ہوئی۔ اس خاتون کے گھر اطلاع دی گئی تو گھر والوں نے میت لینے اور اس کی تکفین، وتدفین کا انتظام کرنے کے بجائے اولڈ ہاؤس انتظامیہ کو یہ کہہ کر حیران وششدر کر دیا کہ ''آپ خود ہی اس کی تدفین کر دیں۔ پیسوں کی آپ کوئی فکر نہ کریں۔ جتنے پیسے خرچ ہوں گے ہم دیں گے۔ ۱۵، ۲۰ یا ۳۰ ہزار جتنی رقم آپ منہ سے مانگیں گے آپ کو ملے گی۔ بس کسی کو یہ پتہ نہ چلے کے فوت ہونے والی ہماری عزیزہ تھی۔ فوت ہونے والی بھی خاتون اور دوسری طرف میت کو وصول کرنے سے انکار کرنے والی بھی خاتون تھی۔ ستم یہ ہے یہ دونوں عورتیں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ یہ بدقسمت عورت'' جسے اس کے اپنے' ہاتھوں سے کفن دینے کے روادار نہ تھے اس عورت کی داستان بھی بڑی عجیب ہے۔

اس عورت کی شادی کامیاب نہ ہوسکی۔ خاوند نے طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد یہ عورت لاہور کے بھائی گیٹ میں واقع مشہور دربار جسے لوگ داتا دربار کہتے ہیں وہاں چلی گئی۔ ایک دن یہ عورت اسی دربار میں تھی کہ وہاں کے اوباش ملنگوں کے ہاتھ چڑھ گئی۔ ملنگوں نے اس کی عصمت پامال کرنے کے ساتھ ساتھ اسے نشے کے انجیکشن لگانے شروع کر دیئے۔ آخر یہ عورت بالکل ملنگوں کے رنگ میں رنگ گئی۔ ملنگ دن رات اس کی عصمت بھی پامال کرتے اور بھیک بھی منگواتے۔ اس کے کسی جاننے والے نے اسے ملنگوں کے چنگل سے نکال کر اولڈ ہاؤس میں داخل کروادیا۔ وفات کے بعد اس کی لاش وصول کرنے اور پہنچاننے سے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ اس عورت کو مردہ ظاہر کر کے اس کی جائیداد اپنے نام کروا چکے تھے۔

پاک آرمی کے ایک (ر) میجر کی کہانی

پاکستان آرمی کے ایک میجر تھے ان کی وفات بھی اولڈ ہاؤس میں ہوئی۔ وفات

Marfat.com

کے بعد جب میجر کی بیٹی کو اطلاع دی گئی تو اس نے میت لینے سے انکار کر دیا۔ اس نے اولڈ ہاؤس والوں کو کہا'' آپ خود ہی دفن کریں۔'' اس بے اعتنائی کی وجہ یہ تھی کہ میجر کی دو بیٹیاں تھیں۔ میجر نے اپنی جائیداد بیٹیوں مین شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کے بجائے ایک ہی بیٹی کو دے دی اور دوسری کو جائیداد سے بالکل محروم رکھا۔ یہ بیٹی میجر کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی۔ دوسری بیٹی کو جائیداد میں سے حصہ نہ ملنے کا غصہ تھا۔ لہٰذا اس نے اپنا غصہ باپ کو دفن نہ کر کے نکالا۔

قائداعظم کا ڈرائیور بھی اولڈ ہاؤس میں مرا

محمد شفیق بھائی بتاتے ہیں کہ اولڈ ہاؤس میں شروع سے اب تک ہمارے پاس ۴۵۵ بزرگ آچکے ہیں اور ان میں سے ۲۰ کے قریب وہ تھے جو اولڈ ہاؤس میں ہی فوت ہوئے۔ فوت ہونے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جن کے ورثاء نے اپنے عزیز یا عزیزہ کی میت وصول کرنے اور اس کی تکفین و تدفین کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت ہمارے پاس کل ۲۰ مرد اور ۱۵ عورتیں ہیں۔ ان میں اکثر پڑھے لکھے مالدار لوگ ہیں۔ ۳۵ میں سے ۳۲ افراد صاحب اولاد ہیں۔

۶ کے بیٹے اعلیٰ فوجی افسر ۹ کے بیٹے تاجر اور ۱۰ کے لخت جگر بیرون ملک مال و دولت سے کھیل رہے ہیں۔ ۱۲ بزرگوں کے بیٹے سالانہ ۵۰ لاکھ انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں یہاں ایک ہی بڑے ہی خوبصورت اور قد آور بزرگ میر الٰہی تھے۔ یہ بانی پاکستان محمد علی جناح اور پنجاب کے پہلے وزیر اعلیٰ نواب افتخار ممدوٹ کے ڈرائیور تھے۔ یہ بزرگ اولڈ ہاؤس میں ایک سال رہے اور ان کی وفات بھی یہاں ہوئی۔

یہاں ایک چوہدری احمد خان ڈبل ایم اے تھے انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ یہ اے جی آفس لاہور میں ڈپٹی اکاؤنٹ جنرل تھے اور لاہور سمن آباد میں ان کی رہائش تھی اور ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا امریکہ میں ہے۔ یہ اولڈ ہاؤس میں آئے تو ان کی عمر ۸۰ سال تھی اور تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ حبیب گھی اور حبیب آئل ملز ان کے داماد کی ہے۔ چوہدری احمد خان کی ایک تصویر بانی پاکستان کے ساتھ بھی ہے۔ یہ

Marfat.com

تصویر اس وقت کی ہے جب بانی پاکستان شملہ میں تھے۔ یہ تصویر اس وقت اولڈ ہاؤس کے کلرک روم میں ہے۔

اولڈ ہاؤسز میں والدین کو داخل کروانے کی شرح بڑھ گئی:

محکمہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے مطابق پنجاب میں گزشتہ چھ سالوں میں والدین کو اولڈ ہاوسز میں داخل کروانے کی شرح دس فیصد بڑھ گئی ہے۔ گزشتہ ۱۱ ماہ میں ۱۵۰ مرد و خواتین کو اولڈ ہاؤسز میں داخل کرا دیا گیا۔ ۳۰۰ کی درخواستیں التوا میں پڑی ہیں۔ صرف ایک اولڈ ہاؤس میں روزانہ ۲'۳ کیس آ رہے ہیں۔ گزشتہ چھ سالوں میں ۵۲۲ بزرگوں کو اولڈ ہوم میں داخل کروا دیا گیا۔ داخل ہونے والوں میں بعض فوجی وسول افسر' بزنس مین اور معلم ہیں۔

۲۰۰۶ء کے دوران لاہور کے ایک اولڈ ہاؤس میں ۲۰ مرد و خواتین کو داخل کروایا گیا جن میں تین انتقال کر گئے۔ راولپنڈی میں ۳۹ نئے بزرگوں کو داخل کیا گیا' ان میں سے ۵ فوت ہوئے۔

ملتان میں ۳۲ کو داخل کروایا گیا اور ان میں سے ۴ فوت ہوئے۔

بزرگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر محکمہ سوشل' ویلفیئر گوجرانوالہ' گجرات اور فیصل آباد میں بھی اولڈ ہاؤسز تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اولاد کی دینی تربیت کیجئے ورنہ.....!

قرآن کریم میں ہے اپنے آپ کو اور اپنے اہل والوں کو آگ سے بچاؤ اور اہل والوں میں ایک اہم رکن بچہ بھی ہے جو کہ ہماری اُمیدوں کا مرکز، کل کا ذمہ دار اور مستقبل کا معمار، گزرا ہوا کل تو ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے وہ ہمارے لئے عبرت کا نشان، حسن عمل کا پیغام اور پھر بھی نہ سنبھلنے پر ناکامی و رسوائی کا اعلان چھوڑ گیا ہے۔

اس لئے آج ہم نے بہتر مستقبل تیار کرنا ہے اور اس کی صورت صرف یہی ہے کہ اپنے بچوں کو سنواریں، ان کی بہتر تربیت کریں، انہیں اعلیٰ تعلیم و تربیت دلائیں۔ ماضی

Marfat.com

کی مثالی شخصیتوں کے نمونے ان کے سامنے رکھیں اور انہیں دین فطرت کی مستقیم شاہراہ پر گامزن کردیں کیونکہ کل کا شہری وحکمران، مقتدی وامام، تاجر وکاشتکار، مزدور وصنعتکار، شاگرد واستاد، قانون ساز وقانون کا عمل دار یہی ہوگا جو آج بچہ ہے۔

اور ویسے بھی بچپن تو عمر ہی تعلیم وتربیت کی ہے۔ آج جو نقش اس کے ذہن میں بیٹھے گا کل وہ اپنے کردار سے اسی کے مطابق عمارت تعمیر کرے گا۔ آج جو بیج اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا کل کو اس کا عمل اسی کی کھیتی اُگائے گا۔ آج اس کے خیالات وتصورات میں جو بوؤ گے کل قوم اسی کو کاٹے گی۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن دیکھا کہ عیدگاہ میں ایک سیٹھ آیا اور اس نے کپڑے بدل کر خود عیدگاہ کی صفائی شروع کردی، میں بہت حیران ہوا کہ اتنا بڑا سیٹھ ہے ظاہری شکل یہ ہے کلین شو ہے بعد میں پتہ چلا کہ اس کی بچپن کی کچھ تربیت تھانہ بھون میں ہوئی تھی اسی کا یہ اثر ہے۔

ادھر ہماری معاشرت کے یہ تقاضے ہیں اور ادھر خالق مہربان کا یہ کرم ہے کہ اس نے ہر بچہ کو کھرے سونے جیسی طبیعت بخش دی ہے کہ والدین اساتذہ اور ماحول ومعاشرہ جیسا جیسا سانچہ اس کے لئے بناتے چلے جائیں بچہ اسی کے مطابق ڈھلتا چلا جائے گا جیسا کہ حدیث پاک ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

تربیتِ اولاد کی اہمیت وافادیت

آنے والی نسل تو بعد کی بات ہے پہلے خود ہمیں اس کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ہم بچپن میں اپنی اولاد کی جیسی تربیت کریں گے وہ ہمارے بڑھاپے میں ہمارے ساتھ ویسا معاملہ کرے گی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے والد صاحب وکیل تھے اور ان کے دو بیٹے تھے، ایک کو انہوں نے وکیل اور ایک کو عالم دین بنایا۔ کسی نے پوچھا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ کہا کہ جب میں کچہری سے کام کرکے شام کو تھکا ہارا گھر واپس آتا ہوں تو جو بیٹا عالم دین ہے وہ خود خدمت کے لئے آتا ہے حتیٰ کہ میرے پاؤں سے جوتے خود اتارتا

Marfat.com

ہے اور دوسرا بیٹا اپنے نوکر کو بھیج دیتا ہے بس یہی فرق ہے۔

سرسید احمد خان مرحوم برصغیر میں تعلیم جدید کے گویا مجدد تھے، لیکن یہ افسوسناک حقیقت بھی سنئے کہ اپنے بچوں کی تربیت دینی خطوط پر نہ کرنے کا انجام کیا ہوا؟ کہ ان کے صاحبزادے سید محمود نے سرسید صاحب کو بڑھاپے کے عالم میں گھر سے نکال دیا حتیٰ کہ سرسید جب فوت ہوئے تو سید محمود اپنے بنگلے میں بیٹھا شراب سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اور باپ کی تجہیز و تکفین کے لئے شہر میں چندہ ہو رہا تھا نواب محسن الملک کے عطیہ سے تجہیز و تکفین ہوئی۔ (ماہنامہ الخیر جولائی ۲۰۰۳ء بحوالہ روزنامہ جنگ ۲۸ رمئی ۲۰۰۳ء)

آج وقت ہے اپنی اولاد کی دینی تربیت کے لئے جتنی کوشش ہو سکتی ہے ہم کر لیں ورنہ کل افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

پھر یہ بھی سامنے رہے کہ اولاد کی دینی تربیت میں صرف یہ کافی نہیں کہ انہیں حافظ یا عالم بنا دیا جائے بلکہ ان کا تزکیہ و تربیت، اخلاقیات و معاملات ہر موضوع پر مخصوص تعلیم ضروری ہے۔ دعا کرتے رہئے کہ اے اللہ ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ آمین

روزِ محشر ایک بچے کی فریاد

اے اللہ میں نے اپنے اردگرد یہی کچھ ہوتا دیکھا، میرے والدین، میرے بہن بھائی سب یہی کچھ کرتے تھے، اس لئے میں بھی یہ سب سیکھتا گیا، مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ میں کچھ غلط کر رہا ہوں، میں نے جب سے آنکھ کھولی گھر میں ٹی وی کی آواز سنی، تھوڑا سا بڑا ہوا تو مجھے بھی کارٹون دیکھنا اچھا لگنے لگا، میں روزانہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کارٹون دیکھنے لگا، دادی ماں منع کرتیں کہ اتنا زیادہ ٹی وی دیکھنا آنکھوں کے لئے اچھا نہیں ہے تو ابو کہتے ''خیر ہے کم از کم شرارتوں سے تو بچا ہوا ہے ناں''۔ میں تھوڑا بڑا ہوا تو ہمارے گھر میں ڈش بھی آ گئی، کبھی میں گانے اور ڈرامے دیکھنے بیٹھتا تو امی کہتیں کہ ''بچے بڑوں کے پروگرامز نہیں دیکھتے'' اور خود وہی پروگرام دیکھنے لگتیں۔ میں سمجھا کہ شاید بڑوں کے لئے ہر طرح کے پروگرامز دیکھنا ''جائز'' ہے۔ میں بڑا ہونے کی انتظار کرنے لگا تا کہ مجھ پر بھی کوئی روک ٹوک نہ ہو، امی ابو سے چھپ کر ''بڑوں والے'' پروگرامز دیکھتا اور امی ابو آتے تو چینل بدل

Marfat.com

دیتا۔یااللہ ایسے ماحول میں مَیں تیرے نیک بندوں کی طرح آنکھ جھکانا کیسے سیکھتا؟

جب دادا ابو گاڑی میں ہوتے تو ابو گانے نہیں لگاتے تھے ورنہ عموماً گاڑی میں بھی گانے لگے رہتے۔میں نے بہت چھوٹی عمر سے ہی گاڑی کا ٹیپ چلانا سیکھ لیا تھا، مجھے ٹوکنے کے بجائے سب میری اس حرکت پر خوش ہوتے کہ ''دیکھو ابھی سے ہی کتنا چالاک ہے۔'' عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ گانوں کا شوق بھی بڑھتا گیا، میرے جیب خرچ کا بیشتر حصہ C.Ds پر خرچ ہونے لگا، مجھے کبھی کسی نے نہیں روکا کہ یہ غلط ہے، کبھی کسی نے نہیں بتایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ''مزامیر'' (گانے بجانے کے آلات) توڑنے کے لئے آئے تھے اور ہم اُنہی کے اُمتی کہلانے کے باوجود اٹھتے بیٹھتے گانے سننے اور گانے گنگنانے والے بن گئے۔

ابھی میں بہ مشکل چار سال کا تھا کہ مجھے شہر کے مہنگے ترین اسکول میں ڈال دیا گیا۔امی ابو مجھے دن رات پڑھنے کا کہتے میں کلاس میں فرسٹ آنے لگا۔امی ابو مجھ سے بہت خوش تھے، ایک دفعہ ایک داڑھی والے انکل ابو سے ملنے آئے، مجھ سے بھی باتیں کرنے لگے، مجھ سے انہوں نے ''اے، بی، سی'' اور بہت سی Poems (نظمیں) سنیں، پھر اچانک انہوں نے مجھے سورۃ الناس سنانے کو کہا، مجھے سورۃ الناس نہیں آتی تھی، پھر سورۂ فاتحہ سنانے کو کہا تو میں پھر گڑبڑا سا گیا اور ان سے کہا کہ ''انکل یہ تو ہمیں Teacher نے نہیں سکھائی۔'' انہوں نے مجھے پیار سے کہا کہ ''بیٹا یہ تو آپ کو قاری صاحب سے سیکھنی چاہئے تھیں، آج کل کی ٹیچرز کو تو خود بھی نہیں آتی ویسے بھی اب تو آپ 3rd کلاس میں ہو اور آٹھ سال آپ کی عمر ہے، اب تو آپ کو نماز بھی پڑھنی چاہئے۔'' میں دل میں بڑا شرمندہ ہوا کہ انکل مجھے نالائق سمجھیں گے مگر جب انکل کے جانے کے بعد امی نے ابو سے کہا کہ ''ظفر صاحب بھی بچے کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں، بھلا اتنے سے بچے کو اتنی زیادہ سورتیں کہاں یاد ہو سکتی ہیں۔'' تو میری تسلی ہوگئی کہ سورتیں یاد نہ ہونا کوئی اتنی بڑی شرمندگی کی بات نہیں ہے۔اللہ میاں ایسے ماحول میں قرآن کی عظمت اور اہمیت میرے دل میں کیسے پیدا ہوتی

دادا جی فجر کے وقت نماز کے لئے مجھے آواز دیتے تو امی ہولے سے کہتیں کہ

Marfat.com

''ذرا ٹھہر کر پڑھ لے گا، رات کو دیر تک ہوم ورک کرتا رہا ہے۔'' ایسی ''ذرا ٹھہر'' کے چکر میں دیر ہو جاتی اور کرتے کرتے ناشتے کا وقت ہو جاتا، میں ناشتہ کر کے اسکول چلا جاتا، دوپہر کو اسکول سے واپس آتا تو دادا جی نماز پڑھ چکے ہوتے، مجھے بھی وضو کرنے کا کہتے تو ابو کہتے کہ ''ابھی تھکا ہوا اسکول سے آیا ہے، کھانا کھا کر پڑھ لے گا''۔ کھانا کھا کر میں چپکے سے بستر میں گھس جاتا، میرے ذہن میں یہ بات کبھی آئی ہی نہیں کہ نماز ہر کام سے زیادہ اہم ہے، میں نے تو ہمیشہ اپنے بڑوں کو آخری وقت میں عام سا کام سمجھ کر نماز پڑھتے دیکھا، اس حالت میں، مَیں نے پرورش پائی، تو پھر میں کیسے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم جیسا ہو جاتا جو میدانِ جنگ میں بھی نماز چھوڑنے پر راضی نہ ہوتے تھے۔

میں نے اپنے والدین کو جھوٹ سے منع کرتے ہوئے اور پھر اسی محفل میں جھوٹ بولتے دیکھا، غصے میں چیختے ہوئے دیکھا اور ساتھ ہی نرمی کی نصیحت بھی سنی، مجھے بتایا جاتا کہ گیبت گناہ ہے مگر چند لمحوں میں ہی کسی کی ڈھیر ساری خامیاں بیان کر دی جاتیں، صبر شکر کی فضیلت پر قصے سنائے جاتے مگر کھانا لیٹ ہونے پر چیخ و پکار شروع ہو جاتی، بڑوں کا ادب کرنے کا کہا جاتا مگر دادا جی کے کاموں پور دیر تک بڑ ابڑایا جاتا، میں سمجھا کہ ''خوش اخلاقی'' شاید اس کا نام ہے کہ منہ پر ہنس ہنس کر میٹھا بول بولا جائے اور پیٹھ پیچھے کھال کھینچ لی جائے، میں نے بارہا سنا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''اعلیٰ اخلاق'' کا بہترین نمونہ ہیں مگر اپنے اردگرد موجود لوگوں میں سے کسی میں بھی اُن کے طریقے اپنانے کی تڑپ نہیں دیکھی۔

میری بہنیں بھی ایسے ہی ماحول میں بڑی ہوئیں، ایسے ہی دہرے معیار دیکھتی اور سیکھتی گئیں، جب باجی پہلی دفعہ کالج جانے لگیں تو دادی جان نے انہیں سر پر بڑی چادر کرنے کو کہا، باجی کو بڑا بُرا لگا، دادی جان کے سامنے تو چپ ہو گئیں مگر امی کے پاس جا کر شور مچانے لگیں کہ ''ساری لڑکیاں تو یونیفارم کا دوپٹہ ہی کرتی ہیں اور میں بڑی سی چادر کر کے جاؤں، میں نے اتنی بڑی چادر کر کے نہیں جانا۔'' امی نے ایک دو دفعہ دبے لہجے میں کہا کہ اوڑھ لو ناں، جب باجی نہ مانی تو امی بولیں ''اچھا دادی جان کے سامنے اوڑھ لو گاڑی میں جا کر اُتار دینا۔'' اُس دن سے باجی اچھی طرح سیکھ گئی کہ بڑوں کو دھوکہ کس طرح دیا جاتا ہے، جب ایک دفعہ دھوکہ دینے کا راستہ کھل گیا تو پھر بات دادی جان تک رکنے والی

Marfat.com

کہاں تھی، امی کو پتہ بھی نہ چلتا اور باجی کالج سے بازار جا کر اپنی مرضی کے ڈائجسٹ اور انگلش ناول خرید کر لے آتیں، کالج کی کتابوں میں چھپا کر پڑھتی اور امی ابو سمجھتے کہ ہماری بیٹی کمرے میں پڑھائی کر رہی ہے۔ اللہ میاں کیا ہمارے بڑے ہمارے گناہوں میں برابر کے شریک نہیں ہیں؟ انہوں نے برائی کو چالاکی اور ہوشیاری کا نام دے کر ہماری تائید کی، ایسے ماحول میں میری باجی کس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا و فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح معصوم اور دیندار ہوتی۔

اللہ میاں میرے ماں باپ نے میرے لئے دنیا کی ہر نعمت مہیا کی، مجھے ہر طرح کی سہولت دی، میرے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کیا، میں نے جو خواہش کی انہوں نے اُسے پورا کرنا ضروری سمجھا، ایک دفعہ مجھے بچپن میں عجیب قسم کا بخار ہو گیا، رات کو سر میں بہت سخت درد ہوتا تو رات کو ابو دو تین بجے تک میرا سر دباتے اور امی دودھ وغیرہ گرم کر کے لاتیں، اگلے دن میں تو آرام سے سوتا رہتا اور ابو آفس اور امی گھر کے کاموں میں لگ جاتیں، تقریباً ایک ڈیڑھ ہفتہ یہی ہوتا رہا اور میرے ماں باپ ماتھے پر شکن لائے بغیر دن رات ڈیوٹی دیتے رہے۔ اللہ میاں میرے امی ابو نے میرے دنیاوی آرام کے لئے ہر شے مہیا کی مگر وہ یہ بھول گئے کہ آخرت کا آرام بھی تو میری ضرورت ہے، دنیا کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر تڑپ اٹھتے مگر آگ کے خوفناک عذاب کو بھول گئے۔ میرے کھانے پینے کے لئے میری پسند کی چیزوں سے گھر بھر دیا مگر کھولتے پانی اور بدبودار پیپ کو بھول گئے، مجھے قیمتی ترین لباس پہنایا، گرمی سردی سے میری حفاظت کی مگر آگ کے کرتے اور تارکول کی شلوار کو بھول گئے، میرا رنگ پیلا ہونے پر پریشان ہو گئے مگر روزِ محشر میں کالی رات کی سی تاریکی والے چہروں کو بھول گئے۔

یا اللہ میں اپنے والدین سے محبت تو بہت کرتا ہوں مگر یہ بھی جانتا ہوں کہ آج میری رسوائی میں کچھ نہ کچھ ہاتھ اُن کا بھی ہے، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرے سامنے میرا یہ عذر قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ بلوغت کے بعد سے میں اپنے قول و فعل کا خود ذمہ دار ہوں مگر خدایا میں اپنے والدین کی شکایت لے کر آیا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے بے پناہ محبت کرنے کے باوجود مجھے کیوں گمراہیوں کے جنگل میں دھکیل دیا، جہاں سے نکلنا میرے لئے ناممکن

Marfat.com

نہ سہی مگر دشوار ضرور تھا۔

تجھ سے پہلے جو یہاں تخت نشین تھا

قارئین کرام! آپ نے پچھلے صفحات میں جس اولڈ ہاؤس کے حالات پڑھے ہیں' یہ اولڈ ہاؤس ''عافیت'' کے نام سے لاہور کے پوش ایریا اور مہنگے ترین علاقے ماڈل ٹاؤن کے ایچ بلاک اور کوٹھی نمبر ۱۸۱'۱۸۰ میں واقع ہے۔ یہ دو کوٹھیاں وہ ہیں جن میں کبھی پاکستان کے مضبوط ترین سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف رہتے تھے۔ جب نواز شریف پاکستان کے وزیراعظم تھے' مجھے اس وقت بھی متعدد بار ان کی رہائش گاہ میں جانے کا موقعہ ملا اور آج جب وہ جلاوطن ہیں' ان کی رہائش گاہ میں اولڈ ہاؤس ہے اور ہمارے معاشرے کے ستائے ہوئے بے آسرا لوگ جن کا دنیا میں کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں تھا..... اللہ نے ایسے لوگوں کو وزیراعظم کی رہاش گاہ میں لا بٹھایا ہے۔ تو اب بھی مجھے یہاں متعدد بار جانے کا موقعہ ملا۔ مین گیٹ سے داخل ہوں تو آگے ایک وسیع لان ہے۔ یہ وہ لان ہے جس میں کبھی نواز شریف وزیراعظم کی حیثیت سے کھلی کچہری لگایا کرتے تھے۔ آگے برآمدہ ہے اور برآمدے میں براس میٹل سے بنایا گیا بڑے سائز کا کلمہ طیبہ دیوار پر آویزاں ہے۔ جب کورڈ ( ) عمارت میں داخل ہوں تو بائیں ہاتھ ایک کمرہ ہے۔ اس کمرے میں نواز شریف فون پر لوگوں کی شکایت سنا کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کمرے میں میاں شریف رہتے تھے۔ اب اس کمرے میں اولڈ ہاؤس کا دفتر ہے۔ اس سے اگلے کمرہ میں میاں نواز شریف کی والدہ رہتی تھیں۔ اب یہاں اولڈ ہاؤس کے کلرک بیٹھتے ہیں۔ کمرے کی حالت سے باور کرنا مشکل ہے کہ یہاں کبھی وزیر اعظم کی والدہ کی رہائش رہی ہوگی۔ اس سے آگے بڑے بڑے ڈائینگ ہال' سٹنگ رومز اور بیڈ رومز ہیں۔ یہ دو منزلہ رہائش گاہ ہے۔ جب نواز شریف جلاوطن ہوئے تو ان کی رہائش گاہ پر نیب کے ایک اعلیٰ فوجی افسر اپنی فیملی سمیت براجمان رہے۔ اس کے بعد ادارہ عافیت کا اولڈ ہاؤس یہاں منتقل ہوئے تو نواز شریف کی رہائش گاہ پرانے قبرستان اور کمرے خستہ قبروں کا منظر پیش کر رہے تھے۔ اپنا قیمتی سامان شریف فیملی سعودیہ لے گئی۔ اس کے بعد پھر

Marfat.com

احتساب کے نام پر سرکاری اہلکاروں کے قبضہ میں یہ کوٹھی آئی تو پوری رہائش گاہ کے قیمتی پر دے، پنکھے، ٹیوب لائٹیں، بجلی کے سوئچ، باتھ رومز اور کچنوں میں لگا اٹالین سینٹری کا قیمتی سامان، دیواروں پر لگے پنکھوں اور ٹیوب لائٹوں کے سوئچ اور دروازے تک غائب ہو گئے۔

نواز شریف کا جلاوطن ہونا، رہائش گاہ سے چیزوں کا غائب ہو جانا، بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بجلی کا منقطع ہو جانا اور پھر لاوارث و بے سہارا لوگوں کا یہاں رہائش پذیر ہونا بذات خود ایک سبق اور عبرت ہے۔

ماڈل ٹاؤن کے اولڈ ہاؤس میں رہنے والا کوئی شخص جب فوت ہو جائے تو اسے ماڈل ٹاؤن کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا اولڈ ہاؤس کی انتظامیہ اپنے مردوں کو گرین ٹاؤن کے قبرستان میں دفناتی ہے۔ لاوارث لوگوں کا ایک قبرستان میانی صاحب میں ہے۔ یہاں مردے کو دفنانے کے بعد مردے کا نمبر قبر پر کندہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک وسیع قبرستان ہے۔ گورکنوں کو بھی اندازہ نہیں کہ وہ یہاں کتنے مردے دفن کر چکے ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی خستہ اور پھر لاوارث افراد کی قبروں کو دیکھ کر ایک دفعہ دل دہل جاتا ہے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ

كل من عليها فانٍ ويبقىٰ وجه ربك ذى الجلال والاكرام.

"ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور بقاء صرف تیرے عزت اور جلال والے رب کو ہے"

پس اے برادران اسلام .....! آیئے .....! ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ والدین کی شان میں اگر کوئی فرزند گذاشت ہو چکی تو اللہ سے اس کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے ایسی غلطی نہ کرنے کا عہد کریں۔ اس کے ساتھ والدین کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت صحیح اسلامی اخلاقی بنیادوں پر کریں اور اپنی اولاد میں انصاف کریں۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (یہ واقعات مجلّہ "الدعوۃ" سے لیے گئے ہیں)

والدین کی بددعا سے بری موت کے مشاہدات

جناب ڈاکٹر نور احمد صاحب لکھتے ہیں:

Marfat.com

(۱) میرے والد صاحب کے ایک دوست کے متعلق مشہور تھا کہ جب اس کی والدہ قریب مرگ تھی تو اس نے اس کے ساتھ بدتمیزی کی اور وہ بے چاری اکیلی پڑی رہی اور اس حالت میں مرگئی۔ میں اس جستجو میں تھا کہ جو والدین سے برا سلوک رکھے ان کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے؟ زندگی کے ایام گزرتے گئے۔ تقریباً اس واقعہ سے تیس سال بعد یہ صاحب جو اپنی والدہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے تھے' بیمار ہوئے اور دستوں کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے۔

میرے والد صاحب مجھے ان کے علاج کے لئے لے گئے' میں نے دیکھا تو یہ بہت کمزور تھے اور رو رہے تھے' میں نے اس کو غذا بتائی تو رونے لگے اور بتایا کہ اس کے تین لڑکے ہیں مگر اس کی پرواہ نہیں کرتے' کئی دنوں سے بیمار پڑا ہوں' ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئے۔ چنانچہ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ وہ شخص اکیلا پڑا مر رہا تھا مگر اس کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ صبح کے وقت محلّہ والوں نے دیکھا تو چیونٹیاں اس کو کاٹ رہی تھیں اور وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا' واقعی والدہ سے زیادتی کرنے والے کو سزا اس دنیا میں بھی مل کر رہتی ہے۔

(۲) میرے وارڈ میں ایک نوجوان جو گردے فیل ہو جانے کی وجہ سے مرا' تین دن تک حالت نزع میں رہا۔ اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلی چالیس سال زندگی میں نہیں دیکھی۔ اس کا منہ نیلا ہو جاتا تھا آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آواز نکلتی جیسے کوئی اس کا گلہ دبا رہا ہو' مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہو گئی' آواز اور تیز ہو گئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ اس کو وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ اس کو وارڈ سے دوسرے کمرے میں منتقل کر دیا گیا تاکہ آواز کم ہو جائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی۔

اس کا والد مجھے یہ کہنے کے آیا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دیں تاکہ یہ مر جائے ہم سے ایسی حالت دیکھی نہیں جا سکتی۔ میں نے اس کے والد صاحب سے پوچھا کہ اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟ اس کا والد فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنی ماں کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا۔ یہ بری موت اس کا نتیجہ تھی۔

میرا ایک دوست اپنی بستی میں رشتہ داروں کو ملنے گیا۔ وہاں ایک واقعہ ہوا جو درج

Marfat.com

کررہا ہوں۔اس بستی میں ایک کسان کے گھر اس کی ماں اور اس کی بیوی کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا۔کئی دفعہ اس کی بیوی ناراض ہو کر چلی گئی۔بہت منت سماجت سے وہ اس کو واپس لے آتا تھا۔اس کی بیوی نے یہ شرط آخری بار رکھی کہ اگر تو اپنی ماں کو ختم کر دے تو پھر میں تمہارے گھر آؤں گی۔

اس کسان نے روازنہ کے جھگڑے سے تنگ آ کر ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنا یا۔وہ کسان روزانہ کماد کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا' ایکدن اپنی ماں کو کھیت میں اس بہانے پر لے گیا کہ وہ کماد کا گٹھہ اس کے سر پر رکھ دے گی۔چنانچہ والدہ کو ساتھ کھڑا کیا اور کماد کاٹنے شروع کر دیئے۔پھر یکدم اپنی کلہاڑی سے اپنی ماں کو ختم کرنے کے ارادہ سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے' کلہاڑی دور جا پڑی اور اس کی ماں چلاتی ہوئی اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ گئی۔

اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروی کر دیا تو کسان نے چلانا شروع کر دیا اونچی آواز سے اپنی ماں کو پکارتا رہا اور معافی مانگتا رہا۔مگر کھیت دور ہونے کی وجہ سے لوگوں تک آواز بہت دیر کے بعد پہنچی۔جب لوگ وہاں پہنچے تو چھاتی تک زمین اس کو نگل چکی تھی اور اس کا سانس بھی بند ہو رہا تھا۔اسی حالت میں آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوتا گیا۔لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہیں مر گیا۔یہ چند ماہ کا واقعہ ہے اور تحقیق شدہ ہے۔

Marfat.com

حقوق وفرائض کو اہمیت نہ دینے والوں کا

عبرتناک انجام

بیوی کے حقوق اور اس کی حیثیت

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی فرماتے ہیں:

''حقوق العباد'' دین کا بہت اہم شعبہ ہے اور یہ اتنا اہم شعبہ ہے کہ ''حقوق اللہ'' تو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں، یعنی اگر خدانخواستہ حقوق اللہ سے متعلق کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے (خدانہ کرے) تو اس کا علاج بہت آسان ہے کہ انسان کو جب کبھی اس پر ندامت پیدا ہو تو توبہ واستغفار کر لینے سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن بندوں کے حقوق ایسے ہیں کہ اگر ان میں کوتاہی ہو جائے تو اگر اس پر کبھی ندامت ہو اور اس پر توبہ استغفار کرے تب بھی وہ گناہ معاف نہیں ہوتے جب تک کہ حقدار کو اس کا حق نہ پہنچایا جائے، یا جب تک صاحب حق اس کو معاف نہ کر دے، اس لئے حقوق العباد کا معاملہ بڑا سنگین ہے۔

حقوق العباد سے غفلت

حقوق العباد کا معاملہ جتنا سنگین ہے ہمارے معاشرے میں اس سے غفلت اتنی ہی عام ہے ہم لوگوں نے چند عبادات کا نام دین رکھ لیا ہے یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ذکر، تلاوت، تسبیح وغیرہ ان چیزوں کو تو ہم دین سمجھتے ہیں، لیکن حقوق العباد کو ہم نے دین سے خارج کیا ہوا ہے، اور اسی طرح معاشرتی حقوق کو بھی دین سے خارج کر رکھا ہے اس میں

Marfat.com

اگر کوئی شخص کوتاہی یا غلطی کرتا ہے تو اس کو اس کی سنگینی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

غیبت حقوق العباد میں داخل ہے

اس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ (خدانہ کرے) کوئی مسلمان شراب نوشی کی لت میں مبتلا ہو۔ تو ہر وہ مسلمان جس کو ذرا سا بھی دین سے لگاؤ ہے۔ وہ اس کو برا سمجھے گا، اور خود وہ شخص بھی اپنے فعل پر نادم ہوگا کہ میں یہ ایک گناہ کا کام کر رہا ہوں، لیکن ایک دوسرا شخص ہے جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ اس غیبت کرنے والے کو معاشرے میں شراب پینے والے کے برابر برا نہیں سمجھا جاتا، اور نہ خود غیبت کرنے والا اپنے آپ کو گناہ گار اور مجرم خیال کرتا ہے۔ حالانکہ گناہ کے اعتبار سے شراب پینا جتنا بڑا گناہ ہے، غیبت کرنا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے، بلکہ غیبت اس لحاظ سے شراب پینے سے زیادہ سنگین ہے کہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور اس لحاظ سے بھی زیادہ سنگین ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس کی ایسی مثال دی ہے کہ دوسرے گناہوں کی ایسی مثال نہیں دی۔ چنانچہ فرمایا کہ غیبت کرنے والا ایسا ہے جیسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا، لیکن اس سنگینی کے باوجود یہ گناہ معاشرے میں عام ہو گیا ہے، شاید ہی کوئی مجلس اس گناہ سے خالی ہوتی ہو، اور پھر اس کو برا بھی نہیں سمجھا جاتا، گویا کہ دین کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

''احسان'' ہر وقت مطلوب ہے

میرے شیخ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین! ایک دن فرمانے لگے کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور آکر بڑے فخریہ انداز میں خوشی کے ساتھ کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ''احسان'' کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ ''احسان'' ایک بڑا درجہ ہے جس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ:

ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ بانہ یراک

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل حدیث نمبر ۵۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر جیسے کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ

Marfat.com

ہو سکے تو کم از کم اس خیال کے ساتھ عبادت کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہے ہیں اس کو درجہ ''احسان'' کہا جاتا ہے۔ ان صاحب نے حضرت والا سے کہا کہ مجھے ''احسان'' کا درجہ حاصل ہو گیا ہے، حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو مبارک باد دی کہ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، یہ تو بہت بڑی نعمت ہے، البتہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یہ ''احسان'' کا درجہ صرف نماز میں حاصل ہوتا ہے اور جب بیوی بچوں کے ساتھ معاملات کرتے ہو اس وقت بھی حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ یعنی بیوی بچوں کے ساتھ معاملات کرتے وقت بھی آپ کو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ یا یہ خیال اس وقت نہیں آتا؟ وہ صاحب جواب میں فرمانے لگے کہ حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ جب عبادت کرے تو اس طرح عبادت کرے گویا کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، یا اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں، وہ تو صرف عبادت میں ہے ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ''احسان'' کا تعلق صرف نماز سے ہے، دوسری چیزوں کے ساتھ احسان کا کوئی تعلق نہیں، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے اسی لئے آپ سے یہ سوال کیا تھا، اس لئے کہ آج کل عام طور پر غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ''احسان'' صرف نماز ہی میں مطلوب ہے، یا ذکر و تلاوت ہی میں مطلوب ہے، حالانکہ احسان ہر وقت مطلوب ہے، زندگی کے ہر مرحلے اور شعبے میں مطلوب ہے، دکان پر بیٹھ کر تجارت کر رہے ہوں وہاں پر ''احسان'' مطلوب ہے۔ یعنی دل میں یہ استحضار ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں جب اپنے ماتحتوں کے ساتھ معاملات کر رہے ہو اس وقت بھی ''احسان'' مطلوب ہے، جب بیوی بچوں اور دوست احباب اور پڑوسیوں سے معاملات کر رہے ہو۔ اس وقت بھی یہ استحضار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے یں، حقیقت میں ''احسان'' کا مرتبہ یہ ہے، صرف نماز تک محدود نہیں ہیں۔

وہ خاتون جہنم میں جائے گی

خوب سمجھ لیں کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہماری زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ ہے، اسی واسطے روایت میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے ایک خاتون کے بارے میں پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ایک خاتون ہے، جو دن رات عبادت میں لگی رہتی ہے، نفل نماز اور ذکر

Marfat.com

وتلاوت بہت کرتی ہے۔اور ہر وقت اسی میں مشغول رہتی ہے،اس خاتون کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اس کا انجام کیسا ہوگا؟ تو آپ نے ان صحابہ کرام سے پوچھا کہ وہ خاتون پڑوسیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے؟ تو صحابہ کرام نے جواب دیا کہ پڑوسیوں کے ساتھ اس کا سلوک اچھا نہیں ہے، پڑوس کی خواتین تو اس سے خوش نہیں ہیں۔آپ نے فرمایا کہ وہ خاتون جہنم میں جائے گی۔

(.....المفرد للبخاری ص ۴۸ رقم ۹۱۱ باب لا یوذی جارہ)

وہ خاتون جنت میں جائے گی

پھر ایک ایسی خاتون کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا کہ جو نفلی عبادت تو زیادہ نہیں کرتی تھی، صرف فرائض وواجبات پر اکتفا کرتی تھی، اور زیادہ سے زیادہ سنت مؤکدہ ادا کرتیں، بس اس سے زیادہ نوافل، ذکر وتلاوت نہیں کرتی تھی۔مگر پڑوسیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے معاملات اچھے تھے۔آپ نے فرمایا کہ وہ خاتون جنت میں جائے گی۔

مفلس کون؟

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات واضح فرمادی کہ اگر کوئی شخص نفلی عبادت کرے تو یہ بڑی اچھی بات ہے، اور اگر نفلی عبادت نہ کرے تو آخرت میں سوال نہیں ہوگا کہ تم نے فلاں نفل عبادت کیوں نہیں کی۔اس لئے کہ نفل کا مطلب ہی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کرے تو ثواب ملے گا۔اور اگر نہ کرے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا، لیکن حقوق العباد وہ چیز ہے کہ اس کے بارے میں قیامت کے روز سوال ہوگا اور اس پر جنت اور جہنم کا فیصلہ موقوف ہے، چنانچہ آیا حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز بڑی مقدار میں نماز روزے لے کر آیا تھا۔لیکن دنیا میں کسی کا حق ماردیا، کسی کو برا کہہ دیا، کسی کی دل آزاری کردی تھی، اور کسی کا دل دکھادیا تھا۔اب اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ اعمال لے کر آیا تھا۔وہ سارے کے سارے دوسرے کو دے دیے۔اور دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے گئے۔اس لئے حقوق العباد کا باب شریعت کا بہت اہم

Marfat.com

باب ہے۔
(ترمذی، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص، ابواب صفۃ القیامۃ، حدیث نمبر ۲۵۳۳)

حقوق العباد میں چوتھائی دین ہے

اور یہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ''اسلامی فقہ'' جس میں شریعت کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ اس کو اگر چار برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس کا ایک حصہ عبادت کے بیان پر مشتمل ہے اور بقیہ تین حصے حقوق العباد کے بیان میں ہیں، یعنی معاملات اور معاشرت کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے ''ہدایہ'' کا نام سنا ہوگا جو فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے۔ یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی جلد میں عبادت کا ذکر ہے۔ جس میں طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حقوق العباد تین چوتھائی دین ہے۔ اس لئے یہ بڑا اہم باب شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو عمل کے جذبے سے پڑھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے اور حقوق العباد کی اپنی رضا اور خوشنودی کے مطابق ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلام سے پہلے عورت کی حالت

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا باب یہ قائم فرمایا ''باب الوصیۃ بالنساء'' یعنی ان نصیحتوں کے بارے میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق سے متعلق بیان فرمائی ہیں، اور سب سے پہلے یہ باب اس لئے قائم فرمایا کہ سب سے زیادہ بے اعتدالیاں اور سب سے زیادہ کوتاہیاں اس حق میں ہوتی ہیں، جب تک اسلام نہیں آیا تھا اور جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نہیں آئی تھیں، اس وقت تک عورت کو ایسی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ جو معاذ اللہ گویا انسانیت سے خارج ہے اور اس کے ساتھ بھیڑ بکریوں جیسا سلوک ہوتا تھا۔ اس کو انسانیت کے حقوق دینے سے لوگ انکار کرتے تھے۔ کسی بھی معاملے میں اس کے حقوق کی پرواہ نہیں کی جاتی تھی۔ اور یہ سمجھا جاتا تھا جیسے کسی نے اپنے گھر میں بھیڑ بکری پال لی۔ بالکل اسی طریقے سے اپنے گھر میں ایک عورت کو لا کر بٹھا دیا۔

Marfat.com

سلوک کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔

خواتین کے ساتھ حسن سلوک

حضور اقدس ﷺ نے پہلی بار اس دنیا کو جو آسمانی ہدایات سے بے خبر تھی خواتین کے حقوق کا احساس دلایا۔ کہ خواتین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے قرآن کریم کی ایک آیت نقل فرمائی۔ جو اس باب میں جامع ترین آیت ہے۔ فرمایا کہ:

وعاشروھن بالمعروف

اس میں تمام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم خواتین کے ساتھ ''معروف'' یعنی نیکی کے ساتھ، اچھا سلوک کر کے زندگی گزار دو، ان کے ساتھ اچھی معاشرت برتو، ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ، یہ عام ہدایت ہے، یہ آیت گویا اس باب کا متن اور عنوان ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تشریح اپنے اقوال اور افعال سے فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کے ساتھ حسن سلوک کا اس درجہ اہتمام تھا کہ آپ نے فرمایا کہ:

''خیاد کم خیار کم لنساء ھم وانا خیار کم لنسانی''

تم میں سے سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی خواتین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔

(ترمذی، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا حدیث نمبر ۱۱۷۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کے حقوق کی نگہداشت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا اتنا اہتمام تھا کہ بے شمار احادیث میں اس کی تشریح فرمائی۔ چنانچہ سب سے پہلی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

استوصوا بالنساء خیراً.....

''میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں، تم میری اس نصیحت کو قبول کرلو۔

Marfat.com

قرآن کریم صرف اصول بیان کرتا ہے

آگے بڑھنے سے پہلے یہاں ایک بات عرض کردوں کہ قرآن کریم میں آپ یہ دیکھیں گے کہ عام طور پر قرآن کریم موٹے موٹے اصول بیان کردیتا ہے، تفصیلات اور جزئیات میں نہیں جاتا۔ انہیں بیان نہیں کرتا، یہاں تک کہ نماز جیسا اہم رکن جو دین کا ستون ہے، جس کے بارے میں قرآن کریم نے تہتر مقامات پر حکم دیا کہ نماز قائم کرو۔ لیکن نماز کیسے پڑھی جاتی ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہوتا ہے؟ اس کی رکعتیں کتنی ہوتی ہیں؟ اور کن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اور کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتی؟ یہ تفصیلات قرآن نے بیان نہیں کیں۔ یہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چھوڑ دیں، آپ نے اپنی سنت سے بیان فرمائیں، اسی طرح زکوٰۃ کا نصاب کیا ہوتا ہے؟ کس پر فرض ہوتی ہے؟ کتنی فرض ہوتی ہے؟ کن کن چیزوں پر فرض ہوتی ہے؟ یہ تفصیلات قرآن کریم نے بیان نہیں کیں۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چھوڑ دیں، معلوم ہوا کہ قرآن کریم عام طور پر اصول بیان کرتا ہے، تفصیلی جزئیات میں نہیں جاتا۔

گھریلو زندگی، پورے تمدن کی بنیاد ہے

لیکن مرد و عورت کے تعلقات، خاندانی تعلقات ایسی چیز ہے کہ قرآن کریم نے اس کے نازک نازک جزوی مسائل بھی صراحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ ایک ایک چیز کو کھول کر بیان کردیا ہے اور پھر بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح فرمائی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ مرد و عورت کے جو تعلقات ہیں اور انسان کی جو گھریلو زندگی ہے یہ پورے تمدن کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور اس پر پورے تہذیب و تمدن کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر مرد و عورت کے تعلقات استوار ہیں۔ خوشگوار ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کررہے ہیں تو اس سے گھر کا نظام درست ہوتا ہے اور گھر کا نظام درست ہونے سے اولاد درست ہوتی ہے اور اولاد کے درست ہونے سے معاشرہ سنورتا ہے اور اس پر پورے معاشرے کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، لیکن اگر گھر کا نظام خراب ہو، اور

Marfat.com

میاں بیوی کے درمیان رات دن تو تو میں میں ہوتی ہو، تو اس سے اولاد پر برا اثر پڑے گا۔ اور اس کے نتیجے میں جو قوم تیار ہوگی اس کے بارے میں آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کسی شائستہ قوم کے افراد بن سکتے ہیں یا نہیں۔ اس واسطے اس کو عائلی احکام یعنی گھر داری کے احکام کہا جاتا ہے اس لئے قرآن کریم نے ان تعلقات کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔

عورت کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہونے کا مطلب

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اچھی تشبیہ بیان فرمائی ہے اور یہ اتنی عجیب وغریب اور حکیمانہ تشبیہ ہے کہ ایسی تشبیہ ملنا مشکل ہے۔ فرمایا کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اس کے بعد حضرت جو اعلیہا السلام کو انہی کی پسلی سے پیدا کیا گیا اور بعض علماء نے اس کی دوسرے تشریح یہ بھی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی تشبیہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ عورت کی مثال پسلی کی سی ہے، کہ جس طرح پسلی دیکھنے میں ٹیڑھی معلوم ہوتی ہے، لیکن پسلی کا حسن اور اس کی صحت اس کے ٹیڑھا ہونے میں ہی ہے، چنانچہ کوئی شخص اگر یہ چاہے کہ پسلی ٹیڑھی ہے اس کو سیدھا کر دوں تو جب اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ سیدھی تو نہیں ہوگی البتہ ٹوٹ جائے گی، وہ پھر پسلی نہیں رہے گی اب دوبارہ پھر اس کو ٹیڑھا کر کے پلستر کے ذریعہ جوڑنا پڑے گا۔ اسی طرح حدیث شریف میں عورت کے بارے میں بھی یہی فرمایا کہ:

ان ذھبت تقیمھا کسرتھا وان استمتعت بھا استمتعت بھا وفیھا عوج

"اگر تم اسی پسلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ پسلی ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہو، تو اس کے ٹیڑھے ہونے کے باوجود فائدہ اٹھاؤ گے۔"

یہ بڑی عجیب وغریب اور حکیمانہ تشبیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی، کہ اس کی صحت ہی اس کے ٹیڑھے ہونے میں ہے اگر وہ سیدھی ہوگی تو وہ بیمار ہے صحیح نہیں۔

Marfat.com

یہ عورت کی مذمت کی بات نہیں ہے

بعض لوگ اس تشبیہ کو عورت کی مذمت میں استعمال کرتے ہیں کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا اس کی اصل ٹیڑھی ہے چنانچہ میرے پاس بہت سے لوگوں کے خطوط آتے ہیں جسمیں کوئی لوگ یہ لکھتے کہ یہ عورت ٹیڑھی پسلی کی مخلوق ہے، گویا کہ اس کو مذمت اور برائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں، حالانکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا منشا یہ نہیں ہے

عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری تقاضا ہے

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو کچھ اور اوصاف دے کر پیدا فرمایا ہے اور عورت کو کچھ اور اوصاف دے کر پیدا فرمایا، دونوں کی فطرت اور سرشت میں فرق ہے، سرشت میں فرق ہونے کی وجہ سے مرد عورت کے بارے میں یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میری طبیعت اور فطرت کے خلاف ہے، حالانکہ عورت کا تمہاری طبیعت کے خلاف ہونا یہ کوئی عیب نہیں ہے کیونکہ یہ ان کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ ٹیڑھی ہو۔ کوئی شخص پسلی کے بارے میں یہ کہے کہ سلی کے اندر جو ٹیڑھان ہے وہ اس کے اندر عیب ہے، ظاہر ہے کہ وہ عیب نہیں، بلکہ اس کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ ٹیڑھی ہو، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر تمہیں عورت میں کوئی ایسی بات نظر آتی ہے جو تمہاری طبیعت کے خلاف ہو، اور اس کی وجہ سے تم اس کو ٹیڑھا سمجھ رہے ہو تو اس کو اس بناء پر کنڈم نہ کرو، بلکہ یہ سمجھو کہ اس کی فطرت کا مقتضی یہ ہے اور اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر فائدہ اٹھانا چاہو کے تو ٹیڑھا ہونے کی حالت میں بھی فائدہ اٹھا سکو گے۔

''غفلت'' عورت کے لئے حسن ہے

آج الٹا زمانہ آگیا ہے، اس واسطے قدریں بدل گئیں ہیں، خیالات بدل گئے، ورنہ بات یہ ہے کہ جو چیز مرد کے حق میں عیب ہے، بسا اوقات وہ عورت کے حق میں حسن اور اچھائی ہے اگر ہم قرآن کریم کو غور سے پڑھیں تو قرآن کریم سے یہ بات نظر آجاتی ہے

Marfat.com

کہ جو چیز مرد کے حق میں عیب تھی، وہی چیز عورت کے بارے میں حسن قرار دی گئی اور اس کو نیکی اچھائی کی بات کہا گیا۔ مثلاً مرد کے حق میں یہ بات عیب ہے کہ وہ جاہل اور غافل ہو اور دنیا کی اس کو خبر نہ ہو، اس لئے کہ مرد پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کاموں کی ذمہ داری رکھی ہے، اس لئے اس کے پاس علم بھی ہونا چاہئے اور اس کو باخبر بھی ہونا چاہئے، اگر باخبر نہیں ہے، بلکہ غافل ہے اور غفلت میں مبتلا ہے تو یہ مرد کے حق میں عیب ہے لیکن قرآن کریم نے غفلت کو عورت کے حق میں حسن قرار دیا، چنانچہ سورۃ نور میں فرمایا:

ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات (النور: ۲۳)

"یعنی وہ لوگ جو ایسی عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں جو پاکدامن ہیں، اور غافل ہیں، یعنی دنیا سے بے خبر ہیں"

تو دنیا سے بے خبری کو ایک حسن کی صفت کے طور پر قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ عورت اگر دنیا کے کاموں سے بے خبر ہو۔ اور اپنے فرائض کی حد تک واقف ہو اور دنیا کے معاملات اتنے نہ جانتی ہو تو وہ عورت کے حق میں عیب نہیں، بلکہ وہ صفت حسن ہے، جس کو قرآن کریم نے صفت حسن کے طور پر ذکر فرمایا۔

زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو

لہٰذا جو چیز مرد کے حق میں عیب تھی، وہ عورت کے حق میں عیب نہیں اور جو چیز مرد کے حق میں عیب نہیں تھی بعض اوقات وہ عورت کے حق میں عیب ہوتی ہے۔ اس لئے اگر تمہیں ان کے اندر کوئی ایسی چیز نظر آئے جو تمہارے لئے تو عیب ہے لیکن عورت کے لئے عیب نہیں تو اس کی وجہ سے عورت کے ساتھ برتاؤ میں خرابی نہ کرو، اس لئے کہ پسلی ہونے کا تقاضہ ہی یہ ہے کہ وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے تمہاری طبیعت سے مختلف ہو تو اب اس کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کرو۔

سارے جھگڑوں کی جڑ

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور آپ سے زیادہ مرد عورت کی نفسیات

Marfat.com

سے کون واقف ہوسکتا ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے جھگڑوں کی جڑ پکڑ لی کہ سارے جھگڑے صرف اس بناء پر ہوتے ہیں کہ مرد یہ چاہتا ہے کہ جیسا میں خود ہوں، یہ بھی ویسی بن جائے، تو بھائی! یہ تو ویسی بننے سے رہی، اگر ویسی بنانا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی اس لئے اس فکر کو تو چھوڑ دو، ہاں! جو چیزیں اس کے حق میں اس کے حالات کے لحاظ سے اس کی فطرت اور سرشت کے لحاظ سے اس کے لئے عیب ہیں، ان کی اصلاح کی فکر کرو، اور ان کی اصلاح کی فکر بھی مرد کی ذمہ داری ہے لیکن اگر تم یہ چاہو کہ وہ تمہارے مزاج اور طبیعت کے موافق ہو جائے یہ نہیں ہوسکتا۔

اس کی کوئی عادت پسندیدہ بھی ہوگی

اس باب کی دوسری حدیث بھی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لا يفرک مومن مومنه ان كره منها خلقا رضی منها آخر

(صحیح مسلم کتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب وغریب اصول بیان فرمایا: کہ کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بکلیہ بغض نہ رکھے، یعنی یہ نہ کرے کہ اس کو بالکلیہ کنڈم قرار دے دے، اور یہ کہے کہ اس میں تو کوئی اچھائی نہیں ہے۔ اگر اس کی کوئی بات ناپسند ہے تو اس کی دوسری کوئی بات پسند بھی ہوگی۔

پہلا اصول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتا دیا کہ جب دو انسان ایک ساتھ رہتے ہیں تو کوئی بات دوسری کی اچھی لگتی ہے اور کوئی بری لگتی ہے اگر کوئی بات بری لگ رہی ہے تو اس کی وجہ سے اس کو علی الاطلاق برا نہ سمجھو۔ بلکہ اس وقت اس کے اچھے اوصاف کا ستحضار کرو، اس کے اندر آخر کوئی اچھائی بھی تو ہوگی۔ بس اس اچھائی کا استحضار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ یہ اچھائی تو اس کے اندر ہے، اگر یہ عمل کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کے اندر جو برائیاں ہیں تمہارے دل کے اندر اس کی اتنی زیادہ اہمیت باقی نہ رہے۔

Marfat.com

اصل بات یہ ہے کہ آدمی ناشکرا ہے۔ اگر وہ تین باتیں ناپسند ہوئیں اور بری لگیں بس! انہیں کو لے کر بیٹھ گیا کہ اس میں تو یہ خرابی ہے۔ اس میں تو یہ خرابی ہے۔ اب اچھائی کی طرف دھیان نہیں۔ اس لئے ہر وقت روتا رہتا ہے۔ اور ہر وقت اس کی برائیاں کرتا رہتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔

ہر چیز خیر و شر سے مخلوط ہے

دنیا کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کے اندر برائی نہ ہو اور اس میں کوئی نہ کوئی اچھائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا یہ بنائی ہے۔ اس میں ہر چیز کے اندر خیر اور شر مخلوط ہے۔ کوئی چیز اس کائنات میں خیر مطلق نہیں اور کوئی شر مطلق نہیں۔ اس میں خیر و شر ملے جلے ہوتے ہیں، کوئی کافر ہے یا مشرک ہے یا کوئی برا انسان ہے، اگر اس کے اندر بھی اچھائی تلاش کرو گے تو کوئی نہ کوئی اچھائی ضرور مل جائے گی۔

انگریزی کی ایک کہاوت

انگریزی کی ایک کہاوت ہے اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ جہاں وہ اس کو پائے۔ اسے لے لے''۔ لہٰذا انگریزی کی کہاوت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ضرور غلط ہی ہو۔ بات بڑی حکیمانہ ہے، کسی نے کہا کہ ''وہ گھنٹہ یا گھڑی جو بند ہوگئی ہو۔ وہ بھی دن میں دو بار سچ بولتی ہے۔'' مثلاً فرض کرو کہ بارہ بج کر پانچ منٹ پر گھڑی بند ہوگئی اب ظاہر ہے کہ ہر وقت تو وہ صحیح ٹائم نہیں بتائے گی۔ بلکہ غلط بتائے گی۔ لیکن دن میں دو مرتبہ ضرور صحیح ٹائم بتائے گی۔ ایک دن میں بارہ بج کر پانچ منٹ پر اور ایک رات میں بارہ بج کر پانچ منٹ پر تو دو مرتبہ وہ ضرور سچ بولے گی۔

اچھائی تلاش کرو گے تو مل جائے گی

کہاوت کہنے والے کا مقصد یہ ہے کہ چاہے کتنی بھی بیکار اور بری چیز ہو۔ لیکن اگر اس میں اچھائی تلاش کرو گے تو مل ہی جائے گی۔ اسی طرح دنیا کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں

Marfat.com

ہے جس کے اندر کوئی نہ کوئی اچھائی نہ ہو۔

کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

ہمارے والد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ اقبال مرحوم کا ایک شعر بہت پڑھا کرتے تھے کہ

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

مطلب یہ ہے کہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اپنی حکمت اور مشیت سے پیدا فرمائی ہے۔ اگر غور کرو گے تو ہر ایک کے اندر حکمت او مصلحت نظر آئے گی لیکن ہوتا یہ ہے کہ آدمی صرف برائیوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اچھائیوں کی طرف نگاہ نہیں کرتا۔ اس وجہ سے وہ دل ہو کر ظلم اور ناانصافی کا ارتکاب کرتا ہے۔

عورت کے اچھے وصف کی طرف نگاہ کرو

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللّٰہ فیہ خیرًا کثیرًا. (النساء: ۱۹)

کہ ”اگر تمہیں وہ عورتیں پسند نہیں ہیں جو تمہاری نکاح میں آگئیں، تو اگرچہ وہ تمہیں ناپسند ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت خیر رکھی ہو۔“

اس لئے حکم یہ ہے کہ عورت کے اچھے وصف کی طرف نگاہ کرو اس سے تمہارے دل کو تسلی بھی ہوگی۔ اور بدسلوکی کے راستے بھی بند ہوں گے۔

ایک بزرگ کا سبق آموز واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی بہت لڑنے جھگڑنے والی تھی۔ ہر وقت لڑتی

Marfat.com

رہتی تھی۔ جب گھر میں داخل ہوتے بس لعنت ملامت لڑائی جھگڑا شروع ہو جاتا۔ کسی صاحب نے ان بزرگ سے کہا کہ دن رات کی جھک جھک اور لڑائی آپ نے کیوں پالی ہوئی ہے یہ قصہ ختم کر دیجئے اور طلاق دیدیجئے۔ تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی! طلاق دینا تو آسان ہے، جب چاہوں گا، دیدوں گا، بات دراصل یہ ہے کہ اس عورت میں اور تو بہت سی خرابیاں نظر آتی ہیں لیکن اس کے اندر ایک وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے میں ان کو کبھی نہیں چھوڑنگا اور کبھی طلاق نہیں دوں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر وفاداری کا ایسا وصف رکھا ہے کہ اگر بالفرض میں گرفتار ہو جاؤں اور پچاس سال تک جیل میں بند رہوں تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کو جس کونے میں بٹھا کر جاؤں گا اسی کونے میں بیٹھی رہے گی۔ اور کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گی اور یہ وفاداری ایسا وصف ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ اور نازک مزاجی

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا ہوگا بڑے ولی اللہ گزرے ہیں، اور ایسے نفیس مزاج اور نازک مزاج بزرگ تھے کہ اگر کسی نے صراحی کے اوپر گلاس ٹیڑھا رکھ دیا تو اس کو ٹیڑھا دیکھ کر سر میں درد ہو جاتا تھا۔ ایسے نازک مزاج آدمی تھے، ذرا بستر پر شکنیں آجائیں تو سر میں درد ہو جاتا تھا۔ لیکن ان کو بیوی جو ملی وہ بڑی بدسلیقہ، بدمزاج، زبان کی پھوہڑ، ہر وقت کچھ نہ کچھ بولتی رہتی تھیں، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عجیب عجیب طریقے سے آزماتے ہیں اور ان کے درجات بلند فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی لیکن انہوں نے ساری عمر ان کے ساتھ نبھایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو شاید اس طرح معاف فرمادیں۔

ہمارے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں

ہمارے حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہندوستان پاکستان کے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے کہ ان

Marfat.com

کے اندر وفاداری کا وصف ہے جب سے مغربی تہذیب وتمدن کا وبال آیا ہے اس وقت سے رفتہ رفتہ یہ وصف بھی ختم ہوتا جارہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر وفاداری کا ایسا وصف رکھا ہے کہ چاہے کچھ ہو جائے لیکن یہ اپنے شوہر پر جان نثار کرنے کے لئے تیار ہے اور اس کی نگاہ شوہر کے علاوہ کسی اور پر نہیں پڑتی۔

بہر حال ان بزرگ نے حقیقت میں اسی حدیث پر عمل کر کے دکھلایا کہ

ان کرھمنھا خلاق رضی منھا آخر

کہ اگر ایک بات ناپسند ہے اس عورت کی تو دوسری بات پسند بھی ہوگی اس کی طرف دھیان اور خیال کرو، اور اس کے نتیجے میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرو، ساری خرابی یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ برائیوں کی طرف نگاہ ہوتی ہے، اچھائیوں کی طرف نگاہ نہیں ہوتی۔

بیوی کو مارنا بداخلاقی ہے

اس باب کی تیسری حدیث ہے:

عن عبد اللّٰہ بن زمعة رضی اللّٰہ عنه انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یخطب ..... ثم ذکر النساء فوعظ فبھن فعال: یعمد کم فیجلد امرأته جلد العبد فلعله یضاجعھا من آخر یومه.

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء حدیث نمبر ۵۲۰۴)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس خطبے میں بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، لیکن اس خطبے میں اس باب سے متعلق جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ یہ بری بات ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جیسے آقا اپنے غلام کو مارتا ہے۔ اور دوسری طرف اسی سے اپنے جنسی خواہش بھی پوری کرتا ہے یہ کتنی بداخلاقی اور بے غیرتی کی بات ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طرح مارے جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے۔

بیوی کی اصلاح کے تین درجات

جیسا کہ میں نے عرض کیا، قرآن کریم نے میاں بیوی کے تعلقات کی چھوٹی

Marfat.com

چھوٹی جزئیات اور مسائل کا حکم بھی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے میاں بیوی کے درمیان چپقلش کا پہلا درجہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ شوہر کو بیوی کی کوئی بات ناپسند ہوگئی اس کا حل قرآن کریم نے یہ بتادیا کہ جب ایک بات تمہیں ناپسند ہوگئی تو تم یہ دیکھو کہ دوسری بات اس کے اندر پسندیدہ ہوگی اور پھر بھی اگر شوہر یہ سمجھتا ہے کہ اس کے اندر بعض باتیں ایسی ہیں جو قابل برداشت نہی ہیں بلکہ اصلاح کے لائق ہیں اور ظاہری ہے کہ مرد کو اس بات کا بھی مکلف بنایا گیا ہے کہ اگر وہ بیوی میں کوئی بات قابل اصلاح اور بری دیکھے تو اس کی اصلاح کی فکر کرے لیکن اس کی اصلاح کا طریقہ کیا ہونا چاہئے؟ وہ طریقہ قرآن کریم نے یہ بتادیا کہ:

واللّٰتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن. (النساء: ۳۴)

سب سے پہلے تو ان کو نرمی خوش اخلاقی اور محبت سے نصیحت کرو، یہ اصلاح کا پہلا درجہ ہے، اگر نصیحت کے ذریعہ وہ باز آجائیں ت بس، اب آگے قدم نہ بڑھاؤ، اور اگر وعظ و نصیحت کا اثر نہ ہو تو پھر اصلاح کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو، اپنا بستر الگ کردو، اگر ذرا بھی سمجھ ہوگی، فہم میں درستگی ہوگی تو اب باز آجائیں گی (بستر الگ کرنے کی تفصیل آگے مستقل حدیث کے تحت آرہی ہے)

بیوی کو مارنے کی حد

اور اگر اصلاح کا دوسرا درجہ بھی کارگر ثابت نہ ہو تو پھر تیسرا درجہ اختیار کرو، وہ ہے مارنا، لیکن مار کیسی ہونی چاہئے؟ اور کس قدر ہونی چاہے؟ اس کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو آخری نصیحت فرمائی، ان میں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ "واضربوھن ضربا غیر مبرح" یعنی اول تو مار کا مرحلہ آنا بھی نہیں چاہئے اور اگر آئے بھی تو اس صورت کو صرف اس وقت استعمال کیا جائے جب اسکے علاوہ کوئی چارہ باقی نہ رہ جائے اس لئے کہ مار بالکل آخری چارہ کار ہے، اور اس میں یہ قید لگادی کہ وہ مار تکلیف دینے والی نہ ہو، اور یعنی اس مار سے تکلیف دینا مقصود نہ ہو بلکہ تادیب مقصود ہو، اور اصلاح

Marfat.com

مقصود ہو اس لئے تکلیف دینے والی ایسی مار جائز نہیں جس سے نشان پڑ جائے۔ (مارنے کے بارے میں مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے مستقل حدیث کے تحت آرہی ہے)

بیویوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت نو ازواجِ مطہرات آپ کے نکاح میں تھیں اور وہ ازواج مطہرات آسمان سے نازل کئے ہوئے فرشتے نہیں تھے وہ اسی معاشرے کے افراد تھے اور ان کے درمیان وہ باتیں بھی ہوا کرتی تھیں جو سوکنوں کے درمیان آپس میں ہوا کرتی ہیں اور وہ مسائل بھی کھڑے ہوتے تھے جو بعض اوقات شوہر اور بیوی میں کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ساری عمر نہ صرف یہ کہ کسی خاتون پر ہاتھ نہیں اٹھایا بلکہ جب بھی گھر کے اندر داخل ہوتے تو چہرہ مبارک پر تبسم ہوتا تھا۔

آپ ﷺ کی سنت

تو سرکار دو عالم کی سنت یہی ہے کہ ان پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے اور مارنے کی جو اجازت ہے وہ ناگزیر حالات کے اندر ہے ورنہ عام حالات میں تو مارنے کی اجازت بھی نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی نہی ہے، سنت وہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر تبسم ہوتا تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی کرامت

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ ..... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین! ہمیں کبھی کبھی تعلیم کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ''آج میرے نکاح کو ۵۵ سال ہو گئے ہیں لیکن الحمدللہ کبھی اس پچپن سال کے عرصہ میں لہجہ بدل کر بات نہیں کی'' میں کہا کرتا ہوں کہ لوگ پانی پر تیرنے اور ہوا میں اڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں اصل کرامت تو یہ ہے کہ پچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گزاری اور یہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس میں یقیناً ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں، یہ بات ممکن نہیں کہ ناگواری نہ ہوتی ہو، لیکن فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ ''میں نے لہجہ بدل کر بات نہیں کی'' اور اس سے آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ اور ہماری پیرانی صاحبہ فرماتے ہیں کہ ساری عمر مجھ سے یہ نہیں کہا کہ ''مجھے پانی پلا دو'' یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کردو، میں خود اپنے شوق اور جذبے سے سعادت سمجھ کر ان کا خیال رکھتی اور ان کا کام کرتی تھی۔ لیکن ساری عمر زبان سے انہوں نے مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحبؒ فرماتے تھے کہ ''میں نے تو اپنے آپ کو یہ سمجھ لیا ہے اور اسی پر اعتقاد رکھتا ہوں، اور اسی پر خاتمہ چاہتا ہوں کہ میں تو خادم ہوں، مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خدمت کیلئے دنیا میں بھیجا ہے، جتنے میرے اہل تعلقات ہیں، ان کی خدمت میرے ذمے ہے میں مخدوم بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ دوسرے لوگ میری خدمت کریں، بلکہ میں خادم ہوں، اپنی بیوی کا بھی خادم، اپنے بچوں کا خادم، اپنے مریدین کا بھی خادم اور اپنے متعلقین کا بھی خادم ہوں اس لئے کہ بندے کے لئے خادمیت کا مقام اچھا ہے اس لئے میں خادم ہوں۔''

فرمایا کہ

زتسبیح و سجادہ و دلق نیست
طریقت بجز خدمت خلق نیست

طریقت درحقیقت خدمت خلق ہی کا نام ہے، حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے یہ سمجھ لیا کہ میں خادم ہوں۔ مخدوم ہی نہیں ہوں، تو خادم دوسروں پر کیسے حکم چلائے کہ یہ کام کردو۔ ساری عمر اس طرح گزاری کہ جب ضرورت پیش آتی، خود کام کرتے، کسی سے نہیں کہتے، یہ ہے نبی کریم ﷺ کی سنت کا اتباع، ظاہری چیزوں میں تو ہم لوگ سنت کا اتباع کر لیتے ہیں۔ لیکن اخلاق میں معاملات میں معاشرت میں اور زندگی گزارنے کے طریقوں میں بھی سنت کی اتباع کرنی چاہئے۔

Marfat.com

صرف دعویٰ کافی نہیں

اتباع سنت بڑی عجیب وغریب چیز ہے۔ یہ انسان کی دنیا بھی بناتی ہے اور آخرت بھی بناتی ہے اور زندگی کو استوار کرتی ہے اور یہ صرف دعویٰ کرنے سے حاصل نہیں ہوتی،

وکل یدعی حبا للیلی ولیلیی لا تقرلھم بذاک

(یعنی لیلیٰ سے محبت کا دعویٰ تو ہر شخص کر رہا ہے، لیکن خود لیلیٰ ان کے اس دعوے کا اقرار نہیں کرتی ہے) یہ صرف عمل سے حاصل ہوتی ہے کہ آدمی اپنے اخلاق میں، اپنے کردار میں اور اپنے عمل سے اس چیز کو اپنائے کہ جس کے ساتھ ادنیٰ تعلق بھی ہو گیا، اس کو اپنی ذات سے ادنیٰ تکلیف بھی نہ پہنچائے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم نے بیوی کی اصلاح کا تیسرا درجہ جو بتایا ہے۔ اس کی تشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس طرح فرمائی ہے کہ ساری عمر میں کبھی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا چاہے کتنی ناگواری کیوں نہ ہوگئی، اور ان لوگوں کو جو اپنی بیویوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں، برے لوگ اور بدترین لوگ قرار دیا۔

عن عمروبن الاحوض الجشمی رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع یقول بعد ان حمدللہ تعالیٰ واثنی علیہ و ذکر ووعظ، ثم قال: الاواستو صوا بالنساء خیراً ، فانما ھن عوان عند کم، لیس تملکون منھن شیئاً غیر ذلک، الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ الخ

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ التوبۃ، حدیث نمبر ۳۰۸۷)

خطبہ حجۃ الوداع

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خطبہ کا ایک اقتباس بیان کیا گیا ہے، یہ خطبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج، حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا، اس خطبہ میں صراحتاً آپ نے یہ فرمادیا کہ شاید اس سال کے بعد میں تم کو

Marfat.com

یہاں نہ دیکھ سکوں، لہٰذا اس خطبہ میں آپ نے وہ باتیں چن چن کر ارشاد فرمائیں جن کے اندر امت کے پھسل جانے اور گمراہ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ تا کہ قیامت تک امت کے لئے ایک دستور العمل اور ایک لائحہ عمل سامنے آجائے؟ اور امت کی گمراہی کے جتنے راستے ہیں۔ اس خطبہ میں ان راستوں کو بند کرنے کی کوشش فرمائی۔

خطبہ تو بہت طویل ہے، لیکن اس خطبہ کے مختلف حصے مختلف مقامات پر بیان ہوئے ہیں اور یہ بھی اسی خطبہ کا حصہ ہے، جس میں مرد و عورت کے باہمی حقوق کو بیان فرمایا گیا ہے پھر خاص کر مردوں کو عورتوں کے حقوق پہچاننے اور ان کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، اب آپ ان حقوق پہچاننے اور ان کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، اب آپ ان حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں یہ حقوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ حجۃ الوداع میں ایسے موقع پر ارشاد فرما رہے ہیں جبکہ یہ خیال بھی ہے کہ آئندہ اس طرح سب لوگوں کے سامنے بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے جن چیزوں کو بیان کرنے کے لئے منتخب فرمایا اور جن باتوں کی اہمیت آپ نے محسوس فرمائی کہ امت کو ہر حال میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے ان میں مرد و عورت کے باہمی حقوق بھی داخل ہیں۔

میاں بیوی کے تعلقات کی اہمیت

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی میں شوہر اور بیوی کے تعلقات کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ اور خود صاحب شریعت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کتنی اہمیت محسوس فرمائی ہے کیونکہ اگر میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے حقوق صحیح طور پر ادا نہ کریں اور باہم حق تلفیوں پر کمر باندھ لیں تو اس کے ذریعہ صرف ایک دوسرے کے حقوق ہی ضائع نہیں ہوتے، بلکہ بالآخر اس کا اثر دونوں خاندانوں پر پڑتا ہے اور بچوں پر اس کا اثر پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے اولاد خراب ہوتی ہے اور چونکہ سارے تمدن کی بنیاد خاندان اور گھر پر ہے اس لئے اس کے نتیجے میں پورا تمدن بگڑ جاتا ہے اس واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اہمیت کے ساتھ اس کی تاکید فرمائی۔

Marfat.com

عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں

چنانچہ حضرت عمرو بن الاحوص جشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ اور وعظ ونصیحت فرمائی، اور پھر فرمایا کہ خوب سن لو، میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں تم اس نصیحت کو قبول کرلو، یہ وہی جملہ ہے جو پچھلی حدیث میں آیا تھا۔ اور اگلا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ فانما ھن عوان عندکم اس لئے کہ وہ خواتین تمہارے پاس تمہارے گھروں میں مقید رہتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کا یہ ایک ایسا وصف بیان فرمایا کہ اگر مرد صرف اس وصف پر غور کرے تو اس کو کبھی ان کے ساتھ بدسلوکی کا خیال بھی نہ آئے۔

ایک نادان لڑکی سے سبق لو

ہمارے حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک نادان اور غیر تعلیم یافتہ لڑکی سے سبق لو کہ صرف دو بول پڑھ کر جب ایک شوہر سے تعلق قائم ہو گیا ایک نے کہا کہ میں نے نکاح کیا۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کرلیا۔ اس لڑکی نے اس دو بول کی ایسی لاج رکھی کہ ماں کو اس نے چھوڑا، باپ کو اس نے چھوڑا، بہن بھائیوں کو اس نے چھوڑا، اپنے خاندان کو چھوڑا اور پورے کنبے کو چھوڑا اور شوہر کی ہو گئی اور اس کے پاس آکر مقید ہو گئی تو اس دو بول کی اس نادان لڑکی نے اتنی لاج رکھی اور اتنی وفاداری کی تو حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک نادان لڑکی تو اس دو بول کا اتنا بھرم رکھتی ہے کہ سب کو چھوڑ کر ایک کی ہو گئی، لیکن تم سے یہ نہیں ہو سکا کہ تم یہ دو بول:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پڑھ کر اس اللہ کے ہو جاؤ جس کے لئے یہ دو بول پڑھے تھے۔ تم سے تو وہ نادان لڑکی اچھی کہ یہ دو بول پڑھ کر اس کی اتنی لاج رکھتی ہے، تم سے اتنی لاج بھی نہیں رکھی جا سکتی کہ اس اللہ کے ہو جاؤ۔

Marfat.com

عورت نے تمہارے لئے کتنی قربانیاں دی ہیں

تو اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ یہ دیکھو کہ اس نے تمہاری خاطر کتنی بڑی قربانی دی۔ اگر بالفرض معاملہ برعکس ہوتا اور تم سے یہ کہا جاتا کہ تمہاری شادی ہوگی، لیکن تمہیں اپنا خاندان چھوڑنا ہوگا۔ اپنے ماں باپ چھوڑنے ہوں گے تو یہ تمہارے لئے کتنا مشکل کام ہوتا، ایک اجنبی ماحول، اجنبی گھر، اجنبی آدمی کے ساتھ زندگی بھر نباہ کے لئے وہ عورت مقید ہوگئی۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہین کہ یہ کیا تم اس قربانی کا لحاظ نہیں کرو گے؟ اس قربانی کا لحاظ کرو، اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔

اس کے علاوہ تمہارا ان پر کوئی مطالبہ نہیں

اس کے بعد بڑا سنگین جملہ ارشاد فرمادیا، جب کبھی اس جملے کی تشریح کی نوبت آتی ہے تو مرد لوگ ناراض ہوجاتے ہیں وہ جملہ یہ ہے کہ ''لیس تملکون منھن شیئاً غیر ذلک''

یعنی تمہیں ان پر صرف اتنا حق حاصل ہے کہ وہ تمہارے گھر میں رہیں، اس کے علاوہ شرعاً ان پر تمہارا کوئی مطالبہ نہیں

کھانا پکانا عورت کی شرعی ذمہ داری نہیں

اسی بنیاد پر فقہاء کرام نے یہ مسئلہ بیان کیا جو بڑا نازک مسئلہ ہے۔ جس کے بیان کرنے سے بہت سے لوگ ناراض ہوجاتے یں وہ مسئلہ یہ ہے کہ گھر کا کھانا پکانا عورت کی شرعی ذمہ داری نہیں ہے۔ یعنی شرعاً یہ فریضہ ان پر عائد نہیں ہوتا کہ وہ ضرور کھانا پکائیں۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ عورتوں کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ان عورتوں کی ہے جو اپنے گھر میں اپنے میکے میں بھی گھر کا کام کیا کرتی تھی۔ اور دوسری قسم کی عورتیں وہ ہیں جو اپنے گھر میں کھانا نہیں پکاتیں تھی۔ بلکہ نوکر چاکر تھے۔ وہ کھانا پکاتے تھے۔ اگر دوسری قسمکی عورت شادی کے بعد شوہر کے گھر آجائے تو اس کے ذمہ کھانا پکانا کسی طرح بھی واجب نہیں نہ دیانتاً نہ قضاءً نہ اخلاقاً نہ شرعاً بلکہ وہ عورت شوہر سے کہہ سکتی ہے کہ میرا نفقہ تو تمہارے ذمہ

Marfat.com

واجب ہے بجائے اس کے کہ میں کھانا پکاؤں، تم میرے لئے پکا پکایا کھانا لا کردو۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ:

یاتیھا بطعام مھیا.....

اس صورت میں پکا پکایا لا کر عورت کو دینا یہ شوہر کی ذمہ داری ہے اور اس عورت سے نہ قضاء کھانا پکانے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ دیانتاً اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ فرمایا:

"لیس تملکون منھن شیئا غیر ذالک"

یعنی تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کو اپنے گھر پر رکھو اور تمہاری اجازت کے بغیر ان کو گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ان پر کوئی ذمہ داری شرعاً نہیں ہے۔

اور اگر وہ پہلی قسم کی عورت ہے یعنی جو اپنے گھر میں کھانا پکاتی تھی اور کھانا پکاتی ہوئی شوہر کے گھر آئی ہے تو اس کے ذمہ کھانا پکانا قضاء واجب نہیں ہے لیکن دیانۃ واجب ہے یعنی بزور عدالت تو اس سے کھانا پکانے کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں! البتہ اس کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کھانا خود پکائے۔ اس صورت میں شوہر کے ذمہ یہ ہے کہ وہ کھانا پکانے کا سامان لا کر دے دے۔ باقی شوہر یا بچوں کے لئے کھانا پکانا یہ اس کی ذمہ داری بھی نہیں ہے۔ اور یہ عورت شوہر سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتی کہ تم میرے لئے پکا پکایا کھانا لا کردو۔ لیکن اگر وہ شوہر اور بچوں کے لئے کھانا پکانے سے انکار کردے تو اب اس سے عدالت کے زور پر کھانا پکانے کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا، فقہاء کرام نے اتنی تفصیل کے ساتھ یہ مسائل بیان فرمائے ہیں۔

ساس سسر کی خدمت واجب نہیں

ایک بات اور سمجھ لیجئے جس میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے وہ یہ کہ جب عورت کے ذمہ شوہر کا اور اس کی اولاد کا کھانا پکانا واجب نہیں تو شوہر کے جو ماں باپ اور بہن بھائی ہیں ان کے لئے کھانا پکانا اور ان کی خدمت کرنا بطریق ادنیٰ واجب نہیں۔ ہمارے یہاں یہ دستور چل پڑا ہے کہ جب بیٹے کی شادی ہوئی تو اس بیٹے کے ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ بہو پر بیٹے کا حق

Marfat.com

بعد میں ہے اور ہمارا حق پہلے ہے، لہٰذا یہ بہو ہماری خدمت ضرور کرے۔ چاہے بیٹے کی خدمت کرے یا نہ کرے اور پھر اس کے نتیجے میں ساس بہو بہاوج اور نندوں کے جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان جھگڑوں کے نتیجے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

ساس سسر کی خدمت اس کی سعادت مندی ہے

خوب سمجھ لیجئے: اگر والدین کو خدمت کی ضرورت ہے تو لڑکے کے ذمے واجب ہے کہ وہ خود ان کی خدمت کرے، البتہ اس لڑکے کی بیوی کی سعادتمندی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے والدین کی خدمت بھی خوش دلی سے اپنی سعادت اور باعث اجر سمجھ کر انجام دے، لیکن لڑکے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے والدین کی خدمت کرنے پر مجبور کرے، جبکہ وہ خوش دلی سے ان کی خدمت پر راضی نہ ہو۔ اور نہ والدین کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بہو کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ہماری خدمت کرے لیکن اگر وہ بہو خوش دلی سے اپنی سعادتمندی سمجھ کر اپنے شوہر کے والدین کی جتنی خدمت کرے گی ان شاء اللہ اس کے اجر میں بہت اضافہ ہوگا۔ اس بہو کو ایسا کرنا بھی چاہئے تاکہ گھر کی فضا خوش گوار رہے۔

بہو کی خدمت کی قدر کریں

لیکن ساتھ ہی دوسری جانب ساس، سسر اور شوہر کو بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ اگر یہ خدمت انجام دے رہی ہے تو یہ اس کا حسن سلوک ہے اسکا حسن اخلاق ہے اس کے ذمہ یہ خدمت فرض واجب نہیں ہے، لہٰذا ان کو چاہئے کہ وہ بہو کی اس خدمت کی قدر کریں اور اس کا بدلہ دینے کی کوشش کریں۔ ان حقوق اور مسائل کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں آج گھر کے گھر برباد ہو رہے ہیں۔ ساس بہو کی اور بہاوج اور نندوں کی لڑائیوں نے گھر کے گھر اجاڑ دیئے، یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ان حقوق کی وہ حدود جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں وہ ذہنوں میں موجود نہیں ہیں۔

ایک عجیب واقعہ

میرے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ نے ایک دن بڑا عجیب واقعہ

Marfat.com

سنایا کہ میرے متعلقین میں ایک صاحب تھے۔ وہ اور ان کی بیوی دونوں میری مجلس میں آیا کرتے تھے اور کچھ اصلاحی تعلق بھی قائم کیا ہوا تھا۔ دونوں نے ایک مرتبہ اپنے گھر میری دعوت کی چنانچہ میں ان کے گھر گیا اور جا کر کھانا کھایا اور کھانا بڑا اچھا بنا ہوا تھا ہمارے حضرت والا قدس اللہ سرہ کی ہمیشہ ہی عادت تھی کہ جب کھانا کھاتے تو کھانے کے بعد کھانا بنانے والی خاتون کی تعریف کرتے کہ تم نے بہت اچھا کھانا پکایا، تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو اس کا دل بڑھے، چنانچہ جب حضرت والا کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو وہ خاتون پردے کے پیچھے آئیں اور آ کر حضرت والا کو سلام کیا تو حضرت والا نے فرمایا تم نے بڑا لذیذ کھانا اور اچھا کھانا بنایا کھانا کھانے میں بڑا مزہ آیا حضرت والا فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ جملہ کہا تو پردے کے پیچھے سے اس خاتون کی سسکیاں لینے اور رونے کی آواز آئی میں حیران ہو گیا کہ معلوم نہیں کہ میری کس بات سے ان کو تکلیف پہنچی اور ان کا دل ٹوٹا میں نے پوچھا کہ: کیا بات ہے؟ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ ان خاتون نے اپنے رونے پر بمشکل قابو پاتے ہوئے یہ کہا کہ حضرت: آج مجھے ان شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے چالیس سال ہو گئے ہیں لیکن اس پورے عرصے میں کبھی میں نے ان کی زبان سے یہ جملہ نہیں سنا کہ ''آج کھانا اچھا بنا ہے'' آج جب آپ کے منہ سے یہ جملہ سنا تو مجھے رونا آ گیا۔

ایسا شخص کھانے کی تعریف نہیں کرے گا

حضرت والا بکثرت یہ واقعہ سنا کر فرماتے تھے کہ وہ شخص یہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جس کے دل میں یہ احساس ہو کہ یہ بیوی کھانے پکانے کی جو خدمت انجام دے رہی ہے یہ اس کا حسن سلوک اور حسن معاملہ ہے جو وہ میرے ساتھ کر رہی ہے لیکن جو شخص اپنی بیوی کو نوکر اور خادم سمجھتا ہو کہ یہ میری خادمہ ہے اس کو تو یہ کام ضرور انجام دینا ہے کھانا پکانا اس کا فرض ہے اگر کھانا اچھا پکا رہی ہے تو اس پر اس کی تعریف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایسا شخص کبھی اپنی بیوی کی تعریف نہیں کرے گا۔

شوہر اپنے ماں باپ کی خدمت خود کرے

ایک مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ والدین ضعیف ہیں۔ یا بیمار ہیں اور ان کو خدمت کی

Marfat.com

ضرورت ہے، گھر میں صرف بیٹا اور بہو ہے اب کیا کیا جائے؟ اس صورت میں بھی شرعی مسئلہ یہ ہے کہ بہو کے ذمے واجب نہیں کہ وہ شوہر کے والدین کی خدمت کرے، البتہ اس کی سعادت اور خوش نصیبی ہے اور اجر وثواب کا موجب ہے اگر خدمت کرے گی تو ان شاء اللہ بڑا ثواب حاصل ہوگا۔ لیکن بیٹے کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ کام میرا ہے، مجھے چاہئے کہ اپنے والدین کی خدمت کروں، اب چاہے وہ خدمت خود کرے، یا کوئی نوکر اور خادمہ رکھے، لیکن اگر بیوی خدمت کر رہی ہے تو یہ اس کا حسن سلوک اور احسان سمجھنا چاہئے۔

عورت کو اجازت کے بغیر باہر جانا جائز نہیں

لیکن ایک قانون اس کے ساتھ اور بھی سن لیں، ورنہ معاملہ الٹا ہو جائے گا اس لئے کہ لوگ جب یک طرفہ بات سن لیتے ہیں تو اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے تفصیل کے ساتھ عرض کیا کہ کھانا پکانا عورت کے ذمہ شرعاً واجب نہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ یہ تمہارے گھروں میں مقید رہتی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری اجازت کے بغیر ان کے لئے کہیں جانا جائز نہیں لہٰذا جس طرح فقہاء کرام نے کھانا پکانے کا مسئلہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس طرح فقہاء نے یہ قانون بھی لکھا ہے کہ اگر شوہر عورت سے یہ کہہ دے کہ تم گھر سے باہر نہیں جا سکتیں۔ اور اپنے عزیز و اقارب سے ملنے نہیں جا سکتیں۔ حتیٰ کہ اس کے والدین سے بھی ملنے کیلئے جانے سے منع کر دے تو عورت کے لئے ان سے ملاقات کیلئے گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔ البتہ اگر والدین اپنی بیٹی سے ملنے کیلئے اس کے گھر آ جائیں تو اب شوہر ان والدین کو ملاقات کرنے سے نہیں روک سکتا، لیکن فقہاء نے اس کی حد مقرر کر دی ہے کہ اس کے والدین ہفتے میں ایک مرتبہ آئیں اور ملاقات کر کے چلے جائیں۔ یہ اس عورت کا حق ہے۔ شوہر اس سے نہیں روک سکتا لیکن اجازت کے بغیر اس کے لئے جانا جائز نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان اس طرح توازن برابر کیا ہے کہ عورت کے ذمے قانونی اعتبار سے کھانا پکانا واجب نہیں اور تو دوسری طرف قانونی اعتبار سے اس کا گھر سے باہر نکلنا شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

Marfat.com

دونوں مل کر زندگی کی گاڑی کو چلائیں

یہ قانون کی بات تھی۔ لیکن حسن سلوک کی بات یہ ہے کہ وہ اس کی خوشی کا خیال رکھے۔ اور یہ اس کی خوشی کا خیال رکھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنے درمیان یہ تقسیم کار فرما رکھی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر کے باہر کے تمام کام انجام دیتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے اندر کے تمام کام انجام دیتیں تھیں یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس پر عمل ہونا چاہئے دونوں میاں بیوی قانون کی باریکیوں میں ہ وقت نہ پڑے رہیں، بلکہ شوہر بیوی کے ساتھ اور بیوی شوہر کے ساتھ خوش اسلوبی کا معاملہ کرے اور یہ فطری تقسیم بھی ہے کہ گھر کے کام بیوی کے ذمے اور باہر کے کام شوہر کے ذمہ ہوں۔ اس طرح دونوں مل کر زندگی کی گاڑی کو چلائیں۔

اگر بے حیائی کا ارتکاب کریں تو؟

اِلَّا اَن یَّاتین بفاحشةٍ مبیِّنَةٍ فان فعلن فاهجروهن فی المضاجع واضربوهن ضربا غیر مبرح فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا.

ہاں! اگر وہ عورتیں گھر میں کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو وہ بے حیائی کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں، اس صورت میں قرآن کریم کے بتائے ہوئے نسخے کیمطابق پہلے ان کو نصیحت کرو۔ اور اس کے بعد اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کا بستر الگ کردو اور پھر بھی اگر باز نہ آئیں تو بوجہ مجبوری اس بے حیائی پر مارنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ وہ مار تکلیف دینے والی نہ ہو۔ اور اس کے بعد اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں اور باز آجائیں تو اب اس کے بعد کوئی راستہ ان کے خلاف تلاش نہ کرو، یعنی ان کو مزید تکلیف پہنچانے کی گنجائش نہیں۔

اَلا وحقهن علیکم ان تحسنوا الیهن فی کسوتهن وطعامهن.

خبردار: ان عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، ان کے

Marfat.com

لباس میں اوران کے کھانے میں اوران کی دوسری ضروریات جوتمہارے ذمہ واجب ہیں تم ان میں احسان سے کام لو،صرف یہ نہیں کہ انتہائی ناگزیر ضرورت پوری کردی، بلکہ احسان فراخدلی اور کشادگی سے کام لو،اوران کے لباس اور کھانے پرخرچ کرو۔

بیوی کو جیب خرچ الگ دیا جائے

یہاں دو تین باتیں اس سلسلے میں عرض کرنی ہیں جن پر حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ نے اپنے مواعظ میں جابجا زور دیا اور عام طور پر ان باتوں کی طرف سے غفلت پائی جاتی ہے پہلی بات جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی وہ یہ کہ نفقہ صرف یہ نہیں ہے کہ بس! کھانے کا انتظام کردیا اور کپڑے کا انتظام کردیا۔ بلکہ نفقہ کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ کھانے اور کپڑے کا انتظام کردیا۔ بلکہ نفقہ کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ کھانے اور کپڑے کے علاوہ بھی کچھ رقم بطور جیب خرچ کے بیوی کو دی جائے جس کو وہ آزادی کے ساتھ اپنی خواہش کے مطابق صرف کرسکے۔ بعض لوگ کھانے اور کپڑے کا تو انتظام کردیتے ہیں لیکن جیب خرچ کا اہتمام نہیں کرتے، حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ جیب خرچ دینا بھی ضروری ہے اس لئے کہ انسان کی بہت سی ضروریات ایسی ہوتی ہیں جس کو بیان کرتے ہوئے بھی انسان شرماتا ہے یا اس کو بیان کرتے ہوئے الجھن محسوس ہوتی ہے اس لئے کچھ رقم بیوی کے پاس ایسی ضروریات کے لئے بھی ہونی چاہئے تاکہ وہ دوسرے کی محتاج نہ ہو یہ بھی نفقہ کا ایک حصہ ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ جولوگ یہ جیب خرچ نہیں دیتے، وہ اچھا نہیں کرتے۔

خرچہ میں فراخدلی سے کام لینا چاہئے

دوسری بات یہ ہے کہ کھانے پینے میں اچھا سلوک کرو، یہ نہ ہو کہ صرف ''قوت لایموت'' دیدی، یعنی اتنا کھانا دیدیا جس سے موت نہ آئے، بلکہ احسان کرو، اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی آمدنی کے معیار کے مطابق فراخی اور کشادگی کے ساتھ گھر کا خرچہ اس کو دے۔ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خلجان رہتا ہے کہ شریعت میں ایک طرف تو

Marfat.com

فضول خرچی اور اسراف کی ممانعت آئی ہے اور دوسری طرف یہ حکم دیا جارہا ہے کہ گھر کے خرچ میں تنگی مت کرو، بلکہ کشادگی سے کام لو اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں حد فاصل کیا ہے؟ کونسا خرچہ اسراف میں داخل ہے اور کونسا خرچہ اسراف میں داخل نہیں؟

رہائش جائز، آسائش جائز

اس خلجان کے جواب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کے بارے میں فرمایا کہ ایک ''گھر'' وہ ہوتا ہے جو قابل رہائش ہو، مثلاً جھونپڑی ڈال دی، یا چھپر ڈال دیا، اس میں بھی آدمی رہائش اختیار کرسکتا ہے یہ تو پہلا درجہ ہے جو بالکل جائز ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ رہائش بھی ہو اور ساتھ میں آسائش بھی ہو، مثلاً پختہ مکان ہے جس میں انسان آرام کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ اور گھر میں آسائش کے لئے کوئی کام کیا جائے تو اس کی ممانعت نہیں ہے اور یہ بھی اسراف میں داخل نہیں مثلاً ایک شخص ہے وہ جھونپڑی میں بھی زندگی بسر کرسکتا ہے اور دوسرا شخص جھونپڑی میں نہیں رہ سکتا اس کو تو رہنے کے لئے پختہ مکان چاہئے۔ اور پھر اس مکان میں بھی اسکو پنکھا اور بجلی چاہئے اب اگر وہ شخص اپنے گھر میں پنکھا اور بجلی اس لئے لگاتا ہے تاکہ اس کو آرام حاصل ہو۔ تو یہ اسراف میں داخل نہیں۔

آرائش بھی جائز

تیسرا درجہ یہ ہے کہ مکان میں آسائش کے ساتھ آرائش بھی ہو۔ مثلاً ایک شخص کا پختہ مکان بنا ہوا ہے۔ پلاستر کیا ہوا ہے بجلی بھی ہے پنکھا بھی ہے۔ لیکن اس مکان پر رنگ نہیں ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ رہائش تو ایسے مکان میں بھی ہوسکتی ہے لیکن رنگ وروغن کے بغیر آرائش نہیں ہوسکتی، اب اگر کوئی شخص آرائش کے حصول کے لئے مکان پر رنگ وروغن کرائے تو شرعاً وہ بھی جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ رہائش جائز، آسائش جائز، آرائش جائز اور آرائش کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے کوئی کام کرلے تاکہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہو دیکھ کر دل خوش ہوجائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، شرعاً یہ بھی جائز ہے۔

Marfat.com

نمائش جائز نہیں

اس کے بعد چوتھا درجہ ہے ''نمائش'' اب جو کام کر رہا ہے اس سے نہ تو آرام مقصود ہے، نہ آرائش مقصود ہے بلکہ اس کام کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ مجھے بڑا دولت مند سمجھیں اور لوگ یہ سمجھیں کہ اس کے پاس بہت پیسہ ہے اور تا کہ اس کے ذریعہ دوسروں پر اپنی فوقیت جتاؤں اور اپنے آپ کو بلند ظاہر کروں، یہ سب ''نمائش'' کے اندر داخل ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے اور اسراف میں داخل ہے۔

فضول خرچی کی حد

یہی چار درجات لباس اور کھانے میں بھی ہیں بلکہ ہر چیز میں ہیں ایک شخص، اچھا اور قیمتی کپڑا اس لئے پہنتا ہے تا کہ مجھے آرام ملے اور تا کہ مجھے اچھا لگے اور میرے گھر والوں کو اچھا لگے اور میرے ملنے جلنے والے اس کو دیکھ کر خوش ہوں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اچھا اور قیمتی لباس اس نیت سے پہنتا ہے تا کہ مجھے دولت مند سمجھا جائے مجھے بہت پیسے والا سمجھا جائے اور میرا بڑا مقام سمجھا جائے تو یہ نمائش ہے اور ممنوع ہے اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسراف کے بارے میں ایک واضح حد فاصل کھینچ دی کہ اگر ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئی خرچ کیا جا رہا ہے یا آسائش کے حصول کے لئے یا اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے آرائش کی خاطر کوئی خرچہ کیا جا رہا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں

یہ اسراف میں داخل نہیں

میں ایک مرتبہ کسی دوسرے شہر میں تھا۔ اور واپس کراچی آنا تھا، گرمی کا موسم تھا، میں نے ایک صاحب سے کہا کہ ائیر کنڈیشن کوچ میں میرا ٹکٹ بک کرا دو اور میں نے ان کو پیسے دے دیے، ایک دوسرے صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فوراً کہا کہ صاحب! یہ تو آپ اسراف کر رہے ہیں، اس لئے کہ ائیر کنڈیشن کوچ میں سفر کرنا تو اسراف میں داخل ہے، بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر اوپر کے درجے میں سفر کر لیا تو یہ اسراف میں داخل ہے خوب سمجھ لیجئے اگر اوپر کے درجے میں سفر کرنے کا مقصد راحت حاصل کرنا

Marfat.com

ہے، مثلاً گرمی کا موسم ہے، گرمی برداشت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے پیسے دیے ہیں تو پھر اس درجے میں سفر کرنا کوئی گناہ اور اسراف نہیں ہے لیکن اگر اوپر کے درجے میں سفر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب میں ائیر کنڈیشن کوچ میں سفر کروں گا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑا دولت مند آدمی ہے تو پھر وہ اسراف اور ناجائز ہے اور نمائش میں داخل ہے یہی تفصیل کپڑے اور کھانے میں بھی ہے

ہر شخص کی کشادگی الگ الگ ہے

لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ ان درجات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیوی کے نفقہ اور لباس میں کشادگی کے ساتھ خرچ کرے ہر آدمی کی کشادگی الگ الگ ہوتی ہے۔ میرے حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیان فرماتے ہوئے کہنے لگے کہ: بھائی! ایک آدمی ایسا ہے جس کا نہ کوئی آگا نہ پیچھا، یعنی نہ کوئی اس کا رشتہ دار ہے نہ کوئی عزیز و اقارب ہے اور نہ کوئی دوست ہے، اگر ایسا شخص اپنے گھر میں ایک بستر، ایک رکابی، ایک ڈونگا رکھ لے تو بس! اس کے لئے یہ برتن کافی ہیں اب اگر اور زیادہ برتن جمع کرے گا تو اس کا مقصد سوائے نمائش کے اور کچھ نہ ہوگا اور اسراف ہوگا لیکن ایک دوسرا آدمی جس کے مہمان آتے ہیں، جس کے تعلقات وسیع ہیں، جس کے عزیز و اقارب بہت زیادہ ہیں، اس کی ضرورت اور کشادگی کا معیار اور ہے اب اگر ایسے شخص کے گھر میں بعض اوقات برتنوں کیسوسیٹ بھی ہوں یا سو بستر بھی ہوں تب بھی ان میں سے ایک برتن اور ایک بستر بھی اسراف میں داخل نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ سب اس کی ضرورت میں داخل ہیں، اس لئے فرمایا کہ ہر آدمی کا کشادگی کا معیار الگ ہوتا ہے۔

اس محل میں خدا کو تلاش کرنے والا احمق ہے

بعض اوقات لوگ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے بادشاہ تھے ان کا قصہ سن کر اسی سے استدلال کرتے ہیں، جن کا قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے رات کے وقت ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ محل کی چھت پر گھوم رہا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پکڑ کر پوچھا کہ رات کے وقت یہاں محل کی چھت پر کیا کر رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا کہ اونٹ تلاش کرنے آیا ہوں، میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارے بے وقوف، کم عقل، رات کے وقت محل کی چھت پر اونٹ تلاش کر رہا ہے۔ تجھے یہاں اونٹ کیسے ملے گا؟ اس آدمی نے حیرت سے پوچھا یہاں اونٹ نہیں مل سکتا؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ نہیں تجھے یہاں محل کی چھت پر اونٹ کیسے ملے گا؟ اس آدمی نے کہا کہ اگر اس محل میں اونٹ نہیں مل سکتا اور اس محل میں اونٹ تلاش کرنے والا احمق ہے تو یہ بھی سمجھ لو کہ تم یہاں رہتے ہوئے خدا کو تلاش کر رہے ہو۔ تمہیں خدا بھی نہیں مل سکتا۔ اگر میں احمق ہوں تو مجھ سے زیادہ تم احمق ہو۔ بس! اس وقت حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر ایک چوٹ لگی اور اسی وقت ساری بادشاہت چھوڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے اور روانہ ہوتے وقت سوچا کہ اب تو اللہ کی یاد میں زندگی بسر کرنی ہے اس لئے صرف ایک تکیہ اور ایک پیالے میں ھاپی لیں گے اور سونیکی ضرورت پیش آئے گی تو زمین پر تکیہ رکھ کر سو جائیں گے، جب کچھ آگے چلے تو دیکھا کہ ایک آدمی دریا کے کنارے بیٹھا ہے اور اور چلو بنا کر اپنی پی رہا ہے آپ نے سوچا کہ یہ پیالہ میں نے اپنے ساتھ فضول لے لیا یہ کام تو ہاتھوں کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے چنانچہ وہ پیالہ پھینک دیا اور آگے روانہ ہو گئے کچھ اور آگے گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر سو رہا ہے، پھر سوچا کہ یہ تکیہ بھی میں نے فضول لیا، تکیہ تو اللہ تعالیٰ نے خود دے رکھا ہے اس سے کام چلائیں گے چنانچہ وہ تکیہ بھی پھینک دیا۔

غلبہ حال کی کیفیت قابل تقلید نہیں

اس قصہ کی وجہ سے بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ پیالہ رکھنا بھی اسراف ہے، اور تکیہ رکھنا بھی اسراف ہے اللہ تعالیٰ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، آمین! وہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی نکھار کر چلے گئے وہ فرماتے ہیں کہ اپنے حالات کو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر قیاس مت کرو، ایک تو اس وجہ سے کہ جو کیفیت حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوئی وہ غلبہ حال کی

Marfat.com

کیفیت تھی وہ قابل تقلید کیفیت نہیں تھی اور غلبہ حال کا مطلب یہ ہے کہ کسی وقت طبیعت پر کسی بات کا اتنا غلبہ ہو جاتا ہے کہ آدمی اس حالت میں معذور ہو جاتا ہے، معذور ہونے کی وجہ سے اس کے حالات دوسروں کے لئے قابل تقلید نہیں رہتے اس لئے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ حالات ہمارے اور آپ کے لئے قابل تقلید نہیں۔ ورنہ دماغ میں یہ بات جم جائے گی کہ تکیہ بھی چھوڑو اور پیالہ بھی چھوڑو، اور گھر بار بھی چھوڑ دو، بیوی بچے بھی چھوڑو اس لئے کہ خدا اس کے بغیر نہیں ملے گا۔ حالانکہ دین کا یہ تقاضہ نہیں، بلکہ یہ غلبہ حال کی کیفیت ہے جو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ پر طاری ہوئی۔

آمدنی کے مطابق کشادگی ہونی چاہئے

دوسرے یہ کہ ہر آدمی کی ضرورت اس کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں، لہٰذا کشادگی کا معیار بھی ہر انسان کا الگ ہے۔ اب جو شخص کم آمدنی والا ہے۔ اس کی کشادگی کا معیار اور ہے اور جو متوسط آمدنی والا ہے اس کا معیار اور ہے اور جو زیادہ آمدنی والا ہے اس کی کشادگی کا معیار اور ہے اس لئے ہر شخص کی آمدنی کے معیار کے اعتبار سے کشادگی ہونی چاہئے یہ نہ ہو کہ شوہر بیچارے کی آمدنی تو کم ہے اور ادھر بیوی صاحبہ نے دولت مند قسم کے لوگوں کے گھر میں جو چیزیں دیکھیں ان کی نقل اتارنے کی فکر لگ گئی، اور شوہر سے اس کی فرمائش ہونے لگی اس قسم کی فرمائشوں کا تو کوئی جواز نہیں۔ لیکن شوہر کو چاہئے کہ اپنی آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے کشادگی سے کام لے اور اپنی بیوی کے حق میں بخل اور کنجوسی سے کام نہ لے۔

بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟

عن معاویه بن حیدة رضی اللّٰه عنه قال: قلت : یا رسول اللّٰه ما حق زوجة احدنا علیه؟ قال: ان تطعمها اذا طعمت و تکسوها اذا کسیت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الامی البیت"

(ابوداؤد، کتاب النکاح، باب حق المرأة علی زوجها: حدیث نمبر:۲۱۴۶)

حضرت معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: یارسول اللہ! ہم لوگوں کی بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ، اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہنچاؤ اور چہرے پر نہ مارو اور برا بھلا مت کہو "تقبیح" کے معنی ہیں کوسنے دینا۔ برا بھلا کہنا اور اس سے دل آزاری کی باتیں کرنا۔ اور اس کو مت چھوڑ مگر گھر ہی میں۔

اس کا بستر چھوڑ دو

جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا کہ اگر تم عورت کے اندر کوئی بے حیائی کی بات دیکھو تو پہلے اس کو سمجھاؤ، اگر سمجھانے سے باز نہ آئے تو اس کا بستر چھوڑ دو۔ اور الگ بستر پر سونا شروع کر دو، اس حدیث میں بستر چھوڑنے کے تفصیل یہ بیان فرمادی کہ بستر چھوڑنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم گھر سے باہر چلے جاؤ۔ بلکہ گھر کے اندر ہی رہو۔ البتہ احتجاج کے طور پر تادیبی طور پر، اور ایک نفسیاتی مار کے طور پر کمرہ بدل دو، یا بستر بدل دو، اور اس سے علیحدگی اختیار کرلو۔

ایسی علیحدگی جائز نہیں

علماء نے اس حدیث کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ ایسے موقع پر اگر چہ بستر تو الگ کر دو، لیکن بالکلیہ بات چیت ختم نہ کرو، اور ایسی علیحدگی نہ ہو کہ ایک دوسرے کو سلام بھی نہ کیا جائے۔ اور سلام کا جواب بھی نہ دیا جائے اور کوئی ضرورت بات کرنی ہو تو اس کا جواب بھی نہ دیا جائے۔ اس طرح کی علیحدگی جائز نہیں ہے۔

چار ماہ سے زیادہ سفر میں بیوی کی اجازت

اس حدیث کے تحت فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ مرد کے لئے چار مہینے سے زیادہ گھر سے باہر رہنا بیوی کی اجازت اور اس کی خوش دلی کے بغیر جائز نہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام قلم رو میں یہ حکم جاری فرمادیا کہ جو مجاہدین گھر سے باہر رہتے ہیں وہ چار ماہ سے زیادہ گھر سے باہر نہ رہیں، اور اسی وجہ سے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو چار ماہ سے کم کا سفر درپیش ہو تو اس کے لئے بیوی کی اجازت کی

Marfat.com

ضرورت نہیں، لیکن اگر چار ماہ سے زیادہ کا سفر درپیش ہو تو اس کے لئے بیوی سے اجازت لینی ضروری ہے چاہے وہ سفر کتنا ہی بابرکت کیوں نہ ہو، حتی کہ اگر حج کا سفر ہو تو اس میں بھی اگر وہ چار ماہ کے اندر واپس آسکتا ہے تو پھر اجازت کی ضرورت نہیں، اگر نفلی طور پر وہاں زیادہ قیام کا ارادہ ہے تو پھر اجازت لینی ضرورتی ہے یہی حکم تبلیغ، دعوت اور جہاد کے سفر کا ہے، لہٰذا جب ان مبارک سفروں میں بیوی کی اجازت ضروری ہے تو پھر جو لوگ ملازمت کے لئے پیسہ کمانے کے لئے لمبے سفر کرتے ہیں ان میں تو بطریق اولیٰ بیوی کی اجازت ضروری ہے، اگر بیوی کی اجازت کے بغیر جائیں گے تو یہ بیوی کی حق تلفی ہوگی اور شرعاً ناجائز ہوگا اور گناہ ہوگا۔

بہتر لوگ کون ہیں؟

"وعن ابی سریرة رضی الله عنه قال: قال رسول صلی الله علیه وسلم اکمل المومنین وایمانا احسنهم خلقه و خیار کم خیار کم لائله"

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها، حدیث نمبر ۱۶۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیارشاد فرمایا: تمام مومنوں میں ایمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ کامل وہ شخص ہے، جو اخلاق کے اعتبار سے ان میں سب سے اچھا ہو، جو شخص جتنا زیادہ خوش اخلاق ہوگا وہ اتنا ہی کامل ایمان والا ہوگا۔ اس لئے کامل ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کیساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کرے، اور تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں اور اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہوں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے ہوں،

آج کے دور میں "خوش اخلاقی"

آج کل ہر چیز کے معنی بدل گئے ہر چیز کا مفہوم الٹ گیا، ہمارے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے زمانے کے مقابلے میں اب اس دور میں ہر چیز الٹی ہوگئی، یہاں تک پہلے چراغ تلے اندھیرا ہوتا تھا اور اب بلب کے اوپر اندھیرا ہوتا ہے، پھر فرماتے کہ آج کل ہر چیز کی قدریں بدل گئیں ہر چیز کا مفہوم الٹ گیا۔

Marfat.com

حتی کہ اخلاق کا مفہوم بھی بدل گیا آج صرف چند ظاہری حرکات کا نام اخلاق ہے، مثلاً مسکرا کر مل لئے اور ملاقات کے وقت رسمی الفاظ زبان سے ادا کر دیئے، مثلاً یہ کہہ دیا کہ ''آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی'' یا ''آپ سے مل کر بڑا اچھا معلوم ہوا'' وغیرہ اب زبان سے تو یہ الفاظ ادا کر رہے ہیں، لیکن دل کے اندر عداوت اور حسد کی آگ سلگ رہی ہے، دل کے اندر نفرت کروٹیں لے رہی ہیں بس آج اسی کا نام خوش اخلاقی ہے اور آج باقاعدہ یہ ایک فن بن گیا ہے کہ دوسروں کے ساتھ کس طرح پیش آیا جائے تا کہ دوسرے لوگ ہمارے گرویدہ ہو جائیں اور باقاعدہ اس پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں کہ دوسرے کو گرویدہ بنانے کے لئے اور دوسرے کو متاثر کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جائیں؟ لہٰذا سارا زور اس پر صرف ہو رہا ہے کہ دوسرا گرویدہ ہو جائے دوسرا ہم سے متاثر ہو جائے اور ہم کو اچھا سمجھنے لگے۔ آج اسی کا نام ''اخلاق'' رکھا جاتا ہے۔

خوب سمجھ لیجئے: اس کا اس اخلاق سے کوئی تعلق نہیں جس کا ذکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، یہ اخلاق نہیں، بلکہ ریاکاری اور دکھاوا ہے اور یہ نمائش ہے اور یہ دوسرے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے اور اپنے گرد اکٹھا کرنے کا بہانہ ہے، یہ حب جاہ ہے، یہ حب شہرت ہے، جو بذات خود بیماری اور بداخلاقی ہیں، حسن اخلاق سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

''حسن اخلاق'' دل کی کیفیت کا نام ہے

حقیقت میں اخلاق دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جس کا مظاہرہ اعضا اور جوارح سے ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دل میں ساری مخلوق خدا کی خیر خواہی ہو، اور ان سے محبت ہو، خواہ وہ دشمن اور کافر ہی کیوں نہ ہو، اور یہ سوچ کر یہ میرے مالک کی مخلوق ہے لہٰذا مجھے اس سے محبت رکھنی چاہئے، اس کے ساتھ مجھے اچھا سلوک کرنا چاہئے، اولاً دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے اور پھر اس جذبے کے ماتحت اعمال صادر ہوتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے اب اس جذبہ کے بعد چہرے پر جو مسکراہٹ اور تبسم آتا ہے وہ بناوٹی نہیں ہوتا اور وہ دوسروں کو اپنا گرویدہ کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی دلی خواہش اور دلی جذبے کا ایک لازمی اور منطقی تقاضہ ہوتا ہے۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اخلاق

Marfat.com

میں اور آج کے اخلاق میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اخلاق پیدا کرنے کا طریقہ

اوران اخلاق کو حاصل کرنے کے لئے محض کتاب پڑھ لینا کافی نہیں ہے، نہ محض وعظ سن لینا کافی ہوتا ہے، اس کے لئے کسی مربی اور کسی مصلح کی صحبت میں رہنے کی ضرورت ہوتی ہے تصوف اور پیری مریدی کا جو سلسلہ بزرگوں سے چلا آرہا ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا ہوں اور برے اخلاق دور ہوں۔ بہرحال ایمان میں کامل ترین افراد وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں، جن کے دل میں صحیح داعیے پیدا ہوتے ہوں اوران صحیح داعیوں اظہاران کے اعمال وافعال سے ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کوان کاملین میں داخل فرمادیں۔ آمین

اللہ کی بندیوں کو نہ مارو

"وعن اياس بن عبدالله بن ابى ذباب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه قسلم : لا تضروبوا اماء الله، فجاء عمرا لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال: ذئرن النساء على ازواجهن الخ"

(ابوداؤد، کتاب النکاح باب فی ضرب النساء، حدیث نمبر ۲۱۴۶)

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اللہ کی بندیوں کو مارو نہیں، یعنی عورتوں کو مارنا اچھی بات نہیں ہے، مت مارا کرو اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا کہ یہ کام مت کرو تو جس شخص نے براہ رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سن لیا، اس کے لئے وہ کام حرام قطعی ہوگیا، اب اس کے لئے کسی بھی حالت میں مارنا جائز نہیں۔

حدیث ظنی یا قطعی

یہ بات سمجھ لیجئے کہ ایک تو وہ حدیث ہے، جو ہم اور آپ کتاب میں پڑھتے ہیں۔ یا سنتے ہیں اور جو لمبی سند کے ساتھ ہم تک پہنچتی ہے حدثنا فلان قال حدثنا فلان، ایسی حدیث

Marfat.com

ظنی کہلاتی ہے، اس لئے کہ ظنی طریقوں سے ہم تک پہنچتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اگر عمل نہیں کرے گا تو گناہ کار ہوگا لیکن صحابہ کرام ے جو بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سن لی، وہ حدیث ظنی نہیں ہے، بلکہ قطعی ہے، لہٰذا اگر کوئی اس کی خلافت ورزی کرے گا تو صرف گناہ گار نہیں ہوگا، بلکہ کافر ہو جائے گا، اس لئے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا انکار کر دیا، لہٰذا فوراً کافر ہو گیا۔

صحابہ کرام ہی اس لائق تھے

کبھی کبھی ہمارے دلوں میں یہ احمقانہ خیال آتا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے ہوتے، اور وہی اپنی حکمت سے فیصلہ فرماتے ہیں اور اپنی حکمت سے ہمیں اس دور میں پیدا فرمایا، اگر ہم اس دور میں پیدا ہو جاتے تو خدا جانے کس اسفل السافلین میں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ بچائے آمین! اس لئے کہ وہاں ایمان کا معاملہ اتنا نازک تھا کہ ذرا سی دیر میں انسان ادھر سے ادھر ہو جاتا تھا۔

صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس جانثاری کا معاملہ فرمایا۔ وہ انہیں کا ظرف تھا، اور اسی کے نتیجے میں وہ اس درجے تک پہنچے اگر ہم جیسا آرام پسند اور عافیت پسند آدمی اس دور میں ہوتا تو خدا جانے کیا حشر بنتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں اس انجام سے بچایا۔ اور ایسے دور میں پیدا فرمایا جس میں ہمارے لئے بہت سی آسانیاں ہیں۔ آج ایک حدیث کے بارے میں ہم یہ کہہ دیتے ہیں یہ کہ حدیث ظنی ہے۔ اور ظنی ہونے کی وجہ سے اگر کوئی انکار کر دے گا تو کافر نہ ہوگا۔ صرف گناہ گار ہی ہوگا۔ لیکن صحابہ کرام کا معاملہ تو یہ تھا کہ اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کوئی حکم سننے کے بعد انکار کر دے کہ میں نہیں کرتا، فوراً کافر ہو جاتا، اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین!

یہ عورتیں شیر ہو گئیں ہیں

لہٰذا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ عورتوں کو نہ مارو، تو اب مارنے کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا۔ اس لئے کہ صحابہ کرام تو ایسے نہیں تھے کہ حضور اقدس صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم سے کسی کام کے بارے میں ممانعت سنیں اور پھر بھی وہ کام جاری رکھیں۔ جمارنے کا سلسلہ بالکل بند ہوگیا تو کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

ذئرن النساء علی ازواجھن

یارسول اللہ! یہ عورتیں تو اب اپنے شوہروں پر شیر ہوگئیں، اس لئے کہ آپ نے مارنے کی ممانعت کر دی۔ جس کے بعد اب کوئی شخص اپنی بیوی کو نہیں مارتا۔ بلکہ مار کے قریب جانے سے بھی ڈرتا ہے اور اس نے مارنے کے نتیجے میں عورتیں شیر ہوگئی ہیں اور شوہروں کی حق تلفیاں کرنے لگی ہیں۔ اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے لگی ہیں۔ اب آپ فرمائیں کہ ان حالات میں ہم کیا کریں؟

فرخص فی ضربھن

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ اگر عورتیں شوہروں کی حق تلفی کریں اور مارنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو تمہیں مارنے کی بھی اجازت ہے اب اس اجازت دینے کے نتیجے میں یہ ہوا کہ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت سی خواتین آنی شروع ہوگئیں اور آکر عرض کرتیں یہ یارسول اللہ! آپ نے شوہروں کو مارنے کی اجازت دے دی۔ جس سے لوگوں نے غلط فائدہ اٹھایا۔ اور ہمیں اس طرح مارا

یہ اچھے لوگ نہیں ہیں

فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : لقد اطاف بآل محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئک بخیارکم"

آپ نے اپنا نام لے کر فرمایا کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں بہت سے خواتین چکر لگاتی ہیں۔ اور وہ اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں کہ وہ شوہر ان کے ساتھ بد سلوکی کرتے ہیں۔ ان کو بری طرح مارتے ہیں۔ لہٰذا خوب اچھی طرح سن لو کہ جو لوگ یہ مار پیٹ کر رہے ہیں وہ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں اور اچھے مومن اور مسلمان کا کام نہیں ہے کہ وہ

Marfat.com

مار پیٹ کرے، اس سارے مجموعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات واضح فرما دی کہ اگرچہ ناگزیر حالت میں جب کوئی اور چارہ نہ رہے اس وقت شریعت کی طرف سے ایسی مار کی اجازت ہے جس سے نشان نہ پڑے اور بہت زیادہ تکلیف نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود محمد رسول اللہ کی سنت اور آپ کی اصل خواہش یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت پر کبھی ہاتھ نہ اٹھائے چنانچہ حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا، لہٰذا سنت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

دنیا کی بہترین چیز ''نیک عورت''

وعن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الدنیا متاع و خیر متاعها المرأة الصالحة.

(صحیح مسلم کتاب الرضاع باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ حدیث نمبر ۱۴۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنھما روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دنیا ساری کی ساری لطف اندوزی کی چیز ہے۔ یعنی ایسی چیز ہے جس سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ نفع اٹھاتا ہے۔ اور لطف اٹھاتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا انسان کے نفاع کے لئے پیدا فرمائی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

هو الّذی خلق لکم مّا فی الارض جمیعًا. (البقرہ: ۲۹)

کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے فائدے کے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے اور تمہارے نفع کے لئے اور تمہارے لطف اٹھانے کے لئے اور تمہاری ضرورت پوری کرنے کے لئے پیدا کیا اور دنیا کی بہترین متاع جس سے انسان نفع اٹھائے، وہ نیک اور صالح عورت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلاة. (کنز العمال، حدیث نمبر ۱۸۹۱۳)

Marfat.com

مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں، کتنا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا کہ ''تمہاری دنیا'' میں سے، یہ اس لئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری جگہ پر یہ ارشاد فرما چکے تھے کہ:

مالی وللدنیا ما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم راح وترکها. (ترمذی، کتاب الزهد، حدیث نمبر ۲۳۷۸)

میرا دنیا سے کیا تعلق! میں تو ایک ایسے سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سائے میں ذرا سی دیر کے لئے ٹھہرتا ہے۔ اور پھر چلا جاتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں مجھے بہت زیادہ محبوب اور پسند ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ایک عورت دوسری خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

بری عورت سے پناہ مانگو

بہر حال تین پسندیدہ چیزوں میں سے ایک نیک عورت ہے اس لئے کہ اگر عورت نیک نہ ہو تو اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی:

اللّٰهم انی اعوذبک عن امرأة تشیبنی قبل المشیب واعوذبک من ولد یکون علی وبال.

اے اللہ! میں اس عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے، اور اس اولاد سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے لئے وبال ہو جائے اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین! اس لئے کہ جب اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے تلاش کرو تو ایسی عورت تلاش کرو جس میں دین ہو۔ صلاح ہو۔ نیکی ہو۔ اگر خدانہ کرے۔ نیکی نہیں ہے تو وہ پھر عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو صالح بیوی کی نعمت میسر آئی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی قدر کرے۔ اس کی ناقدری نہ کرے اور اس کی قدر یہی ہے کہ اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان ارشادات پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

Marfat.com

شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت

پچھلا باب ان حقوق کے بیان میں تھا جو ایک بیوی کے اس کے شوہر کے ذمے عائد ہوتے ہیں۔ اس میں یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ کس قسم کا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن شریعت جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا قانون ہے، وہ صرف ایک پہلو کو مدنظر رکھنے والا نہیں ہوتا، بلکہ اس میں دونوں جانبوں کی برابر رعایت ہوتی ہے اور دونوں کے لئے دنیا و آخرت کی صلاح وفلاح کی ضمانت ہوتی ہے، چنانچہ جس طرح شوہر کے ذمے بیوی کے حقوق عائد کئے گئے۔ اسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ذمے شوہر کے حقوق بھی بیان فرمائے اور قرآن وحدیث میں ان دونوں قسموں کے حقوق کی ادائیگی پر بڑا زور اور بڑی تاکید کی گئی ہے۔

آج ہر شخص اپنا حق مانگ رہا ہے

شریعت میں ہر شخص کو اس بات پر متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے، حقوق کے مطالبے پر زور نہیں دیا گیا ہے۔ آج کی دنیا، حقوق کے مطالبے کی دنیا ہے، ہر شخص اپنا حق مانگ رہا ہے اور اس کے لئے مطالبہ کر رہا ہے، تحریکیں چلا رہا ہے، مظاہرے کر رہا ہے ہڑتال کر رہا ہے گویا کہ اپنا حق مانگنے اور اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے دنیا بھر کی کوششیں کی جارہی ہیں، اور اس کے لئے باقاعدہ انجمنیں قائم کی جارہی ہیں، جن کا نام ''انجمن تحفظ حقوق فلاں'' رکھا جاتا ہے، لیکن آج ''ادائیگی فرائض'' کے لئے کوئی انجمن موجود نہیں، کسی بھی شخص کو اس بات کی فکر نہیں ہے کہ وہ جو فرائض میرے ذمے قائد ہیں وہ

Marfat.com

ادا کر رہا ہوں یا نہیں؟ مزدور کہتا ہے کہ مجھے میرا حق ملنا چاہئے۔ سرمایہ دار کہتا ہے کہ مجھے میرا حق ملنا چاہئے۔ لیکن دونوں میں سے کسی کو یہ فکر نہیں ہے کہ میں اپنا فریضہ کیسے ادا کروں؟ مرد کہتا ہے کہ مجھے میرے حقوق ملنے چاہئے۔ اور عورت کہتی ہے کہ مجھے میرے حقوق ملنے چاہیں اور اس کے لئے کوشش اور جدوجہد جاری ہے لڑائی ٹھنی ہوئی ہے، جنگ جاری ہے، لیکن کوئی خدا کا بندہ یہ نہیں سوچتا کہ جو فرائض میرے ذمے عائد ہو رہے ہیں وہ میں ادا کر رہا ہوں، یا نہیں؟

ہر شخص اپنے فرائض ادا کرے

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ کرے۔ اگر ہر شخص اپنے فرائض ادا کرنے لگے تو سب کے حقوق ادا ہو جائیں۔ اگر مزدور اپنے فرائض ادا کر دے تو سرمایہ دار اور مالک کے حقوق ادا ہو گئے، اگر سرمایہ دار اور آجر اپنے فرائض ادا کر دے تو مزدور کے حقوق ادا ہو گئے۔ شوہر اگر اپنے فرائض ادا کرے تو بیوی کا حق ادا ہو گیا اور اگر بیوی اپنے فرائض ادا کرے تو شوہر کا حق ادا ہو گیا۔ شریعت کا اصل مطالبہ یہ ہے کہ تم اپنے فرائض ادا کرنے کی فکر کرو۔

پہلے اپنی فکر کرو

آج ہمارے زمانے میں عجیب الٹی گنگا بہنی شروع ہو گئی ہے جب کوئی شخص اصلاح کا جھنڈا اٹھاتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے دوسرا شخص اپنی اصلاح کا آغاز کرے، اپنی فکر نہیں کہ میرے اندر بھی کچھ کوتاہی ہے۔ میں بھی غلطی کا شکار ہوں۔ میں اس کی فکر کروں حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ:

یا ایھا الذین امنو اعلیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم

(سورۃ المائدۃ:۱۰۵)

اے ایمان والو: اپنے آپ کی فکر کرو کہ تمہارے ذمے کیا فرائض ہیں؟ اللہ اور اللہ کے رسول کے تم سے کیا مطالبات ہیں؟ شریعت دیانت، امانت اور اخلاق کے تم سے کیا

Marfat.com

مطالبات ہیں، ان مطالبات کو بجالاؤ، دوسرا شخص اگر گمراہی میں مبتلا ہے اور اپنے فرائض انجام نہیں دے رہا ہے تو اس کا نقصان تمہارے اوپر نہیں ہوگا بشرطیکہ تم اپنے فرائض صحیح طریقے سے انجام دے رہے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انداز

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی بات دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل جایا کرتے تھے، جو لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے تھے اور اس زمانے میں زیادہ تر مال مویشیوں یعنی اونٹ، بکریاں، گائے وغیرہ کی شکل میں ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عاملوں کو بھیجتے تو ان کو ایک ہدایت نامہ عطا فرماتے، کہ تمہیں وہاں جا کر کیا طریقہ اختیار کرنا ہے؟ اس ہدایت نامے میں یہ بھی تحریر فرماتے کہ:

"لا جلب ولا جنب فی زکوٰۃ، ولا تؤخذ زکاتھم الافی دورھم"

(ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب این تصدق الاموال، حدیث نمبر ۱۵۹۱)

یعنی تم خود لوگوں کے گھروں پر جا کر زکوٰۃ وصول کرنا، ایسا مت کرنا کہ تم ایک جگہ پر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو اس بات کی تکلیف دو کہ وہ زکاۃ کا مال تمہارے پاس لا کر دیں، اور یہ بھی ہدایت فرماتے کہ:

"المعتدی فی الصدقہ کما نعھا"

(ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ السائمۃ، حدیث نمبر ۱۵۸۵)

یعنی جو شخص زکاۃ وصول کرنے میں زیادتی کر رہا ہے، مثلاً جتنی زکاۃ واجب تھی، مقدار میں اس نے زیادہ وصول کر رہا ہے، یا کیفیت میں زیادہ وصول کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ ایسا شخص بھی اتنا ہی گناہ گار ہے جتنا زکوٰۃ نہ دینے والا گناہ گار ہے، لہٰذا ایک طرف عاملوں کو تو یہ تاکید کی جا رہی ہے کہ تم لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور جتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس سے ایک ذرہ بھی زیادہ وصول نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو قیامت کے دن تمہاری پکڑ ہوگی۔ دوسری طرف جن لوگوں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے ان

Marfat.com

عاملوں کو بھیجا جارہا تھا۔ان سے خطاب کرکے فرمایا کہ:

اذا جاء کم المصدق فلا یفا رقنکم الاعن رضی

(ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء، فی رضی المصدق، حدیث نمبر ۶۴۷)

یعنی تمہارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والے آئیں گے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے ناراض ہوکر جائیں، تمہارا فرض ہے کہ تم ان کو راضی کرو، اور کوئی ایسی غلطی نہ کرو جس سے وہ ناراض ہو جائیں کیونکہ درحقیقت وہ میرے فرستادہ اور میرے نمائندے ہیں اور نا کو ناراض کرنا گویا مجھے ناراض کرنا ہے، لہٰذا عاملین کو یہ تاکید فرمائی کہ تم کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو اور زکوٰۃ دینے والوں کو یہ تاکید فرمائی کہ جب عاملین تمہارے پاس آئیں تو وہ تم سے راضی ہوکر جائیں، ہر ایک کو اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی کا احساس دلایا جارہا ہے۔آپ نے زکوٰۃ دینے والوں کو یہ نہیں فرمایا کہ تم سب مل کر ایک تحریک چلاؤ کہ یہ جو عاملین زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے آرہے ہیں، وہ ہمارے حقوق پامال نہ کریں، اس کے لئے انجمن قائم کرو، اس لئے کہ یہ ایک لڑائی کا ذریعہ بن جاتا۔

شریعت میں سارا زور اس بات پر ہے کہ ہر شخص اپنے فرائض کی نگہداشت کرے، فرائض کو بجالانے کی فکر کرے، اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ایک عمل کا جواب دینا ہے اس کی فکر کرے کہ میں اللہ کے سامنے ٹھیک ٹھیک جواب دے سکوں گا یا نہیں؟ دین کا سارا فلسفہ یہ ہے یہ نہیں ہے کہ ہر شخص دوسروں سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا رہے اور اپنے فرائض کی ادائیگی سے غافل رہے۔

زندگی استوار کرنے کا طریقہ

میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ اختیار کیا کہ دونوں کو ان کے فرائض بتادیئے شوہر کو بتادیا کہ تمہارے فرائض یہ ہیں، اور بیوی کو بتادیا کہ تمہارے فرائض یہ ہیں، ہر ایک اپنے فرائض ادا کرنے کی فکر کرے، اور درحقیقت زندگی کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے کہ دونوں اپنے فرائض کا احساس کریں، اور دوسرے کے حقوق کا پاس کریں، اپنے حقوق حاصل کرنے کی اتنی فکر نہ ہو۔جتنی دوسرے

Marfat.com

کے حقوق کی ادائیگی کی فکر ہو۔ اگر یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو پھر یہ زندگی استوار ہو جاتی ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کو ہماری زندگی کے استوار کرنے کی اتنی زیادہ فکر ہے کہ قرآن وحدیث ان ہدایات سے بھرے ہوئے ہیں کہ تمہارے فرائض یہ ہیں اور تمہارے فرائض یہ ہیں، اور اگر ان فرائض اور تعلقات میں رخنہ پڑ جائے تو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں کوئی بات اتنی ناپسند نہیں جتنے میاں بیوی کے باہمی جھگڑے ناپسند ہیں۔

ابلیس کا دربار

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ابلیس اور شیطان کبھی کبھی سمندر میں پانی کے اوپر اپنا تخت بچھاتا ہے اور اپنا دربار منعقد کرتا ہے، اس وقت دنیا میں اسکے جتنے چیلے ہیں، جو اس کی اسکیموں پر اور اس کی ہدایات پر عمل کر رہے ہیں وہ سب اس دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور ان تمام چیلوں سے ان کی کارکردگی کی رپورٹیں طلب کی جاتی ہیں کہ تم نے کیا فرائض انجام دیئے؟ اس وقت ہر ایک چیلا اپنی کار گزاری بیان کرتا ہے، اور یہ ابلیس تخت پر بیٹھ کر ان کی کارگذاری سنتا ہے۔ ایک چیلا آکر اپنی یہ کارگزاری سناتا ہے کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے ارادے سے مسجد کی طرف جا رہا تھا میں نے درمیان میں اس کو ایک ایسے کام میں پھنسا دیا جس سے اس کی نماز چھوٹ گئیں ابلیس سن کر خوش ہوتا ہے کہ تم نے اچھا کام کیا، لیکن بہت زیادہ خوشی کا اظہار نہیں کرتا، دوسرا چیلہ آکر بیان کرتا ہے کہ فلاں شخص فلاں عبادت کی نیت سے جا رہا تھا، میں نے اس کو عبادت سے روک دیا، ابلیس سن کر خوش ہوتا ہے کہ تم نے اچھا کیا۔ اسی طرح ہر چیلا اپنی کار گزاری سناتا ہے اور ابلیس سن کر خوش ہو جاتا ہے، حتی کہ ایک چیلا آکر یہ بیان کرتا ہے کہ دو میاں بیوی باہمی اتفاق اور محبت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے بڑی اچھی زندگی گزر رہی تھی میں نے جا کر ایک ایسا کام کیا جس کے نتیجے میں دونوں میں لڑائی ہو گئی اور لڑائی کے نتیجے میں دونوں میں جدائی واقع ہو گئی، جب ابلیس یہ سنتا ہے کہ اس چیلے نے دونوں میاں بیوی کو آپس میں لڑا دیا جو اچھی زندگی گزار رہے تھے، خوش ہو کر اپنے تخت سے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس چیلے سے معانقہ کرتا ہے اور اس کو گلے لگا لیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ صحیح معنی میں میرا

Marfat.com

نمائندہ تو ہے اور تو نے جو کارنامہ انجام دیا وہ اور کسی نے انجام نہیں دیا۔
(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان، حدیث نمبر ۳۸۱۳)

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میاں بیوی کے باہمی جھگڑے اور ایک دوسرے سے نفرت اور قطع تعلق کتنے ناپسندیدہ ہیں اور شیطان کو یہ اعمال کتنے محبوب ہیں، اس لئے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحدیث میں دونوں پر ایک دوسرے کے فرائض اور حقوق بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ اگر انسان ان پر عمل کر لے تو دنیا بھی درست ہو جائے اور آخرت بھی درست ہو جائے۔

مرد عورت پر حاکم ہے

اس لئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دوسرا باب قائم فرمایا ہے جس کا عنوان ہے حباب حق الزوج علی المرأۃ یعنی شوہر کے بیوی پر کیا حقوق ہیں۔ اور اس کے تحت قرآنی آیات اور احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی یہ آیت لائے ہیں

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض. (النساء : ۳۴)

یعنی مرد عورتوں پر نگہبان اور ان کے منتظم ہیں۔ بعض حضرات نے اس کا یہ ترجمہ بھی کیا ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ ''قوام'' اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے یا اس کا انتظام کرنے کا ذمہ دار ہو، گویا کہ مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ ان کے کاموں کے منتظم ہیں اور ان کے حاکم ہیں، یہ ایک اصول بیان فرما دیا۔ اس لئے کہ اصولی باتیں ذہن میں نہ ہونے کی صورت میں جتنے کام انسان کرے گا وہ غلط تصورات کے ماتحت کرے گا، لہٰذا مرد کے حقوق بیان کرتے ہوئے عورت کو پہلے اصولی بات سمجھا دی کہ وہ مرد تمہاری زندگی کے امر کا نگہبان اور منتظم ہے۔

آج کی دنیا کا پروپیگنڈہ

آج کی دنیا میں جہاں مرد وعورت کی مساوات اور ان کی برابری اور آزادی

Marfat.com

نسواں کا بڑا زور وشور ہے۔ ایسی دنیا میں لوگ یہ بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں کہ شریعت نے مرد کو حاکم بنایا ہے۔ اور عورت محکوم بنایا ہے۔ اس لئے کہ آج کی دنیا میں یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ مرد کی عورت پر بالادستی قائم کردی گئی ہے اور عورت کو محکموم بنا کر اس کے ہاتھ میں قید کردیا گیا ہے اور اس کو چھوٹا قرار دے دیا گیا ہے۔

سفر کے دوران ایک کو امیر بنالو

لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں، زندگی کا سفر دونوں کو ایک ساتھ طے کرنا ہے، اب زندگی کے سفر کے طے کرنے میں انتظام کے خاطر یہ لازمی بات ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک شخص سفر کا ذمہ دار ہو۔ حدیث میں نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جب بھی دو آدمی کوئی سفر کر رہے ہوں، چاہے وہ سفر چھوٹا سا کیوں نہ ہو، اس سفر میں اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو، امیر بنائے بغیر سفر نہیں کرنا چاہئے، تاکہ سفر کے جملہ انتظامات اور پالیسی اس امیر کے فیصلے کے تابع ہو، اگر امیر نہیں بنائیں گے تو ایک بدنظمی ہوجائے گی۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الوم یسافرون یومرون احدھم، حدیث نمبر ۲۶۰۸)

لہٰذا جب ایک چھوٹے سے سفر میں امیر بنانے کی تاکید کی گئی ہے تو زندگی کا یہ طویل سفر جو ایک ساتھ گزارنا ہے اس میں یہ تاکید کیوں نہیں ہوگی اپنے میں سے ایکلو امیر بنالو۔ تاکہ بدنظمی پیدا نہ ہو۔ بلکہ انتظام قائم رہے۔ اس انتظام کو قائم کرنے کے لئے کسی ایک کو امیر بنانا ضروری ہے۔

زندگی کے سفر کا امیر کون ہو؟

اب دو راستے ہیں، یا تو مرد کو اس زندگی کے سفر کا امیر بنادیا جائے، یا عورت کو امیر بنادیا جائے اور مرد کو اس کا محکوم بنادیا جائے، تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے، اب انسانی خلقت، فطرت، قوت اور صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی اور عقل کے ذریعہ انسان غور کرے تو یہی نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قوت مرد کو عطا کی ہے، بڑے بڑے کام کرنے کی جو

Marfat.com

صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے وہ عورت کو عطا نہیں کی۔

لہٰذا اس امارت اور اس سربراہی کا کام صحیح طور پر مرد ہی انجام دے سکتا ہے اور اس کے لئے اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کے بجائے اس ذات سے پوچھا جائے جس نے ان دونوں کو بنایا اور پیدا کیا کہ آپ نے دونوں کو سفر پر روانہ کیا۔ اب آپ ہی بتائیں کس کو امیر بنائیں اور کس کو مامور بنائیں؟ اور سوائے اس کے فیصلے کے کسی اور کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ خواہ وہ فیصلہ عقلی دلائل سے آراستہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرما دیا کہ اس زندگی کے سفر کو طے کرنے کے لئے مرد ''قوام، حاکم اور منتظم'' ہیں، اگر تم اس فیصلے کو صحیح جانتے ہو، اور مانتے ہو تو اسی میں تمہاری سعادت اور کامیابی ہے۔ اور اگر نہیں مانتے بلکہ اس فیصلے کی خلاف ورزی کرتے ہو۔ اور اس کے ساتھ بغاوت کرتے ہو، تو پھر تم جانو، اور تمہاری زندگی جانے اب تمہاری زندگی خراب ہوگی۔ اور ہو رہی ہے، جن لوگوں نے اس فیصلے کے خلاف بغاوت کی ان کا انجام دیکھ لیجئے کہ کیا ہوا؟

اسلام میں امیر کا تصور

البتہ اللہ تعالیٰ نے جو لفظ یہاں استعمال فرمایا، اس کو سمجھ لیجئے، اللہ تعالیٰ نے یہاں ''امیر'' ''حاکم'' اور ''بادشاہ'' کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ ''قوام'' کا لفظ استعمال کیا۔ اور ''قوام'' کے معنی وہ شخص جو کسی کام کا ذمہ دار ہو۔ اور ذمہ دار ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بحیثیت مجموعی زندگی گزارنے کی پالیسی وہ طے کرگا اور پھر اس پالیسی کے مطابق زندگی گزاری جائے گی، لیکن ''قوام'' ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ آقا ہے۔ اور بیوی اس کی کنیز ہے۔ یا بیوی اس کی نوکر ہے۔ بلکہ دونوں کے درمیان امیر اور مامور، حاکم اور محکوم کا رشتہ ہے اور اسلام میں ''امیر'' کا تصور یہ نہیں ہے کہ وہ تخت پر بیٹھ کر حکم چلائے۔ بلکہ اسلام میں امیر کا تصور وہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

'سید القوم خادمهم'' (کنز العمال، حدیث نمبر ۱۷۵۱۷)

''قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔''

Marfat.com

امیر ہوتو ایسا

میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم دیوبند سے کسی دوسری جگہ سفر پر جانے لگے تو ہمارے استاد حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم دیوبند میں ''شیخ الادب'' کے نام سے مشہور تھے، وہ بھی ہمارے ساتھ سفر میں ساتھ تھے، جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی کے آنے میں دیر تھی، مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کہیں سفر پر جاؤ تو کسی کو اپنا امیر بنالو،

لہٰذا ہمیں بھی اپنا امیر بنالینا چاہئے، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہم شاگرد تھے وہ استاد تھے، اس لئے ہم نے کہا کہ امیر بنانے کی کیا ضرورت ہے، امیر تو بنے بنائے موجود ہیں۔ حضرت مولانا نے پوچھا کہ کون؟ ہم نے کہا کہ امیر آپ ہیں، اس لئے آپ استاد ہیں۔ ہم شاگرد ہیں، حضرت مولانا نے کہا: اچھا آپ لوگ مجھے امیر بنانا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں: آپ کے سوا اور کون امیر بن سکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ: اچھا ٹھیک ہے، لیکن امیر کا ہر حکم ماننا ہوگا۔ اسلئے کہ امیر کے معنی یہ ہیں کہ اس کے حکم کی اطاعت کی جائے ہم نے کہا: جب امیر بنایا ہے تو ان شاء اللہ ہر حکم کی اطاعت بھی کریں گے، مولانا نے فرمایا کہ: ٹھیک ہے، میں امیر ہوں، اور میرا حکم ماننا، جب گاڑی آئی تو حضرت مولانا نے تمام ساتھیوں کا کچھ سامان سر پر اور کچھ ہاتھ میں اٹھایا، اور چلنا شروع کردیا۔ ہم نے کہا کہ: حضرت: یہ کیا آپ غضب کررہے ہیں؟ ہمیں اٹھانے دیجئے۔ مولانا نے فرمایا کہ: نہیں۔ جب امیر بنایا ہے تو اب حکم ماننا ہوگا اور یہ سامان مجھے اٹھانے دیں، چنانچہ وہ سارا سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھا، اور پھر پورے سفر میں جہاں کہیں مشقت کا کام آتا تو وہ کام خود کرتے، اور جب ہم کچھ کہتے تو فوراً مولانا فرماتے کہ دیکھو: تم نے مجھے امیر بنایا ہے، اور امیر کا حکم ماننا ہوگا۔ لہٰذا میرا حکم مانو، ان کو امیر بنانا ہمارے لئے قیامت ہوگیا۔ حقیقت میں امیر کا تصور یہ ہے۔

Marfat.com

امیر وہ جو خدمت کرے

آج ذہن میں جب امیر کا تصور آتا ہے تو وہ بادشاہوں اور بڑے سربراہوں کی صورت میں آتا ہے، جو اپنے رعایا کے ساتھ بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے، لیکن قرآن و حدیث کا تصور یہ ہے کہ امیر وہ شخص ہے جو خدمت کرے، جو خادم ہو، امیر کے یہ معنی نہیں ہے کہ اس کو بادشاہ بنا دیا گیا ہے۔ اب وہ حکم چلایا کریگا اور دوسرے اس کے ماتحت نوکر اور غلام بن کر رہیں گے، بلکہ امیر کے معنی یہ ہی کہ بیشک فیصلہ اس کا معتبر ہوگا، ساتھ ہی وہ فیصلہ ان کی خدمت کے لئے ہوگا ان کی راحت اور خیر خواہی کے لئے ہوگا۔

میاں بیوی میں دوستی کا تعلق ہے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین! کہ مردوں کو یہ آیت تو بہت یاد رہتی ہے کہ "الرجال قوامون علی النساء" یعنی مرد عورتوں پر حکمران اور حاکم ہیں۔ اب بیٹھ کر عورتوں پر حکم چلا رہے ہیں اور ذہن میں یہ بات ہے کہ عورت کو ہر حال میں تابع اور فرمانبردار ہونا چاہئے اور ہمارا ان کے ساتھ آقا اور نوکر جیسا رشتہ ہے۔ معاذ اللہ لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت بھی نازل فرمائی ہے وہ آیت مردوں کو یاد نہیں رہتی، وہ آیت یہ ہے کہ:

ومن ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوآ الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ. (الروم: ۲۱)

"اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے جنس کی بیویاں بنائیں تا کہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم دونوں میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔"

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیشک مرد عورت کے لئے قوام ہے۔ لیکن ساتھ میں دوستی کا تعلق بھی ہے۔ انتظامی طور پر تو قوام ہے، لیکن باہمی تعلق دوستی جیسا ہے، لہٰذا ایسا تعلق نہیں ہے جیسا آقا اور کنیز کے درمیان ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے

Marfat.com

دو دوست کہیں سفر پر جارہے ہوں اور ایک دوست نے دوسرے دوست کو امیر بنالیا ہو۔ لہٰذا شوہر اس لحاظ سے تو امیر ہے کہ ساری زندگی کا فیصلہ کرنے کا وہ ذمہ دار ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسے نوکروں اور غلاموں کے ساتھ کیا جاتا ہے بلکہ اس دوستی کے تعلق کے کچھ آداب اور کچھ تقاضے ہیں ان آداب اور تقاضوں میں نازکی باتیں بھی ہوتی ہیں جن کو حاکم ہونے کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

ایسا رعب مطلوب نہیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں بعض مرد حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حاکم ہیں، لہٰذا ہمارا اتنا رعب ہونا چاہئے کہ ہمارا نام سن کر بیوی کانپنے لگے اور بے تکلفی کے ساتھ بات نہ کرسکے میرے ایک ہم سبق دوست تھے انہوں نے ایک مرتبہ بڑے فخر کے ساتھ مجھ سے یہ بات کہی کہ جب میں کئی مہینوں کے بعد اپنے گھر جاتا ہوں تو میرے بیوی بچوں کی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ میرے پاس آجائیں اور مجھ سے بات کریں، بڑے فخر کے ساتھ یہ بات کہہ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ جب گھر جاتے ہیں تو کیا کوئی درندہ: شیر چیتا بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے بیوی بچے آپ کے پاس آنے سے ڈرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ نہیں بلکہ اس لئے کہ ہم قوام ہیں، ہمارا رعب ہونا چاہئے، اچھی طرح سمجھ لیں کہ قوام ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ بیوی بچے پاس آنے اور بات کرنے سے بھی ڈریں، بلکہ اس کے ساتھ دوستی کا تعلق بھی ہے اور وہ دوستی کا تعلق کس قسم کا ہونا چاہئے؟ سنئے!

حضور کی سنت دیکھئے

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو، دونوں حالتوں میں مجھے علم ہوجاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو رب محمد (محمد

Marfat.com

کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیمؑ (ابراہیم کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو۔ اس وقت تم میرا نام نہیں لیتیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتی ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

انی لا اهجر الا اسمک. (صحیح بخاری کتاب الادب باب مایجوز من الهجران من عصی حدیث نمبر ٦٠٧٨)

''یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں، نام کے علاوہ اور کچھ نہیں چھوڑتی ہوں۔''

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کون ناراض ہو رہا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کس سے ناراض؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناز سے بعض اوقات ایسی بات فرما دیتی تھیں جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ ان کے دل میں کدورت اور ناراضگی ہے لیکن اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ''قوامیت'' کے خلاف نہیں سمجھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوش طبعی کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا کہ تمہاری ناراضگی کا مجھے پتہ چل جاتا ہے۔

بیوی کے ناز کو برداشت کیا جائے

جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سنگین تہمت لگائی گئی، استغفر اللہ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس تہمت کی وجہ سے قیامت گزر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ظاہر ہے کہ اس بات کا قلق تھا کہ لوگوں میں اس قسم کی باتیں پھیل گئی ہیں، لیکن ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرما دیا کہ:

''اے عائشہ! دیکھو بات یہ ہے کہ تمہیں اتنا غمگین ہونے کی ضرورت نہیں اگر تم بے خطا اور بے قصور ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری برات ظاہر فرما دینگے.. اور اگر خدانخواستہ تم سے کوئی قصور اور غلطی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو، استغفار کرلو، اللہ تعالیٰ معاف فرما دینگے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بہت شاق گزری کہ آپ نے یہ دو شقیں

Marfat.com

کیوں کہ اگر بے قصور ہو تو اللہ تعالیٰ برات ظاہر فرمادے گا اور اگر قصور ہوا ہو تو توبہ کرلو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے دل میں بھی اس بات کا ہلکا سا احتمال ہے کہ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہوگی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا بہت سخت صدمہ ہوا اور صدمہ سے نڈھال ہو کر لیٹ گئیں اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برات کی آیات نازل ہوئیِ اس وقت گھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جب یہ آیات سنیں تو حضور اقدس ﷺ بھی بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب ان شاء اللہ یہ سارا بہتان ختم ہو جائیں گا اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خوشخبری سن لو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری برات میں آیات نازل فرمادی، اور اب کھڑی ہو جاؤ اور آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو، اب حضرت عائشہ بستر پر لیٹی ہوئی ہیں اور برات کی آیات سن لیں اور لیٹے لیٹے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے میری برات نازل فرمادی لیکن میں اللہ کے سوا کسی کا شکر ادا نہیں کرتی، کیونکہ آپ لوگوں نے تو اپنے دل میں یہ احتمال پیدا کرلیا تھا کہ شاید مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر۔ سورۃ النور باب لولا از سمعتموہ قلتم ما یکون لنا۔ ۷۵۰)

بظاہر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہونے سے اعراض فرمایا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا نہیں سمجھا، اس لئے کہ یہ ناز کی بات تھی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے سرزد ہوئی۔

یہ ناز درحقیقت اس دوستی کا تقاضہ ہے، لہٰذا میاں بیوی کے درمیان صرف حاکمیت اور محکومیت کا رشتہ نہیں ہے بلکہ دوستی کا بھی رشتہ ہے اور اس دوستی کا حق یہ ہے کہ اس قسم کے ناز کو برداشت کیا جائے۔ البتہ جہاں بات بالکل غلط ہوگئی وہاں آنحضرت ﷺ نے ناگواری اور غصہ کا بھی اظہار فرمایا۔ لیکن اس قسم کی ناز کی باتوں کو حضور اقدس ﷺ نے گوارا فرمایا۔

بیوی کی دلجوئی سنت ہے

اور دوستی کا حق اس طرح ادا فرمایا ہ کہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات

Marfat.com

اور درجات عالیہ کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہے۔ اور ہم کلامی ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ازاوج مطہرات کے ساتھ دلداری اور دلجوئی اور حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنا رہے ہیں کہ یمن کے اندر گیارہ عورتیں تھیں۔ انہوں نے آپس میں یہ طے کیا تھا کہ وہ سب ایک دوسرے کو اپنے اپنے شوہروں کی حقیقی اور واقعی حالت بیان کریں گی یعنی ہر عورت یہ بتائے گی کہ اس کا شوہر کیسا ہے؟ اس کے کیا اوصاف ہیں؟ ان گیارہ عورتوں نے اپنے شوہروں کے اوصاف کس وضاحت اور بلاغت کے سات بیان کئے ہیں کہ ساری ادبی لطافتیں اس پر ختم ہیں۔ وہ سارا قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو سنا رہے ہیں۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث ام زرع)

بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق سنت ہے

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ رضی اللہ عنھا کے گھر میں مقیم تھے' اور ان کی باری کا دن تھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک حلوہ پکایا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنھا کے گھر پر لائیں' اور لا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور حضرت سودہ بھی سامنے بیٹھی ہوئی تھیں ان سے کہا کہ آپ بھی کھائیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنھا کو یہ بات گران گزی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے اور اس دن میری باری کا دن تھا تو پھر یہ حلوہ پکا کر کیوں لائی؟ اس لئے حضرت سودہ نے انکار کر دیا کہ میں نہیں کھاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ یہ حلوہ کھاؤ اور اگر نہیں کھاؤ گی تو پھر یہ حلوہ تمہارے منہ پر مل دونگی' حضرت سودہ نے کہا میں تو نہیں کھاؤں گی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت سودہ کے منہ پر مل دیا اب حضرت سودہ رضی اللہ عنھا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! انہوں نے میرے منہ پر حلوہ مل دیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم میں آیا کہ:

وجزاء سیئة سیئة مثلها.

Marfat.com

یعنی کوئی شخص اگر تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تو تم بدلے میں اس کے ساتھ برا سلوک کر سکتے ہو۔ اب اگر انہوں نے تمہارے منہ پر حلوہ مل دیا ہے تو تم بھی ان کے چہرے پر حلوہ مل دو''

چنانچہ حضرت سودہ نے رضی اللہ عنہا نے تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر مل دیا' اب دونوں کے چہروں پر حلوہ ملا ہوا ہے اور یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو رہا ہے۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی' پوچھا کہ کون ہے؟ معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں (شاید اس وقت تک پردے کے احکام نہیں آئے تھے) جب آپ نے یہ سنا کہ حضرت عمر تشریف لائے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں جلدی جا کر اپنے چہرے دھولو۔ اس لئے کہ عمر آ رہے ہیں چنانچہ دونوں نے جا کر اپنا چہرہ دھویا۔ (مجمع الزوائد للہیثمی' جلد ۴ ص ۳۱۶)

وہ ذات جس کا ہر آن اللہ جل جلالہ کے ساتھ رابطہ ہے۔ جس کی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہے' اور وحی آ رہی ہے' اور اللہ تعالیٰ کی حضوری کا وہ مقام حاصل ہے جو اس روئے زمین پر کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا' لیکن اس کے باوجود ازواج مطہرات کے ساتھ یہ انداز ان کی دلداری کا اتنا خیال ہے۔

ہم اور آپ سے ''حضوری'' کا لفظ بول دیتے ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔ اگر کوئی شخص اس کا مزہ چکھ لے تو اس کو پتہ لگے گا کہ یہ کیا چیز ہے' ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری کا خیال اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ایسے ہیں کہ وہ پاؤں پھیلا کر نہیں سو سکتے' لیٹ نہیں سکتے اس لئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونے کا احساس ہے' اور جب اپنا بڑا سامنے ہو تو کوئی شخص پاؤں پھیلا کر لیٹے گا؟ ہرگز نہیں لیٹے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا احساس اور خیال اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ انسان پاؤں پھیلا کر لیٹ نہیں سکتا۔ لہٰذا جس ذات کو ''حضوری'' کا اتنا بڑا مقام حاصل ہو جو دنیا میں کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ وہ ازواج مطہرات کے ساتھ کس طرح خوش طبعی

Marfat.com

کے معاملات کر لیتے ہیں؟ یہ مقام صرف ایک پیغمبر ہی کو حاصل ہوسکتا ہے۔

بہر حال! چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو ''قوام'' بنایا ہے اس لئے فیصلہ اسی کو ماننا ہوگا۔ ہاں تم اپنی رائے اور مشورہ دے سکتی ہو۔ اور ہم نے مرد کو یہ ہدایت بھی دے رکھی ہے کہ وہ حتی الامکان تمہاری دلداری کا خیال بھی کرے لیکن فیصلہ اسی کا ہوگا۔ لہٰذا اگر یہ بات ذہن میں نہ ہو اور بیگم صاحبہ یہ چاہیں کہ ہر معاملے میں فیصلہ میرا چلے اور مرد قوام نہ بنے میں قوام بن جاؤں تو یہ صورت فطرت کے خلاف ہے۔ شریعت کے خلاف ہے۔ عقل کے خلاف ہے اور انصاف کے خلاف ہے اور اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے آگے فرمایا کہ:

فالصالحات قانتاتٌ حافظاتٌ للغيب بما حفظ اللّٰه

فرمایا کہ نیک عورتوں کا کام کیا ہے؟ نیک عورتوں کا کام یہ ہے کہ وہ ''قانتات'' ہیں یعنی اللہ کی اطاعت کرنے والی۔ اللہ نے جو حقوق شوہر کے عائد کئے ہیں ان حقوق کو صحیح طور پر بجالانے والی اور شوہر کی غیر موجودگی میں شوہر کے گھر کی حفاظت کرنے والی۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کا لازمی وصف قرار دیا ہے۔ اور اس کے ذمے یہ فریضہ عائد کیا گیا کہ جب شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اس وقت وہ اس کے گھر کی حفاظت کرے۔ گھر کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اول تو خود اپنی حفاظت کرے کہ کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو اور شوہر کا جو مال ومتاع ہے اس کی حفاظت کرے۔ اس لئے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بیوی پر عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

المرأة راعية فى بيت زوجها. (صحيح بخارى، كتاب الجمعة، باب الجمعة فى القرى والمدان رقم ٨٩٣)

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے۔''

یعنی اس کے مال ومتاع کی حفاظت عورت کے ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اکثر حالات میں عورت کے ذمہ کھانا پکانا واجب نہیں ہوتا۔ لیکن شوہر کے گھر کی حفاظت اور اس کے مال ومتاع کی اس طرح حفاظت کی وہ مال بیجا خرچ نہ ہو۔ قرآن کریم

Marfat.com

نے یہ اس کی ذمہ داری قرار دی ہے۔

زندگی قانون کے خشک تعلق سے نہیں گزر سکتی

یہ جو میں نے کہا کہ عورت کے ذمے کھانا پکانے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ ایک قانون کی بات تھی۔ لیکن زندگی قانون کے خشک تعلق سے نہیں چلا کرتی' لہٰذا جس طرح قانوناً عورت کے ذمہ کھانا پکانا نہیں ہے۔ اسی طرح اگر عورت بیمار ہو جائے تو قانوناً شوہر کے ذمہ اس کا علاج کروانا' یا علاج کے لئے خرچہ دینا بھی ضروری نہیں۔ اور قانوناً شوہر کے ذمہ یہ بھی نہیں کہ وہ عورت کو اس کے والدین کے گھر ملاقات کے لئے لیجایا کرے۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ جب عورت کے ماں باپ اپنی بیٹی سے ملاقات کے لئے آئیں تو ان کو گھر میں بٹھائے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ ہفتہ میں صرف ایک دن عورت کے ماں باپ آئیں اور دور سے ملاقات اور زیارت کر کے چلے جائیں۔ گھر میں بٹھا کر ملاقات کرانا شوہر کے ذمے ضروری نہیں۔

لہٰذا اگر قانون کے خشک تعلق کی بنیاد پر اگر زندگی بسر ہونی شروع ہو جائے تو دونوں گھر برباد ہو جائے۔ بات جب چلتی ہے جب دونوں میاں بیوی قانون کی بات سے آگے بڑھ کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔ اور بیوی ازواج مطہرات کی سنت کی اتباع کرے۔

بیوی کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو

حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ نے مواعظ میں ذکر فرمایا: کہ عورت کے فرائض میں داخل ہے کہ اس کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو' شوہر کا پیسہ غلط جگہ پر بلاوجہ صرف نہ ہو۔ اور فضول خرچی میں اس کا پیسہ ضائع نہ ہو۔ یہ چیز عورت کے فرائض میں داخل ہے۔ یہ نہ ہو کہ شوہر کا پیسہ دل کھول کر خرچ کیا جا رہا ہے۔ یا گھر کو نوکرانیوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ جس طرح چاہ رہی ہیں' کر رہی ہیں۔ اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو یہ قانونی فرائض کے خلاف کر رہی ہے۔

Marfat.com

ایسی عورت پر فرشتوں کی لعنت

عن ابی هریره رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا دعا الرجل امرأتهٗ الی فراشه فابت ان تجیء لعنتها الملائکة حتی تصبح.

صحیح بخاری. کتاب النکاح ' باب لزاباتت امرأة مهاجرة فراش زوجها ' حدیث نمبر ۵۱۹۳)

''حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور یہ میاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے کنایہ ہے۔

یعنی شوہر اپنی بیوی کو ان تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بلائے۔ اور وہ عورت نہ آئے۔ یا ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے شوہر کا وہ منشا پورا نہ ہو اور اس کی وجہ سے شوہر ناراض ہو جائے' ساری رات صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں کہ اس عورت پر خدا کی لعنت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو حاصل نہیں ہوگی' اس لئے کہ تمہارے اتنے حقوق بیان کئے گئے۔ تمہارے حقوق کا لحاظ کیا گیا۔ اس کا منشا درحقیقت یہ ہے کہ تمہارے اور تمہارے شوہر کے درمیان جو تعلق ہے وہ درست ہو جائے۔ اور اس تعلق کی درستی کا ایک لازمی حصہ یہ ہے کہ تمہارے ذریعے شوہر کو عفت حاصل ہو۔ پاک دامنی حاصل ہو۔ نکاح کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پاک دامنی حاصل ہو۔ اور نکاح کے بعد شوہر کو کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہ رہے۔ اس لئے تمہارے ذمے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اس معاملے میں تمہارے طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔ اگر کوتاہی ہوگی تو پھر فرشتوں کی طرف سے تم پر لعنت ہوتی رہے گی۔

دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ:

اذ باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها لعنتها الملائکة حتی

Marfat.com

تصبح. (حوالہ بالا ' حدیث نمبر ۵۱۹۴)

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات گزارے تو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ حدیث شریف میں ایک چھوٹی بات کہی گئی ہے کہ اگر شوہر نے بیوی کو اس کام کی دعوت دی ہے اور وہ انکار کر کے' یا ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے شوہر کا منشا پورا نہ ہو سکے تو ساری رات لعنت ہوتی رہتی ہے۔ اور اگر شوہر کی اجازت اور شوہر کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے باہر چلی جائے تو جب تک وہ گھر سے باہر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی لعنت ہوتی رہے گی۔ ان تمام معاملات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ ایک ایک چیز بیان فرمادی' اس لئے کہ یہی چیزیں' جھگڑا اور فساد کا باعث ہوتی ہیں۔

شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھے

وعن ابی هریره رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لایحل للمرأة ان تصوم وزوجها شاهد الا باذنه ولا تاذن فی بیته الاباذنه.

(صحیح بخاری کتاب النکاح' باب لاتاذن المرأة فی بیت زوجها' حدیث نمبر ۵۱۹۵)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کی موجودگی میں روزہ رکھے۔ مگر شوہر کی اجازت سے' یعنی کسی عورت کو نفلی روزہ رکھنا شوہر کی اجازت کے بغیر حلال نہیں۔ نفلی عبادت کے کتنے فضائل احادیث میں مذکور ہیں لیکن عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ دن کے وقت روزہ ہونے کی وجہ سے شوہر کو تکلیف ہو۔ اس لئے پہلے شوہر سے اجازت لے لے۔ البتہ شوہر کو چاہیے کہ وہ بلاوجہ بیوی کو نفلی روزہ سے منع نہ کرے۔ بلکہ روزے کی اجازت دے دیدے۔ بعض اوقات میاں بیوی کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہو جاتا ہے کہ بیوی کہتی ہے کہ میں روزہ رکھنا چاہتی ہوں اور شوہر اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ وہ بلاوجہ اس فضیلت کو حاصل کرنے سے بیوی کو

Marfat.com

منع نہ کرے۔ لیکن عورت کے لئے بلا اجازت روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اگر شوہر اجازت نہیں دیتا تو عورت وہ نفلی روزہ چھوڑ دے۔ اس لئے کہ شوہر کی اطاعت زیادہ مقدم ہے۔

شوہر کی اطاعت نفلی عبادت پر مقدم ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کی اطاعت کو تمام نفلی عبادتوں پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا جو ثواب اس عورت کو روزہ رکھ کر ملتا' اب شوہر کی اطاعت کرنے میں اس سے زیادہ ثواب ملے گا اور وہ عورت یہ نہ سمجھے میں روزہ سے محروم ہوگئی۔ اس لئے کہ وہ یہ سوچے کہ روزہ کس لئے رکھ رہی تھی؟ روزہ تو اس لئے رکھ رہی تھی کہ ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک تیرا شوہر تجھ سے راضی نہیں ہوگا اس لئے جو ثواب تمہیں روزہ رکھ کر ملتا ہے وہ ہی روزے کا ثواب کھانے پینے کے بعد بھی ملے گا۔ انشاءاللہ۔

گھر کے کام کاج پر اجر و ثواب

بعض مرتبہ ہم لوگوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ یہ میں بیوی کے تعلقات ایک دنیاوی قسم کا معاملہ ہے۔ اور یہ صرف نفسانی خواہشات کی تکمیل کا معاملہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ دینی معاملہ بھی ہے اس لئے کہ اگر عورت یہ نیت کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ یہ فریضہ عائد کیا ہے' اور اس تعلق کا مقصد شوہر کو خوش کرنا ہے۔ اور شوہر کو خوش کرنے کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ تو پھر یہ سارا عمل ثواب بن جاتا ہے۔ گھر کا جو کام خواتین کرتی ہیں' اس میں نیت شوہر کو خوش کرنے کی ہے۔ تو صبح سے لے کر شام تک وہ جتنا کام کر رہی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں عبادت میں لکھا جاتا ہے' چاہے وہ کھانا پکانا ہو' گھر کی دیکھ بھال ہو' یا بچوں کی تربیت ہو' یا شوہر کا خیال ہو' یا شوہر کے ساتھ خوشی دلی کی باتیں ہوں ان سب پر اجر لکھا جا رہا ہے بشرطیکہ نیت درست ہو۔

جنسی خواہش کی تکمیل پر اجر و ثواب

اور اس موضوع پر بالکل صریح حدیث موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ میاں بیوی کے جو باہمی تعلقات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! وہ تو انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے۔ اس پر کیا اجر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ ان نفسانی خواہشات کو ناجائز طریقے سے پورا کرتے تو اس پر گناہ ہوتا یا نہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا :یارسول اللہ! گناہ ضرور ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ میاں بیوی ناجائز طریقے کو چھوڑ کر جائز طریقے سے نفسانی خواہشات کو میری وجہ سے اور میرے حکم کے ماتحت کر رہے ہیں اس لئے اس پر بھی ثواب ہوگا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۱۲۹۱۶۷)

اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

ایک حدیث جو میں نے خود تو نہیں دیکھی البتہ حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کے مواعظ میں یہ حدیث پڑھی ہے اور حضرت تھانوی نے کئی جگہ اس حدیث کا ذکر فرمایا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ شوہر باہر سے گھر کے اندر داخل ہوا اور اس نے محبت کی نگاہ سے بیوی کو دیکھا اور بیوی نے محبت کی نگاہ سے شوہر کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ میاں بیوی کے تعلقات محض دنیوی قصہ نہیں ہے۔ یہ آخرت اور جنت و جہنم بنانے کا راستہ بھی ہے۔

قضا روزوں میں شوہر کی رعایت

ترمذی شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے مہینے میں طبعی مجبوری کی وجہ سے جو روزے مجھ سے قضا ہو جاتے تھے' میں عام طور پر ان روزوں کو آنے والے شعبان کے مہینے میں رکھا کرتی تھی یعنی تقریباً گیارہ ماہ بعد' یہ میں اس لیے کرتی تھی کہ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر اس زمانے میں بھی روزے سے ہوں گی۔ اور آپ بھی روزے سے ہوں گے تو یہ صورت زیادہ بہتر ہے بلسبت اس کے میں روزے سے ہوں۔ اور آپ کا روزہ نہ ہو' حالانکہ وہ نفلی روزے نہیں تھے۔ بلکہ رمضان کے قضا روزے تھے اور قضا روزوں کے

Marfat.com

بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کو جتنا جلدی ہو سکے' ادا کر لینے چاہیں' لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صرف آپ کی تکلیف کے خیال سے شعبان تک مؤخر فرماتی تھیں۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب قضاء رمضان فی شعبان۔ حدیث نمبر ۱۱۴۶۶)

بیوی کسی غیر کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے

اس حدیث کا اگلا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ:

ولا تاذن فی بیته الا باذنه

یعنی عورت کے ذمہ یہ بھی فرض ہے کہ شوہر کے گھر میں کسی کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے دے۔ یا کسی ایسے شخص کو گھر کے اندر آنے کی اجازت دینا۔ جس کو شوہر ناپسند کرتا ہو۔ یہ عورت کے لئے بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اس بات کو اور تفصیل سے بیان کیا فرمایا کہ:

الاان لکم علی نسائکم حقا ولنسائکم علیکم حقا فحقکم علیهن ان لایوطئن فرشکم من تکرهون ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرهون.

(ترمذی' کتاب الرضاع' باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجها' حدیث نمبر ۱۱۶۳)

یاد رکھو' تمہارا تمہاری بیویوں پر بھی حق اور تمہارے بیویوں کا تم پر کچھ حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر کچھ حق ہے یعنی دونوں کے ذمے ایک دوسرے کے کچھ حقوق ہیں اور دونوں کے حقوق کی نگہداشت اور پاسداری فریقین پر لازم ہے۔ وہ حقوق کیا ہیں؟ وہ یہ ہے کہ اے مرد! تمہارا حق ان بیویوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ایسے لوگوں کو استعمال نہ کرنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھر میں ایسے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ دیں' جن کا آنا تم ناپسند کرتے ہو' یہاں وہ حق بیان فرمائے ایک یہ کو بیوی کے ذمہ یہ فرض ہے کہ وہ گھر کے اندر کسی ایسے شخص کو آنے نہ دے جس کے آنے کو شوہر ناپسند کرتا ہو' حتی کہ اگر بیوی کے کسی عزیز کا گھر میں آنا شوہر کو ناپسند ہو تو اس صورت میں اپنے عزیزوں کو بھی گھر میں آنے کی اجازت دینا بھی جائز نہیں۔ اور والدین کو بھی صرف اتنی اجازت ہے کہ ہفتہ

Marfat.com

میں ایک مرتبہ آ کر بیٹی کی صورت دیکھ لیں۔اس سے تو شوہر ان کو روک نہیں سکتا۔لیکن ان کے لئے بھی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں ٹھہرنا اور رہنا جائز نہیں۔اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ جن کو تم ناپسند کرتے ہو ان کو آنے کی اجازت نہ دو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

اور دوسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ وہ بیویوں تمہارے بستروں کو استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں' جن کو تم ناپسند کرتے ہو' بستر کے استعمال میں سب چیزیں داخل ہیں یعنی بستر پر بیٹھنا' بستر پر لیٹنا' بستر پر سونا یہ سب اس میں داخل ہیں۔

حضرت اُم حبیبہ کا اسلام لانا

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ طہرہ ہیں۔حضرات صحابہ کرام کے واقعات کے اندر نور بھرا ہوا ہے۔یہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جنہوں نے تقریباً اکیس سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں گزارے اور حضور صلی اللہ علیہ کے خلاف جنگیں لڑیں اور مکہ مکرمہ کے سرداروں میں سے تھے اور آخر میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو کر صحابی بن گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا کہ کافروں کے اتنے بڑے سردار کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر دونوں مسلمان ہو گئے، باپ مسلمان کی مخالفت اور ان کے ساتھ عداوت میں لگا ہوا ہے اور بیٹی داماد دونوں مسلمان ہو گئے، ان دونوں کے مسلمان ہونے سے ابوسفیان کے کلیجے پر چھری چلتی تھی اور ان کو بیٹی اور داماد کا مسلمان ہونا برداشت نہیں ہوتا تھا۔چنانچہ ان کو تکلیفیں پہنچانے کے درپے رہتے تھے اس زمانے میں بہت سے مسلمان کافروں کی تکلیفوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی تھے یہ دونوں وہاں جا کر رہنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت کے عجیب وغریب انداز ہیں، جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ میں قیام کیا تو کچھ دنوں کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر کی صورت بالکل بدل گئی ہے

Marfat.com

اور مسخ ہوگئی ہے جب یہ بیدار ہوئیں تو ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے شوہر کے دین وایمان پر کچھ خلل آجائے اس کے بعد جب کچھ دن گزرے تو اس خواب کی تعبیر سامنے آگئی اور یہ ہوا کہ ان کے شوہر ایک عیسائی کے پاس جایا کرتے تھے اس کے پاس جانے کے نتیجے میں دل سے ایمان نکل گیا اور عیسائی بن گئے۔

اب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تو بجلی گر گئی، اسلام کے خاطر ماں باپ کو چھوڑا، وطن کو چھوڑا، سارے عزیز واقارب کو چھوڑا اور اگر اس دیار غربت میں مقیم ہوگئے اور لے دے کر ایک شوہر جو ہمدرد اور دم ساز ہوسکتا تھا۔ وہ کافر ہوگیا، اب ان پر تو قیامت گزر گئی اور کچھ دنوں کے بعد ان کے شوہر کا اسی حالت میں انتقال ہوگیا، اب یہ حبشہ کے اندر بالکل تنہا رہ گئیں، کوئی پوچھنے والا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

ادھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں اس کی اطلاع ملی کہ ان کے شوہر عیسائی بن کر انتقال کر گئے ہیں اور حضرت ام حبیبہ دیار غیر میں اکیلی اور تنہا ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو پیغام بھیجا کہ چونکہ ام حبیبہ دیار غیر میں اکیلی اور تنہا ہیں ان کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دے دو، چنانچہ نجاشی کی معرفت ان کو نکاح کا پیغام بھیجا گیا۔

چنانچہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنا واقعہ سناتی ہیں کہ ایک دن میں اسی بے بسی کے عالم میں گھر میں بیٹھی تھی، اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی، دروازہ کھولا تو دیکھا کہ باہر ایک کنیز کھڑی ہوئی ہے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا کہ کہاں سے آئی ہوں؟ اس کنیز نے جواب دیا کہ: مجھے حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے بھیجا ہے (یہ وہی نجاشی ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مسلمان ہوگئے تھے) انہوں نے پھر پوچھا کہ: کیوں بھیجا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ اور نجاشی بادشاہ کی معرفت بھیجا ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت یہ الفاظ میرے کان میں

Marfat.com

پڑے، اس وقت مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ میرے پاس اس وقت جو کچھ بھی تھا وہ میں نے اٹھا کر کنیز کو دیدیا اور کہا کہ تو میرے لئے اتنی اچھی خبر لائی ہے اس لئے یہ تیرا انعام ہے۔ اس کے بعد اس حالت میں ان دونوں کے درمیان نکاح ہوا کہ حضرت ام حبیبہ حبشہ ہی میں تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تھے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ بلوانے کا انتظام فرمایا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج۴ ص۲۹۸۔ لفظ۔ ''رملۃ'')

متعدد نکاح کی وجہ

واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو متعدد نکاح فرمائے۔ ناحق شناس لوگ تو معلوم نہیں کیا کیا باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہر نکاح کے پیچھے بڑی عظیم الشان حکمتیں ہیں۔ اس نکاح میں دیکھ لیجئے کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشہ میں کس بیکسی کی حالت میں زندگی گزار رہی تھیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس طرح دلداری نہ فرماتے تو ان کا کیا بنتا، آپ نے اس طریقے سے ان سے نکاح فرما کر ان کو مدینہ طیبہ بلوایا۔

غیر مسلم کی زبان سے تعریف

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ اور معجزہ ہے کہ جس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوگیا۔ تو اس کی اطلاع مکہ مکرمہ میں حضرت ابوسفیان کو پہنچی اور اس وقت حضرت ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور کافر تھے۔ جب ان کو یہ اطلاع ملی کہ میری بیٹی کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا ہے۔ اس وقت بیساختہ ان کی زبان پر جو کلمہ آیا، وہ یہ تھا کہ: یہ خبر تو خوشی کی خبر ہے، اس لئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے پیغام کو رد کیا جائے۔ لہٰذا یہ تو خوش قسمتی کی بات ہے کہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) وہاں چلی گئیں۔

معاہدے کی عہد شکنی

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوسفیان کے

Marfat.com

درمیان جنگ بندی کا ایک معاہدہ ہوا تھا۔ کتب سیرت میں جس کی تفصیل موجود ہے۔ ایک سال تک حضرت ابوسفیان اور دوسرے کافروں نے اس معاہدے کی شرائط کی پابندی کی، لیکن ایک سال کے بعد انہوں نے عہد شکنی شروع کر دی۔ اس عہد شکنی کے نتیجے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرما دیا کہ اب ہم اس معاہدے کے پابند نہیں رہے، اس لئے اب ہم جب چاہیں گے مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیں گے۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں نے جب عہد کا پاس نہیں کیا تو اب ہم بھی اس کے پابند نہیں رہے، اس اعلان کے بعد حضرت ابو سفیان کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کسی وقت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پر حملہ کر سکتے ہیں۔

آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں

ایک مرتبہ حضرت ابوسفیان شام سے واپس آ رہے تھے کہ مسلمانوں نے ان کو اور ان کے قافلے کو گرفتار کر لیا تو حضرت ابوسفیان راتوں رات چھپ چھپا کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور یہ خیال ہوا کہ میری بیٹی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہیں، لہٰذا میں ان سے بات کرونگا تو شاید میری جان بخشی ہو جائے۔ چنانچہ یہ چھپ کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر گھر میں بچھا ہوا تھا۔ حضرت ابوسفیان گھر میں داخل ہو کر اس بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیزی سے آگے بڑھیں اور حضور اقدس صلی اللہ کا بستر ایک طرف ہٹا کر لپیٹ کر رکھ دیا۔ (حضرت) ابوسفیان کو بیٹی کا طرز عمل بڑا اچھنبا اور عجیب محسوس ہوا اور ایک جملہ کہ کہا کہ:

''رملہ! کیا یہ بستر میرے لائق نہیں ہے، یا میں اس بستر کے لائق نہیں ہوں؟''

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ:

''ابا جان! بات یہ ہے کہ کہ آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں اس واسطے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور جو آدمی مشرک ہو، میں اس کو اپنی

Marfat.com

زندگی میں اس بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی"

اس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ:

"رملہ! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی بدل جاؤ گی کہ اپنے باپ کو بھی اس بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دو گی"

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عمل کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اپنے باپ کو بھی بیٹھنے سے منع فرمایا۔ یہ درحقیقت اس حدیث پر عمل ہے کہ: لا یوطئن وشکم من تکرھون" جن کو تم ناپسند کرتے ہو، ان لوگوں کو وہ بیویاں تمہارا بستر استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۴ ص ۲۹۸، لفظ "رملۃ")

بیوی فوراً آجائے

وعن طلق بن علی رضی الله عنه ان رسول الله صلّی الله علیه وسلم قال: اذا دعا الرجل زوجته لحاجة فلتائة وان کانت علی التنور.

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ۔ حدیث ۱۱۶۰)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے۔ تو اس عورت پر واجب ہے کہ وہ آجائے، خواہ وہ تنور پر بھی کیوں نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ اگرچہ وہ عورت روٹی پکانے کا کام میں مشغول ہو، اس وقت بھی اگر شوہر اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اس کو دعوت دے اور بلائے۔ تو وہ انکار نہ کرے۔

نکاح جنسی تسکین کا حلال راستہ

ان سارے احکام کا مقصد درحقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرد و عورت کے اندر فطری طور پر ایک جنسی جذبہ اور خواہش رکھی ہے اور اس فطری جذبے اور خواہش کی تسکین کے لئے ایک حلال راستہ تجویز فرما دیا ہے، وہ ہے نکاح کا راستہ اور شوہر بیوی کے

Marfat.com

تعلقات میں اس ضرورت کو پورا کرنا اولین اہمیت کا حامل ہے اس لئے حلال کے سارے راستے کھول دیئے، تا کہ کسی بھی مرد وعورت کو حرام طریقے سے اس جذبہ اور خواہش کی تسکین کا خیال پیدا نہ ہو، بیوی کو شوہر سے تسکین ہو اور شوہر کو بیوی سے تسکین ہو، تا کہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

نکاح کرنا آسان ہے

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے رشتے کو بہت آسان بنایا کہ صرف مرد وعورت موجود ہوں اور دو گواہ موجود ہوں اور وہ مرد عورت ان گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرلیں، بس نکاح ہو گیا، حتی کہ خطبہ نکاح پڑھنا بھی ضروری نہیں۔ البتہ خطبہ پڑھنا سنت ہے، اسی طرح کسی قاضی سے یا کسی اور سے نکاح پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، اگر دوسرے سے پڑھوالے تو یہ سنت ہے، لیکن اس کے بغیر بھی اگر مرد وعورت خود دو گواہوں کی موجودگی یں ایجاب وقبول کرلیں ایک کہے میں نے تم سے نکاح کیا، اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا، بس! نکاح منعقد ہو گیا۔ نکاح کے لئے نہ تو مسجد میں جانے کی ضرورت ہے اور نہ درمیان میں تیسرے شخص کو ڈالنے کی ضرورت ہے تا کہ حلال کا راستہ آسان سے آسان ہو جائے۔

برکت والا نکاح

اور دوسری طرف یہ تاکید فرمائی کہ نکاح کا معاملہ اور نکاح کی تقریب سادگی اور آسانی کے ساتھ انجام دی جائے، کوئی رسم، کوئی شرط، کوئی لمبی چوڑی تقریب کرنے کی ضرورت نہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کے نکاح کی فکر کرو، تا کہ اس کو حرام کی طرف جانے کی خواہش اور ضرورت پیدا نہ ہو اور حلال کا راستہ آسان ہو جائے ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ان اعظم النکاح برکة ایسرہ مونة. (مسند احمد. ٦: ٨٢)

سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بہت زیادہ آسانی ہو اور سادگی

Marfat.com

ہو، نکاح کو جتنا پھیلایا جائے گا اور جتنا اس کے اندر دھوم دھڑکا ہوگا اسی قدر اس میں برکت کم ہوتی چلی جائے گی۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن بن عوف کا نکاح

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں خوشخبری سنادی تھی کہ یہ جنت میں جائیں گے، ایک مرتبہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کی قمیص کے اوپر زرد نشان اور رنگ لگا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہاری قمیص پر یہ زرد نشان کیسا لگا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے ایک خاتون سے نکاح کرلیا ہے اور نکاح کے وقت ایک خوشبو لگائی تھی اور یہ خوشبو کا نشان ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

بارک اللّٰہ لک وعلیک اولم ولو بشاۃ.

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب "فاذاقضیت الصلاۃ فانتشروا" حدیث ۲۰۴۸)

اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائیں ولیمہ کرلو، چاہے وہ ایک بکری سے کیوں نہ ہو۔

اس حدیث میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریبی صحابی ہیں، لیکن نکاح کی تقریب میں صرف یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا نہیں، بلکہ ذکر تک نہیں کیا، اور پھر جب خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ کے بارے میں پوچھا تو اس کے جواب کے ضمن میں نکاح کی اطلاع دی۔ اور نکاح کی خبر سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شکایت نہیں کی کہ تم اکیلے نکاح کر کے بیٹھ گئے۔ ہمیں بلایا تک نہیں..... اس لئے کہ شریعت نے نکاح کی تقریب پر سرے سے کوئی شرط اور قید عائد نہیں کی۔

Marfat.com

آج نکاح کو مشکل بنادیا گیا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک خاتون سے نکاح کرلیا ہے (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الثیبات، حدیث ۵۰۷۹) یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریبی صحابہ میں سے تھے اور ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے رہتے تھے، لیکن نکاح میں شرکت کی دعوت نہیں دی۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس کا عام رواج تھا کہ نکاح کے لئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا یہ نہیں تھا کہ نکاح ہورہا ہے تو ایک طوفان برپا ہے۔ مہینوں سے اس کی تیاریاں ہورہی ہیں اور پورے خاندان میں اس کی دھوم ہے اس کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ شریعت نے نکاح کو جتنا آسان کیا تھا، ہم اس کو اپنی غلط رسموں کے ذریعہ اتنا ہی مشکل بنادیا، اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ لڑکیاں بغیر نکاح کے گھروں میں بیٹھی ہیں۔ وہ اس لئے گھروں میں بیٹھی ہیں کہ جہیز مہیا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ یا عالی شان تقریب کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اب ان کاموں کے لئے پیسے جمع کرنے کے لئے حلال وحرام ایک ہورہا ہے یہ سب رسومات ہم نیہندوؤں سے اور عیسائیوں سے لے لی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیسنت کا جو طریقہ ہمارے لئے فرمایا تھا وہ ہم نے چھوڑ دیا اور آج اس کا نتیجہ ہے کہ حلال کے راستے بند ہیں، حلال طریقے سے خواہش پوری کرنے کے لئے بہت مال ودولت والا ہونا ضروری ہے لاکھوں روپیہ ہو تب جا کر نکاح کرسکے گا ورنہ نہیں اور دوسری طرف حرام کے ذرائع چاروں طرف چوپٹ کھلے ہیں جب چاہے، جس طرح چاہے پوری کرلے..... دن رات گھر میں ٹی وی چل رہا ہے، فلمیں آرہی ہیں اور اس کے ذریعے نفسانی اور شہوانی جذبات کو یہ برانگیختہ کیا جارہا ہے ان کو بھڑکایا جارہا ہے، اگر بازار میں نکلو تو آنکھوں کو پناہ ملنی مشکل ہے اور اس کے نتیجے میں فحاشی، عریانی، بے غیرتی اور بے حیائی اور بے پردگی لعنت مسلط ہورہی ہیں۔ لہٰذا ان رسومات نے ہمارے معاشرے کو تباہی کے کنارے پر پہنچادیا ہے۔

Marfat.com

جہیز موجودہ معاشرے کی ایک لعنت

اس معاملے میں سب سے زیادہ ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو کھاتے پیتے، امیر اور دولت مند گھرانے کہلاتے ہیں۔ اس عذاب سے نجات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کھاتے پیتے اور امیر کہلانے والے لوگ اس بات کا اقدام نہ کریں کہ ہم اپنے خاندان میں شادیاں اور نکاح سادگی کے ساتھ کریں گے اور ان غلط رسموں کو ختم کریں گے، اس وقت تک تبدیلی نہیں آئے گی، اس لئے کہ ایک غریب آدمی تو یہ سوچتا ہے کہ مجھے اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے ہوئے اور اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مجھے یہ کام کرنا ہی ہے اس کے بغیر میرا گزارہ نہیں ہوگا، اگر لڑکی کو جہیز نہیں دوں گے تو سسرال والے طعنے دیا کریں گے کہ کیا لیکر آئی تھی..... آج جہیز کو شادی کا ایک لازمی حصہ سمجھ لی گیا ہے گھر گھرستی کا سامان مہیا کرنا جو شوہر کے ذمے واجب تھا۔ وہ آج بیوی کے باپ کے ذمے واجب ہے، گویا کہ کہ وہ باپ اپنی بیٹی اور اپنے جگر کا ٹکڑا بھی شوہر کو دے دے، اور اس کے ساتھ لاکھوں روپیہ بھی دے، گھر کا فرنیچر مہیا کرے اور اس طرح وہ دوسرے کا گھر آباد کرے۔

شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود ہے ٹھیک ہے اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو کوئی چیز دینا چاہتا ہے تو وہ سادگی کے ساتھ دے دے، بہر حال جو متمول اور کھاتے پیتے گھرانے کہلاتے ہیں۔ ان پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ جب تک اس سادگی کو نہیں اپنائیں گے اور اس کو ایک تحریک کی شکل میں نہیں چلائیں گے اس وقت تک اس عذاب سے نجات ملنی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ بات ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ آمین!

عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے

وعن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها.

(ترمذی کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة، حدیث ۱۱۵۹)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے لئے کسی کو یہ حکم دینا جائز ہوتا کہ ایک شخص دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے آگے سجدہ کرنا جائز نہیں، لہٰذا میں یہ سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ لیکن اگر اس دنیا میں کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

یہ دو دلوں کا تعلق ہے

زندگی کے سفر میں جہاں مرد و عورت ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو ''امیر'' اور ''نگران'' بنایا ہے۔ اس ''امارت'' کے علاوہ اور جتنی امارتیں ہیں وہ وقتی اور عارضی ہیں آج ایک آدمی امیر اور حاکم بن گیا۔ یا ملک کا بادشاہ بنا دیا گیا لیکن اس کی حاکمیت اور بادشاہت اور امارت ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہے۔ کل تک حاکم اور امیر بنا ہوا تھا، اور آج وہ جیل خانے میں ہے، کل تک بادشاہ بنا ہوا تھا اور آج دو کوڑی کے لئے پوچھنے کو تیار نہیں، لہٰذا یہ امارتیں اور حکومتیں آنی جانی چیزیں ہیں، آج ہے، کل نہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق یہ زندگی بھر کا تعلق ہے۔ دم دم کا ساتھ ہے ایک ایک لمحے کی رفاقت ہے، لہٰذا اس تعلق کے نتیجے میں مرد کو جو امارت حاصل ہوتی ہے وہ مرتے دم تک برقرار رہتی ہے یا جب تک نکاح کا رشتہ برقرار ہے۔ اس لئے یہ ''امارت'' عام امارتوں سے مختلف ہے۔ دوسری امارتوں میں حاکم کا محکوم کے ساتھ، امیر کا رعیت کے ساتھ صرف ایک ضابطے کا دستوری اور قانونی تعلق ہوتا ہے، لیکن میاں بیوی کا تعلق محض ضابطے، قانون اور محض خانہ پری کا تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ دلوں کا جوڑ ہے، یہ دلوں کا تعلق ہے، جس کے اثرات ساری زندگی پر محیط ہیں اسی واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، کیونکہ وہ اس کی زندگی بھر کے سفر کا امیر ہے۔

Marfat.com

سب سے زیادہ قابل محبت ہستی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہیں، جب شوہر سے خطاب تھا اس وقت ساری باتیں عورت کے حقوق کے بارے میں بیان کی جارہی تھیں کہ عورت کے یہ حقوق ہیں، عورت یہ یہ حقوق ہیں۔اب جب عورت سے خطاب ہورہا ہے تو عورت کو اس کے فرائض کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ تمہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد تمہارے لئے سب سے زیادہ قابل احترام اور سب سے زیادہ قابل محبت ہستی اس روئے زمین پر تمہارا شوہر ہے جب تک یہ بات نہیں سمجھو گی شوہر کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کر پاؤ گی البتہ اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم سب پر مقدم ہے، جب اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم آجائے تو پھر نہ باپ کی اطاعت، نہ ماں کی اطاعت اور نہ شوہر کی اطاعت لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد شوہر کا درجہ ہے۔اس کو خوش کرنے کی فکر کرو اس کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرو، اس کی اطاعت کی فکر کرو۔

جدید تہذیب کی ہر چیز الٹی

آج ہمارے دور میں ہر چیز کے اندر الٹی گنگا بہنے لگی ہے، حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آج کی تہذیب میں ہر چیز الٹی ہوگئی ہے، یہاں تک کہ پہلے چراغ تلے اندھیرا ہوا کرتا تھا اور اب بلب کے اوپر اندھیرا ہوتا ہے اور اس درجہ الٹی ہوگئی ہے کہ گھر کا کام کاج اگرچہ شرعاً عورت کے ذمے واجب نہ ہو، لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ضرور ہے، اس لئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا سارا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں۔اور دوسری طرف عورت کو شوہر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا کہ ان کی اطاعت کرو۔اب اگر ایک عورت گھر کا کام کاج کرتی ہے اور اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کھانا پکاتی ہے تو اس پر اس کے لئے اعلیٰ ترین اجر وثواب لکھا جاتا ہے۔لیکن آج کی الٹی تہذیب کا فیصلہ یہ ہے کہ عورت کا گھر میں بیٹھنا اور گھر کا کام کاج تو رجعت پسندی' دقیانوسیت اور پرانا طریقہ ہے اور یہ عورت کو گھر کی چار دیواری میں قید کرنا ہے، لیکن اگر وہی

Marfat.com

عورت ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس بن کر چار سو آدمیوں کو کھانا کھلائے اور ان کے سامنے ٹرے سجا کر لے جائے اور چار سو آدمیوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بنے ایک شخص اس سے کوئی خدمت لے رہا ہے دوسرا شخص اس سے کوئی خدمت لے رہا ہے اور بعض اوقات بلاوجہ خدمت لیتے ہیں، کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی، کسی نے بیل بجا کر اس کو بلایا اور اسی سے کہا کہ یہ تکیہ اٹھا کر دے دو، اس خدمت کا نام آج کی جدید تہذیب میں آزادی ہے اور اگر وہی عورت گھر میں اپنے شوہر اپنے بچوں اور اپنے بہن بھائیوں کے لئے یہ خدمت انجام دے تو اس کا نام ''دقیانوسیت'' ہے اور یہ ترقی کے خلاف ہے۔

اگر وہی عورت ہوٹل میں ''ویٹرس'' بنی ہوئی ہے اور دن رات لوگوں کی خدمت انجام دے رہی ہے، کھانا کھلا رہی ہے تو وہ ''آزادی نسواں'' کا ایک حصہ ہے، یا وہ کسی کی سیکرٹری بن جائے یا وہ عورت کسی کو اسٹینوگرافر بن جائے، یہ تو آزادی ہے اور اگر یہی عورت گھر میں رہ کر اپنے شوہر اپنے بچوں اور ماں باپ کے لئے یہ کام کرے تو اس کو ''دقیانوسیت'' کا نام دے دیا گیا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

عورت کی ذمہ داری

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ عورت کے ذمے دنیا کے کسی فرد کی خدمت واجب نہیں، نہ اس کے ذمے کوئی ذمہ داری ہے اور نہ اس کے کاندھوں پر کسی کی ذمہ داری کا بوجھ ہے، تم ہر بوجھ اور ہر ذمہ داری سے آزاد ہو، لیکن صرف ایک بات ہے کہ تم اپنے گھر میں قرار سے رہو، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو، اور اپنے بچوں کی تربیت کرو، یہ تمہارا فریضہ ہے اور اس کے ذریعہ تم قوم کی تعمیر کر رہی ہو۔ اور اس کی معمار بن رہی ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں عزت کا یہ مقام دیا تھا اب تم میں سے جو چاہے اس عزت کے مقام کو اختیار کرے اور جو چاہے ذلت کے مقام کو اختیار کرے۔ جو آنکھوں سے نظر آرہا ہے۔

Marfat.com

وہ عورت سیدھی جنت میں جائیگی

وعن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ایما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة.

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة حدیث ۱۱۶۱)

حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ سیدھی جنت میں جائے گی۔

وہ تمہارے پاس چند دن کا مہمان ہے

عن معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه وعن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لا توذی امرأة زوجها فی الدنیا الا قالت زوجه من الحور الذین لا تؤذیه قاتلک الله ! فانما هو عنک دخیل یوشک ان یفارقک الینا.

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب نمبر ۱۹ حدیث ۱۱۷۴)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاہ: جب کبھی کوئی بیوی اپنے شوہر کو کوئی تکلیف پہنچاتی ہے۔ (اس لئے کہ بسا اوقات عورت کی طبیعت سلامتی کی حامل نہیں ہوتی۔ اور اس کی طبیعت میں فساد اور بگاڑ ہوتا ہے اور اس فساد اور بگاڑ کے نتیجے میں اپنے شوہر کو تکلیف پہنچا رہی ہے) تو اس کے شوہر کو جو بیویاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت میں حوروں کی شکل میں اس کے لئے مقدر فرمائی ہیں وہ حوریں جنت سے اس دنیاوی بیوی سے خطاب کر کے کہتی ہیں کہ:

''تو اس کو تکلیف مت پہنچا۔ اس لئے کہ یہ تمہارے پاس چند دن کا مہمان ہے، اور قریب ہے کہ وہ تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے۔''

Marfat.com

یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فساد طبعیت رکھنے والی بیوی کو متوجہ کر کے فرما رہے ہیں کہ تم جو اپنے شوہر کو جو تکلیف پہنچا رہی ہو۔ اس سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس لئے کہ دنیا میں تو اس کو جو چاہو گی تکلیف پہنچا دو گی۔ لیکن آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا رشتہ ایسی ''حورعین'' کے ساتھ قائم فرمائیں گے جو ان شوہروں سے اتنی محبت کرتی ہیں کہ ان کے دل کو ابھی سے اس بات کی تکلیف ہو رہی ہے کہ ایسی ہمارے شوہر کے ساتھ یہ کیسا تکلیف پہنچانے والا معاملہ کیا جا رہا ہے۔

مردوں کے لئے شدید ترین آزمائش

وعن اسامة بن زيد رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ما تركت بعدى فتنة هى اضر على الرّجال من النساء. (صحیح بخاری، کتاب النکاح باب ما یتقی من شوم المرأة حدیث ۵۰۹۶)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مردوں کے لئے زیادہ نقصان دہ ہو، بنسبت عورتوں کے فتنے کے عورتوں کا فتنہ اس دنیا میں مردوں کے لئے شدید ترین فتنہ ہے اس حدیث کی اگر تشریح لکھی جائے تو ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے کہ یہ عورتیں مردوں کے لئے کس کس طریقے سے فتنہ ہیں۔

عورت کس طرح آزمائش ہے؟

فتنہ کے معنی ہیں ''آزمائش'' اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اس دنیا میں مردوں کی آزمائش کے لئے مقرر فرمایا ہے اور یہ عوت کس کس طریقے سے آزمائش ہے؟ ایک مختصر مجلس میں اس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ یہ عورت اس طریقے سے بھی آزمائش ہے جس طریقے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ پیش آئی۔ یعنی مرد کی طبیعت میں عورت کی طرف کشش کا ایک میلان رکھ دیا گیا۔ اب اس کے حلال راستے بھی بیان کر دیئے، اور حرام راستے بھی بیان کر دیئے اب آزمائش اس طرح ہے کہ یہ مرد حلال کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ یا حرام کا

Marfat.com

راستہ اختیار کرتا ہے۔ یہ مرد کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہے۔

اس کے ذریعہ دوسری آزمائش اس طرح ہے کہ یہ بیوی جو اس کے لئے حلال ہے۔ اس کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے اللہ اور للہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے ویسا سلوک کرتا ہے یا اس کی حق تلفی کرتا ہے۔

تیسری آزمائش یہ ہے کہ یہ شخص بیوی کی محبت اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں ایسا غلو اور انہماک تو نہیں کرتا کہ اس کے مقابلے میں دین کے احکام کو پس پشت ڈال دے، یہ تو اس نے سن لیا کہ بیوی کو خوش کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ لیکن اب حرام اور ناجائز کاموں میں بھی اس کی دلجوئی کر رہا ہے۔ اور اس کی صحیح دینی تربیت نہیں کر رہا ہے۔ اس طرح بھی یہ آزمائش ہے اس لئے کہ مرد کو دونوں طرف خیال رکھنا ہے۔

ایک طرف محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ بیوی پر روک ٹوک نہ کرے، اور دوسری طرف دین کا تقاضہ یہ ہے کہ خلاف شرع کاموں پر روک ٹوک کرے، غرض آزمائشوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے انسان ان تمام آزمائشوں سے سرخ روئی کے ساتھ اس طرح نکل سکتا ہے کہ اس کے حقوق بھی ادا کرے۔ اس کی تعلیم و تربیت کا بھی خیال رکھے۔ اس کے نفع و نقصان کا بھی خیال رکھے اور حرام کی طرف بھی متوجہ نہ ہو، ان تمام باتوں کا خیال کرنا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص توفیق ہی کے ذریعے ہو سکتا ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تلقین فرمائی ہے جو آپ کی ماثور دعاؤں میں سے ہے کہ:

اللھم انی اعوذبک من فتنۃ النساء.....

اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عورتوں کے فتنے سے اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ اس آزمائش میں کھرا اترنا اور سرخ رو ہونا اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ! مجھے اس آزمائش میں پورا اتار دیجئے اور بہکنے اور پھسلنے سے اور غلطی کا مرتکب ہونے سے بچا لیجئے اس لئے اس ماثور دعا کو اپنی دعاؤں میں شامل کر لینا چاہئے۔

Marfat.com

ہر شخص نگہبان ہے

وعن ابن عمر رضی الله عنهما، عن النبی صلی الله علی وسلم قال: کلکم راع، وکلکم مسئول عن رعیته.

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث ۸۹۳)

یہ بڑی عجیب وغریب حدیث ہے اور جوامع الکلم میں سے ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص اس حدیث کا مخاطب ہے، فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کے زیر نگہبان اشیاء اور افراد کے بارے میں سوال ہوگا، یعنی جن چیزوں کی نگہبانی اس سپرد کی گئی تھی۔، اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، ''راعی'' کے اصل معنی ہوتے ہیں ''نگہبان'' اور چرواہے کو بھی ''راعی'' کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بکریوں کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور ''راعی'' کے معنی ''حاکم'' کے بھی ہوتے ہیں اور حاکم کے جو ماتحت ہوتے ہیں ان کو ''رعیت'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص ''راعی'' ہے۔ اور ہر شخص سے اس کی ''رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ ان کی نگہبانی تم نے کس طرح کی؟

''امیر'' رعایا کا نگہبان ہے

والامیر راع.....

ہر امیر اپنے اپنے زیر نگہبانی افراد کا ''راعی'' اور ''نگہبان'' ہے۔ اور اس سے سوال ہوگا کہ تم نے ان کی کیسی نگہبانی کی ''امیر'' کے بارے میں اسلام کا تصور یہ نہیں ہے کہ وہ امارت کا تاج سر پر لگا کر لوگوں سے الگ ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ امیر کا تصور یہ ہے کہ وہ راعی ہے۔ اسی واسطے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ قیامت کے روز مجھ سے سوال ہوگا کہ اے عمر! تیری حکومت میں ایک کتا بھوک مر گیا۔

''خلافت'' ذمہ داری کا ایک بوجھ

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت سے پہلے زخمی

Marfat.com

ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لئے کسی کو نامزد کر دیں، اور اس وقت لوگوں نے آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نام لیا کہ ان کو خلافت کے لئے نامزد فرما دیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بلاشبہ جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کے علم، فضل، تقویٰ، اخلاص کسی چیز میں کسی کو کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ جب لوگوں نے حضرت فاروق اعظم کے سامنے ان کے بیٹے کا نام لیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تو ایک جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ: تم میرے بعد ایسے شخص کو مجھ سے خلیفہ نامزد کرانا چاہتے ہو جس کو اپنی بیوی کو طلاق دینا بھی نہیں آتا۔

جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کو ایسی حالت میں طلاق دے دی تھی، جب ان کی اہلیہ ماہواری کی حالت میں تھیں اور ماہواری کی حالت میں طلاق دینا ناجائز ہے ان کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا۔ اس لئے طلاق دے دی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طلاق سے رجوع کرلو۔ چنانچہ انہوں نے اس طلاق سے رجوع کرلیا۔ اسی واقعہ کی طرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا کہ تم مجھ سے ایسے شخص کو خلیفہ بنوانا چاہتے ہو۔ جسے اپنی بیوی کو طلاق دینی بھی نہیں آتی۔ میں اس کو کیسے خلیفہ بنا دوں؟

لوگوں نے پھر اصرار کیا اور کہا حضرت! وہ قصہ آیا گیا ہوگیا۔ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایسا کرلیا تھا۔ اس واقعہ کی جب سے وہ خلافت کی اہلیت سے تو نہیں نکلے، بلکہ وہ اس کے اہل ہیں، آپ ان کو بتا دیں اس کے جواب میں جو جملہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ خلافت کا پھندا خطاب کی اولاد میں سے ایک ہی شخص کے گلے میں پڑ گیا تو کافی ہے، اب میں اپنے خاندان میں سے کسی اور فرد کے گلے میں یہ پھندا ڈالنا نہیں چاہتا۔ اس لئے یہ امارت اور خلافت درحقیقت ذمہ داری کا بہت بڑا بوجھ ہے اور آخرت میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر حساب کتاب دوں، تو اگر برابر سرابر بھی چھوٹ جاؤں تو بہت غنیمت سمجھوں گا۔ یہ ہے امیر کا تصور اور اس کے راعی ہونے کا تصور، کہ اس نے اس امارت کے حق کو کیسے ادا کیا۔ آگے فرمایا کہ:

Marfat.com

مرد، بیوی بچوں کا نگہبان ہے

والرجل راعی علی اهل بیته

یعنی مرد اپنے گھر والوں کا راعی اور نگہبان ہے۔ گھر والوں میں بیوی اور بچے جو اس کے ماتحت ہیں جس فیملی کا وہ سرابراہ ہے وہ سب آگئے ہر مرد سے اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس گھرانے کو تمہارے زیر انتظام دیا گیا تھا بیوی بچے تھے۔ ان کے ساتھ تمہارا کس طرح معاملہ رہا؟ اور ان کی کیسی نگہبانی کی؟ ان کے حقوق کیسے ادا کئے؟ اور کیا تم نے اس بات کی نگہبانی کی کہ وہ دین پر چلر ہے ہیں یا نہیں؟ کہیں وہ جہنم کی طرف تو نہیں جارہے ہیں؟ یہ کام تم نے کیا یا نہیں؟ اس کام کا خیال تمہارے دل میں آیا یا نہیں؟ قیامت کے روز مرد سے ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا، جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا کہ:

یا ایها الذین امنوا قوآ انفسکم واهلیکم نارًا. (التحریم: ٦٠)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ، اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ، ایسا کرنا درست نہیں کہ خود تو آگ سے بچ کر بیٹھ گئے، خود تو نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور روزہ بھی رکھ رہے ہی، فرائض واجبات اور نوافل وتسبیحات، سب ادا ہو رہے ہیں اور دوسری طرف اولاد غلط راستے پر جارہی ہے اس کی کوئی فکر نہیں ہے اس کا کوئی خیال نہیں تو پھر یاد رکھو، قیامت کے روز تم سوال سے بچ نہیں سکو گے تم سے بھی سوال ہوگا اور اس کا عذاب بھی ہوگا کہ تم نے اپنا فریضہ کیوں انجام نہیں دیا تھا؟ اس لئے فرمایا کہ مرد اپنے گھر والوں کے لئے ''راعی'' ہے۔ آگے فرمایا:

''عورت'' شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے

والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولده.

اور عورت اپنے شوہر کے گھر پر اور اس کی اولاد پر نگہبان ہے، گویا عورت کو دو چیزیں سپرد کی گئی ہیں: ایک شوہر کا گھر، دوسرے اس کی اولاد، یعنی گھر کی حفاظت کرے، گھر کا انتظام صحیح رکھے، گھر کے معاملات کی دیکھ بھال صحیح کرے، اور دوسرے اولاد کی دیکھ بھال

Marfat.com

صحیح کرے۔ دنیوی دیکھ بھال بھی اور دینی دیکھ بھال بھی یہ عورت کے فرائض میں داخل ہے۔اوراس حدیث میں ہرایک کے فرائض بیان کردیئے گئے ہیں۔

خواتین حضرت فاطمہ کی سنت اختیار کریں

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، جنت کی خواتین کی سردار، نکاح کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئیں،تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھما نے آپس میں یہ بات طے کرلی کہ حضرت علی گھر کے باہر کے کام کریں گے اور حضرت فاطمہ گھر کے اندر کے کام کریں گی، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بڑی محنت سے گھر کے کام انجام دیتی تھیں اور بڑے شوق وذوق سے کرتی تھیں اوراپنے شوہر کی خدمت کرتی تھیں،لیکن محنت کا کام بہت زیادہ ہوتا تھاوہ زمانہ آجکل کے زمانے کی طرح تو تھا نہی،آجکل تو بجلی کا سوئچ آن کردیا۔اور کھانا تیار ہوگیا بلکہ کھانا تیار کرنے کے لئے چکی کے ذریعہ آٹا پیستیں،تندور کے لئے لکڑیاں کاٹ کرلاتیں۔اور تندور سلگاتیں،اور پھر روٹی پکاتیں۔ایک لمبا چوڑا عمل تھا،جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو بڑی مشقت اٹھانی پڑتی تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بڑے شوق و ذوق سے یہ مشقت اٹھاتیں تھیں۔لیکن جب غزوہ خیبر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت مال غنیمت آیا،اس مال غنیمت میں غلام اور باندیاں بھی تھیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں ان کو تقسیم کرنا شروع کیا،تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے کسی نے کہا کہ آپ بھی جاکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیں کہ ایک کنیز اور باندی آپ کو بھی دے دیں۔چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے گھر میں حاضر ہوئیں اوران سے کہا کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں اور پانی کی مشک اٹھاتے سینے پر نیل پڑ گئے ہیں۔اس وقت چونکہ مال غنیمت میں اتنے سارے غلام اور باندیاں آئی ہیں،کوئی غلام یا باندی اگر مجھے مل تو جائے تو میں اس مشقت سے نجات پالوں، یہ کہہ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا واپس اپنے گھر آئیں۔

Marfat.com

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ تشریف لائیں تھیں اور یہ فرمارہی تھی آخر باپ تھے اور جب ایک باپ کے سامنے چہیتی بیٹی یہ جملہ کہے کہ چکی پیتے پیتے میرے ہاتھوں میں گڑھے پڑ گئے اور پانی کی مشک اٹھانے سے سینے پر نیل کے نشان آگئے ہیں آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت باپ کے جذبات کا کیا عالم ہوگا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے گھر بلایا اور فرمایا: فاطمہ! تم نے مجھ سے باندی یا غلام کی درخواست کی ہے۔ لیکن جب تک سارے اہل مدینہ کو غلام اور باندی میسر نہ آجائیں اس وقت تک میں محمد کی بیٹی کو غلام اور باندی دینا پسند نہیں کرتا۔

خواتین کے لئے نسخہ کیمیا "تسبیح فاطمی"

البتہ میں تمہیں ایک ایسا نسخہ بتاتا ہوں جو تمہارے لئے غلام اور باندی سے بہتر ہوگا وہ نسخہ یہ ہے کہ جب تم رات کے وقت بستر پر لیٹنے لگو تو اس وقت ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" ۳۳ مرتبہ "الحمدللہ" اور ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے غلام اور باندی سے زیادہ بہتر ہوگا۔ بیٹی بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی۔ پلٹ کر کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔، اسی پر مطمئن ہوگئیں اور واپس تشریف لے گئیں۔ اسی وجہ سے اس تسبیح کو "تسبیحہ فاطمی" کہا جاتا ہے۔ (جامع الاصول ج ۶ ص ۵۰۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو "خواتین کے لئے ایک مثال بنادیا کہ بیوی ایسی ہو قانونی اعتبار سے خواہ کچھ بھی حق ہو۔ لیکن سنت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے۔ اور اس نگہبان ہونے کی وجہ سے وہ اس کے کاموں کو اپنا کام سمجھ کر انجام دے۔

اولاد کی تربیت ماں کے ذمہ ہے

اور وہ عورت صرف گھر کی نگہبان نہیں ہے۔ بلکہ اس کی اولاد کی بھی نگہبان ہے

Marfat.com

اولاد کی پرورش، اولاد کی خدمت، اولاد کی تربیت اور اس کی تعلیم کی ذمہ داری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر ڈالی ہے۔ اگر اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہو رہی ہے ان کے اندر اسلامی آداب نہیں آرہے ہیں تو اس کے بارے میں پہلے عورت سے سوال ہوگا اور بعد میں مرد سے ہوگا اس لئے کہ ان چیزوں کی پہلی ذمہ داری عورت کی ہے۔ لہٰذا عورت سے سوال ہوگا کہ تمہاری گود میں پلنے والے بچوں میں دین وایمان کیوں پیدا نہیں ہوا؟ ان کے دلوں میں اسلامی آداب کیوں پیدا نہیں ہوئے؟ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔ آگے پھر دوبارہ وہی جملہ دھرادیا کہ:

وکلکم راع، وکلکم مسؤل عن رعیته

کہ تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر شخص سے اس کی زیر رعایت چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو ان فرائض کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رسول اللہ ﷺ کی چند ضروری نصائح

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں، اولاد اور غلاموں کے ساتھ اچھا ہے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کے ساتھ احسان کرنے والے کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہد کے برابر درجہ عطا کیا جائے گا۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ کے بعد افضل ترین صدقہ وہ مال ہے جو تو اپنی ذات پر خرچ کرے تاکہ وہ لوگوں سے دست سوال دراز کرنے رُکا رہے، اور وہ مال جو تو اپنی اولاد اور غلاموں پر خرچ کرے تاکہ وہ اپنی حاجت لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے باز رہیں۔ ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ ہر نیکی کا ثواب ستر گنا لکھتے ہیں۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حلال مال کماتے ہوئے تکان کی حالت میں شام

Marfat.com

کی تا کہ لوگوں کے سوال سے بچ سکے تو اسی شام اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی چیز کو نقصان پہنچانے سے اپنے ہاتھ کو روکے رکھا اس نے اس کے ساتھ بہتری کی۔ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ایک مرغی کے علاوہ میرا کوئی اہل وعیال نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے ایک دن بھی اس کے دانے دُنکے سے غفلت برتی تو اللہ تعالیٰ تجھ کو محسنین میں شمار نہیں فرمائیں گے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نرمی کو لازمی جانو اور اپنی عورتوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا کرو۔ ان کے ساتھ ظلم وزیادتی اور تنگی کا معاملہ نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یتیم کی طرح اس عورت کے لیے اس کے شوہر پر غصہ آتا ہے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ جس نے عورتوں کی عزت کی وہ کریم ہے اور ان کی اہانت کرنے والا لعنتی ہے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز انسان سے اس کی نماز کے بارے میں سوال ہوگا اور اس کے بعد اس کی عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا سوال ہو گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بہتر ہے جو اپنے خاندان کے لیے بہتر ہے۔ اور عورت سے بھی نماز کے بعد اپنے شوہر اور پڑوسی کے حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

◉ ..... ایک شخص خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی زبان کے ساتھ مخلوق خدا کے ساتھ برائی کرتا اور اپنے اہل وعیال کو اذیت دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کو اذیت وتکلیف دینے والے کا کوئی عذر اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں اور نہ ہی اس کی نیکیوں میں سے کوئی نیکی قبول کی جاتی ہے اگر چہ وہ تمام عمر روزے رکھتا اور غلام آزاد کرتا رہے۔ ایسے شخص کو سب سے پہلے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اسی طرح وہ عورت جو اپنے خاوند کو اذیت دے، تو اس کے خاوند کے راضی ہونے تک اس کی کوئی نیکی اور نماز قبول نہیں کی

Marfat.com

جاتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت تم سے بعض لوگوں کے بارے میں باز پرس فرمائیں گے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس کے ترک کرنے پر ان کو سزا دے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے قبضہ میں قیدیوں کی طرح ہیں جن سے حسن سلوک کا وعدہ اللہ سے کیا گیا ہے اور اللہ ہی نے ان کی شرمگاہوں کو تمہارے لیے حلال کیا ہے۔ چنانچہ ان کے لباس اور خرچ میں وسعت رکھو، اللہ تمہارے رزق میں وسعت فرمائے گا تمہارے گھرانہ میں برکت ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہو جائیں گے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال اور خادموں کو وضو اور اس کی نیت، تیمم، حیض، نفاس، استحاضہ، جنابت اور ان کے غسل کے احکام وغیرہ سکھائے۔ اسی طرح وضو اور نماز کے فرائض وسنن اور عقیدۂ اہل سنت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ غیبت وچغلی سے اجتناب کی تلقین کرے۔ اسی طرح نجاستوں سے بچاؤ کے طریقے، لایعنی باتوں سے پرہیز، ذکر واذکار اور آداب، گناہ اور برائی سے اجتناب وغیرہ کی تعلیم وتلقین کرے۔ اگر نسوانی مسائل میں اس کا علم محدود ہو تو خود اس کو اہل علم سے پوچھے ورنہ اس کی اجازت سے عورتیں اس کی تعلیم حاصل کریں۔ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ مواعظ وحکمت کے اجتماعات سے اپنے گھر والوں کو روکے جن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کی جائے اور وہ دینی معاملات کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جہنم میں داخلے سے بھی ڈرنے کا باعث ثابت ہوں۔ بایں وجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم یعنی دین کے فرائض کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

ہر شخص پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی، بچوں اور خدام وملازمین کی بہتر رہائش

Marfat.com

کا بندوبست کرے۔ اسی طرح ان کے کھانے پینے، پہننے اور امور دینیہ کی بہترین تعلیم کا بھی ہر لحاظ سے اچھا انتظام کرے تا کہ وہ ہر حلال وحرام سے شناسا ہو جائیں، کسی چیز میں بخل اور کمی سے کام نہ لے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایھا الذین امنوا قوآ انفسکم واھلیکم نارًا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملئکۃ غلاظٌ شداد لا یعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون مایومرون. (التحریم:٦)

''اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں'' جس پر سخت غصہ والے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی ہرگز نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے''۔

تحقیق اللہ عزوجل نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی اس سے بچائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر حاکم سے، روز قیامت اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ چنانچہ ہر آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اسی کے بارے میں حساب دے گا اور ہر عورت اپنے خاوند کے مال کی نگرانی ہے جس کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پروردگار کسی آدمی کو اس کے گھر والوں کی جہالت سے بڑے گناہ میں مبتلا نہ کرے۔

روایت ہے کہ: قیامت کے روز آدمی کے حساب وکتاب کے سب سے پہلے مرحلہ میں اس کی بیوی اور اولاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! اس آدمی سے ہمارا حق وصول کیجئے، کیونکہ اس نے ہم کو امور دین نہیں سکھائے اور ہمیں حرام کھلاتا رہا جبکہ ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔ اس وقت اس کو اس کی حرام کمائی کے اوپر بٹھایا جائے گا جس سے اس کا گوشت اتر جائے گا۔

Marfat.com

پھر اس کو میزان کے قریب لایا جائے گا اور فرشتے پہاڑ کے برابر اس کی نیکیوں کا اٹھائے حاضر ہوں گے، لیکن اس کی اولاد یکے بعد دیگرے آئیں گے اور کہیں گے کہ میری اتنی نیکیاں کم ہیں چنانچہ اسی قدر اس شخص کی نیکیاں سائل کو دے دی جائیں گی حتی کہ وہ اس کو کنگال کر دیں گے۔ وہ اپنے اہل وعیال سے متوجہ ہو کر کہے گا: آج تمہاری وجہ سے میری گردن پر قرض ڈال دیے گئے۔ فرشتے بلند آواز میں کہیں گے: یہ ہے وہ شخص! جس کی نیکیاں اس کے گھر والے لے گئے اور انہی کی وجہ سے اس کو جہنم میں ڈالا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہر آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حرام سے اجتناب کرے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

صلۂ رحمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعلقات کو جوڑنا، رزق کی وسعت اور عمر میں برکت کا سبب ہے۔ کیونکہ رشتے عرش الٰہی کے ساتھ بندھے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! تو اس کو قائم رکھ جس نے ہمیں قائم رکھا اور اس کو توڑ دے جس نے ہمیں توڑا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے اپنے عزت و مرتبہ کی قسم، میں اس کو قائم رکھوں گا جس نے تجھ کو قائم رکھا اور اس کو توڑ دوں گا جس نے تجھ کو توڑا۔

Marfat.com

ناحق قتل اور قطع رحمی کرنے والوں کا

عبرتناک انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یّقتُل مومناً متعمِّداً فجزاؤہٗ جھنَّمُ خالداً فیھا وغضب اللّٰہ علیہ ولعنہٗ واعدَّ لہٗ عذابًا عظیمًا. (النساء: ۹۳)

''جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کا ٹھکانہ ہمیشہ کیلئے جہنم' اللہ کی ناراضگی، اس کی لعنت اور اس کے لئے عذاب عظیم ہے''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کسی انسان کا قتل کرنا ہے' جس نے کسی جان کا قتل چھری رچاقو کے ساتھ کیا تو فرشتے جہنم کی وادیوں میں ہمیشہ اس کو اسی چھری کے ساتھ مارتے رہتے ہیں' وہ ہمیشہ آگ میں رہتا ہے اور وہ میری شفاعت سے محروم ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی جان کو بلندی سے گرا کر قتل کیا تو فرشتے بھی ہمیشہ اس کو بلند ترین چوٹی سے جہنم کی وادی میں گراتے رہتے ہیں' قتل کرنے والے جہنم کے کنوؤں میں محبوس ہوں گے۔ اگر کسی نے رسی کے ساتھ خودکشی کی اور مر گیا تو ہمیشہ جہنم میں اسی طرح لٹکا رہے گا اور اللہ کی رحمت سے محروم رہیگا۔ اگر کسی نے کسی کو ناحق قتل کیا تو اس کا قاتل کھلی گمراہی میں ہے فرشتے اس کو ہمیشہ آگ کی چھریوں کے ساتھ ذبح کرتے رہیں گے' اور جب بھی وہ اس کو قتل کریں گے تو اس کے حلق سے تارکول کا سیاہ خون بہے گا پھر وہ خون اسی میں لوٹایا جائے گا۔ ابدالآباد تک یہی اس کی سزا ہوگی' ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں

Marfat.com

اپنا حمل ضائع کروانے والی عورت کی بھی یہی سزا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذالموؤدة سُئِلَتْ ○ بایّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○ (التکویر:۸،۹)

''اور زندہ درگور کی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ تو کس گناہ میں قتل کی گئی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گرایا جانے والا بچہ قیامت کے دن لایا جائے گا' جس کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی اور وہ مدد کے لیے پکار رہا ہوگا کہ مظلوم ہوں۔ پھر وہ اپنی ماں کے پاس لایا جائے گا اور کہے گا: اے رب! اس سے پوچھئے اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ گرائے جانے والے بچے کی ماں سے پوچھیں گے: تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ کیا تیرا یہ گمان تھا کہ میں اس کو رزق نہیں دوں گا؟ بے شک میں نے کسی نفس کا ناحق قتل حرام قرار دیا تھا۔ اے فرشتو! اس عورت کو داروغہ جہنم' مالک' کے سپرد کردو جو اس کو جب الحزان' (مصیبتوں کے کنویں) میں قید کردے گا۔ جہاں فرشتے اس کو سخت عذاب دیں گے کیونکہ وہ وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ اس عورت کو آگ کا طوق اور بیڑیا پہنائی جائیں گی اور اس کے چہرے کو آگ میں جھونکا جائے گا پھر مالک دوبارہ اس کو' حب الحزان' میں پھینک دے گا۔ جو کہ ایک گہرا گھڑا ہے جس کا نام' نام الآبار' (کنویں کی آگ) ہے۔ جب کبھی جہنم کی آگ ہلکی ہوتی ہے اس گھڑے کا منہ کھولنے اور اس کی شدت حرارت سے جہنم دوبارہ دہکنے لگتی ہے۔ اس میں درندے' بھیڑیئے' سانپ اور بچھو ہیں جو گنہگاروں کو ڈستے ہیں۔ جہنم کے فرشتے ہاتھوں میں آگ کے نیزوں کے سات حمل گرانے والیوں کو مار رہے ہوں گے۔ ایسی عورت اس گھڑے میں پچاس ہزار سال تک کا عذاب کا شکار رہیں گی اور اس کے بعد اللہ جل شانہ' کوئی فیصلہ فرمائیں گے۔ اللہ ہمیں ایسے عذاب وعقاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ناحق قتل کرنا سب سے بڑا گناہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کسی نفس کو ناحق قتل کرنا ہے جس کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک چڑیا جس کے

Marfat.com

ساتھ انسان کھیلتا ہے اور وہ اسی کھیل کی وجہ سے مرگئی یا اس کو بغیر حاجت کے قتل کر دیا گیا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں حاضر ہوگی کہ وہ اس کی چنگھاڑ بجلی کی کڑک کے مانند ہوگی اور وہ کہے گی: اے رب اس سے پوچھو کہ اس نے مجھے بلاضرورت عذاب سے دوچار کرنے کے بعد قتل کیوں کیا؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تیرا حق لوں گا' مجھے اپنے عزت اور جلال کی قسم' جس ظالم نے بھی جس قدر ناحق ظلم کیا میں اس کو سخت عذاب سے دوچار کروں گا ورنہ تو میں ہی ظالم ٹھہروں گا جب میں مظلوم کا بدلہ نہ دلواؤں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں حساب لینے والوں کا بادشاہ ہوں' آج میں کسی پر ظلم نہیں کروں گا' مجھے اپنے عزت و مرتبہ کی قسم۔ آج ظالم کے ظلم سے تجاوز نہیں کیا جائے گا' اگر کسی نے ہتھیلی کے ساتھ طمانچہ مارا، یا کہنی کے ساتھ مارا' یا ہاتھ کے ساتھ مارا' آج میں بے جان لکڑی سے بھی سوال کروں گا کہ تو نے دوسری لکڑی کو کیوں خراش لگائی' ایک پتھر نے دوسرے پتھر کو خراش کیوں لگائی؟ اس وقت تک جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا جب تک دنیا کے ظلم کا بدلہ اس کی نیکیوں میں سے ادا نہ کر دیا جائے' اگر اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلموں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

مگر جس نے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے توبہ کی تو اللہ کا ارشاد ہے:

والذین لا یدعون مع اللّٰہ الٰھًا اٰخر ولا یقتلون النفس الّتی حرّم اللّٰہ اِلّا بِالْحَقِّ وَلا یزنون ط ومن یفعل ذلک یلق اثاماً O یضٰعف لہ العذاب ویخلد فیہٖ مھانًا O الا من تاب واٰمن وَعَمِلَ عَمَلًا صالحًا فاولٰئک یبدّل اللّٰہ سیّئٰتھم حسنٰتٍ ط وکان اللّٰہ غفورًا رّحیماً O (الفرقان : ۶۸ تا ۷۰)

''وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہیں پکارتے' کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا کاری نہیں کرتے۔ جس نے یہ کام کیے وہ گناہ میں پڑ گیا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اس میں رہے گا، مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لانے کے بعد

Marfat.com

عمل صالح کیے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ نیکیوں میں بدل دیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔"

اگر عورت جان بوجھ کر اسقاط حمل کروائے اور وہ اپنے گناہ کا اعتراف کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے کیونکہ' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وھو الَّذی یقبل التوبة عن عبادہٖ. (الشوری : ۲۵)

"وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے"

تو گرائے جانے والے بچے کی اگر صورت بن چکی ہو تو اس کے ورثاء (باپ اور بھائیوں) کے لیے دیت ہوگی یا اللہ تعالیٰ کے لیے ایک غلام آزاد کرادے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَنَّهٗ من قتل نفسًا ۢبغیر نفسٍ او فسادٍ فی الارض فکاَنَّما قَتَلَ النَّاسَ جمیعًا ط ومن احیاھا فکانَّمَآ احیا النَّاس جمیعًا ط

(المائدة : ۳۲)

"جس نے کسی نفس کو ناحق قتل کیا یا زمین میں فساد پھیلایا تو گویا اس نے تمام انسانیت کا قتل کیا اور جس نے کسی کی جان بچائی تو اس نے گویا تمام انسانیت کو زندہ کیا۔"

یعنی اگر ہزار لوگ ایک قتل میں شریک ہوئے تو وہ قتل ہر ایک کے ذمہ ہوگا اور ان پر جملہ انسانیت کے قتل کا بار ہوگا۔ اس کے برعکس اگر کسی نے کسی پریشان حال نفس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا' اس کو کھانے کا ایک لقمہ دیا یا اس کو پانی کا گھونٹ پلایا' یا اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف میں مدد کی تو اس نے گویا تمام انسانیت کے ساتھ بھلائی کی۔

ناحق قتل کا عبرتناک انجام

یہ واقعہ مجھے اوکاڑہ کے بزرگ استاد ماسٹر علی احمد صاحب نے سنایا۔ موصوف 1933ء میں برخ جیوے کے علاقہ (اوکاڑہ) میں پیدا ہوئے لیکن جوانی میں سندھ چلے گئے، وہیں وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملازم ہو گئے۔ زندگی کا بیشتر حصہ نواب شاہ میں گزارا' وہیں گورنمنٹ ہائی سکول میں ریاضی اور انگلش پڑھاتے رہے اور وہیں سے

Marfat.com

1992ء میں ریٹائر ہو کر اپنے آبائی علاقے میں واپس آ گئے، انہوں نے بتایا کہ 1982ء کی بات ہے کہ وہ نواب شاہ میں مارکیٹ روڈ نمبر 2 پر ایک مکان میں کرایہ دار تھے یہ مکان ایک شخص مختار احمد کی بہن کا تھا اور مختار احمد ہی اس کا کرایہ وصول کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں کرایہ دینے کے لیے اس کے گھر گیا تو اس کی بری حالت تھی، وہ زاروقطار رو رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہوں۔..... تین سال پہلے بیوی فوت ہو گئی اور ایک ہفتہ قبل اکلوتا جوان بیٹا قبر میں اتر گیا ہے اور میری اپنی زندگی جہنم بن کر رہ گئی ہے۔

میں نے تفصیل پوچھی تو اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے بتایا کہ میں پولیس میں ملازم تھا، ترقی کر کے ہیڈ کانسٹیبل بن گیا' ایک بار ڈاکے اور قتل کے ایک ملزم کو جیل سے عدالت تک پہنچانا تھا، اس روز فیصلے کی تاریخ تھی' میرے ساتھ ایک کانسٹیبل کی ڈیوٹی لگی' ہم دونوں نے ملزم کو جیل سے لیا اور چونکہ عدالت تک فاصلہ زیادہ نہ تھا اس لیے ہم تینوں پیدل ہی چل پڑے۔

یہ راستہ کچھ ویران سا تھا۔ ایک جگہ تو اونچے قد کی بہت سی جھاڑیاں تھیں بالکل جنگل کا منظر تھا۔ وہاں اس ملزم نے بڑی لجاجت سے درخواست کی کہ میرے پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے' میری ایک ہتھکڑی کھول دیں اور اجازت دیں کہ جھاڑیوں کی اوٹ میں پیشاب وغیرہ کر لوں، ہمیں ترس آ گیا' ہم نے اس کی ایک ہتھکڑی کھول دی اور وہ قریب ہی جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ابھی اسے بیٹھے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ کھلے منہ کی ایک گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی آئی اس میں سے سات آٹھ تنومند آدمی اترے انہوں نے آناً فاناً ہماری رائفلوں پر قبضہ کیا ہمارے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے باندھے ہمیں جھاڑیوں میں پھینکا اور ملزم کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال کر یہ جا وہ جا یہ سب کچھ پنجابی فلموں کے انداز میں اس قدر اچانک ہوا کہ ہمیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا..... تاہم ان لوگوں نے مہربانی کی کہ جاتے ہوئے وہ ہماری رائفلیں ہمارے قریب ہی پھینک گئے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ قدموں کی چاپ سے اندازا ہوا کہ کوئی شخص اس راستے پر چلا آ رہا ہے۔ ہم نے جھاڑیوں کے اندر سے آواز دی کہ جانے والے ذرا ٹھہر جانا اور ہماری مدد کرنا' وہ آدمی ٹھہر گیا اور ہمارے قریب آ گیا تب ہم نے اسے اپنی بپتا سنائی کہ ہم پولیس

Marfat.com

ملازم ہیں' ڈاکو ہمیں بے بس کر کے یہاں پھینک گئے ہیں' مہربانی کرو اور ہمارے ہاتھوں اور پیروں کی رسیاں کھول دو۔ اس شخص نے ہمارے ہاتھ پاؤں کی رسکیاں کھول دیں' ہم اٹھ کر کھڑے ہو گئے، وہ شخص ہمدردی سے ہمارا حوصلہ بڑھانے اور ہاتھوں سے ہمارے کپڑوں کی مٹی صاف کرنے گا۔

جب تک ہم زمین پر گرے پڑے تھے اس وقت تک جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور کوئی بات سوجھ نہیں رہی تھی لیکن اب نتائج وعواقب کے بارے میں سوچ کر میں تو چکرا کر رہ گیا..... ہمارے ساتھ تو بہت ہی دردناک حادثہ ہوا ہے..... اب کیا ہوگا؟ اگر ہم اسی طرح خالی ہاتھ عدالت میں جاتے ہیں اور وہاں بتاتے ہیں کہ ایک ڈاکو اور رقات کو اغوا کر لیا گیا ہے تو کوئی ہماری بات نہیں مانے گا۔ سب یہی کہیں گے کہ انہوں نے کوئی بھاری رشوت لے کر ڈاکو اور قاتل کو بھگا دیا ہے۔ چنانچہ ہمیں فوراً ملازمت سے برطرف کر کے گرفتار کر لیا جائے گا۔ ہم پر لازماً مقدمہ چلے گا اور ہم کسی سخت سزا کے مستحق ٹھہریں گے ..... پھر کیا کیا جائے؟ بچت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ وہ کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ ہم شدید قسم کی پریشانی سے بچ جائیں؟

اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک عجیب شیطانی تجویز نے سر اٹھایا..... پھر کیا ہے اگر ملزم بھاگ گیا ہے' اس کے بدلے میں ہمیں ایک بندہ تو مل گیا ہے' پھر اسے ہی کیوں استعمال نہ کیا جائے' اور اس سوچ کے ساتھ ہی میں اچھل کر اس مہربان شخص پر حملہ آور ہو گیا اور مکوں اور تھپڑوں سے اسے پیٹنے لگا۔ میرا ساتھی کانسٹیبل حیران ہو گیا لیکن میں نے اسے ڈانٹا کہ یہی ہمارا ملزم ہے' پکڑ لو اور اس کی خوب ٹھکائی کرو..... چنانچہ ہم دونوں نے مل کر اسے خوب خوب مارا' بے چارا تیورا کر گر پڑا۔ پہلے اس نے کچھ آہ و بکا کی مگر پھر اس کے حواس جواب دے گئے اور وہ سر گھٹنوں میں دبا کر نیم مدہوش زمین پر بیٹھ گیا..... ہمارے پاس ایک فالتو ہتھکڑی موجود تھی اس میں اس کے دونوں ہاتھ جکڑ لیے اور کھینچتے ہوئے کچہری کی طرف چل پڑے۔..... اس کشمکش میں ہم خاصے لیٹ ہو گئے۔ جج نے پوچھا کہ لیٹ کیوں ہوئے اور ملزم کا منہ کیوں سوجا ہوا ہے تو ہم نے بتایا کہ اس نے ہمیں دھوکا دے کر بھاگنے کی کوشش کی تھی اس لیے اسے قابو کرنے میں کچھ وقت صرف ہو گیا اور اس کی مرمت

Marfat.com

بھی کرنی پڑی..... وہ مظلوم شخص ہماری بے رحمانہ مار سے اس قدر ہراساں ہو گیا تھا کہ عدالت میں اس کے منہ سے کوئی بات نہ نکلی اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے اور وہ خوفزدہ نظروں سے بڑبڑ دیکھتا رہا۔

سچ ہے قانون اندھا ہوتا ہے' جج نے اس روز مقدمے کا فیصلہ سنانا تھا چنانچہ اس نے کوئی تحقیق نہ کی اور تھوڑی دیر میں اس بیچارے کو موت کی سزا سنا دی۔ اس کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی اور ہم اسے گھسیٹتے ہوئے جیل میں چھوڑ آئے۔

ریٹائرڈ سب انسپکٹر مختار احمد آج اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا' وہ روتا رہا اور اپنے ظلم کی داستان کی ساری جزئیات سناتا رہا۔ اس نے بتایا: ''ماسٹر صاحب! یہ ٹھیک ہے کہ میری نوکری بچ گئی' مجھ پر کوئی مقدمہ بھی نہ بنا لیکن خدا کا کوڑا حرکت میں آ گیا' میرے ضمیر نے میرا جینا حرام کر دیا اور رات سونے کے لیے جب میں چارپائی پر لیٹا تو نیند کوسوں دور تھی۔ رہ رہ کر اس مظلوم دیہاتی کی شکل نظروں کے سامنے گھوم جاتی جسے میں نے کسی قصور کے بغیر ہی پہلے بے رحمی سے مارا اور پھر پھانسی کی سزا دلوا دی..... اور اس کی شکل مجھے ایسے کرب میں مبتلا کرتی کہ میں اٹھ کر بیٹھ جاتا..... پھر نیند غلبہ کرتی اور لیٹتا تو دوبارہ یہی صورت پیدا ہو جاتی..... آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں' جمائیوں پر جمائیاں آ رہی تھیں..... لیکن نیند مجھ سے روٹھ گئی تھی..... ساری رات اسی کیفیت میں مبتلا رہا اور میں ایک لمحہ کے لیے بی سکون کی نیند نہ سو سکا اور مسلسل بے خوابی اور شدید ذہنی و اعصابی دباؤ نے مجھے کئی بیماریوں میں مبتلا کر دیا..... معدہ خراب ہو گیا اور ٹانگوں میں درد رہنے لگا..... زندگی سے سکون اور راحت جیسے رخصت ہی ہو گئی۔

اللہ کی شدید ترین ناراضی اس صورت میں بھی ظاہر ہوئی کہ اس واقعے کے چند ہی ماہ کے بعد میری بیوی یکا یک فوت ہو گئی' وہ بظاہر بھلی چنگی تھی' چھوٹی موٹی عام تکلیف کے سوا اسے کوئی بیماری نہ تھی' مگر اسے چند روز تک سر میں شدید درد ہوا اور اسی حالت میں ایک روز وہ دم توڑ گئی..... میری دنیا اندھیر ہو گئی' گھر کا سارا نظام ہی برباد ہو گیا..... زچ ہو کر میں نے ملازمت سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی اور اپنے آبائی شہر نواب شاہ میں آ گیا..... یہاں میں نے کریانہ کی ایک دکان کر لی..... ایک بیٹا تھا وہ پڑھتا تھا..... سکول

Marfat.com

سے آکر وہ دکان پر بیٹھ جاتا اور مجھے کچھ آرام مل جاتا.....اور ساری ذہنی وجسمانی تکلیفوں کے باوجود زندگی کسی نہ کسی طرح گزرتی چلی گئی۔

لیکن لگتا یہ ہے کہ میں نے بھیانک قسم کے جس ظلم کا ارتکاب کیا تھا اس کے نتیجے میں مجھے آخری حد تک سزا دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ قبل میرے بیٹے کے پیٹ میں درد اٹھا اور وہ شدت اختیار کرتا چلا گیا' بہت علاج کیا' ڈاکٹروں' حکیموں کے ہاں دوڑتا رہا لیکن لفافے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی' درد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ وہ تین دن تک تڑپتا رہا اور آخر کار مجھے یک وتنہا چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ وہی میرا واحد سہارا تھا اور اسی کو میں دیکھ دیکھ کر جیتا تھا۔

یہ عبرت ناک کہانی سناتے ہوئے مختار احمد زار و قطار روتا رہا' اس نے بتایا کہ میری زندگی جہنم سے بدتر ہوگئی ہے معدہ کوئی چیز قبول نہیں کرتا' بھوک لگتی ہے کچھ زہر مار کرتا ہوں تو ابکائیاں آنے لگتی ہیں' کھایا پیا حلق کو چڑھنے لگتا ہے اور پیٹ میں شدید مروڑ اٹھنے لگتے ہیں پرسکون نیند ایک عرصے سے خواب وخیال ہو کر رہ گئی ہے۔ کبھی آنکھ لگتی ہے تو وہ دیہاتی جسے میں نے پھانسی تک پہنچایا تھا آدھمکتا ہے اور دونوں ہاتھوں سے میرا گلا دبانے کی کوشش کرتا ہے اور میں چیخ مار کر بیدار ہو جاتا ہوں اور تھر تھر کانپنے لگتا ہوں۔ موت کا خوف ہمہ وقت میرے سر پر سوار رہتا ہے' اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ میں مر جاؤں تاکہ ہر وقت کی اذیت سے چھٹکارا پا جاؤں' لیکن بدقسمتی سے موت بھی نہیں آتی اور خودکشی کرنے کا مجھ میں حصہ نہیں ہے۔

ماسٹر علی احمد صاحب نے بتایا کہ مختار احمد ایک عرصے تک عذاب کی اسی کیفیت میں مبتلا رہا۔ میں جب بھی اسے ملتا وہ حزن وملال اور کرب کی شدید ترین کیفیت سے دو چار نظر آتا اور کم وبیش ڈیڑھ دو سال تک انتہائی عبرت ناک زندگی گزار کر موت کی آغوش میں چلا گیا۔

مقتول نے قاتلوں کو مار دیا

تقریباً 85 سال پہلے کی بات ہے کہ اعظم گڑھ (بھارت) کے ایک گاؤں میں

Marfat.com

ایک زمیندار مولا بخش نام کے رہے تھے۔ مولا بخش اپنے باپ کی تنہا اولاد تھے اور ان کے باپ ابھی زندہ تھے۔ ان کے رشتہ داروں نے سوچا کہ اگر مولا بخش کا خاتمہ کر دیا جائے تو ان کی جو اولاد ہے وہ محجوب ہو جائے گی کیونکہ دادا زندہ ہوگا اور باپ مر چکا ہوگا' اس طرح ان کے حصے کی ساری جائیداد ہم کو مل جائے گی۔

چنانچہ انہوں نے خفیہ طور پر مولا بخش کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ بقر عید قریب تھی۔ ایک روز مولا بخش اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر روانہ ہوئے تا کہ وہاں سے عید کا سامان خرید کر لائیں۔ ان کے دشمن پہلے ہی سے اس موقع کی تاک میں تھے۔ ادھر مولا بخش روانہ ہوئے' ادھر دشمنوں نے جمع ہو کر مشورہ کیا اور پوری اسکیم طے ہو گئی۔

عصر کا وقت تھا' مولا بخش کا گھوڑا گاؤں سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جنگل میں داخل ہوا جو راستہ میں پڑتا تھا۔ ''ٹھہر جاؤ'' اچانک ایک کرخت آواز نے مولا بخش کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ دیکھا تو چار آدمی تھے جو لاٹھیوں اور بلموں سے پوری طرح مسلح ان کے سامنے کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک نے لپک کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ اب مولا بخش کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ گھوڑے سے اتر پڑیں۔ ''آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو'' مولا بخش نے اضطراب آمیز لہجہ میں پوچھا۔ ''تمہاری جان'' بلم کے پیچھے کھڑے ہوئے خونخوار چہروں نے جواب دیا۔ مولا بخش صورت حال کی نزاکت کو پوری طرح سمجھ چکے تھے۔ انہوں نے چند لمحے سوچا اور اس کے بعد جواب دیا۔

''اچھا عصر کا وقت ہو گیا ہے مجھے نماز پڑھ لینے دو''۔ ''ہاں تم نماز پڑھ سکتے ہو''

مولا بخش مصطفیٰ بچھا کر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہ ان کے لیے صرف نماز نہیں تھی بلکہ پیش آمدہ صورت حال سے نمٹنے کے لیے سوچنے کا ایک وقفہ بھی تھا۔ وہ بظاہر نماز پڑھ رہے تھے مگر حقیقتاً اپنے رب سے سرگوشی کر رہے تھے۔ وہ ابھی سجدہ میں تھے کہ ان میں سے ایک معمر شخص نے کہا: دیکھتے کیا ہو اس سے بہتر وقت نہیں مل سکتا۔ اگر کہیں سے کوئی راہی آنکلا تو تمہارا سارا منصوبہ دھرا رہ جائے گا۔ بزرگ ساتھی کی بات سب کے سمجھ میں آ گئی اور فوراً ہی ان میں سے وہ طاقتور آدمی مولا بخش کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے۔

سجدے کی حالت میں ایک لاٹھی گردن کے نیچے رکھی گئی اور دوسری گردن کے

Marfat.com

اوپر اس کے بعد دونوں طرف سے چاروں آدمیوں نے مل کر دبایا تو مولا بخش کی زبان باہر نکل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس دنیا میں نہیں تھے۔ اس کے فوراً بعد دشمنوں نے گھوڑے کو بھی قتل کر دیا اور گھوڑے اور اس کے سوار دونوں کی لاشیں قریب کے دریا میں بہا دیں۔ برسات کا موسم تھا۔ عین اسی رات کو موسلا دھار بارش ہوئی اور قریباً ایک ہفتہ تک جاری رہی۔ اس بارش میں نہ صرف قتل کے تمام آثار دھل کر ختم ہو گئے بلکہ چڑھے ہوئے دریا میں لاشیں بھی ہمیشہ کے لیے غائب ہو گئیں۔

اس واقعہ کے بعد مولا بخش کے صاحبزادے عبدالصمد اور ان کے داماد خادم حسین دو ہفتے تک بارش اور سیلاب میں مارے مارے پھرے مگر مولا بخش کا کوئی سراغ نہ ملا۔

جکس وقت مولا بخش کا گھوڑا جنگل میں داخل ہوا اور چاروں آدمیوں نے مل کر انہیں گھیر لیا تو مولا بخش کے پیچھے کچھ فاصلے پر گاؤں کا ایک بنیا بھی تھا جو بازار آ رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی یہ منظر دیکھا فوراً کھسک کر ایک جھاڑی میں چھپ گیا۔ وہیں سے پورا منظر دیکھتا رہا۔ اس نے بعد کو گھر آ کر مولا بخش کے وارثوں کو سارا قصہ سنایا۔ رپورٹ ہوئی۔ پولیس آئی مگر نہ لاش برآمد ہوئی اور نہ قتل کا کوئی ثبوت فراہم ہوا' اس وجہ سے مقدمہ قائم نہ ہو سکا۔ چاروں قاتل بہت خوش تھے کہ چلو قتل بھی کیا اور سزا سے بھی بچے اور مقتول کی ساری جائیداد کا حق بھی مل گیا۔

مگر آخری عدالت کا فیصلہ ابھی باقی تھا۔ اس کے بعد جلد ہی یہ واقعہ ہوا کہ یکے بعد دیگرے وہ چاروں آدمی بیمار ہوئے جنہوں نے مولا بخش اور ان کے گھوڑے کو قتل کیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی بیماری موت کی بیماری بن گئی۔ پہلا شخص جب مرنے کے قریب ہوا تو لوگوں نے سنا کہ وہ سخت اضطراب کی حالت میں کچھ کہہ رہا ہے۔ قریب آ کر کان لگایا تو صاف طور سے یہ الفاظ اس کی زبان سے نکل رہے تھے:

''مولا بخش اپنے گھوڑے سے ہم کو مت کچلیے' مولا بھائی اپنے گھوڑے سے ہم کو مت کچلیے''۔

اسی طرح چاروں قاتل بیمار ہوئے اور چاروں اپنے آخری وقت میں یہی کہتے ہوئے مر گئے۔ گویا کہ مقتول اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے جسم کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے

Marfat.com

روندر ہا تھا۔ موت کے بعد نہلانے کے لیے ان کے جسم کا کپڑا اتارا گیا تو یہ قیاس صحیح نکالا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر جگہ جگہ گھوڑے کے کھر کے نشانات پڑے ہوئے ہیں جیسے واقعی کسی گھوڑے نے اپنے کھر سے ان کو پامال کیا ہو۔

اس طرح چاروں آدمیوں کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی اولاد مولا بخش کی جائیداد بھی حاصل نہ کر سکی کیونکہ دادا زندہ تھے اور انہوں نے مولا بخش کے لڑکوں کے نام ان کا پورا حصہ لکھ دیا۔

آج بھی مولا بخش کے پوتے زندہ سلامت موجود ہیں اور ان کی پوری جائیداد ان کے پوتوں کے قبضہ میں ہے۔ (بشکریہ: دعوت وعزیمت' بھارت)

بہن کا خیال نہ رکھنے والے کو سخت عذاب

کسی بزرگ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میری ایک نہایت ہی صالح و پاکباز عجمی کے ساتھ دوستی تھی جو مکہ ہی میں مستقل قیام پذیر تھا جو رات گئے تک بیت اللہ کا طواف کرتا رہتا اور دیر تک قرآن مجید کی تلاوت میں منہمک رہتا۔ اس کا یہ معمول تقریباً دو سال سے تھا۔ میں نے کچھ سونا اس کے پاس بطور امانت رکھا اور ملک یمن کی طرف سفر پر نکل گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں واپس آیا تو وہ مر چکا تھا' میں نے اس کی اولاد سے اپنی امانت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بخدا ہمیں اس کا علم نہیں۔ میں اس غم میں کھڑا تھا کہ مجھے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ ملے اور پوچھا: میرے بھائی کیا ہوا؟ میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: جمعہ کے روز آدھی رات کے وقت، جب مطاف میں کوئی بھی شخص نہ ہو، تو رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر اس شخص کو آواز دو۔ اگر وہ اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کے ہاں نیک روح ہو گی تو تمہارے ساتھ کلام کرے گی کیونکہ مومنین کی ارواح رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان جمع کی جاتی ہیں۔ چنانچہ جمعہ کے روز آدھی رات کے وقت میں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر آواز دی، لیکن میرے ساتھ کسی نے کلام نہ کیا۔ اگلی صبح میں نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ رات کا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور فرمایا وہ عجمی آدمی

Marfat.com

اہل دوزخ میں سے ہے۔ لیکن تم یمن کی طرف جاؤ کیونکہ اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام ''بیر برھوت'' ہے عذاب دیئے جانے والے لوگوں کی روحیں اسی کنویں میں جمع کی جاتی ہیں۔ آدھی رات کے وقت اس کنویں کے کنارے کھڑے ہو کر آواز دو تو وہ تمہارے ساتھ کلام کرے گا۔ چنانچہ میں آدھی رات کو کنویں کے کنارے بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ دو آدمیوں کو اس کنویں میں گرانے کے لئے لایا جا رہا ہے اور وہ چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں ایک ظالم شخص کی روح ہوں جو بادشاہ کے پاس لوگوں کی خبریں لاتا تھا اور حرام کھاتا تھا' اب موت کا فرشتہ مجھے عذاب دینے کے لئے مجھے اس کنویں میں ڈال رہا ہے۔ دوسرے نے کہا میں ایک گنہگار اور ظالم آدمی کی روح ہوں اور مجھے بھی اس کنویں میں عذاب کے لیے ڈالا جا رہا ہے۔ میں نے ان دونوں کی ایسی چیخ و پکار سنی کے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر میں نے اس کنویں میں جھانک کر اس عجمی شخص کو آواز دی جو فرشتوں کی مار پیٹ کا شکار تھا۔ اس نے جواب میں ''لبیک'' کہا میں نے پوچھا: اے میرے بھائی! میری امانت کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ فلاں جگہ فلاں ستون کے نیچے مدفون ہے۔ پھر میں نے پوچھا: اے بھائی! تجھے کس جرم میں اس بدبخت جگہ پر لایا گیا ہے؟ اس نے کہا: میری بہن کی وجہ سے۔ کیونکہ میری ایک بہن نہایت ہی غریب تھی جو ارض عجم میں رہتی تھی' میں نے اس سے غفلت برتی اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہا میں نے اس پوری مدت میں ایک دفعہ بھی اس کا حال احوال معلوم نہ کیا' اور جب میں فوت ہوا تو میرے پروردگار نے مجھے اس پر سزا دی اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: تو اپنی بہن کو کیسے بھول گیا؟ وہ ننگی تھی اور تو بہترین لباس پہنتا تھا' وہ بھوکی تھی اور تو پیٹ بھر کر سوتا تھا' وہ پیاسی تھی اور تو سیر تھا۔ مجھے اپنے عزت و مرتبہ کی قسم' میں قطعہ رحمی کرنے والے پر رحم نہیں کروں گا۔ اس کو ''بئر برھوت'' میں لے جاؤ چنانچہ مجھے ملک الموت اس کنویں میں لے آیا۔ ہائے ہلاکت' اب میں یہاں عذاب سے دوچار ہوں۔ میرے بھائی! میری بہن کے پاس جاؤ اور میرے لئے معذرت طلب کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اس جگہ کی طرف گیا اس کو کھودا تو اس میں میری امانت پڑی ہوئی تھی۔ پھر میں بلادِ عجم کی طرف روانہ ہوا اور اس کی بہن کے بارے میں پوچھنے لگا۔ جب میں اس

Marfat.com

سے ملا تو اس سے اس کے بھائی کا قصہ اول تا آخر بیان کیا' وہ سن کر رونے لگی اور اللہ اس کی مغفرت کی درخواست کرنے لگی۔ چنانچہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں سونے' یاقوت اور قیمتی موتیوں سے بنا ایک محل دیکھا جس کے ظاہر سے اس کا باطن اور اس کے باطن سے اس کا ظاہر نظر آتا تھا۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ محل اس شخص کے لئے جو رشتوں کو ملائے' سلام کو پھیلائے' نرم کلام کرے' ضرورت مندوں کو کھانا کھلائے' یتیموں کے ساتھ شفقت کرے اور اس وقت نماز کے لئے کھڑا ہوا جب دوسرے لوگ سو رہے ہوں۔

◉ ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی بیوی کی تکالیف پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ صبر کیا تو اس کو حضرت ایوب علیہ السلام جیسا اجر دیا جائے گا اور جس عورت نے اپنے خاوند کی تکالیف پر صبر کیا تو اس کو راہ خدا میں شہید ہونے والے کے برابر ثواب دیا جائیگا۔ جس عورت نے اپنے خاوند کو اذیت دی اور اس پر وہ بوجھ ڈالا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا تو رحمت اور عذاب ہر دو کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور وہ جہنم میں ڈالی جائے گی اور جس نے اپنے خاوند کی اذیتوں اور تکلیفوں پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم بنت عمران جیسا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو کہنے والوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں' فرماتے ہیں: جس نے تعلقات کو ملا دیا میں اس کی عمر بڑھا دوں گا' اس کے مال میں فراخی عطا کروں گا' اس کے عائلی معاملات میں برکت ڈالوں گا' اس پر موت کی سختیاں آسان کر دوں گا اور جنت کے تمام دروازے اس کو پکاریں گے ''ہماری طرف آیئے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قطعہ رحمی کرنے والوں پر اللہ کی رحمت نہیں ہوتی اور ہم اللہ کی رحمت سے محرومی پر اللہ کی پناہ پر آتے ہیں۔ ہم اس سے قبولیت و مغفرت کا سوال کرتے اور جہنم کی آگ سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

Marfat.com

گناہوں کی لذت ایک دھوکہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دوزخ پر خواہشات نفسانی کا پردہ پڑا ہوا ہے اور جنت پر ان چیزوں کا پردہ پڑا ہوا ہے جن کو انسان دنیا کے اندر مشکل اور پر مشقت محسوس کرتا ہے اور ناپسندیدہ سمجھتا ہے۔

جنت اور جہنم پردے میں

اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے امتحان اور آزمائش کا گھر بنایا ہے اس آزمائش کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی عقل اور سمجھ استعمال کر کے اس امتحان میں کامیابی حاصل کرے۔ اگر دوزخ سامنے کر دی جاتی کہ دیکھو یہ دوزخ ہے اور اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس عذاب کا مشاہدہ ہو جاتا اور دوسری طرف جنت سامنے کر دی جاتی کہ اس جنت کی نعمتیں اور اس کے پر کیف مناظر سامنے ہوتے اور پھر انسان سے کہا جاتا کہ تم ان دونوں مقامات میں سے ایک مقام کو اپنے لئے اختیار کر لو اور اس کے راستے پر چل پڑو، پھر تو یہ امتحان نہ ہوتا۔ یہ امتحان اس طرح رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بھی پیدا فرمائی اور جہنم بھی پیدا فرمائی لیکن جہنم پر نفسانی خواہشات کا پردہ ڈال دیا اور وہ نفسانی خواہشات انسان کو جہنم کی طرف لے جانا چاہتی ہیں۔ مثلاً دل چاہتا ہے کہ فلاں کام کر لوں حالانکہ وہ کام دوزخ میں لے جانا والا ہے اور دوسری طرف جنت پر مکروہات کا پردہ ڈال دیا اور ایسی چیزوں کا پردہ ڈال دیا جن کو انسان کا نفس برا سمجھتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صبح سویرے اٹھو، اپنی نیند کو چھوڑ دو، مسجد کی طرف جاؤ،

Marfat.com

نماز فجر ادا کرو، ذکر کرو، گناہوں کو چھوڑ دو، اب انسان کا نفس ان باتوں کو بظاہر برا سمجھتا ہے۔لیکن جنت کو ان کے پیچھے چھپا دیا گیا ہے اور اس پر ان کا پردہ ڈال دیا ہے۔

جہنم کے انگارے خریدنے والا

جتنی چیزیں نفسانی شہوات سے متعلق ہیں۔اگر انسان ان کے پیچھے اس طرح چل پڑے کہ جو جی میں ائے کر گزرے اور یہ نہ دیکھے کہ یہ کام حلال ہے یا حرام ہے' جائز ہے یا ناجائز ہے تو اس صورت میں یہ راستہ سیدھا جہنم کی طرف لے جائے گا۔مثلاً انسان کا دل کھیل تماشوں کی طرف بہت مائل ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں تو کھیل تماشوں کے لئے باقاعدہ جگہیں مقرر ہوتی تھیں۔وہاں جانا پڑتا تھا۔ٹکٹ خریدنا پڑتا تھا۔لیکن اب تو گھر گھر میں کھیل تماشے ہو رہے ہیں۔ یہ سب شہوتیں ہیں اور نفسانی خواہشات ہیں۔جن کو پورا کرنے کے لئے انسان پیسے خرچ کر رہا ہے۔اور پیسے خرچ کر کے بازار جا کر دوڑ دھوپ کر کے محنت اور مشقت برداشت کر کے کھیل تماشوں کا سامان خرید رہا ہے۔گویا اپنے گھر کے اندر، اپنے ڈرائنگ روم میں اپنے بیڈ روم میں اور اپنے بچوں کے لئے دوزخ کے انگارے خرید کر لا رہا ہے۔ جنت کا سامان کرنے کے بجائے جہنم کا سامان کر رہا ہے یہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہے کہ خواہشات کا پردہ پڑا ہوا ہے۔اگر یہ پردہ اٹھ جائے اور حقیقت شناس نگاہ پیدا ہو جائے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ میں یہ سارے کام جو کر رہا ہوں درحقیقت جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

جنت کی طرف جانے والا راستہ

دوسری طرف جنت کے اوپر مکروہات اور ناپسندیدہ چیزوں کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ انسان کا نفس یہ نہیں چاہتا کہ عبادات اور طاعات کی طرف چلے۔اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانے، لیکن یہی راستہ جنت کی طرف لے جانے والا ہے۔ جو آدمی ایک مرتبہ ہمت کر کے شہوات کے راستے سے اپنے آپ کو بچا لے۔اور اس راستے پر چل پڑے جو بظاہر پر مشقت نظر آ رہا ہے تو وہ انسان سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔

Marfat.com

ہر خواہش کو پورا کرنے کی فکر

اس حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ کبھی خواہشات نفس کے دھوکے میں مت پڑو اس لئے کہ یہ خواہشات نفس ایسی چیز ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اور دنیا کے اندر کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو یہ کہے کہ میں جو کچھ خواہش کرتا ہوں وہ پوری ہو جاتی ہے دنیا میں کوئی انسان چاہے وہ بڑے سے بڑا سرمایہ دار ہو۔ بڑے سے بڑا بادشاہ ہو۔ بڑے سے بڑا صاحب اقتدار ہو۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ میری مرضی کے مطابق ہو رہا ہے اس کو بھی تکلیف اور صدمہ پہنچتا ہے۔ یہ دنیا مستقل راحت کی جگہ نہیں ہے اس لئے اس دنیا میں تکلیف تو پہنچتی ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ چاہو تو زبردستی اپنے نفس کو تکلیف پہنچا لو یا اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنے نفس کو تکلیف پہنچاؤ اور یہ ارادہ کر لو کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام سے منع کیا ہے اس لئے میں اپنے نفس کو اس کام سے باز رکھوں گا۔ پہلا راستہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے اور دوسرا راستہ جنت کی طرف لے جانے والا ہے۔ لہٰذا یہ عادت جو پڑ گئی ہے کہ جو خواہش بھی پیدا ہو وہ ضرور پوری ہو جائے اور اس خواہش کے پورا نہ ہونے کی صورت میں وہ غمگین اور پریشان ہو رہا ہے۔ یہ عادت ختم کرو، اس لئے کہ یہ عادت جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔

انسان کا نفس لذتوں کا خوگر ہے

ہمارا اور آپ کا نفس یعنی وہ قوت جو انسان کو کسی کام کے کرنے کی طرف ابھارتی ہے وہ نفس دنیاوی لذتوں کا عادی بنا ہوا ہے۔ لہٰذا جس کام میں اس کو ظاہری لذت اور مزہ آتا ہے اس کی طرف یہ دوڑتا ہے۔ یہ اس کی جبلت اور خصلت ہے کہ ایسے کاموں کی طرف انسان کو مائل کرے، یہ انسان سے کہتا ہے کہ یہ کام کر لو تو مزہ آجائے گا یہ کام کر لو تو لذت حاصل ہو جائے گی، لہٰذا یہ نفس انسان کے دل میں خواہشات کے تقاضے پیدا کرتا رہتا ہے۔ اب اگر انسان اپنے نفس کو بے لگام اور بے مہار چھوڑ دے اور جو بھی لذت کے حصول کا

Marfat.com

تقاضہ پیدا ہو اس پر عمل کرتا جائے اور نفس کی ہر بات مانتا جائے تو اس کے نتیجے میں پھر وہ انسان انسان نہیں رہتا بلکہ بلکہ جانور بن جاتا ہے۔

خواہشات نفسانی میں سکون نہیں

نسانی خواہشات کا اصول یہ ہے کہ اگر ان کی پیروی کرتے جاؤ گے اور ان کے پیچھے چلتے جاؤ گے اور اس کی باتیں مانتے جاؤ گے تو پھر کسی حد پر جا کر قرار نہیں آئے گا، انسان کا نفس کبھی یہ نہیں کہے گا کہ اب ساری خواہشات پوری ہو گئیں اب مجھے کچھ نہیں چاہئے یہ کبھی ندگی بھر نہیں ہوگا، اس لئے کہ کسی انسان کی ساری خواہشات اس کی زندگی میں پوری نہیں ۃ وسکتیں اور اس کے ذریعہ کبھی قرار اور سکون نصیب نہیں ہوگا، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں نفس کے ہر تقاضے پر عمل کرتا جاؤں اور ہر خواہش پوری کرتا جاؤں تو کبھی اس شخص کو قرار نہیں آئے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس نفس کی خاصیت یہ ہے کہ ایک لطف اٹھانے کے بعد اور ایک مرتبہ لذت حاصل کر لینے کے بعد یہ فوراً دوسری لذمت کی طرف بڑھتا ہے لہٰذا اگر تم چاہتے ہو کہ نفسانی خواہشات کے پیچھے چل چل کر سکون حاسل کر لیں تو ساری عمر کبھی سکون نہیں ملے گا، تجربہ کر کے دیکھ لو۔

لطف اور لذت کی کوئی حد نہیں

آج جن کو ترقی یافتہ اقوام کہا جاتا ہے انہوں نے یہ ہی کہا ہے کہ انسان کی پرائیویٹ زندگی میں کوئی دخل اندازی نہ کرو، جس کی مرضی میں جو کچھ آرہا ہے وہ اس کو کرنے دو اور جس شخص کو جس کام میں مزہ آرہا ہے وہ اسے کرنے دو نہ اس کا ہاتھ روکو اور نہ اس پر کوئی پابندی لگاؤ اور اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کرو، چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ آج انسان کو لطف حاصل کرنے اور مزہ حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں نہ قانون کی رکاوٹ ہے، نہ مذہب کی رکاوٹ نہ اخلاق کی رکاوٹ، نہ معاشرے کی رکاوت ہے، کوئی پابندی نہیں ہے اور ہر شخص وہ کام کر رہا ہے جو اس کی مرضی میں آرہا ہے اور اگر اس شخص سے کوئی پوچھے کہ کیا تمہارا مقصد حاصل ہو گیا؟ تم جتنا لطف اس دنیا سے حاصل کرنا چاہتے تھے

Marfat.com

کیا لطف کی وہ آخری منزل اور مزے کا وہ آخری درجہ تمہیں حاصل ہو گیا، جس کے بعد تمہیں اور کچھ نہیں چاہئے؟ کوئی شخص بھی اس سوال کا ''ہاں'' میں جواب نہیں دے گا، بلکہ ہر شخص یہی کہے گا کہ مجھے اور مل جائے، مجھے اور مل جائے، آگے بڑھتا چلا جاؤں اس لئے کہ ایک خواہش دوسری خواہش کو ابھارتی رہتی ہے۔

علانیہ زنا کاری

مغربی معاشرے میں ایک مرد اور ایک عورت آپس میں ایک دوسرے سے جنسی لذت حاصل کرنا چاہیں تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے جاؤ کوئی رکاوٹ نہیں، کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ حد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ آنکھوں نے دیکھ لیا، آپ نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ زنا اس قدر عام ہو جائے گا کہ دنیا میں سب سے نیک شخص وہ ہوگا کہ دو آدمی ایک سرک کے چوراہے پر بدکاری کا ارتکاب کر رہے ہوں گے وہ شخص آخر ان سے کہے گا کہ اس درخت کی اوٹ میں کر لو وہ ان کو اس کام سے منع نہیں کرے گا کہ یہ کام برا ہے، بلکہ وہ یہ کہے گا کہ یہاں سب کے سامنے کرنے کے بجائے اس درخت کی اوٹ میں جا کر کر لو، وہ کہنے والا شخص سب سے نیک آدمی ہوگا۔ آج وہ زمانہ تقریباً آچکا ہے، آج کھلم کھلا بغیر کسی رکاوٹ اور پردے کے یہ کام ہو رہا ہے۔

امریکہ میں ''زنا بالجبر'' کی کثرت کیوں؟

لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے جنسی جذبات کو تسکین دینے کے لئے حرام طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کے لئے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں، لیکن اس کے باوجود ''زنا بالجبر'' کے واقعات جتنے امریکہ میں ہوتے ہیں دنیا میں اور کہیں نہیں ہوتے، حالانکہ رضا مندی کے ساتھ یہ کام کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں، جو آدمی جس طرح چاہے اپنے جذبات کو تسکین دے سکتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رضا مندی کے ساتھ زنا کر کے دیکھ لیا، اس میں جو مزہ تھا وہ حاصل کر لیا، لیکن اس کے بعد اس میں بھی قرار نہ آیا تو اب باقاعدہ یہ جذبہ پیدا ہوا کہ یہ کام زبردستی کروں تاکہ زبردست کرنے کا جو مزہ ہے وہ بھی حاصل ہو جائے، لہٰذا یہ انسانی خواہشات کسی مرحلے پر جا کر رکتی نہیں ہیں، بلکہ اور آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں

Marfat.com

اور یہ ہوس کبھی ختم ہونے والی نہیں۔

یہ پیاس بجھنے والی نہیں

آپ نے ایک بیماری کا نام سنا ہوگا جس کو ''جوع البقر'' کہتے ہیں، اس بیماری کی خاصیت یہ ہے کہ انسان کو بھوک لگتی رہتی ہے جو دل چاہے کھالے، جتنا چاہے کھالے مگر بھوک نہیں مٹتی، اس بیماری میں انسان کو پیاس لگتی رہتی ہے، گھڑے کے گھڑے پی جائے، کنویں بھی ختم کر جائے، مگر پیاس نہیں بجھتی۔ یہی حال انسان کی خواہشات کا ہے، اگر ان کو قابو نہ کیا جائے اور ان پر کنٹرول نہ کیا جائے، اور جب تک ان کو شریعت اور اخلاق کے بندھن میں نہ باندھا جائے اس وقت تک اس کو ''استسقاء'' کی بیماری کی طرح لطف ولذت کے کسی بھی مرحلے پر جا کر قرار نصیب ہوتا بلکہ لذت کی وہ ہوس بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

گناہوں کی لذت کی مثال

اور پھر گناہوں کے اندر بے شک لذت موجود ہے، گناہ کرنا بڑا لذیذ معلوم ہوتا ہے اور اس دنیا کے اندر یہی تو آزمائش ہے کہ گناہ دیکھنے میں اچھا لگتا ہے۔ اور دل اس کی طرف کھینچتا ہے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ مزہ آتا ہے لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ کی لذت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خارش کے مریض کو کھجانے میں مزہ آتا ہے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اگر اس کو اس کھجانے سے روکا جائے تو وہ باز نہیں آتا۔ لیکن جتنا کھجاؤ گے اتنا ہی اس خارش کی بیماری میں اضافہ ہوگا۔ اب بظاہر تو کھجانے میں لذت محسوس ہو رہی ہے۔ مزہ آرہا ہے، لیکن کھجا کر فارغ ہونے کے بعد اس جگہ پر جو سوزش اور جلن ہوگی اور تکلیف ہوگی اس کے مقابلے میں وہ وقتی لذت ہیچ ہے۔ اسی طرح گناہ کی لذت بھی ایک وقتی اور عارضی اور ظاہری لذت ہے۔ حقیقی لذت نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے ذکر وفکر کی لذت عطا فرمادیں اور اپنی یاد کی لذت عطا فرمادیں اور اس میں منہمک فرمادیں تو وہ ایسی دائمی اور پائیدار لذت ہے کہ اس کے مقابلے میں گناہ کی لذت کوئی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ ہیچ در ہیچ ہے۔

Marfat.com

تھوڑی سی مشقت برداشت کرلو۔

اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفسانی خواہشات کے پیچھے مت چلو، ان کا اتباع مت کرو اس لئے کہ یہ تمہیں ہلاکت کے گڑھے میں لے جا کر ڈال دے گی۔ بلکہ اس کو ذرا قابو میں رکھو اوراس کو کنٹرول کر کے شریعت کی معقول حدود کے اندر رکھو۔ اور اگر تم رکھنا چاہو گے تو شروع شروع میں یہ نفس تمہیں ذرا تنگ کرے گا تکلیف ہوگی، صدمہ ہوگا، دکھ ہوگا، ایک کام کو دل چاہ رہا ہے مگر اس کو روک رہے ہیں۔ دل چاہ رہا ہے کہ ٹی وی دیکھیں اور اس میں جو خراب خراب فلمیں آرہی ہیں وہ دیکھیں یہ نفس کا تقاضہ ہو رہا ہے اب جو آدمی کا اس کا عادی ہے اس سے کہو کہ اس کو مت دیکھو اوراس نفسانی تقاضہ پر عمل نہ کرتو اگر وہ نہیں دیکھے گا اور آنکھ کو اس سے روکے گا تو شروع میں اس کو دقت ہوگی او مشقت ہوگ، برا لگے گا، اس لئے کہ وہ دیکھنے کا عادی ہے اس کو دیکھے بغیر چین نہیں آتا، لطف نہیں آتا۔

یہ نفس کمزور پر شیر ہے

لیکن ساتھ میں اللہ تعالیٰ نے اس نفس کی خاصیت یہ رکھی ہے کہ اگر کوئی شخص اس مشقت اور تکلیف کے باوجود ایک مرتبہ ڈٹ جائے چاہے مشقت ہو یا تکلیف ہو چاہے دل پر آرے چل جائیں، تب بھی یہ کام نہیں کروں گا، جس دن یہ شخص نفس کے سامنے اس طرح ڈٹ گیا بس اس دن سے یہ نفسانی خواہشات خود بخود ڈھیلی پڑنی شروع ہو جائیں گی۔ یہ نفس اور شیطان کمزور کے اوپر شیر ہیں، جو اس کے سامنے بھیگی بلی بنا رہے اور اس کے تقاضوں پر چلتا رہے اس کے اوپر یہ چھا جاتا ہے اور غالب آجاتا ہے اور جو شخص ایک مرتبہ پختہ ارادہ کر کے اس کے سامنے ڈٹ گیا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، چاہے کتنا تقاضہ ہو، چاہے دل پر آرے چل جائیں تو پھر یہ نفس ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور اس کام کے نہ کرنے پر پہلے دن جتنی تکلیف ہوئی تھی دوسرے دن اس سے کم ہوگی اور تیسرے دن اس سے کم اور ہوتے ہوتے وہ تکلیف ایک دن بالکل رفع ہو جائے گی اور نفس اس کا عادی بن جائے گا۔

Marfat.com

نفس دودھ پیتے بچے کی طرح ہے

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں جن کا ''قصیدہ بردہ'' بہت مشہور ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نعتیہ قصیدہ ہے۔ اس میں انہوں نے ایک عجیب وغریب حکیمانہ شعر کہا ہے

النفس کالطفل ان تھملہ شب علی
حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

یہ انسان کا نفس ایک چھوٹے بچے کی طرح ہے جو ماں کا دودھ پیتا ہے اور پھر وہ بچہ دودھ پینے کا عادی بن گیا اب اگر اس سے دودھ چھڑانے کی کوشش کرو تو وہ بچہ کیا کرے گا؟ روئے گا چلائے گا، شور کرے گا۔ اب اگر ماں باپ یہ سوچیں کہ دودھ چھڑانے سے بچے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے چلو چھوڑ دو، اسے دودھ پینے دو اور وہ بچہ دودھ پیتا رہے تو علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر بچے کو اس طرح دودھ پینے کی حالت میں چھوڑ دیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جوان ہو جائے گا اور اس سے دودھ نہیں چھوٹ پائے گا اس لئے کہ تم اس کی تکلیف اس کی فریاد اور اس کی چیخ وپکار سے ڈر گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے دودھ نہیں چھڑا سکے۔ اب اگر اس کے سامنے روٹی لاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں تو نہیں کھاؤں گا میں تو دودھ ہی پیوں گا۔ لیکن دنیا میں کوئی ماں باپ ایسے نہیں ہوں گے جو یہ کہیں کہ چونکہ بچے کو دودھ چھڑانے سے تکلیف ہو رہی ہے اس لئے دودھ نہی چھڑاتے۔ رات کو نیند نہیں آئے گی، خود بھی جاگے گا، ہمیں بھی جگائے گا، لیکن پھر بھی دودھ چھڑاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ بچے کی بھلائی اسی میں ہے اگر آج اس کو دودھ نہ چھڑایا گیا تو ساری عمر یہ کبھی روٹی کھانے کے لائق نہیں ہوگا۔

اس کو گناہوں کی چاٹ لگی ہوئی ہے

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ انسان کا نفس بھی بچے کی مانند ہے۔ اس کے منہ کو گناہ لگے ہوئے ہیں گناہوں کا ذائقہ اور اس کی چاٹ لگی ہوئی ہے اگر ہم نے اس

Marfat.com

کوایسے ہی چھوڑ دیا کہ چلو کرنے دو، گناہ چھڑانے سے تکلیف ہوگی۔ نظر غلط جگہ پر پڑتی ہے اور اس کو ہٹانے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ زبان کو جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی، اگر جھوٹ بولنا چھوڑیں گے تو بڑی تکلیف ہوگی اور اس زبان کو مجلسوں کے اندر بیٹھ کر غیبت کرنے کی عادت پڑ گئی ہے اگر اس کو روکیں گے تو بڑی دقت ہوگی۔ نفس ان باتوں کا عادی بن گیا ہے۔ رشوت لینے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اللہ بچائے سود کھانے کی عادت پڑ گئی اور بہت سے گناہوں کی عادت پڑ گئی ہے اور اب ان عادتوں کو چھڑانے سے نفس کو تکلیف ہو رہی ہے اگر نفس کی اس تکلیف سے گھبرا کر اور ڈر کر بیٹھ گئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری عمر نہ کبھی گناہ چھوٹیں گے اور نہ قرار ملے گا۔

سکون اللہ کے ذکر میں ہے

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں قرار اور سکون نہیں ہے، ساری دنیا کے اسباب دوسائل جمع کر لئے لیکن اس کے باوجود سکون نصیب نہیں۔ چین نہیں ملتا۔ میں نے آپ کو بھی ابھی مغربی معاشرے کی مثال دی تھی کہ وہاں پیسے کی ریل پیل، تعلیم کا معیار بلند، لذت حاصل کرنے کے سارے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے کہ جس طرح چاہو لذت حاصل کر لو، لیکن اس کے باوجود یہ حال ہے کہ خواب اور گولیاں کھا کھا کر اس کی مدد سے سو رہے ہیں۔ کیوں؟ دل میں سکون وقرار نہیں۔ سکون کیوں نہیں؟ اس لئے کہ گناہوں میں سکون کہاں تلاش کرتے پھر رہے ہو۔ یاد رکھو! ان گناہوں اور نافرمانیوں اور معصیتوں میں سکون نہیں۔ سکون تو صرف ایک چیز میں ہے اور وہ ہے:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب.[1] (الرعد: ۲۸)

اللہ کی یاد میں اطمینان اور سکون ہے' اس واسطے یہ سمجھنا دھوکہ ہے کہ نافرمانیاں کرتے جائیں گے اور سکون ملتا جائے گا۔ یاد رکھو! زندگی بھر نہیں ملے گا اس دنیا سے تڑپ تڑپ کر جاؤ گے۔ اگر نافرمانیوں کو نہ چھوڑا تو سکون کی منزل حاصل نہ ہوگی۔

سکون اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دیتے ہیں جن کے دل میں اس کی محبت ہو، جن کے دل میں اس کی یاد ہو، جن کا دل اس کے ذکر سے آباد ہو ان کے سکون اور اطمینان کو دیکھو کہ

Marfat.com

ظاہری طور پر یشان حال بھی ہیں، فقر و فاقے بھی گزر رہے ہیں، لیکن دل کو سکون اور قرار کی نعمت میسر ہے، لہٰذا دنیا کا بھی سکون حاصل کرنا چاہتے تو وہ ان نافرمانیوں اور گناہوں کو تو چھوڑنا پڑے گا، اور گناہوں کو چھوڑنے کے لئے ذرا سا مجاہدہ کرنا پڑے گا، نفس کے مقابلے میں ذرا سے ڈٹنا پڑے گا۔

اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا

اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ بھی فرمالیا کہ:

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا.....

جو لوگ ہمارے راستے میں یہ مجاہدہ اور محنت کرتے ہیں کہ ماحول کا، معاشرے کا، نفس کا، شیطان کا اور خواہشات کا تقاضہ چھوڑ کر وہ ہمارے حکم پر چلنا چاہتے ہیں۔ تو ہم کیا کرتے ہیں:

لنھدینھم سبلنا .....

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ ''ہم ان کے ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے'' یہ نہیں کہ دور سے دکھا دیا کہ ''یہ راستہ ہے'' بلکہ فرمایا کہ ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جائیں گے۔ لیکن ذرا کوئی قدم تو بڑھائے، ذرا کوئی ارادہ تو کرے، ذرا کوئی اپنے اس نفس کے مقابلے میں ایک مرتبہ ڈٹے تو سہی، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا ''مجاہدہ'' اسی کا نام ہے کہ ایک مرتبہ آدمی ڈٹ کر ارادہ کرلے کہ یہ کام نہیں کروں گا، دل پر آرے چل جائیں گے، خواہشات پامال ہوجائیں گی دل و دماغ پر قیامت گزر جائے گی لیکن یہ گناہ کا کام نہیں کروں گا۔ جس دن نفس کے سامنے ڈٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دن سے ہمارا محبوب ہوگیا، اب ہم خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے راستے پر لے جائیں گے۔

اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

اس لئے اصلاح کے راستے میں سب سے پہلا قدم ''مجاہدہ'' ہے اس کا عزم کرنا

Marfat.com

ہوگا۔ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے

جو آرزوئیں دل میں پیدا ہو رہی ہیں وہ چاہیے برباد ہو جائیں چاہے ان کا خون ہو جائے اب میں نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ اب تو اس کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے اب اس دل میں اللہ جل جلالہ کے انوار کا نزول ہوگا اب اس دل میں اللہ کی محبت جاگزیں ہوگی، اب یہ گناہ نہیں ہوں گے۔ پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آدمی اس راہ پر چل پڑتا ہے۔

یاد رکھو کہ شروع شروع میں تو یہ کام کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے کہ دل تو کچھ چاہ رہا ہے اور اللہ کی خاطر اس کام کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ اس میں بڑی تکلیف ہوتی ہے، لیکن بعد میں اس تکلیف میں ہی مزہ آنے لگتا ہے اور لطف آنے لگتا ہے جب یہ خیال آتا ہے کہ میں نفس کو جو کچل رہا ہوں اور آرزوؤں کو جو خون کر رہا ہوں یہ اپنے مالک اور خالق کی خاطر کر رہا ہوں تو اس میں جو مزہ اور کیف ہے آپ ابھی اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

ماں یہ تکلیف کیوں برداشت کرتی ہے؟

ماں کو دیکھئے کہ اس کی کیا حالت ہوتی ہے کہ سخت سردی کا عالم ہے اور کڑکڑاتے جاڑے کی رات ہے، لحاف میں لیٹی ہوئی ہے اور بچہ پاس پڑا ہے اس حالت میں اس بچے نے پیشاب کر دیا، اب نفس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ یہ گرم گرم بستر چھوڑ کر کہاں جاؤں یہ تو جاڑے کا موسم ہے، گرم گرم بستر چھوڑ کر جانا تو بڑا مشکل کام ہے، لیکن ماں یہ سوچتی ہے کہ اگر میں نہ گئی تو بچہ گیلا پڑا رہے گا، اس کے کپڑے گیلے ہیں۔ اس طرح گیلا پڑا رہے گا تو کہیں اس کو بخار نہ ہو جائے۔ اس کی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔ وہ بے چاری اپنے نفس کا تقاضہ چھوڑ کر سخت کڑاکے کے جاڑے میں باہر جا کر ٹھنڈے پانی سے اس کے کپڑے دو رہی ہے اور اس کے کپڑے بدل رہی ہے، یہ کوئی معمولی مشقت ہے؟ معمولی تکلیف ہے؟ لیکن ماں یہ تکلیف برداشت کر رہی ہے کیوں؟ اس لئے کہ اپنے بچے کی فلاح اور اس کی

Marfat.com

صحت ماں کے پیش نظر ہے اس لئے وہ اس سخت جاڑے میں اپنے نفس کے تقاضے کو پامال کر کے یہ سارے کام کر رہی ہے۔

محبت تکلیف کو ختم کر دیتی ہے

ایک عورت کا کوئی بچہ نہیں ہے، کوئی اولاد نہیں ہے، وہ کہتی ہے بھائی! کسی طرح میرا علاج کراؤ تا کہ بچہ ہو جائے اولاد ہو جائے اور اس کے لئے دُعائیں کراتی پھرتی ہے کہ دُعا کرو اللہ میاں سے کہ مجھے اولاد دے دے اور اس کے لئے تعویذ گنڈے اور خدا جانے کیا کیا کراتی پھر رہی ہے ایک دوسری عورت اس سے کہتی ہے کہ ارے تو کسی چکر میں پڑی ہے ؟ بچہ پیدا ہو گا تو تجھ بہت سی مشقتیں اٹھانی پڑیں گی جاڑے کی راتوں میں اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے کپڑے دھونے ہوں گے تو وہ عورت جواب دیتی ہے کہ میرے ایک بچے پر ہزار جاڑوں کی راتیں قربان ہیں اس لئے کہ اس بچے کی قدر و قیمت اور اس کے دولت ہونے کا احساس اس کے دل میں ہے، اس واسطے اس ماں کے لئے ساری تکلیفیں راحت بن گئیں، وہ ماں جو اللہ سے مانگ رہی ہے کہ یا اللہ! مجھے اولاد دے دے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اولاد کی جتنی ذمہ داریاں ہیں، جتنی تکلیفیں ہیں وہ دے دے، لیکن وہ تکلیفیں اس کی نظر میں تکلیفیں ہی نہیں، بلکہ وہ راحت ہیں اب جو ماں جاڑے کی رات میں اٹھ کر کپڑے دھو رہی ہے اس کو طبعی طور پر تکلیف تو ضرور ہو رہی ہے لیکن عقلی طور را سے اطمینان ہے کہ میں یہ کام اپنے بچے کی بھلائی کی خاطر کر رہی ہوں جب یہ اطمینان ہوتا ہے تو اس وقت اسے اپنی آرزوؤں کو کچلنے میں بھی لطف آنے لگتا ہے۔

اسی بات کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:

از محبت تلخها شیرین شود

کہ جب محبت پیدا ہو جاتی ہے تو کڑوی سے کڑوی چیزیں بھی میٹھی معلوم ہونے لگتی ہیں جن کاموں میں تکلیف ہو رہی تھی محبت کی خاطر ان میں بھی مزہ آنے لگتا ہے، لطف آنے لگتا ہے کہ میں یہ کام محبت کی وجہ سے کر رہا ہوں، محبت کی خاطر کر رہا ہوں۔

Marfat.com

مولیٰ کی محبت لیلیٰ سے کم نہ ہو

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں محبت کی بڑی عجیب حکایتیں لکھی ہیں۔ لیلیٰ مجنوں کا قصہ لکھا ہے کہ مجنون لیلیٰ کی خاطر کس طرح دیوانہ بنا، اور کیا کیا مشقتیں اٹھائیں، دودھ کی نہر نکالنے کے ارادے سے چل کھڑا ہوا اور کام شروع بھی کر دیا یہ ساری مشقتیں اٹھا رہا ہے کوئی اس سے کہے کہ وہ یہ جو کام کر رہا ہے یہ بڑی مشقت کا کام ہے اسے چھوڑ دے، تو وہ کہتا ہے کہ ہزار مشقتیں قربان جس کی خاطر یہ کام کر رہا ہوں اس کی محبت میں کر رہا ہوں مجھے تو اسی نہر کھودنے میں مزہ آ رہا ہے اس لئے کہ یہ میں اپنی محبوب کی خاطر کر رہا ہوں مولانا رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

مولیٰ کا عشق حقیقی کب لیلیٰ کے عشق سے کم ہو سکتا ہے، مولیٰ کے لئے گیند بن جانا زیادہ اولیٰ ہے لہٰذا جب آدمی محبت کی خاطر یہ تکلیفیں اٹھاتا ہے تو پھر بڑا لطف آنے لگتا ہے۔

تنخواہ سے محبت ہے

ایک آدمی ملازمت کرتا ہے، جس کے لئے صبح سویرے اٹھنا پڑتا ہے، اچھی خاصی سردی میں بستر پر لیٹا ہوا ہے اور جانے کا وقت آ گیا تو بستر چھوڑ کر جا رہا ہے، نفس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ گرم گرم بستر میں پڑا رہتا لیکن گھر چھوڑ کر، بیوی بچوں کو چھوڑ کر جا رہا ہے اور سارا دن محنت کی چکی پیسنے کے بعد رات کو کسی وقت گھر واپس آتا ہے اور بے شمار لوگ ایسے بھی ہیں جو صبح اپنے بچوں کو سوتا ہوا چھوڑ کر جاتے ہیں اور رات کو واپس آ کر سوتا ہوا پاتے ہیں۔ غرض وہ شخص یہ سب تکلیفیں برداشت کر رہا ہے، اب اگر کوئی شخص اس سے کہے کہ ارے بھائی! تم ملازمت میں بہت تکلیف اٹھا رہے ہو، چلو میں تمہاری ملازمت چھڑا دیتا ہوں۔

وہ جواب دے گا نہیں بھائی بڑی مشکل سے تو یہ ملازمت لگی ہے اس کو مت چھڑوانا۔ اس کو صبح سویرے اٹھ کر جانے میں ہی مزہ آ رہا ہے اور اولاد کو بیوی کو چھوڑ خرچ جانے

Marfat.com

میں بھی مزہ آرہا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کو اس تنخواہ سے محبت ہوگئی ہے جو مہینے کے آخر میں ملنے والی ہے، اس محبت کے نتیجے میں یہ ساری تکلیفیں شیریں بن گئیں، اب اگر کسی وقت ملازمت چھوٹ گئی تو روتا پھر رہا ہے کہ ہائے وہ دن کہاں گئے جب صبح سویرے اٹھ کر جایا کرتا تھا۔ اور لوگوں سے سفارشیں کراتا پھر رہا ہے کہ مجھے ملازمت پر دوبارہ بحال کردیا جائے اگر محبت کسی چیز سے ہو جائے تو اس راستے کی ساری تکلیفیں آسان اور مزے دار ہو جاتی ہیں اسی میں لطف آنے لگتا ہے۔

اسی طرح گناہوں کو چھوڑنے میں تکلیف ضرور ہے، شروع میں مشقت ہوگی لیکن جب ایک مرتبہ ڈٹ گئے اور اس کے مطابق عمل شروع کردیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی ہوگی اور پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اس تکلیف میں مزہ آنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مزہ آنے لگے گا۔

عبادت کی لذت سے آشنا کردو

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ نے ایک مرتبہ بڑی عجیب و غریب بات ارشاد فرمائی، فرمایا کہ انسان کے اس نفس کو لذت اور مزہ چاہئے اس کی خوراک لذت اور مزہ ہے لیکن لذت اور مزے کی کوئی خاص شکل اس کو مطلوب نہیں کہ فلاں قسم کا مزہ چاہئے اور فلاں قسم کا نہیں چاہئے بس اس کو تو مزہ چاہئے، اب تم نے اس کو خراب قسم کے مزے کا عادی بنا دیا ہے اور خراب قسم کی لذتوں کا عادی بنا دیا ہے، ایک مرتبہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کی لذت سے آشنا کردو پھر یہ نفس اسی میں لذت اور مزہ لینے لگے گا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا فرمان

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے درجے کے محدث اور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو محض اپنے فضل و کرم سے علم کی، عبادت کی اور اللہ کی یاد اور ذکر کی جو لذت عطا فرمائی ہوئی ہے اگر اس لذت کی اطلاع اور خبر ان بڑے بڑے بادشاہوں اور سرمایہ داروں کو ہو جائے تو وہ تلواریں سونت کر ہمارے پاس

Marfat.com

آجائی کہ یہ لذت ہمیں بھی دو۔لیکن چونکہ ان کو پتا نہیں کہ ہم لوگ لذت کے کس عالم میں ہیں اور کس کیف میں زندگی گزار رہے ہیں، اس لذت کی ہوا بھی ان کو نہیں لگی۔اس لئے وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان گناہوں کے اندر بھی مزہ ہے۔لیکن حقیقی لذت اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمائی ہے۔

مجھے تو دن رات بے خودی چاہئے

غالب کا ایک مشہور شعر ہے، خدا جانے لوگ اس کا کیا مطلب لیتے ہوں گے لیکن ہمارے حضرتؒ نیاس کا بڑا اچھا مطلب نکالا ہے وہ شعر ہے۔

مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہئے

یعنی شراب سے مجھ کو کوئی تعلق نہیں، مجھے تو دن رات لذت کی بے خودی چاہئے تم نے مجھے شراب کا عادی بنا دیا تو مجھے شراب میں بے خودی حاصل ہوگئی اور شراب میں لذت آنے لگی، اگر تم مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر اور اس کی اطاعت کا عادی بنا دیتے تو یہ بے خودی مجھے اللہ کے ذکر میں حاصل ہو جاتی میں تو اسی میں خوش ہو جاتا، لیکن یہ تمہاری غلطی ہے کہ تم نے مجھے ان چیزوں کے بجائے شراب کا عادی بنا دیا۔

نفس کو کچلنے میں مزہ آئے گا

اسی طرح یہ مجاہدہ شروع میں تو بڑا مشکل لگتا ہے کہ بڑا کٹھن سبق دیا جا رہا ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرو، اپنے نفس کی خواہشات کی خلاف ورزی کرو، نفس تو چاہ رہا ہے کہ غیبت کروں، مجلس میں غیبت کرنے کا موضوع آ گیا، اب جی چاہ رہا ہے کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لوں، اب اس وقت اس کو لگام دینا کہ نہیں یہ کام مت کرو یہ بڑا مشکل کام لگتا ہے، لیکن یاد رکھئے کہ دور دور سے یہ مشکل نظر آتا ہے جب آدمی نے یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ ی کام نہیں کروں گا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور فضل و کرم سے مدد بھی ہوگی۔اور پھر تم نے اس لذت، آرزو اور خواہش کو جو کچلا ہے، اس کچلنے میں جو مزہ آئے گا ان شاء اللہ تم

Marfat.com

ان شاء اللہ اس کی حلاوت اس غیبت کی لذت سے کہیں زیادہ ہوگی۔

ایمان کی حلاوت حاصل کرلو

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ایک شخص ہے جس کے دل میں یہ تقاضہ نہیں ہوتا، اب دل بڑا کسمسا رہا ہے کہ اس کو دیکھ ہی لوں، لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خشیت کے خیال سے نظر کو بچالیا اور نگاہ نہیں ڈالی تو اس میں بڑی تکلیف تو ہوئی دل پر آرے چل گئے لیکن اسی تکلیف کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایمان کی ایسی حلاوت عطا فرمائیں گے کہ اس کے آگے دیکھنے کی لذت ہیچ ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے اور حدیث میں موجود ہے، (مسند احمد، جلد ۵ صفحہ ۳۶۴

یہ وعدہ صرف نگاہ کے گناہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر گناہ چھوڑنے پر یہ وعدہ ہے، مثلاً غیبت میں بڑا مزہ آرہا ہے لیکن ایک مرتبہ آپ نے اللہ جل جلالہ کے خیال سے غیبت چھوڑ دی اور غیبت کرتے کرتے رک گئے، اللہ کے ڈر کے خیال سے غیبت کا کلمہ زبان پر آتے آتے رک گیا، پھر دیکھو کیسی لذت حاصل ہوتی ہے اور جب انسان گناہوں کی لذت کے مقابلے میں اس لذت کا عادی ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

حاصل تصوف

حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ نے کیا اچھی بات ارشاد فرمائی، یاد رکھنے کے لائق ہے، فرمایا: ''وہ زرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جب دل میں کسی اطاعت کے کرنے میں سستی پیدا ہو، مثلاً نماز کا وقت ہو گیا لیکن نماز کو جانے میں سستی ہو رہی ہے تو اس سستی کا مقابلہ کر کے اس اطاعت کو کرے، اور جب گناہ سے بچنے میں دل سستی کرے تو اس سستی کا مابلہ کر کے اس گناہ سے بچے'' پھر فرمایا کہ: ''بس اسی سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے، اسی سے تعلق مع اللہ میں ترقی ہوتی ہے، اور جس شخص کو یہ بات حاصل ہو جائے اس کو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں'' لہٰذا نفسانی خواہشات پر آرے چلا چلا کر اور ہتھوڑے مار مار کر

Marfat.com

جب اس کو کچل دیا تو اب وہ نفس کچلنے کے نتیجے میں اللہ جل جلالہ کی تجلی گاہ بن گیا۔

دل تو ہے ٹوٹنے کے لئے

ہمارے والد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ایک مثال دیا کرتے تھے۔اب تو وہ زمانہ چلا گیا، پہلے زمانے میں یونانی حکیم ہوا کرتے تھے، وہ کشتہ بنایا کرتے تھے سونے کا کشتہ، چاندی کا کشتہ، سنکھیا کا کشتہ اور نہ جانے کیا کا کی کشتے تیار کرتے تھے اور کشتہ بنانے کے لئے وہ سونے کو جلاتے تھے اور اتنا جلاتے تھے کہ وہ سونا راکھ بن جاتا تھا اور کہتے تھے کہ سونے کو جتنا زیادہ جلایا جائے گا اتنا ہی اس کی طاقت میں اضافہ ہوگا، اب جلا جلا کر جب کشتہ تیار کیات وہ کشتہ طلاء تیار ہوگیا کوئی اس کو ذرا سا کھالے تو پتہ نہیں کہاں کی قوت آجائے گی۔تو جب سونے کو جلا جلا کر مٹا مٹا کر پامال کر کر کے راکھ بنا دیا تو اب یہ کشتہ تیار ہوگیا ہمارے حضرت والد صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ان خواہشات نفس کو جب کچلو گے اور کچل کچل کر پیس پیس کر راکھ بنا کر فنا کر دو گے تب یہ کشتہ بن جائے گا، اس میں اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق کی قوت آجائے گی، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت آجائے گی اب دل اللہ تعالیٰ کی تجلی گاہ بن جائے گا تو اس دل کو جتنا توڑو گے اتنا ہی یہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب بنے گا۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، کہ یہ آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

تم اس پر جتنی چوٹیں لگاؤ گے اتنا ہی یہ بنانے والے کی نگاہ میں محبوب ہوگا بنانے والے نے اس کو اسی لئے بنایا ہے کہ اسے توڑا جائے اس کی خاطر اس کی خواہشات کو کچلا جائے اور جب وہ کچل جاتا ہے تو کیا سے کیا بن جاتا ہے ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ کیا اچھا شعر پڑھا کرتے تھے کہ

یہ کہہ کے کاسہ ساز نے پیالہ پٹک دیا
اب اور کچھ بنائیں گے اس کو بگاڑ کے

اور کچھ بنائیں گے، یعنی وہ جو چاہیں گے وہ بنائیں گے۔لہٰذا یہ نہ سمجھو کہ

Marfat.com

خواہشات نفس کو کچلنے سے جو چوٹیں لگ رہی ہیں اور جو تکلیف ہو رہی ہے وہ بے کار جا رہی ہیں بلکہ اس کے بعد جب یہ دل اللہ تعالیٰ کی محبت کا محل بنے گا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد کا محل بنے گا تو اس وقت اس کو جو حلاوت نصیب ہوگی خدا کی قسم اس کے مقابلے میں گناہوں کی یہ ساری لذتیں خاک در خاک ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالیٰ یہ دولت ہم سب کو نصیب فرمائیں اور ہماری فہم کو درست فرمائے۔ اور ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کی ایک تقریر سے التباس)

کون سے عمل دوزخ کی طرف لے جائیں گے

معزز قارئین حضرات! آیئے آج ہم ذرا جائزہ لیں کہ ہمیں جہنم میں ہمارے کونسے اعمال لے جائیں گے یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا لیں آج ہماری قیمتی زندگیاں خرافات' بدعات اور شرک کی نذر ہو چکی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الدین النصیحة دین خیر خواہی کا نام ہے سلامتی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات بنایا ہے قرآن کے اندر ارشاد باری تعالیٰ ہے الیوم اکملت لکم دینکم.... اگر ہماری زندگیاں اسلام کے مطابق گزر گئیں تو ہماری دنیا بھی بہتر ہے اور آخرت بھی بہتر ہے اگر ہماری زندگیاں دین اسلام کے خلاف بیت گئیں تو دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی ہم سب آج جائزہ لیں کہ ہمارے عمل کیسے ہیں؟ اگر عمل صالح ہوئے تو دوزخ سے بچ جائیں گے اگر عمل غیر صالح ہوئے تو جہنم یقینی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت و مرتبہ والا وہ شخص ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے قرآن نے کہا:

ولمن خاف مقام ربه جنتان.....

''جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہوگا اس کے لیے دو جنتیں ہیں''

مطلب صاف ظاہر ہے کہ اگر اللہ کا ڈر ہوگا تو انسان برائی سے بھی بچ جائے گا اور نیکی کی طرف راغب ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

یا ایھا الذین امنوا قوآ انفسکم واھلیکم نارا.

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچالو''

آیئے! دوزخ سے خود بھی بچیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی بچائیں۔

جہنم میں لے جانے والے اعمال

سب سے پہلا عمل یا عقیدہ کہہ لیں، جو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بنتا ہے، وہ کفر وشرک ہے اگر کوئی شخص صاحب ایمان ہے مگر گنہگار ہے خواہ وہ صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو یا کبیرہ گناہوں میں اسی کی مغفرت اور بخشش کی کوئی نہ کوئی صورت ہوسکتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ سزا دیئے بغیر اسے ویسے ہی معاف کردیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ وقت اسے جہنم میں رکھ کر گناہوں کی غلاظت اور نجاست سے پاک کر کے اسے جنت میں داخل کردیا جائے لیکن کفر وشرک کا معاملہ بڑا سخت ہے

کافر اور مشرک کی کسی حالت میں بھی اور کبھی مغفرت اور نجات نہیں ہوسکتی ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحمت کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں سورۃ العنکبوت میں ہے:

والذین کفروا بایٰت اللّٰہ ولقائہ اولئک یئسوا من رحمتی واولئک لھم عذاب الیم.

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور اس کے سامنے حاضر ہونے کو نہیں مانتے یہی لوگ ہماری رحمت سے ناامید ہو بیٹھے ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کو دردناک عذاب ہونا چاہیے۔''

کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ساتھ اعتقادی منافقوں کا ٹھکانہ بھی جہنم ہوگا انہیں سب سے سخت سزا دی جائے گی۔ سورۂ نساء میں ہے:

ان المنافقین فی الدّرک الاسفل من النار ولن تجدلھم نصیرًا.

''بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے اور

Marfat.com

تو کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پائے گا"

ترک عبادات

ایمان قبول کرنے کے بعد مسلمان پر کئی عبادتیں فرض ہو جاتی ہیں۔

نماز:

ان میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے جو کہ ہر مسلمان پر فرض ہے' خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو مسافر ہو یا مقیم' تندرست ہو یا بیمار' مرد ہو یا عورت' جوان ہو یا بوڑھا' امن ہو یا جنگ ہر حالت میں مسلمان پر نماز فرض ہے کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو لیٹ کر پڑھے' رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو اشارے سے پڑھے' وضو اور غسل نہیں کر سکتا تو تیمّم سے پڑھے لیکن نماز کا پڑھنا ضروری ہے جب تک زندگی کا رشتہ بحال ہے اور حواس قائم ہیں نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں نماز کا چھوڑنا جہنم میں لے جانے کا ایک اہم سبب ہے سورۂ مدثر میں ہے کہ اہل ایمان قیامت کے دن گنہگاروں سے سوال کریں گے۔

·ماسلکم فی سقر .....

"تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟"

وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہ تھے (یعنی نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے) اور محتاج کو کھانا نہیں دیتے تھے اور بیہودہ بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی"

قیامت والے دن بندے سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور اگر وہ درست نکلا تو بامراد اور کامیاب ہوگا اور اگر بے کار ثابت ہوئی تو بندہ نامراد اور ناکام ہوگا

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو کفر و شرک سے ملانے والی چیز ترک نماز ہے" مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز کا پابند ہو نماز اس کے لئے قیامت کے روز نور' دلیل و برہان اور وسیلہ نجات ثابت ہوگی ورنہ

Marfat.com

اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

زکوٰۃ:

نماز کے بعد زکوٰۃ کا نمبر ہے جو کہ ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے قرآن کریم میں اکثر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے کتنے ہی مقامات پر (واقیموا الصّلوٰۃ واتوا الزّکوٰۃ) کہہ کر گویا بتادیا گیا ہے کہ اے ایمان والو! تم پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ بھی فرض ہے جو لوگ مال جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے لیے قرآن کریم میں اور احادیث نبویہ میں سخت ترین وعیدیں آئی ہیں۔ سورۃ توبہ کی آیات نمبر ۳۴ اور ۳۵ میں ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشّرھم بعذابٍ الیم O یوم یحمٰی علیھا فی نارجھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لِاَنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون O

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے' جو اس روز واقع ہوگا جب اس سونے چاندی کو دوزخ میں تپایا جاتا ہے پھر ان سے ان کی پیشانیوں کو اور انکے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا: یہی ہے جسے تم اپنے واسطے جمع کرتے رہتے تھے پس اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا اس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ بن جائے گا' جس کی پیشانی پر دو نقطے ہوں گے وہ اس کے گلے میں طوق بنے گا اور اس کے جبڑے سے پکڑ کر کہے گا: میں تمہارا مال ہوں'' (بخاری)

مسند احمد کی روایت ہے کہ ''اس سانپ سے اس کا مالک بھاگنا چاہے گا لیکن

Marfat.com

سانپ اسے پکڑے گا اس کی انگلیاں اس کے منہ میں دے گا اور وہ شخص اس سے بچنے کے لئے اپنی انگلیاں سانپ کے منہ میں دے گا"

جس مال پر انسان دنیا میں خزانے کا سانپ بن کر بیٹھا تھا' وہ مال قیامت کے دن واقعی اس کے لئے سانپ بن جائے گا نماز زکوٰۃ کے علاوہ روزہ اور حج بھی فرائض میں سے ہیں مگر کتنے ہی لوگ ہیں جو صحت کے باوجود روزے نہیں رکھے اور کتنے ہی لوگ ہیں جو دنیا بھر کے تفریحی اور تجارتی دورے کرتے ہیں مگر حج کے لئے انہیں حرمین شریفین جانے کی توفیق نہیں ہوتی ایسے لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ وہ اپنے لئے جہنم میں جانے کا راستہ ہموار کر رہے ہیں

حرام مال کمانا

حرام مال کمانا' حرام غذا کھانا' حرام کا پیسہ جمع کرنا' حرام کے پیسے سے مکان' گاڑی لباس اور دوسری ضروریات خریدنا' یہ چلن آج ہمارے معاشرے میں عام ہوگیا ہے لوگ اپنا اسٹیٹس اور سوسائٹی میں جھوٹی عزت بنانے کے لئے حرام اور حلال میں کوئی امتیاز نہیں کرتے ہمارے اندر مال کی ہوس اتنی عام ہوگئی ہے کہ ہم پیسہ کمانے والی مشین بن کر رہ گئے ہیں ہمیں تو پیسہ چاہئے خواہ کسی کا حق دبا کر آئے' چوری ڈاکہ' لوٹ مار اور ملاوٹ کر کے آئے یا ہیروئن افیون' شراب بلکہ اپنی عزت و آبرو بیچ کر آئے.... بس پیسہ آنا چاہئے... تاکہ ہم شادی غمی کے موقع پر اپنی جھوٹی عزت کا بھرم قائم رکھ سکیں.... تاکہ ہم ہر سال نئے ماڈل کی گاڑی خرید سکیں..... تاکہ ہم ماڈرن اور مہنگے علاقے میں شاندار بنگلہ خرید سکیں... تاکہ ہمارے بچے مہنگے انگلش سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکیں..... مگر ہم نے کبھی نہ سوچا کہ ہم نے رشوت کے پیسے' منشیات کی دولت سے فراڈ اور غصب کے روپے سے معاشرے میں تو اپنی ناک اونچی کر لی مگر یہ حرام کا مال آخرت میں ہماری ناک کٹنے اور ذلت و رسوائی کا ذریعہ بن جائے گا یہ حرام مال ہمیں جہنم میں لے جانے کا سبب بن سکتا ہے یہ حرام مال ہمارے تمام نیک اعمال کو تباہ کر سکتا ہے ہماری اولاد کی بہترین اور دینی تربیت میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔

ابوداؤد میں حدیث شریف ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص گناہ سے

Marfat.com

مال کماتا ہے پھر اس سے عزیزوں کی امداد کرتا ہے یا صدقہ وخیرات کرتا ہے یا اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے یہ سب کچھ قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور اس کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ بیہقی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يد خل الجنة جسد غذى بالحرام.

''وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام غذا سے پرورش پائی۔''

یوں تو یہ حدیث ہم سب کے لئے اپنے اندر عبرت کا وافر سامان رکھتی ہے لیکن وہ حضرات جو عبادت بھی کرتے ہیں حرام مال بھی کھاتے ہیں' صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں اور رشوت بھی کھاتے ہیں' انہیں خاص طور پر سوچنا چاہیے کہ کہیں ہماری حرام کمائی ہمیں جہنم میں لے جانے کا ذریعہ نہ بن جائے !! آخرت میں جو ہوگا سو ہوگا دنیا میں بھی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں اس کی بڑی وجہ بھی حرام ذریعہ آمدنی ہے کشمیر میں مسلمان مظلوم ہیں' بوسینا میں ان کی عزتیں لوٹیں جارہی ہیں انڈیا میں ان کا مال اور جان غیر محفوظ ہے خود پاکستان میں ہم طرح طرح کے مظالم اور ناانصافیوں کا شکار ہیں یہ جو کچھ ہورہا ہے اسکے لئے چیخ چیخ کر ہاتھ لمبے کر کے ان کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں

ہزاروں کا مجمع ان دعاؤں پر آمین پر آمین کہتا ہے.....مگر ہماری دعائیں ہیں کہ قبول ہی نہیں ہوتیں، نہ کافر مغلوب ہوتے ہیں اور نہ مشرک نیست ونابود ہوتے ہیں' نہ دہشت گرد فنا ہوتے ہیں اور نہ ظالموں سے ہم کو نجات ملتی ہے' نہ چوروں اور ڈاکوؤں سے ہم کو چھٹکارہ ملتا ہے نہ مہنگائی ختم ہوتی ہے' نہ بیماریوں سے شفا ملتی ہے نہ آپ کے جھگڑے اور لڑائیاں ختم ہوتی ہے' تو اس کی بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ ہر طرف حرام کی کثرت ہے

چند خوش نصیب افراد کے سوا پوری کی پوری قوم سر سے پاؤں تک حرام میں ڈوبی ہوئی ہے

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ومطعمهٗ حرام ومشربهٗ حرامٌ وملبسهٗ حرام وغذى بالحرام فانّى يستجاب لذالك.

Marfat.com

''جس کا کھانا حرام' پینا حرام' لباس حرام' غذا حرام ہے تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔''

اجتماعی اور انفرادی مسائل کے بارے میں دعائیں کیسے قبول ہوں گی!! جب کہ حرام کو ہم نے اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے یوں تو حرام کی مختلف صورتیں ہم نے اپنا رکھی ہیں لیکن ہم میں جو صورت سب سے زیادہ عام ہے' وہ سود خوری نظام ہے ہمارا سارا مالیاتی نظام سود کے لین دین پر مبنی ہے حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے سود کھانے والے' سود لینے والے پر' سود کا گواہ بننے والے پر لعنت بھیجی ہے مسند احمد میں روایت ہے کہ سود کا ایک درہم چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ برا ہے اور یہ کہ جو گوشت سود کے پیسے سے بنے گا وہ آگ میں ضرور جلے گا۔ (العیاذ باللہ)

اعضاء کا غلط استعمال

جہنم میں لے جانے والے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اعضاء کا غلط استعمال بھی ہے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں اعضاء دیئے ہیں اس کا بہت بڑا انعام ہے سوچئے تو سہی اگر آنکھوں میں بینائی نہ ہوتی' کانوں میں شنوائی نہ ہوتی' زبان میں گویائی نہ ہوتی تو آپ کیا کر سکتے تھے؟ کچھ بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا تقاضا یہ ہے کہ ان اعضاء کو اسی جگہ استعمال کیا جائے جہاں اللہ تعالیٰ نے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے زبان کو ہی لیجئے اس کا استعمال ہمیں جنت میں لے جا سکتا ہے اور جہنم میں بھی صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: بعض اوقات انسان اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے لیکن اس کی اہمیت کا اسے اندازہ نہیں ہوتا وہ لاپرواہی سے وہ کلمہ زبان سے ادا کر دیتا ہے مگر اس کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے بعض اوقات ایک انسان اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا کوئی کلمہ ادا کر دیتا ہے اور اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں لیکن وہ کلمہ اس کو جہنم میں لے جا کر گرا دیتا ہے کافر تھا زبان سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا' گنہگار تھا زبان سے سچے دل سے استغفار کر کے توبہ کر لی' زبان سے کسی کو کلمہ پڑھا دیا دین سکھا دیا کسی پریشان حال اور شکستہ دل کو دیکھا تو دو تسلی کے بول کہہ دیئے' جب بھی موقع ملا زبان سے اللہ کا ذکر کرتا رہا.....

Marfat.com

زبان کا یہ صحیح استعمال اسے جنت میں پہنچا دے گا.....لیکن اگر زبان سے اس نے کلمہ کفر نکال دیا....زبان سے دین کا' اللہ کے کسی حکم کا' حضور اکرم ﷺ کی سنت کا مذاق اڑایا یا کسی مسلمان کا دل دکھایا' زبان سے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے میاں بیوی میں علیحدگی ہوگئی یا دو مسلمان میں لڑائی ہوگئی قتل اور لڑائی تک نوبت پہنچ گئی تو زبان کا یہ غلط استعمال اسے جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتا ہیاسی طرح آنکھوں اور کانوں کا غلط استعمال بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ ہے

فلمیں اور ڈرامے

آج گھر گھر میں ٹی وی اور وی سی آر سے فحش گانے سنے جاتے ہیں گندے ڈرامے اور فلمیں دیکھی جاتی ہیں ناچ گانا' میوزک اور ڈانس ہماری گھریلو زندگی کا حصہ بن کر رہ گیا ہے۔ کیا یہ ناک اور کان کا غلط استعمال نہیں؟ افسوس تو یہ کہ بہت سے نام نہاد دیندار بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں۔

حالانکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو رات کو گانا گاتے ہوئے سنا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: لا صلوٰة له لا صلوٰة له لا صلوٰة له..... اس کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں' اسکی نماز کا کوئی اعتبار نہیں' اس کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صوتان ملعونان فی الدینا والاخرة مزمار عندنعمة ورنة عند مصیبة.

''دو آوازیں دنیا میں اور آخرت میں ملعون ہیں خوشی کے وقت گانے کی آواز اور مصیبت کے وقت نوحے کی آواز''

افسوس کہ آج یہ ملعون آوازیں گھر گھر سے اٹھ رہی ہیں اور ان آوازوں کے ساتھ ساتھ گھروں سے غیرت کے جنازے بھی اٹھ رہے ہیں۔

ایسے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں جن میں باپ بیٹی کے ساتھ اور بھائی بہن کے ساتھ منہ کالا کرتے ہیں۔ اور پھر وہ اعتراف کرتے ہیں کہ گندی اور فحش فلمیں دیکھنے کی وجہ سے ہم نے یہ حرکت کی۔

Marfat.com

حقوق العباد کا ضیاع

جہنم میں جانے کا ایک بہت بڑا سبب حقوق العباد کو ضائع کرنا ہے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی شان رحیمی کی بنا پر کسی کو اپنے حقوق معاف کر دے لیکن بندے کے حقوق اس وقت معاف نہیں ہونگے جب تک ان کی تلافی نہ کر دی جائے یا ان کی سزا نہ دے دی جائے حقوق العباد میں سب سے زیادہ اہمیت کسی کی جان کی ہیا ور قیامت کے دن بندے کے حقوق میں سب سے پہلا سوال قتل نہ حق کے بارے میں ہوگا۔ میرے ناقص مطالعہ کی حد تک قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی گنہگار کے بارے میں اُتنا سخت انداز اختیار نہیں فرمایا جتنا سخت انداز کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے والے کے بارے میں اختیار فرمایا ہے:

ومن یقتل مومناً مّتعمّدًا فجزاء ہٗ جھنّم خالدًا فیھا و غضب اللّٰہ علیہ و لعنہ و اعدَّ لہٗ عذابًا الیمًا.

''اور جو کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے گا تو اس کا بدلہ دوزخ ہیوہ اس میں پڑا رہے گا اور اللہ اس پر ناراض ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا۔''

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آسمان اور زمین والے کسی مومن کا خون بہانے میں شریک ہو جائیں تو اللہ ان سب کو دوزخ میں ڈالے گا جان لو کہ مسلمانوں کے مال اور عزت و آبرو کی اہمیت ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قسم کھا کر کہا جو مسلمان کا مالی حق مارے گا اللہ اس کے لئے دوزخ واجب کر دے گا اور جنت حرام کر دے گا ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کوئی معمولی سی چیز ہوئی تب بھی؟ آپ نے فرمایا: کہ خواہ درخت ایک شاخ کیوں نہ ہو۔

اسی طرح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین.

Marfat.com

جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم وزبردستی سے لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کو اسی کی گردن میں ڈالے گا مسلمان کے مال کی طرح اس کے عزت و آبرو کی حفاظت بھی ضروری ہے اگر بالفرض کسی کے اندر ہم کوئی عیب دیکھ بھی لیں تو بھی اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے اگر دنیا میں ہم کسی مسلمان کے عیوب پر پردہ ڈالیں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمارے عیوب پر پردہ ڈالے گا اور اگر ہم نے دنیا میں کسی مسلمان کے عیوب کھولے اور ان کی تشہیر کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے عیوب کی تشہیر کرے گا۔

باطنی امراض

کسی کے جہنم میں داخل ہونے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب باطنی امراض اور گناہ بھی ہے جن کی طرف کم لوگوں کی توجہ ہے شاید ان کی ضرر رسانی کا کما حقہ ہمارے ذہین میں نہیں ہے یوں تو باطنی امراض کی فہرست بہت طویل ہے لیکن میں اس وقت ان میں سے صرف دو گناہوں کی طرف آپ کی توجہ خاص طور پر مبذول کروانا چاہتی ہوں ایک تکبر اور دوسرا حسد۔ قیامت کے دن متکبروں کا حشر ہوگا

فادخلوا ابواب جهنم خالدين فيها فبئس مثوى المتكبرين.

''پس جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ سو متکبروں کا کیا برا ٹھکانہ ہے۔''

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا' وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حسد کی قباحت وشناعت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق میں حسد کرنے والے کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

محترم قارئین! ہمیں اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی صفائی اور دل کے تزکیہ کی بھی فکر ہوئی چاہیے۔

اخلاقی خرابیاں

جہنم میں لے جانے والے اعمال میں سے جھوٹ بولنا' وعدہ خلافی کرنا' کسی پر بہتان باندھنا' امانت میں خیانت کرنا' فضول خرچی کرنا' بے حیا ہونا اور گالی گلوچ کرنا شامل

Marfat.com

ہیں، قرآن کریم میں بار بار آیا ہے:

لعنة الله على الكاذبين ..... ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو''

وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کو حضور اکرم ﷺ نے منافقین کی نشانیاں بتایا ہے بے حیائی کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں عورتوں کا بے پردہ ہوکر گھر سے نکلنا' یہ بھی بے حیائی ہے اور اجنبی مردوں سے بلاضرورت باتیں کرنا' یہ بھی بے حیائی ہے مردوں کا دوسروں کے گھروں میں جھانکنا' یہ بھی بے حیائی ہے مرد اور عورت ایک دوسرے کی مشابہت کرنا' یہ بھی بے حیائی ہے عورتوں کو تاڑنا اور نظر بازی کرنا یہ بھی بے حیائی ہے اور زنا کرنا تو گویا بے حیائی کا آخری اور انتہائی درجہ ہیسورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ زنا کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن يفعل ذلک يلق اثامًا O يضاعف له العذاب يوم القيامة ويخلد فيه مهانا O

''اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کو سزا سے سابقہ پڑے گا قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا جائے گا وہ اس میں ذلیل ہوکر پڑا رہے گا۔''

محترم قارئین! میں نے انتہائی اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے جہنم کی سزاؤں کا اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کا تذکرہ کیا ہے جہنم تو ظاہر ہے مرنے کے بعد ہوگی لیکن اگر ہم غور کریں تو ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہماری دنیا کی زندگی بھی جہنم کا نمونہ بن چکی ہے ہمیں سکون حاصل نہیں' تحفظ حاصل نہیں' قتل و غارت گری ہے لڑائی جھگڑے ہیں' گھروں میں عداوتیں ہیں' اولاد باغی ہوچکی ہے' ڈاکوؤں کا راج ہے' بھتہ لینے والوں کی حکمرانی ہے' کمینہ صفت لیڈروں کا تسلط ہے' انتظامیہ کرپٹ ہے' رشوت کا بازار گرم ہے ہر طرف لاقانونیت ہے' ظلم کا اندھیرا ہے' گلی کوچوں میں خوف کا بسیرا ہے۔

اس ماحول میں کتنے ہی لوگ ہیں جو اندر ہی اندر جل رہے ہیں یہ عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟..... اسے میں جہنم کی جھلک نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟..... آیئے! ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں تاکہ ہم دنیوی جہنم سے بھی محفوظ رہیں اور اخروی جہنم سے بھی نجات پائیں (آمین)

Marfat.com

زناکاروں کا عبرتناک انجام

زناکاری کی چھ برائیاں

رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا: زنا کاری سے ڈرو کیونکہ اس میں چھ برائیاں ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں، دنیا کی تین برائیاں (۱) چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے (۲) غربت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور (۳) عمر میں برکت کم ہو جاتی ہے۔ جبکہ آخرت کی تین برائیاں: (۱) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (۲) سخت حساب اور (۳) آگ میں ہمیشگی۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

لبئس ما قدّمت لهم انفسهم اَن سخط اللّٰه عليهم وفى العذاب هم خالدون. (المائدة: ۸۰)

''افسوس ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اپنے لئے اللہ کی ناراضگی آگے بھیجی اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والے قیامت کے روز اس حالت میں آئیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے اور لوگ ان کی شرمگاہوں کی گندی بدبو سے ان کو پہنچالیں گے اور ان کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا جب اس میں داخل ہوں گے تو جہنم کا داروغہ' مالک' ان کو آگ کا لباس پہنائے گا، اگر کی لباس کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا جائے تو راکھ بن جائے۔ پھر مالک کہے گا: اے دوزخ

Marfat.com

کے فرشتو! آگ کی سلاخوں کے ساتھ زانیوں کی آنکھیں نوچ لو کیونکہ یہ انہی آنکھوں کے ساتھ حرام جگہوں کو دیکھتے تھے ان کے ہاتھ باندھ دو کیونکہ یہی ہاتھ حرام کی طرف بڑھتے تھے، ان کے پاؤں مین بیڑیاں ڈال دو کیونکہ یہی حرام کی طرف چل کر جاتے تھے۔ اس پر دوزخ کے فرشتے کہیں گے ہاں ہاں! فرشتے ان کے ہاتھ کو زنجیروں اور پاؤں کو بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور ان کی آنکھوں کو آگ کی سلاخوں کے ساتھ نوچ لیں گے۔ وہ پکاریں گے اے دوزخ کے فرشتو! ہم پر رحم کرو اور ایک لمحہ کیلئے ہم سے عذاب کی تخفیف کرو۔ اس پر فرشتے جواب دیں گے ہم کیونکر تم پر رحم کر سکتے ہیں جبکہ رب العلمین تم پر ناراض ہے۔

زانی کی گردن میں آگ کی زنجیر ہوگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے بھرا تو اللہ تعالیٰ اسکی آنکھ کو جہنم کے شعلے سے بھریں گے، جس نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی قبر سے پیاسے، روتے ہوئے، غم زدہ اور سیاہ و تاریک چہرے کے ساتھ اٹھائیں گے اس کی گردن میں آگ کی زنجیر ہوگی اور اس کے جسم پر تارکول کا لباس ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کو پاک کیا جائیگا اور اس کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو ان دونوں پر تمام امت کا نصف عذاب، قبر میں مسلط کیا جائے گا اس شادی شدہ عورت کے خاوند کو اگر اس بات کا علم نہ ہو اس کے گناہوں کے بدلے اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور اگر وہ علم ہونے کے بوجود خاموش رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ اے جنت! تو ایسے خبیث انسان کے لیے حرام ہے جو اپنی بیوی کو گناہ سے واقف ہو اور پھر خاموش رہے وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہوگا۔ بے شک ساتوں آسمان زانی اور بدکار شخص پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

آسمانی صحیفوں میں یہ روایت موجود ہے کہ قیامت کے دن زنا کار لوگوں کی شرمگاہیں آگ سے بھری ہوں گی، ان کے ہاتھ ان کی گردنوں پر بندھے ہوں گے اور جہنم

Marfat.com

کے فرشتے آواز لگائیں گے اے لوگو! یہ ہیں زانی جن کے ہاتھ ان کی گردنوں پر بندھے ہوئے ہیں اور ان کی شرمگاہوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں جس کی بدبو ناقابل برداشت حد تک غلیظ ہے جہنم کے فرشتے کہیں گے کہ یہ بدبو زنا کاروں کی شرمگاہوں کی ہے جنہوں نے اس قبیح گناہ کے بعد توبہ نہ کی ان پر لعنت کرو اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اس وقت کوئی نیکوکار اور گنہگار ایسا نہ ہوگا مگر اس کی زبان سے نکلے گا: اللّٰھم العن الزناہ ''یا اللہ زانیوں پر لعنت کر'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج ایسے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو بچھوؤں اور سانپوں کے ساتھ قید تھے بچھو ان کو ڈس رہے تھے اور سانپ ان کو نوچ رہے تھے، ہر وہ جگہ جہاں کا بوسہ لیا گیا وہاں پر بچھو اپنے ڈنگوں کے ساتھ کاٹ رہے تھے اور ہر ڈنگ اتنا زہر آلود تھا کہ ان کا گوشت پگھل کر پیپ کی صورت میں ان کی شرمگاہوں سے بہہ رہا تھا اور جہنمی لوگ اس کی بدبو سے چیخ رہے تھے میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ زنا کار مرد اور عورتیں ہیں (ہم اس جہنمی کام اور اللہ کے قہر و غضب سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں)۔

اجنبی عورت سے ہاتھ ملانے والا دردناک عذاب میں مبتلا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی اجنبی عورت سے ہاتھ ملایا تو قیامت کے دن اس کا ہاتھ، آگ کی زنجیر کے ساتھ اس کی گردن پر بندھا ہوگا اور جس نے زنا کیا تو اس کی شرمگاہ پروردگار کے سامنے کہے گی کہ میں نے فلاں شہر کی فلاں جگہ میں فلاں کیساتھ زنا کیا تو اس کے چہرے سے گوشت گرنا شروع ہو جائے گا حتی کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ گوشت کو کہیں گے کہ میرے حکم سے واپس لوٹ جا۔ اللہ کے حکم سے گوشت واپس پلٹ آئے گا لیکن اس مرتبہ زانی کا چہرہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہوگا۔ زانی پکار کر کہے گا کہ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ زبان کو حکم دیں گے کہ اُکھڑ جا، جس پر زبان جڑ سے علیحدہ ہو جائے گی، اس وقت باقی جسمانی اعضاء بولیں گے، ہاتھ کہے گا: پروردگار! میں نے ہی حرام کو پکڑا تھا، آنکھ کہے گی: الٰہی! میں نے حرام جگہ کو دیکھا تھا، پاؤں کہیں گے: ہم حرام کی طرف چلے کر گئے تھے، شرمگاہ کہے گی: ہم نے یہ فعل قبیح انجام دیا

Marfat.com

،کراماً کاتبین میں سے ایک کہے گا کہ میں نے اس کو سنا تھا جبکہ دوسرا کہے گا کہ میں اس کو لکھا تھا اور زمین کہے گی کہ میں اس فعل کی گواہ ہوں۔اس وقت اللہ عزوجل فرمائیں گے: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں تیرے گناہ کو جانتا تھا لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا۔اے فرشتو!اس بدکار کو پکڑ اور میرے عذاب میں ڈال دو، میرے غصہ کی وجہ سے اس کو عذاب بار بار چکھاؤ کیونکہ جو حیاء سے مانع رہے اس کے لیے میرا غصہ بہت سخت ہے۔

اے گناہوں اور عیوب سے بھرے انسان! موت کے بعد تیری طرف سے کون مافی مانگے گا؟ تیری طرف سے کون توبہ کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ بزرگ و برتر جب اپنے بندے کو اپنے سامنے عاجزی کرتا اور توبہ کرتا دیکھتا ہے اور بندہ دعا میں رغبت کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتے ہیں اور جو کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں: سنو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: میں توبہ کرنے والوں کا دوست ہوں، میں درماندہ لوگوں کیلئے جائے پناہ ہوں اور میں مانگنے والوں پر انعامات کی بارش کرنے والا ہوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو نواز دوں، کون ہے جو مجھ سے توبہ کرے اور میں اس کی توبہ قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو عطا کر دوں۔ میں کریم ہوں لہٰذا کرم میرا ہی ہوگا اور میں سخی ہوں لہٰذا سخاوت میری طرف سے ہوگی۔ جو مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو دیتا ہوں اور مجھ سے نہیں مانگتا تو وہ گنہگاروں کی طرف ہی بھاگتا ہے۔ پھر رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی:

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین. (الاعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور رحم نہ کیا تو ہم نقصان زدہ لوگوں میں سے ہوں گے۔''

قارئین! ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے سب سے بہتر قانون اللہ کی نافذ کردہ حدود ہیں، شرعی لحاظ سے تو زانی حد رجم کا حق دار ہے لیکن موجودہ حقوق نسواں بل (ش) جیسی ہزاروں معصوم بچیوں کو تحفظ دینے کی بجائے مجرم کا نگہبان بن گیا ہے۔اس

Marfat.com

طرح اس بل کو تحفظ حقوق مجرماں بل کہنا زیادہ مناسب رہے گا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی سے منظور کرائے جانے والے ترمیمی بل میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ زنا کی صورت میں کوئی حد نہیں بلکہ تعزیری سزا زیادہ سے زیادہ پھانسی یا 5 تا 5 سال قید ہوگی۔ یعنی کم سے کم 5 سال قید بھی ہوسکتی ہے جبکہ یہ قابل دست اندازی پولیس بھی نہیں۔ اس کی توجیہہ یہ کی گئی کہ شرعی قوانین کو بین الاقوامی قوانین کے مطابق بنایا جاسکے۔ زنا بالجبر ایسے گناؤنے جرم کے بعد ظلم وزیادتی کا شکار ہونے والی عورت اور اس کے اہل خانہ کسی صورت یہ برداشت نہیں کریں گے کہ مجرم ان کے سامنے دندناتے ہوئے پھریں، اسلام نے تو اس کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا سدباب رجم اور سو کوڑوں کی صورت میں کر دیا لیکن انسانوں کے تراشے ہوئے اس قانون نے عورت کے زخموں پر مرہم لگانے کی بجائے نمک چھڑک دیا ہے۔ ایک ایسا شخص جو زنا بالجبر کا مجرم ہے جب پاکستان میں کوڑیوں کے مول بکتے انصاف کو خرید کر چند ماہ بعد جیل کی سلاخوں سے آزاد ہو کر متاثرین کے سامنے اکڑا اکڑا کر چلے گا تو ان لوگوں پر کیا بیتے گی۔ زنا بالجبر کے جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں' ہمیشہ ان میں ایسے لوگ ملوث ہوتے ہیں جو کسی قاعدے قانون کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ان میں اکثر وڈیروں اور چوہدری ٹائپ لوگوں کی بگڑی ہوئی اولادیں ہوتی ہیں۔

16 دسمبر کو تاندلیانوالہ کے چک 615 گ ب میں رمضان اپنے اہل خانہ کے ہمراہ سویا ہوا تھا کہ اچانک رات کے تین بجے شراب کے نشے میں دھت ہو کر تین اوباش مظہر' طارق وغیرہ نے رمضان کے گھر کا دروازہ توڑنا شروع کر دیا۔ دروازہ مضبوط ہونے کی وجہ سے نہ ٹوٹ سکا تو تینوں ملزم دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے رمضان کی پندرہ سالہ بیٹی کو اسلحہ کے زور پر اغوا کر لیا۔ جب یہ لوگ لڑکی کو بندوق کی نوک پر لے جا رہے تھے تو لڑکی کی بہن نے اسے چھڑانے کی کوشش کی۔ ظالموں نے اس کو تشدد کا نشانہ بنایا اور اس کی بہن کو اپنی بیٹھک میں اٹھا کر لے گئے جہاں زیادتی کے بعد اسے قتل کر دیا۔ جنونی درندوں نے اس کی نعش کو اٹھا کر گلی میں پھینک دیا اور خود فرار ہو گئے۔ رمضان جب تھانے پرچہ درج کرانے گیا تو کسی نے اس کی ایک نہ سنی اور جب شنوائی کی امید ہوئی تو پولیس کے سامنے تھانے کی حدود کا مسئلہ آ گیا جو ہنوز حل طلب ہے۔ ایسا ہی ایک بھیانک

Marfat.com

واقعہ فیصل آباد کی حدود میں واقعہ چک ۲۵۵ ر۔ب ملکھا نوالہ میں ہوا۔ اس واردات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ فیصل آباد کے تھانہ صدر کے علاقہ چک ۲۵۵ رب ملکھا نوالہ رہائشی خاتون نے پولیس کو دی گئی درخواست میں یہ موقف اپنایا کہ اس کے شوہر صدی محمد نے اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اسے ان کے سامنے پیش کر دیا اور ان تینوں نے اس سے باری باری زیادتی کی۔ پولیس نے غیر ترمیم شدہ حدود آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔ حدود آرڈیننس میں کی گئی ترامیم کے مطابق حدود کا مقدمہ صرف ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے حکم پر ہی درج کیا جا سکتا ہے۔ عدالتی ٹرائل کے بغیر حدود کا مقدمہ نہیں ہو سکتا۔ اس حوالے سے تھانہ صدر کے افسران کا کہنا ہے کہ ابھی انہیں حدود آرڈیننس ترامیم کے حوالے سے کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب عنقریب ایسے واقعات میں پولیس کی مداخلت بھی ختم ہو جائے گی اور مقدمہ صرف عدالت ہی میں درج ہو سکے گا۔ گویا تقریباً کھلی چھٹی ہوگی۔ دسمبر میں ہی کاہنہ لاہور کی ایک حافظہ لڑکی کے ساتھ سڑک کے کنارے گینگ ریپ کر دیا گیا۔

اسی طرح کا ایک اور دلدوز واقعہ لاہور میں بھی پیش آیا واقعہ کے مطابق چین سے آئی ہوئی ایک خاتون اسلاما آباد سے لاہور آ رہی تھی۔ دوران سفر اس کی ایک شخص سے واقفیت ہوگئی۔ یہ شخص اسے اچھرہ میں ایک گھر میں لے گیا جہاں اس نے چینی عورت ماشوشے سے زیادتی کی۔ ماشوشے انصاف کے لئے تھانے گئی تو پولیس نے اس گھر کی مالکہ پروین کو گرفتار کر لیا جہاں ماشوشے کو ریپ کیا گیا تھا۔ پروین اختر کو ۹ دسمبر کو گرفتار کر کے وومن پولیس سنٹر غالب مارکیٹ رکھا گیا۔

اس کی گرفتاری کے بعد اس کی بہن نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج رؤف احمد کی عدالت میں حبس بے جا کی درخواست دائر کی اور عدالتی بیلف کے ذریعے اپنی بہن کو برآمد کرا لیا۔ عدالتی بیلف نے جب محبوسہ کو پولیس سمیت عدالت میں پیش کر دیا تو ماشوشے بھی عدالت میں پیش کی گئی جہاں اس نے عدالت کے سامنے چیختے ہوئے کہا کہ پروین کے گھر میں اسے زیادتی کا نشانہ بنایا گیا اور اس عورت نے زانی شخص کو برائی کے لئے شیلٹر مہیا کیا۔ عدالت نے ماشوشے کی لرزہ خیز داستان سن کر برائی کا اڈہ چلانے والی پروین کو دوبارہ

Marfat.com

وومن پولیس کے حوالے کر دیا۔ موجودہ نسواں بل سے قبل پوش علاقوں میں کچھ ایسے مقام تھے جہاں برائی کے اڈے قائم تھے گو کہ ان اڈوں کو با اثر شخصیات کی حمایت حاصل تھی لیکن پھر بھی یہ کاروبار کھلے عام نہیں تھا لیکن اب ترمیمی قانون نے انہیں جو تحفظ دے دیا ہے اس کے نتیجے میں اب کھلے عام بدمعاشی کے اڈے چلنے لگیں گے ان اڈوں پر برائی کی غرض سے لائی جانے والی لڑکیاں عموماً تو خیز ہوتی ہیں جن کی عمریں 15 سے 20 سال کے دوران ہوتی ہیں ایسی لڑکیاں جو 16 سال تک کی عمر میں ہوں وہ جتنا چاہے لوگوں کو دعوت گناہ دیتی رہیں ان کے زنا کو حقوق نسواں کے نام سے تحفظ دے دیا گیا ہے۔ ان پر کوئی قانونی سزا جاری نہیں کر سکتا۔ یہ واقعات جو آپ کے سامنے بیان کئے ہیں ان تمام کیسوں میں خواتین کو بالجبر زنا کا نشانہ بنایا گیا ان واقعات میں مجرم یا تو گرفتار ہی نہیں ہوئے اور اگر گرفتار ہوئے بھی تو انہیں وہ سزا کبھی نہیں ملے گی جو شریعت نے ان کیلئے رکھی ہے اور جس سے مظلوموں کی دادرسی ہو سکتی ہے۔

تحفظ حقوق نسواں بل کے منظور ہنے کے بعد ایسے بھی بے شمار واقعات ہو رہے ہیں جن میں بے گناہ لوگوں کو دیگر وجوہ کی بناء پر پھنسوایا جا رہا ہے۔

زنا کار کا عبرت ناک انجام

یہ واقعہ ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پیش آیا جسے ان کی زبانی نقل کیا جا رہا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں ایک وارڈ میں بطور رجسٹرار کام کر رہا تھا۔ ایک رات عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے چھ ماہ تک بیمار رہا۔ خواب میں مجھے ایک قبر کے اندر لے جایا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مردہ تڑپ رہا ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ سخت اذیت میں ہے، اس کا منہ کھلا ہوا تھا مگر منہ سے آواز نہیں نکلتی تھی، بازو ٹانگیں شدید زرد کی وجہ سے حرکت میں تھے۔ کافی دیر تک یہی حالت رہی اور پھر کچھ سکون ہو گیا تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک تیسرا شخص ایک چمکدار چابک جیسی چیز اس میت کی پیشاب کی نالی میں داخل کر رہا ہے جس کی اذیت سے وہ مردہ پھر ویسے ہی تڑپنے لگتا ہے، مردے کی تکلیف اور اذیت دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا میں نے اس شخص سے پوچھا کہ اس مردہ کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ مردہ

Marfat.com

دنیا کی زندگی میں زنا کار تھا اور جب سے مرا ہے اسے یہی عذاب دیا جا رہا ہے میں کافی دیر تک یہ معاملہ دیکھتا رہا مجھے مردہ کی حالت پر بہت رحم آیا۔ ابھی میں یہ سزا دیکھ ہی رہا تھا کہ کسی نے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹا دیا اور ویسی ہی چمکدار چابک نما چیز کسی نے میری پیشاب کی نالی میں داخل کر دی مجھے اس قدر شدت کی تکلیف ہوئی کہ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ آج بھی جب مجھے یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بہر حال کافی دیر تک میں تڑپتا رہا۔ جب ہوش آیا تو اپنے بستر کو گیلا پایا اور تکلیف کی شدت ابھی تک محسوس ہو رہی تھی۔ میں سمجھا کہ میرا پیشاب نکل گیا ہے لیکن دیکھا کہ تکیہ تک پانی میں بھیگا ہوا ہے۔ اس کلے بعد جب میں نے پیشاب کیا تو وہ خون کی طرح سرخ تھا اور یہ خون والا پیشاب چھ ماہ تک جاری رہا اور اس دوران میں بہت کمزور ہو گیا۔ ہر قسم کا لیبارٹری ٹیسٹ، گردے مثانے کے ایکسرے وغیرہ کروائے بہت سے ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کیا اور علاج کرایا لیکن نہ اس بیماری کی وجہ معلوم ہو سکی اور نہ ہی افاقہ ہوا۔ اس دوران میں نے ملازمت سے لمبی چھٹی لے لی۔ آخر کار دعا اور استغفار کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات دی۔

بدکاری (زنا) کے روحانی نقصانات

اس گناہ کے مزید نقصانات کون کون سے ہیں اس کی وضاحت کیلئے حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی کا درج ذیل مضمون پیش خدمت ہے۔

''یوں تو گناہ کے نقصانات بے شمار ہیں مگر یہاں پر اختصار کی غرض سے چند نقصانات کو لکھا گیا ہے۔

پہلا نقصان: اللہ کی لعنت

بعض گناہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے آدمی پر اللہ کی لعنت برستی رہتی ہے جیسا کہ بد نظری کے بارے می حدیث میں آتا ہے کہ لعن اللہ ناظر والمنظور الیہ بدنظری کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے اور بدنظری کروانے والے پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ اور اہل لغت نے لکھا

Marfat.com

ہے کہ لغت سے مراد البعد عن الرحمۃ اللہ کی رحمت سے دوری۔اب آپ خود سوچ لیں جس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو رحمت الٰہی سے دور ہو گیا اس کا کیا بنے گا اور اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ:

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جو کچھ فرمایا تھا اس میں ایک یہ بھی تھا کہ جب میری فرمانبرداری کی جاتی ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں اور میری برکت کی انتہا نہیں ہوتی۔اور جب میری نافرمانبرداری کی جاتی ہے تو میں ناراض ہوتا ہوں اور جب ناراض ہوتا تو لعنت کرتا ہوں (یعنی اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہوں) اور میری یہ لعنت سات پشتوں تک جاتی ہے (اتنی بڑی لعنت اس گھناؤنی لغزش کی وجہ سے ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہوں)۔ (عشق مجازی کی تباہ کاریاں۔ابن جوزی)

دوسرا نقصان: سکون قلب کا چھن جانا

میرے عزیزو! جب انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اس نافرمانی کی وجہ سے اس پر اللہ کی لعنت برستی ہے اس لعنت کی وجہ سے وہ رحمت الٰہی سے دور ہو جاتا ہے اور جو رحمت الٰہی سے دور کر دیا جاتا ہے اس کا قلب بے چین ہو جاتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا

ومن اعرض عن ذکری.....

جو شخص میری یاد سے اعراض کرتا ہے میرا نافرمان بن جاتا ہے مجھے بھول جاتا ہے تو:

فان له معیشة ضنکا.....

میں ضرور بضرور اسکی زندگی کو تلخ کر دونگا بندہ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ ایسا کھاتا تو کوفتے ہے لیکن اس کے دل و دماغ میں کوفت و پریشانی اور بے چینی گھسی رہتی ہے۔ حکیم الامت نے معیشة ضنکا کی تفسیر فرمائی کہ گنہگاروں کی زندگی کس طرح سے تلخ ہوتی ہے:

(۱) انتقام سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جس کے ساتھ گناہ کر رہا ہوں کہیں اس کے وارثین آ کر انتقام نہ لیں۔

Marfat.com

(۲) خوف افشائے راز۔ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ میرا یہ راز کہیں آوٹ نہ ہو جائے' کسی کو پتہ نہ چل جائے۔

بقول بندہ کے پیرومرشد کے جولوگ اللہ کی نافرمانی میں سکون تلاش کرتے ہیں وہ انٹرنیشل بے وقوف ہیں۔آپ حضرات خود سوچیں کہ ایک شخص سمندر کی تہہ میں آگ تلاش کرے تو لوگ اسے کیا کہیں گے یہ شخص بڑا ہی بے وقوف ہے۔اسی طرح جولوگ اللہ کی نافرمانی میں سکون تلاش کرتے ہیں وہ بھی بڑے بے وقوف ہیں جیسے سمندر کی تہہ میں آگ کا ملنا ناممکن ہے ویسے ہی خدا کی قسم اللہ کی نافرمانی میں دائمی سکون کا ملنا ناممکن ہے۔

ایک یورپین عورت نے خودکشی کرتے وقت ایک پرچہ میں لکھا کہ:

میں نے سکون کو حاصل کرنے کے لئے دنیا بھر کی تمام لذتوں کو درآمد کیا مگر مجھے سکون نہیں ملا اس وجہ سے میں خودکشی کررہی ہوں۔

حضرت والا نے ایک مجلس میں الابذکر اللہ الخ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خواجہ عزیزالحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے

نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا
نظر ایک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے سارا جہاں اس کا نافرمان ہو جاتا ہے۔

ایک اللہ والے بزرگ فرماتے ہیں جب مجھ سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو میری بیوی بھی نافرمان ہو جاتی ہے' میرے بچے بھی مجھے ستاتے ہیں' میرا گھوڑا بھی خلاف چلتا ہے اور میرا گدھا بھی نافرمان ہو جاتا ہے۔یہ وہ دنیاوی حکومت نہیں ہے کہ پاکستان میں جرم کر کے برطانیہ یا امریکہ میں جا کر سیاسی پناہ لے لی۔اللہ کا مجرم کہیں سیاسی پناہ نہیں پا سکتا کیونکہ سارے عالم میں خدا ہی کو حکومت ہے' اسی کی زمین ہے اسی کا آسمان ہے۔لہٰذا جلدی توبہ کر لو' معافی مانگ لو تب چین پا جاؤ گے۔ (اُمید مغفرت ورحمت ص ۱۷)

ہزاروں بار گناہ کرنے سے بھی سکون نہیں مل سکتا

کیا گناہ کرنے سے گناہ کے تقاضوں کو سکون مل سکتا ہے اور گناہ کی پیاس بجھ سکتی

Marfat.com

ہے؟ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شخص دنیا بھر کے حسینوں پر بدنگاہی کر لے مگر صرف ایک حسین باقی رہ جائے اور اس بدنظر سے معلوم کیا جوے کہ پیٹ بھر گیا یا اس باقی کو بھی پیش کر دوں تو یہی کہے گا کہ وہ بھی دکھا دو۔

تو معلوم ہوا کہ گناہوں سے سکون حاصل کرنا ایسا ہے جیسے کہ آگ میں آگ ڈال کر بجھانے کی اُمید کرنا اور گناہ کر کے گناہ کے تقاضوں میں سکون کی اُمید کرنا ایسا ہے جیسے پاخانہ کو پیشاب سے دھو کر طہارت کی اُمید کرنا۔ چنانچہ شہوت پرست اور صورت پسند لوگوں کی زندگی غور سے دیکھئے تو بہت ہی پریشانی کن، بے چین، بے سکون، بے نیند و بے آرام نظر آئے گی۔

برعکس اہل ذکر، اہل اللہ کی صحبتوں میں بیٹھنے والوں کو کیسی پرسکون زندگی اور آرام کی نیند نصیب ہے۔ (کشکول معرفت)

ملفوظ:

حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔ یہ اللہ کی آگ ہے روشن کی ہوئی کہ دلوں تک اپنا اثر داخل کر دی گی۔ اس کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ گنہگار کا دل بے چین رہتا ہے۔ اس کو راحت و چین نصیب نہیں ہوتا۔ گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے جس کا تجربہ نزول حوادث کے وقت (یعنی مصیبتوں کے نزول میں) ہوتا ہے کہ متقی اس وقت مستقل مزاج ہوتا ہے اور گنہگار جو اس باختہ ہو جاتا ہے۔

(کمالات اشرفیہ، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج حصہ دوم)

احقر عرض کرتا ہے، گنہگار کو نہ موت آتی ہے نہ حیات سکھ کی پاتا ہے لا یموت فیھا ولا یحی کی زندگی جو دوزخیوں کی زندگی جو دوزخیوں کی ہوتی ہے وہی دنیا ہی میں اس کی ہو جاتی ہے۔ اعمال دوزخ سے زندگی کا دوزخی کے مثل بننا اور اعمال جنت سے دنیا ہی میں زندگی کا پرسکون ہونا یعنی مثل جنتی کے ہونا عقلاً اور تجربۃً مسلم ہے۔

Marfat.com

حضرت برتا بگڈھی فرماتے ہیں

اُف کتنا ہے تاریک گہنگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

(روح کی بیماریاں اوران کا علاج)

تیسرا نقصان: دل کا سیاہ ہو جانے کی وجہ سے نیکی و بدی کی تمیز سے محروم رہنا

گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اسی وجہ سے حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان پہلی مرتبہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ اس نقطے کی حقیقت کیا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے، جب تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے، اگر اس دوران وہ توبہ کر لے تو یہ نقطے مٹا دیے جاتے ہیں، لیکن ار وہ توبہ نہ کرے بلکہ مسلسل گناہ کرتا ہی چلا جائے تو آہستہ آہستہ وہ سیاہ دل کو زنگ لگ جاتا ہے اور جب دل کو زنگ لگ جاتا ہے تو اسکے بعد اس کے اندر حق بات ماننے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔

پھر اس پر غفلت کا وہ عالم طاری ہو جاتا ہے کہ پھر گناہ کے گناہ ہونے کا احساس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کے مفاسد کا ادراک اور احساس ختم ہو جاتا ہے، گویا انسان کی عقل ماری جاتی ہے۔

چوتھا نقصان: ظلمت اور تاریکی

چونکہ ہم لوگ گناہ کے ماحول کے عادی ہو چکے ہیں، اس وجہ سے ان گناہوں کی ظلمت اور کراہیت دلوں سے مٹ چکی ہے، ورنہ ہر گز گناہ میں ایسی ظلمت اور ایسی کراہیت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ صحیح ایمان کامل عطا فرمائے تو انسان اس ظلمت اور کراہیت کو برداشت نہ کر سکے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غلطی

Marfat.com

سے کسی موقع پر حرام آمدنی کا ایک لقمہ منہ میں چلا گیا، جس کی وجہ یہ پیش آئی کہ ایک صاحب نے دعوت کی، ان کے یہاں کھانے کے لئے چلے گئے، بعد میں پتہ چلا کہ اس کی آمدنی حرام کی تھی، فرماتے تھے کہ دو مہینے تک اس حرام لقمے کی ظلمت اپنے دل میں محسوس کرتا رہا، اور اس ظلمت کا نتیجہ یہ تھا کہ اس دو مہینے کے عرصے میں بار بار دل میں گناہ کے داعیے اور تقاضے پیدا ہوتے رہے۔ کبھی تقاضا ہوتا کہ فلاں گناہ کرلوں، کبھی تقاضہ ہوتا کہ فلاں گناہ کر لوں، یہ سب ایک گناہ کا اثر تھا اور اسکی ظلمت تھی۔ (دل کی دنیا)

پانچواں نقصان: مصیبتوں کا ہجوم

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں صلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے، حضرت علیؓ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور انہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے صوفیاء کرام نے مصائب کی ۱۳ اقسام لکھی ہیں جس کی تفصیل قارئین "باب صبر" میں آگے پڑھ لیں گے اس وجہ سے بندہ نے یہاں نہیں لکھیں۔

چھٹا نقصان: روزی سے برکت کا نکل جانا

گناہوں کا چھٹا نقصان یہ ہے کہ کثرت گناہوں کیوجہ سے روزی سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ہزاروں لاکھوں روپے بھی کم پڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے

ان العبد یحرم الرزق بالذن یصیبه

بندہ رزق سے محروم کر دیا جاتا جس کا سبب اس کا وہ گناہ ہوتا ہے جس سے اس نے توبہ نہ کی ہو۔

ساتواں نقصان: توبہ میں سستی آجاتی ہے

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے توبہ کا ارادہ کمزور ہو جاتا ہے، یہاں تک

Marfat.com

بالکل توبہ کی توفیق نہیں رہتی اسی حالت میں موت آجاتی ہ۔(اصلاحی خطبات)

آٹھواں نقصان: نیک لوگوں سے وحشت

کثرت گناہوں کا نقصان یہ بھی ہے کہ قلب میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے نیک لوگوں سے وحشت سی ہو جاتی ہے اور جو شخص جتنا اللہ والوں سے دور رہتا ہے اتنا ہی اللہ سے دور ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے قلوب میں اہل اللہ کی عظمت رحمت عطا فرمادے۔(آمین)

نواں نقصان: خوف خدا دل سے نکل جاتا ہے

ایک گناہ کرنے سے دوسرے گناہ کرنے کیلئے جرات ہوتی ہے اس طرح پے در پے گناہوں سے خوف خدا اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب پر دلیر ہو جاتا ہے۔

دسواں نقصان: دونوں جہان میں ذلت

گناہ کرنے سے دونوں جہان میں ذلت وخواری حصہ میں آتی ہے۔عوام کینظر میں وہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے اور اس کی ہدایت کے مواقع مفقود ہو جاتے ہیں۔

من یُّضلِلْهُ فلا هادی له.....

''اور جسکو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔''

گیارہواں نقصان: حیاء کا ختم ہو جانا

کثرت گناہوں کی وجہ سے حیاء ختم ہو جاتی ہے اور جب حیاء ختم ہو جاتی ہے تو انسان جو کچھ کر گزرے کم ہے، اس پر ایک واقعہ یاد آیا ایک مجلس میں ایک اللہ والے سے سنا کہ دارالعلوم کے دارالافتاء میں ایک عورت کا فون آیا اس نے کہا:

میری بچی جوان ہو چکی ہے اور اسکا باپ اسکو بری نظر سے دیکھتا ہے۔

اب آپ بتلائیں ہم کیا کریں۔

Marfat.com

ایسے ہی بنوری ٹاؤن میں ایک صاحب آئے کہنے لگے: مولانا میں نے اپنی بیٹی سے زنا کیا ہے اب آپ بتلائیں کیا کروں۔

بندہ کو ایک دوست نے بتلایا جو یونیورسٹی میں پڑھتا ہے کہنے لگا کہ میں نے ایک میگزین میں پڑھا کہ:

یورپ میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ کپڑے ہی نہیں پہنتے۔ انکا مسلک یہ ہے کہ جب پیدا ننگے ہوئے ہیں تو اب پہننے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ سب حیاء کے ختم ہونے کی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح بندہ نے ایکلکتاب میں پڑھا کہ یورپ میں ایک ایسا ہی طبقہ وجود میں گیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ:

بہن اپنے بھائی کے مزاج کو بہ نسبت دوسری عورت کے زیادہ سمجھتی ہے، لہٰذا جب گھر میں عورت موجود ہے تو پھر باہر سے عورت لاکر شادی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ چند واقعات بندہ نے اختصار کی غرض سے لکھے ورنہ آپ کے ایسے ہزاروں واقعات ملیں گے جن سے پتہ چلتا ہے کہ جب حیاء چلی جاتی ہے تو آدمی جو کچھ کرے وہ کم ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے الحیاء شعبۃ من الایمان حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔

بارہواں نقصان: رحمت الٰہی سے مایوسی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہہ لا الہ الا اللہ اس نے گانا شروع کیا، ''تا تا تن تنا'' اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھوا۔ اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ میں تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے، بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک پڑھی نہیں وہ بھی یونہی مرا کسی اور شخص کو کلمہ پڑھنے کو کہا، کہنے میں تو اس کلمہ کا منکر اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کوئٹ میری زبان پکڑ لیتا ہے۔ اللھم احفظنا منہ. (جزاء الاعمال ص ۷)

تیرہواں نقصان: علم حقیقی سے محرومی

گناہ کا مرتکب ہونے والا علم کی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم نور خدا ہے

Marfat.com

اور نور خدا گناہ گار کو عطا نہیں کیا جاتا۔ اس سلسلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی شاہد ہے۔

شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی
فاوصانی الیٰ ترک المعاصی
لئن العلم نور من الہ
ونور اللہ لایعطی لعاصی

میں نے وکیع سے اپنی یادداشت کے کم ہونے کا شکوہ کیا تو انہوں نے مجھے ترک کرنے کی نصیحت کی کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔

امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو وصیت فرمائی تھی:

انی ارٰی اللہ تعالیٰ قد القیٰ علی قبلک نورا فلا تطفئہ بطلبۃ المعصیۃ.

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اسکو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

امام وکیعؒ کا حافظہ بہت زیادہ تھا کسی نے حافظہ کو قوی کرنے کا نسخہ پوچھا تو آپؒ نے فرمایا حافظہ کو قوی کرنے کا سب سے مجرب نسخہ گناہوں سے بچنا ہے۔

چودھواں نقصان: خدا سے وحشت ہونے لگتی ہے

کثرت گناہوں کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہگار کو خدا سے وحشت ہونے لگتی ہے۔

پندرھواں نقصان

گناہ کرنے سے دنیا کی رغبت اور آخرت سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔

سولھواں نقصان:

آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک طاعت گئی، کل دوسری چھوٹے گی پرسوں تیسری گئی یوں سلسلہ وار نیک اعمال چھوٹ جاتے ہیں۔

Marfat.com

سترہواں نقصان

گناہ کرنے سے اللہ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔

اٹھارواں نقصان

گناہ گار نیکی اور بدی کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے۔

انیسواں نقصان

گناہ گار فرشتوں کی دُعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

بیسواں نقصان:

گناہ کا ایک نقصان یہ بھی ہے کثرت گناہ کی وجہ سے وہ گناہ دل، دماغ اور اعضاء میں رچ بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت بھی کلمہ کی جگہ اس گناہ کو یاد کرتا ہے چنانچہ ایک شرابی نے مرتے وقت کہا ''اللہ کے واسطے ایک پیسہ ایک پیسہ'' اسی میں جان نکل گئی۔

بندہ نے چند نقصانات ہی پر کتاب کی طوالت کے خوف سے اکتفاء بہتر سمجھا اور کثرت گناہ کے اور بھی بے شمار نقصانات ہیں لیکن اہل عبرت کے لئے یہی کافی ہے۔

ہر گناہ کی دس برائیاں ہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دھوکہ میں نہ ڈالدے:

من جاء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها ومن جاء بالسيّئة فلا يجزٰى الامثلها.....

''جو شخص ایک نیکی لایا اس کو دس گنا بدلہ ملے گا اور جو ایک بدی لایا اس کا بدلہ اسکی مثل ہوگا۔''

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہے لیکن اس کے پیچھے دس برائیاں ہوتی ہیں:

Marfat.com

(۱) جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلاتا ہے اور وہ اپنے غصہ کو استعمال کرنے پر قادر ہے۔

(۲) وہ ابلیس کا ملعون کو خوش کرتا ہے۔

(۳) وہ جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

(۴) وہ دوزخ کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۵) اس نے اپنے نزدیک کی سب پیاری شے اپنی جان کو اذیت پہنچائی۔

(۶) اس نے اپنے متعلقہ فرشتوں کو اذیت پہنچائی۔

(۷) اس نے آنحضرت ﷺ کو ان کے روضہ اقدس میں غمگین کیا۔

(۸) اس نے اپنے جان پر سب آسمانوں اور زمین اور سب مخلوقات کو نافرمانی کا گوارہ بنایا۔

(۹) اس نے سب آدمیوں کی خیانت کی اور رب العالمین کی نافرمانی کی۔

(آنسوؤں کا سمندر ص ۴۶)

علامہ ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دو کتابوں الداءَ والدواء اور الفوائد میں گناہوں کے متعدد نقصانات ذکر کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ علم سے محرومی

۲۔ دل پریشان

۳۔ معاملات میں مشکلات

۴۔ بدن کی کمزوری

۵۔ نیک کاموں کی توفیق سے محرومی

۶۔ برکت کا خاتمہ۔

۷۔ دل کی تنگی

۸۔ گناہوں کی کثرت

۹۔ گناہوں کی عادت۔

۱۰۔ گناہ گار کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بے وقعت ہو جانا

Marfat.com

۱۱۔ گناہ گار کی مخلوق خدا کے سامنے بے قدری

۱۲۔ جانوروں کا اس پر لعنت کرنا

۱۳۔ گناہوں کی نحوست کا چہرے پر چھا جانا

۱۴۔ دل پر مہر لگ جانا

۱۵۔ دُعا قبول نہ ہونا

۱۶۔ زمین اور سمندروں میں خوف و ہراس کا پھیل جانا

۱۷۔ غیرت انسانی سے محرومی

۱۸۔ حیاء کا خاتمہ

۱۹۔ نعمتوں کا خاتمہ

۲۰۔ مشکلات کی یلغار

۲۱۔ دل پر غیر محسوس قسم کا رعب طاری رہنا

۲۲۔ شیطان کے شکنجے میں رہنا

۲۳۔ دنیا میں بدترین انجام

۲۴۔ آخرت میں عذاب سے دوچار ہونا۔

ان نقصانات کو جب بندہ پہچان لے گا اور انہیں دل سے تسلیم کر لے گا تو وہ گناہوں سے مکمل طور پر دور ہو جائے گا۔

Marfat.com

لواطت اور بدکاری کرنے والوں کا

عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اتـأتون الذُّکران من العٰلمین O وتذرون ما خلق لکم ربکم من ازواجکم ج بل انتم قومٌ عادونO

''کیا تم مخلوقات میں سے مردوں کی طرف آنے کی خواہش کرتے ہو اور خدا نے جو تمہارے لئے بیویاں بنائی ہیں ان کو چھوڑتے ہو۔ تم لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قوم لوط جیسا فعال قبیح کیا تو اس کے کرنے اور کروانے والے دونوں کو قتل کیا جائے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: لواطت کی حد یہ ہے کہ اس کے کرنے والے کو بلند جگہ سے نیچے پھینکا جائے، پھر پتھروں کے ساتھ مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے تھے، لواطت کرنے والا اگر پوری زمین کے تمام پانی سے بھی غسل کرے تو اس کی نجاست زائل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ شیطان جب کسی آدمی کو بدفعلی کرتے دیکھتا ہے تو وہ بھی عذاب کے ڈر سے بھاگ جاتا ہے، اس کی وجہ سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے اور ممکن ہے کہ آسمان زمین کے اوپر گر پڑیں۔ فرشتے آسمانوں کے کناروں میں پھیل جاتے ہیں اور ''قل ھواللہ احد'' پڑھتے

Marfat.com

ہیں تا کہ اللہ جبارِ وقہار کے غصہ کو ٹھنڈا کر سکیں۔

ایک لواطت کرنے والے کا عبرت ناک واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو آگ میں لپٹا دیکھا تو حضرت عیسیٰؑ نے پانی کے ساتھ اس آگ کو بجھانے کی کوشش فرمائی لیکن آگ نے ایک آدمی اور ایک بچے پر اپنی لپیٹ کو مزید تیز کر دیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے رو کر کہا کہ یا اللہ! ان دونوں کو پہلی حالت میں لوٹا تا کہ میں ان کے گناہ کو دیکھ سکوں۔ ان دونوں سے آگ ہٹائی گئی تو وہ ایک آدمی اور ایک لڑکا تھے۔ اس آدمی نے کہا کہ اے عیسیٰؑ! میں دنیا میں اس لڑکے کی محبت میں مبتلا تھا۔ ایک دن شہوت نے مجھے اس قدر مجبور کیا کہ میں نے شب جمعہ کو اس لڑکے کے ساتھ بدفعلی کر ڈالی پھر میں نے ایک دن اور ایا خبیث کام انجام دیا۔ اس وقت ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کہا کہ تمہارے لیے ہلاکت ہو، اللہ سے ڈرو، میں نے جواباً کہا کہ میں کسی سے خوف نہیں کھاتا اور نہ ہی مجھے کسی کا ڈر ہے پھر جب میں مرا اور میرے بعد یہ لڑکا بھی فوت ہوا تو اللہ نے ہم کو آگ میں ڈالا جو ہمیں بار بار جلاتی ہے، اب یہی عذاب ہمیں قیامت تک ملتا رہے گا، ہم اس آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اور ایسے لوگوں سے بھی پناہ چاہتے ہیں جن سے اللہ ناراض ہو۔

لواطت شیطان کو بہت زیادہ پسند ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کریں گے اور ان کی طرف نظر کرم نہیں ہوگی اور ان کو کہا جائے گا کہ جہنمیوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ: (۱) لواطت کے فعل شنیع کے فاعل اور مفعول (۲) ماں کے ساتھ نکاح کرنے والا (۳) بیٹی سے نکاح کرنے والا (۴) اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا (۵) اپنی بیوی کے مقام پاخانہ میں جماع کرنے والا (۶) مشت زنی کرنے والا اور (۷) اپنے پڑوسی کو اذیت دینے والا یہاں تک کہ یہ توبہ کر لیں۔

Marfat.com

لواطت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ابلیس (اللہ اس پر لعنت کرے) سے پوچھا: ''وہ کونسا کام ہے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے''؟ ابلیس نے کہا کہ ''میرے نزدیک سب سے پسندیدہ فعل لواطت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس وقت بہت غصہ میں ہوتے ہیں جب کوئی مرد کسی مرد یا کوئی عورت کسی عورت کے پاس زنا کی نیت سے آئے جبکہ میرے نزدیک اس سے پسندیدہ کام کوئی نہیں ہوتا'' حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: تو ہلاک ہو ایسا کیوں ہے؟ ابلیس نے کہا: ''کیونکہ اس فعل بد کا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے شدید غصہ کی لپیٹ میں ہوتا ہے اور جس پر اللہ کا غصہ شدت اختیار کر جائے اس کے اور توبہ کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم لوط کا فعل قبیح کرنا، جوا کھیلنا، کبوتر بازی کے مقابلے کرنا، کتوں کی لڑائی کرانا، مینڈھوں کو بھڑوانا، حمام میں ننگا داخل ہونا، ناپ تول میں کمی کرنا اور ترازو کو ٹیڑھا رکھنا: سب قوم لوط کے افعال ہیں، ان افعال کے کرنے والے کیلئے ہلاکت اور بہت بڑا عذاب ہے، قوم لوط کے افعال ہیں، ان افعال کے کرنے والے کیلئے ہلاکت اور بہت بڑا عذاب ہے، قوم لوط کا سب سے برا کام عورتوں کا عورتوں اور مردوں کا مردوں سے زنا کرنا تھا۔ جب ان کے سروں سے حیاء کا پردہ اُٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہوں کا بدلہ اس صورت میں دیا کہ ان کے سروں کو زمین میں دھنسا دیا اور ان کی بستیوں کو الٹ دیا۔ یعنی ان کے اوپر کو نیچے کر دیا اور پھر آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی۔

ہم جنس پرستی کرنیوالی عورتوں کے لئے دردناک عذاب

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ان کے پاس دو قرآن پڑھنے والی عورتیں آئیں، دونوں نے سوال کیا کہ کیا قرآن مجید میں عورتوں کی ہم جنس پرستی کے بارے میں کوئی حکم موجود ہے؟ فرمایا کہ ہاں، گذشتہ زمانہ میں اسی گناہ کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم تبع کو تباہ و برباد کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو اس بات کی خبر دی کہ ایسی

Marfat.com

عورتوں کیلئے آگ کی چادریں، آگ کے دوپٹے، آگ کے ازار بند، آگ کے تاج اور آگ کے موزے تیار کیے گئے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ: جب کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ بدکاری کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ان عورتوں کیلئے آگ کی چادر، دوپٹہ، موزہ تیار کرے، نیز ان کو بچھوؤں سے بھری آگ نے اوپر نیچے سے گھیرا ہوگا، عورت کے مقام پاخانہ میں جماع کرنے والا سب سے بڑا بدکار ہے یہ کام کسی کافر کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس گھر پر اللہ کی لعنت ہو جس گھر میں خنثیٰ داخل ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں میں باتکلف عورت بننے والے اور عورتوں میں سے باتکلف مرد بننے والی پر اللہ کی لعنت ہو۔

قیامت کے دن لواطت کرنے والوں کی پیشانیوں پر آئسین من رحمتی لکھا ہوا ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ قوم لوط والے افعال کیا کرتا تھا تو وہ اپنی قبر میں کچھ ہی دیر ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک دیو قامت فرشتے کو مسلط فرماتے ہیں جس کی شکل شکاری پرندے کی طرح ہوتی ہے وہ اس آدمی کو اپنے پنجوں سے اُچک کر قوم لوط کے ٹھکانے میں پھینک دیتا ہے اور پھر انہی کے ساتھ آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کی پیشانی پر ''آئیس من رحمۃ اللہ'' (اللہ کی رحمت سے ناامید) لکھ دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: قیامت کے روز کچھ بچے لائے جائیں گے جن کے سر نہیں ہوں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مظلوم ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود دوبارہ پوچھیں گے کہ تم پر کس نے ظلم کیا؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے آباء نے ہم پر ظلم کیا، کیونکہ وہ مقام پاخانہ میں جماع کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حکم ارشاد فرمائیں گے کہ ان کو آگ میں ڈال

Marfat.com

دواوران کی پیشانیوں پر ''آیئسین من رحمتی'' لکھ دو۔

اے ابن آدم! اس موقع سے بچو کہ تم کو اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا پڑے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اپنی غلطیوں اور گناہوں کی بابت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کرو اس سے پہلے کے اعضاء بول پڑیں اور زبان باہر نکل کر تمہارے نام پکارنے لگے۔ پس اے گہنگار بندے اللہ وحدہٗ لاشریک کے سامنے گڑگڑا اور اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ کر۔ بیشک وہ کرم کرنے والا، بردبار، معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

لواطت اور جدید سائنس

لواطت کے عادی افراد طرح طرح کی تکالیف اور بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس کا فاعل عورت کے قابل نہیں رہتا کیونکہ مقعد کا سوراخ عورت کی اندام نہانی کے مقابلہ میں سخت تنگ ہوتا ہے اور اس میں مرد کا عضو تناسل سخت رگڑ کے ساتھ داخل ہوتا ہے جبکہ قدرت نے عورت کی اندام نہانی کی بناوٹ ایسی رکھی ہے کہ اس میں دخول سے عضو تناسل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس کی قوت میں اور اضافہ ہوتا ہے لیکن مقعد کا راستہ تنگ ہونے کی بناء پر عضو تناسل کو ضرورت سے زیادہ زور لگانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے عضو تناسل میں کمزوری آجاتی ہے۔ وہ آگے سے موٹا اور پیچھے سے پتلا ہو جاتا ہے۔ عضو تناسل کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور سپاری نیچے کی طرف لٹک جاتی ہے عضو تناسل میں کجی اور لاغری آجاتی ہے اس طرح لواطت کرنے والا عورت کے قابل نہیں رہتا۔ ایک تو اسے عورت کے سامنے بھرپور انتشار نہیں آتا اور دوسرے اسے مقعد کے تنگ راستے کی ایسی عادت پڑ چکی ہوتی ہے کہ اندام نہانی کا لچکدار راستہ اس کے لیے قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس طرح لواطت کا مفعول بھی مختلف تکالیف کا شکار ہوتا ہے۔ قدرت نے مقعد کے پٹھوں کی بناوٹ ایسی رکھی ہے کہ وہ فضلہ باہر کی طرف نکالتے ہیں اور پھر اندر کی طرف سکڑ جاتے ہیں۔ لواطت میں اس کے برعکس عمل ہوتا ہے کیونکہ جب مقعد میں عضو تناسل کا دخول ہوتا ہے اندر کی طرف زیادہ زور لگتا ہے جس سے مقعد کے پٹھے ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ان میں فضلہ خارج کرتے وقت پرابلم ہوتی ہے اور اور بلا ارادہ بھی ہوا خارج کرتے ہوئے فضلہ

Marfat.com

خارج ہوسکتا ہے۔ مزید براں مقعد پر زخم ہو جاتے ہیں جو کہ خطرناک بیماریوں کا شاخسانہ بنتے ہیں۔

ہم جنس پرستی اور ماہنامہ گرل فرینڈ کے بورڈ آف ڈاکٹرز کی رائے

آسٹریلیا کے کثیر الاشاعت ماہنامہ ''گرل فرینڈ'' (جولائی 94) نے ہم جنس پرستی سے پیدا ہونے والی تکالیف وعوارض کی معلومات اپنے قارئین کو بہم پہنچانے کے لیے ملک کے چوٹی کے ڈاکٹروں اور سپیشلسٹ حضرات کا ایک بورڈ بٹھایا۔ جس نے اپنی تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم جنس پرستی سے مندرجہ ذیل مسائل پیدا ہو سکتے ہیں جو کہ انسان کے لیے ایک عذاب سے کم نہیں ہوتے۔

۱۔ مقعد سے خون رستا ہے اور پاخانہ شدید تکلیف کے ساتھ آتا ہے اگر اس کا بروقت علاج نہ کروایا جائے تو تکلیف میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے اور انسان روز بروز کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

۲۔ پیشاب اور پاخانہ تکلیف کے ساتھ آتا ہے، عورت کی اندام نہانی سے گندا مواد خارج ہوتا ہے اس سے پیشاب کی نالی، مقعد کا راستہ اور عورتوں میں رحم کے منہ پر شدید زخم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ اعضائے تناسل کے اوپر آبلے پڑ جاتے ہیں جن میں خارش اور درد ہوتا ہے اور انسان پژمردہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کا مکمل علاج جدید میڈیکل سائنس کے پاس نہیں ہے۔ تاہم ادویات کے استعمال سے اس کی شدت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ یہ اعصابی نظام کو متاثر کرتا ہے۔

۴۔ شدید تھکاوٹ، وزن کی کمزوری، ڈائریا اور پسینہ زیادہ آنے کی تکالیف لاحق ہو جاتی ہیں جسم کا حفاظتی نظام متاثر ہوتا ہے اور قوت مدافعت کمزور پڑ جاتی ہے جدید میڈیکل سائنس میں اس کا علاج دریافت نہیں ہوسکا، تاہم چند ادویات کے استعمال سے مرض کی رفتار قدرے سست ہو جاتی ہے۔

۵۔ بخار، فلو جیسی علامات، قے آنا، ڈائریا، بھوک کی کمی اور جلد کی رنگت زرد پڑ

Marfat.com

جاتی ہے۔ جگر کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ جو کہ عرصہ دراز تک بحال نہیں ہو سکتا۔ جدید میڈیکل سائنس کے پاس اس کا علاج بھی نہیں ہے۔ تاہم ایک طویل عرصہ تک ویکسین معاون ثابت ہوئی ہے۔

۶۔ ہونٹ، چہرہ، مقعد، اعضائے تناسل اور عورتوں میں رحم کے منہ پر پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں۔ دل، دماغ، اور آنکھوں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ اور اگر بروقت علاج نہ کروایا جائے تو انسان پاگل ہو جاتا ہے۔

۷۔ اعجائے تناسل اور مقعد کے اندرونی اور بیرونی جانب گوبھی کی شکل کے مسے نکل آتے ہیں جو کہ رحم اور مقعد کے کینسر کا باعث بن سکتے ہیں۔ تاہم اس کا مکمل علاج دریافت نہیں ہو سکا ہے اور اگر مسوں کو کسی بھی طریقے سے ختم کر دیا جائے تو بھی یہ دوبارہ نمودار ہو جاتے ہیں۔

۸۔ عضو تناسل پر چھالے پیدا ہو جاتے ہیں۔ رانوں کے جوڑ کے پاس انڈے کے برابر پھوڑا جاتا ہے۔ مریض کو بخار اور سردی لگتی ہے اور جوڑوں میں درد ہونے لگتا ہے کہ جلد ہی بیماری پھیل کر مقعد کو گھیر لیتی ہے۔ مقعد کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر کو ہاتھ پر دستانہ چڑھا کر اس پر چکنائی لگا کر مقعد میں انگلی ڈال کر مقوعد کے راستے کو پھیلانا پڑتا ہے۔ نیز عضو تناسل اور مقعد کی درمیانی جگہ پر ننھے منے درجنوں چھید بن جاتے ہیں، جن سے ہر وقت پیپ رستی رستی ہے۔ اس بیماری کا ابھی تک کوئی خاص علاج دریافت نہیں ہو سکا ہے۔

ایک روایت حضرت عبداللہ ابن عباس سے ہے۔

''جس کسی کو بھی تم عمل قوم لوط کرتا پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو۔''

ہم جنس پرستی کی اسلامی سزا

اس فعل کی ہیئت اور صورت کے اعتبار سے فقہاء کے نزدیک سزا کی صورت اور ہیئت بھی بدل جاتی ہے تاہم واجب القتل ہونے پر صحابہ کا اجماع بیان کیا گیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے سنگسار کئے جانے، آگ میں جلانے اوپر دیوار گرا دینے اور بلند مقام سے نیچے پھینکے جانے کی سزاؤں کا تذکرہ کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے بدکار شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص عمل قوم لوط میں ملوث ہو اوپر اور نیچے والے دونوں کو سنگسار کرو، کسی کو مت چھوڑو۔" (ابن ماجہ)

عورتوں کی ہم جنسی

جس طرح مرد مردوں سے جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں اسی طرح عورتیں عورتوں سے جنسی تسکین حاصل کرتی ہیں ایسی دو عورتیں جنسی تسکین کے حصول کے لیے ایک دوسرے کے اعضائے مخصوصہ سے کھیلتی ہیں ان عورتوں میں سے ایک شوہر کا اور دوسری بیوی کا کردار ادا کرتی ہے یہ ہاتھ یا زبان سے ایک دوسرے کے عضو شہوت کو رگڑ کر مجامعت کی لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

لواطت کرنے والوں کی سزا، اسلام میں

اس سلسلہ میں جمہور امت کا قول یہ ہے کہ لواطت کرنے اور کرانے والے دونوں کو قتل کر دیا جائے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ اس لیے کہ یہ فعل قباحت و خباثت میں زنا سے بھی بڑھا ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به. (ترمذی)

"تم جس کو لواطت میں گرفتار پاؤ تو کرنے اور کرانے والے دونوں کو قتل کر ڈالو۔"

قتل

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شرط بخاری پر صحیح الاسناد ہے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنے استدلال میں اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں کہ غلط کاروں کو قتل کر ڈالا

Marfat.com

جائے حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت علیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ، امام مالکؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اسی قوم جمہور کے قائل ہیں، امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

مشت زنی کے نقصانات

پہلا نقصان: گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر جہنم کا ایندھن بننا

یاد رہے کہ (آئمہ کے نزدیک) مشت زنی گناہ کبیر اور حرام ہے، اس فعل خبیث کے کرنے والے کو آپ ﷺ نے لعنتی اور جہنمی فرمایا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ لعنت سے مراد "البعد عن الرحمة" یعنی رحمت الٰہی دوری ہے اس سے پتہ چلا کہ جو شخص اس فعل کو کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت بھی ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہے اور جہنمی بھی ہے۔ یہ کہ مجلوق کو اپنے فعل پر ندامت پیدا ہو جائے اور وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ معاف بھی فرما دے۔

دوسرا نقصان: شادی کے قابل نہ رہنا

ان نقصانات میں سے اہم ترین نقصان نامردی کا مرض ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نوجوان آدمی شادی کے لائق نہیں رہ جاتا اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص سے عورت نفرت ہی کرے گی جس کی وجہ سے ازدواجی سلسلہ برقرار نہیں رہ سکتا اور عورت در پردہ دوسرے مردوں سے دوستیاں پیدا کر لیتی ہے۔

اس طرح اس فعل خبیث کی وجہ مجلوق ہر وقت شرمندگی رہتی ہے اور گھر کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔

واقعہ: بندہ نے ایک واقعہ اپنے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب سے سنا۔ ارشاد فرمایا کہ ایک نوجوان کثرت سے مشت زنی کرتا تھا جس کی وجہ سے اس میں مردانہ قوت ختم ہو گئی پھر اس کی شادی ہوئی تو پہلی ہی رات کو اس کی نامردگی کی وجہ سے اسکی بیوی نے اس سے طلاق کا مطالبہ کر لیا!

Marfat.com

مشت زنی کے دوسرے نقصان پر حکیم الحکماء نے لکھا ہے:

بار بار منی کے نکلنے کی وجہ سے منی کا خزانہ بھی ذکی الحس ہو جاتا ہے اور اس کی قوت امساکیہ بالکل کم ہو جاتی ہے اسلئے جب کبھی پاخانہ کرتے وقت اور لگایا جائے تو فوراً چند ایک قطرے منی کے نکل پڑتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ ذرا سی رگڑ یا جماع کے خیال یا عورت سے بات چیت کرنے سے ہی منی نکل پڑتی ہے اس سبب سے مجلوق شادی کے قابل نہیں رہتا۔

تیسرا نقصان: ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جانا

مشت زنی کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس خبیث فعل کی وجہ سے جسم آہستہ آہستہ گھل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مجلوق ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتا ہے۔ اس وجہ سے مشت زنی کرنے والے پر ہر وقت شرمندگی اور مایوسی کی کیفیت رہتی ہے۔

چوتھا نقصان: دماغ کا کمزور ہونا

جلق سے دماغ کو بہت جلد نقصان پہنچتا ہے کیونکہ جو عصاب (پٹھے دماغ سے نکلتے ہیں وہ ذکی الحس ہونے کی وجہ سے بہت جلد کمزور ہو جاتے ہیں اور پھر وہ یہاں تک کمزور ہوتے ہیں کہ خواہ مرد عورت کیساتھ بھی لیٹا رہے تب بھی انتشار پیدا نہیں کر سکتے۔

علاوہ ازیں سر درد رہتا ہے۔ ذرا سا چلنے یا بیٹھے بیٹھے کھڑے ہو جانے سے آنکھوں کے آگے! اندھیرا چھا جاتا ہے۔ طرح طرح کے برے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں اور سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ بوقت انزال مرد کو لذت بہت کم آنے لگتی ہے۔

مزید کہ اس فعل کی وجہ سے حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مجلوق جو یاد کرتا ہے اس کو بھول جاتا ہے اور تھوڑا سا بھی پڑھنے کے بعد سر میں درد ہونے لگتا ہے یا آنکھوں میں بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔

پانچواں نقصان: اعضائے رئیسہ کا کمزور ہونا

علاوہ ازیں اس فعل بد کا سب سے برا اثر اعضائے رئیسہ پر پڑتا ہے اور بدن کے

Marfat.com

جوہر (منی) کو خارج کر دینے کی وجہ سے تمام اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اعضائے رئیسہ چار ہیں۔ دل، دماغ، جگر اور خصیتین گویا کہ ان چاروں اعضاء کی تندرستی سے بدن انسانی تندرست رہتا ہے اور ان میں ضعف یا کئی اور خرابی ہو جانے کی وجہ سے تمام بدن خراب یا کمزور ہو جاتا ہے۔ جلق کی وجہ سے ان چاروں اعضاء کو کیا نقصان پہنچتا ہے وہ نہایت مختصر اور درج ذیل ہے۔

چھٹا نقصان: جگر کا کمزور ہونا

جلق کی وجہ سے جگر بھی بہت جلد کمزور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ منی کے زیادہ خارج ہو جانے کی وجہ سے خون کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے جگر کو خان بنانے کے لئے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو خون پیدا ہوتا ہے وہ منی بنانے میں صرف ہو جاتا ہے اس لئے جگر کو پوری خوراک نہیں ملتی اس وجہ سے جگر بہت جلد کمزور ہو جاتا ہے اور جالق (جلق لگانے والا) کے بدن میں خون کم ہونے کی وجہ سے اس کے بدن کی رنگت زرد ہو جاتی ہے، نیز اس کی بھوک بند ہو جاتی ہے۔

ساتواں نقصان: خصیتین کا خراب ہونا

اس فعل بد کی وجہ سے دونوں عجو بھی نہیں بچ سکتے چونکہ خون سے منی کو یہی عضو بناتے ہیں اس لئے اس مضموم کام سے ان کو بھی اپنا کام بار بار کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اکثر مواقع تو منی خام یا صرف خون ہی دینا پڑتا ہے اس لئے کمزور اور ڈھیلے ہو کر لٹک جاتے ہیں اور ان میں تھوڑا اور درد بھی رہنے لگتا ہے اعضائے رئیسہ کے علاوہ معدہ، گردے، مثانہ پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ غرض یہ کہ انسان صحیح معنوں میں زندہ درگور بن جاتا ہے۔ بلکہ بعض واقعات اور مشاہدات سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی اشخاص تو اس فعل بد سے اچانک مر گئے اور بعض شخصوں کو جنون، مالیخولیا، رعشہ جیسے خوفناک امراض چمٹ گئے، لہٰذا پکار پکار کر کہا جاتا ہے کہ بھائیو! اس فعل سے بچو اور اپنے آپ کو ہلاکی میں نہ ڈالو ورنہ تمام عمر پچھتاؤ گے۔ اپنے بچوں کا خاص طور پر خیال رکھو۔ ان کو خراب عادت لڑکوں کے ساتھ نہ ملنے دو بلکہ دو بچوں کو ایک جگہ چھوڑ کر کبھی

Marfat.com

بے پروانہ رہو۔ ورنہ ضرور اس عادت کے مرتکب ہو کر اپنے آپ کو تباہ و برباد کر لیں گے۔

آٹھواں نقصان: قلب کا کمزور ہونا

دل میں جلق جیسے برے فعل سے جب کچھ لذت پیدا ہوئی ہے تو اس وقت یہی نہیں کہ صرف منی نکل کر بس ہو جاتی ہے بلکہ ساتھ ہی ایک چیز اور بھی خارج ہو جاتی ہے جو کہ منی سے بھی زیادی قیمتی، حرارت غریزی ہے۔ چونکہ اس سے فاعل کو بار بار اس فعل بد کو کرنا پڑتا ہے اس لئے حرارت غریزی اتنی خارج ہو جاتی ہے جتنی اور پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل کمزور ہو جاتا ہے بلکہ بعض کو خفقان اور غشی کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے پھر جب اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب میری ان بدفعلیوں کا نتیجہ ہے جو اپنی بد قسمتی سے کر چکا ہے تو پھر اس کو اس کا غم ہوتا ہے کہ یہ سب میری ان بدفعلیوں کا نتیجہ ہے جو اپنی بدقسمتی سے کر چکا ہے تو پھر اس کو اس کا غم ہوتا ہے اس سے اس کے دل کو اور بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے وہ کسی کی طرف نظر اٹھا کر مارے شرم کے دیکھ نہیں سکتا کیونکہ وہ اپنے آپ کو گنہگار اور بدکردار سمجھتا ہے اس کا دل دھڑکتا ہے اور نہایت کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے انتشار کے وقت وہ خون کی صحیح مقدار عضو تناسل کی طرف نہیں بھیج سکتا۔ اسی وجہ سے ضعف قلب کے مریض کو کامل انتشار نہیں ہوتا۔

نواں نقصان: سرعت انزال

ہاتھ کی رگڑ سے عضو تناسل کے رگ و پٹھے کمزور پڑ جاتے ہیں اور ان میں خون کا دورہ بند ہو جاتا ہے۔ نیلی نیلی رگیں ابھر آتی ہیں اور پھر عضو تناسل میں کمزوری اور ڈھیلا پن ہو جاتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ انتشار کے قابل ہی نہیں رہتا۔ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ صرف فحش خیالات سے ہی منی نکل پڑتی ہے۔

دسواں نقصان: عضو خاص کا ٹیڑھا ہو جانا

اس فعل بد کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے مرد کا عضو خاص ٹیڑھا ہو جاتا ہے اس وجہ سے مباشرت میں مخلوق مرد و عورت صحیح طور سے لذت نہیں لے پاتے اور

Marfat.com

اس فعل کی وجہ سے عضو میں سختی کم ہو جاتی ہے۔ جماع کے وقت الجھن محسوس ہوتی ہے۔ عضو آگے سے موٹا اور پیچھے سے پتلا ہو جاتا ہے۔

گیارہواں نقصان: احتلام کی کثرت

مادہ منویہ فطری طور پر فوتوں میں پیدا ہوتا ہے اور منی کی تھیلیوں میں جمع ہوتا ہے جب تھلیاں بھر جاتی ہیں تو احتلام کی صورت میں مادہ منویہ خارج ہو جاتا ہے اگر انسان مباشرت نہ کرے یا مشت زنی نہ کرے، اکثر نوجوان جب مشت زنی شروع کرتے ہیں پھر جب ان کو کوئی بتاتا ہے کہ یہ بری عادت ہے تو اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ پھر ان کو احتلام ہونے لگتا ہے تو وہ اس سے اور پریشان ہو جاتے ہیں۔

بارہواں نقصان: اعصاب کا کمزور ہونا

مشت زنی کا ایک نقصان یہ ہے کہ اس فعل کی وجہ سے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اس کی وجہ سے مجلوق مختلف اعصابی بیماریوں میں مبتلا رہتا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

اجائے خوف، وحشت، گھبراہٹ، مایوسی، چڑچڑا پن تشویش بیزاری، بوریت، وحشت ناک خواب ہاضمہ خراب گیس کی پیدائش، بدہضمی، کمزور حافظہ، چکر، تھکاوٹ وغیرہ وغیرہ۔ آج کل تو ڈاکٹر اور حکماء ہائی بلڈ پریشر، دھڑکن، بلڈ شوگر تک کو اعصابی کمزوری کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ آپ نے ہسٹریا کا نام سنا ہے۔ یہ مرض بھی اعصابی کمزوری کا نتیجہ ہے اس میں مریض یا مریضہ چیخ مار کر بے ہوش جاتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ جن آیا۔

تیرہواں نقصان: نفسانی اور عقلی نقصان

نفسیات کے ماہرین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس عادت میں مبتلا شخص بہت سے نفسیانی اور خطرناک عقلی و دماغی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثلاً ذہول، نسیان، قوت ارادی کی کمزوری، حافظہ کی کمزوری، تنہائی اور گوشہ نشینی کی طرف میلان، حیا و شرم کا غلبہ سستی کا احساس، نیز احساس کمتری وغیرہ۔

Marfat.com

چودھواں نقصان: چہرے کی رونق کا ختم ہونا

اس فعل کی وجہ سے مریض مجلوق کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور آنکھوں کے گرد چلقے پڑ جاتے ہیں اور چہرے کا نور چمک دمک ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی مرد کے چہرے پر جو لالی ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے اور پھر چہرہ پھیکا پھیکا سا لگتا ہے اور بعض کے چہرے پر خراش دار پھنسیاں نکل آتی ہیں۔

پندرھواں نقصان: مرض جریان کا پیدا ہونا

اس فعل بد کا ایک نقصان یہ ہے کہ اس کی وجہ سے منی پتلی ہو جاتی ہے اور پھر مرض جریان پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بعض کو پیشاب میں قطرے آتے رہتے ہیں اور بعض کو صرف فحش خیال سے ہی قطرے آنے لگتے ہیں، حتی کہ ایسے شخص کے لئے قطروں کی کثرت کی وجہ سے نماز پڑھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

سولھواں نقصان: تپ دق ہونا

اس فعل کی وجہ سے تپ دق (یعنی پرانا بخار) ہو جاتا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق جب ایک ہزار تپ دق (یعنی پرانے بخار) کے مریضوں کے اسباب مرض پر غور کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ **414** مشت زنی کے سبب **186** کثرت جماع کے باعث اور بقیہ دیگر وجوہات کی بناء پر مبتلائے تپ دق ہوئے تھے۔ **124** یا گلوں کا امتحان کرنے پر معلوم ہوا کہ ان میں سے **24** (یعنی ہر پانچواں فرد) اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنے کی بناء پر پاگل ہوا تھا۔

سترھواں نقصان: جسم کا نظام درہم برہم ہونا

ایک بار یہ "فعل" کر لینے کے بعد پھر کرنے کو جی چاہتا ہے معاذ اللہ دو، تین بار کر لیا تو ورم آ جاتا ہے اور عضو کی نرم و نازک رگیں رگڑ کھا کر دب کر سست ہو جاتی ہیں اور پٹھے بے حد حساس ہو جاتے ہیں اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ ذرا بد نگاہی ہوئی،

Marfat.com

بلکہ ذہن میں تصور قائم ہوا اور منی خارج، بلکہ کپڑے سے رگڑ کر ہی منی ضائع ''منی'' اس خون سے بنتی ہے جو تمام جسم کو غذا پہنچانے کے بعد بچ جاتا ہے۔ جب یہ کثرت کے ساتھ خارج ہونے لگے گی تو خون بدن کو غذا کیسے فراہم کرے گا؟ نتیجتاً جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

اٹھاروں نقصان: ضعف بصری کا لاحق ہونا
انیسواں نقصان: ثقل سماعت، کم سننا، بہرہ پن
بیسواں نقصان: چکر
اکیسواں نقصان: رعشہ
بائیسواں نقصان: درد کمر
تیئیسواں نقصان: دردسر
چوبیسواں نقصان: ضعف معدہ
پچیسواں نقصان: پاگل بن
چھبیسواں نقصان: دل کا غمگین ہونا

ستائیسواں نقصان: زنا کا تقاضہ پیدا ہونا

اس فعال کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ مجلوق کا دل شروع شروع میں ہاتھ کی رگڑ سے مزہ لیتا ہے حتی کہ پھر یہ نوبت آجاتی ہے کہ مشت زنی کرنے والے کے دل و دماغ میں زنا کے تقاضے پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں پھر ایسے شخص کو صرف مشت زنی سے تسکین حاصل سکرنا مشکل ہو جاتا ہے جبکہ وہ زنا کرے اور پھر ایسا شخص زنا کے دلدل میں دھنسا چلا جاتا ہے۔

(جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات)

Marfat.com

پسند کی شادی

عصر حاضر میں مسلمان معاشروں میں پسند کی شادی کا بڑا چرچا کیا جارہا ہے۔ بڑے بڑے دانشور اپنی اپنی آراء سے لوگوں کو مستفید فرمارہے ہیں کچھ لوگ مذہب کو بھی درمیان میں لاکر ایسی شادی کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں' لیکن کوئی بھی اس بارے میں قرآن حکیم میں بیان شدہ حدود کا ذکر نہیں کرتا، جن کے بارے میں خود ہادی مطلق کا دعویٰ ہے کہ جو میری ہدایات وتعلیمات پر عمل کرے گا اسے کوئی غم ہوگا نہ خوف۔(البقرۃ۲:۳۸)

پسند کی شادی کی حیثیت کے بارے میں قرآن حکیم کی ہدایات وتعلیمات کیا ہیں اور پیغمبر اعظم وآخر ﷺ کا ارشاد کیا ہے؟ آیئے سیاق وسباق کے ساتھ اس پر غور کریں۔

یہ حقیقت ہمہ وقت ہر انسان' خاص طور پر ہر مسلمان' کے پیش نظر رہنی چاہیے کہ حیات انسانی ہر دم سفر میں ہے جو ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا یہ دنیا اس کے سفر حیات کے دوران عارضی پڑاؤ ہے۔انسان کی اصل زندگی کا آغاز دارالآخرت میں ہوگا۔ دالآخرت موت سے مبرا اور ابدی زندگی کا جہان ہوگا اس جہان میں انسان کی نشاۃ ثانیہ ہوگی اور اس کی یہ زندگی بغیر کسی ضعف یا کمزوری کے ابد الآباد تک قائم رہے گی۔ دارلآخرت میں انسان کے لیے زندگی کرنے کے دو جہان ہوں گے' ایک جنت قرۃ العین دوسرا آتشکدۂ جہنم۔انسان نے موت سے مبرا اپنی اصل زندگی جنت میں کرنی ہے یا جہنم میں اس کا فیصلہ اس کے اپنے ہاتھوں میں ہے جو اس نے عارضی حیات دنیا کے دوران کرنا ہے۔یاد رہے کہ یہ دنیا انسان کے لیے امتحان گاہ بھی ہے اور تربیت گاہ بھی

Marfat.com

خالق کائنات نے انسان کوارادہ وعمل کی آزادی دے کراس دنیا میں بھیجا ہے۔ اس آزادی کے عوض وہ رہین مکافات عمل ہے۔اس کا مطلب ہے کہ وہ ارادہ وعمل میں تو خودمختار ہے لیکن اپنے اعمال کے حسن وقبح کے مطابق اچھے یا برے نتائج بھگتنے پر مجبور ہے۔ انسان کے اعمال کا ہر گھڑی محاسبہ ہوتا رہتا ہے اوراس کی سزا وجزا اس دنیا میں فی الفور ملتی رہتی ہے۔(البقرۃ۲:۲۰۲؛الرعد۱۳:۳۴)۔

اچھے اعمال کا صلہ مسرت واطمینان قلب ہے اور برے اعمال کا بدلہ آتش خوف و حزن ہے جو دلوں کو گھیر لیتی ہے مکمل حساب دارلآخرت میں روز حساب وجزا ہوگا، جہاں کل اعمال کی جزا یا سزا جنت قرۃ العین یا آتشکدۂ جہنم میں ہوگی۔قرآن حکیم کی رو سے جب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو ان کو حکم ہوا کہ آپ سب اس گھنے باغ سے نیچے اتر جائیں اور زرعی زمینوں پر کھیتی باڑی سے حیات دنیا شروع کریں، لیکن گوش ہوش سے سن لیں، ہمیشہ یادرکھنے کے لئے کہ تمہیں میری طرف سے ہدایات ملیں گی جولوگ میری ہدایات کے مطابق عمل کریں گے تو ان پر نہ تو کوئی خوف طاری ہوگا اور وہ غمزدہ ہوں گے۔لیکن وہ لوگ جو ہمارے احکام وتعلیمات کو جھٹلائیں گے (یعنی ان کے مطابق عمل نہیں کریں گے) تو وہ اہل نار ہوں گے (یعنی دنیا میں آتش خوف وحزن اور آخرت میں جہنم کی آگ میں رہنے والے ہوں گے) دیکھئے البقرۃ۲:۳۶تا۳۹)

انسان احسن الخالقین کی جمالیاتی، تخلیقی فعلیت کا شاہکار ہے جس سے وہ شدید محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ انسان اس تربیت گاہ اور امتحان گاہ دنیا میں اپنے آپ کو جنت کے لیے پیراستہ کرلے یہ رب رحمٰن کا فیضان ربوبیت ہے کہ اس پیراستگی کے لیے اس نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جب تک انسان ان نعمتوں کی قدر کرتا ہے اور ان سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے رب رحمٰن اس کے لیے نعمتوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

واذ تأذّن ربّکم لئن شکرتم لازیدنّکم .....

اگر تم جذبات تشکر کے ساتھ میری نعمتوں کی قدر کروگے (یعنی انہیں بہترین طریقے سے استعمال کروگے) تو میں یقیناً ان میں اضافہ کرتا رہوں گا۔"

لیکن جب انسان کے دل ودماغ میں ان نعمتوں کی قدر نہیں رہتی اور وہ انہیں

Marfat.com

مطلوبہ یا صحیح معنوں میں استعمال میں نہیں لاتا یعنی کفران نعمت کرتا ہے تو قادر مطلق اس نعمت کو واپس لے لیتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (ابراھیم ۱۴:۷)

''لیکن اگر تم نے کفران نعمت کیا تو یاد رکھو کہ میرے قانون احترام ارزو کی گرفت سخت اذیت ناک ہوا کرتی ہے۔''

کدأب آل فرعون ۙ والذین من قبلھم کفروا بأٰیٰت اللّٰہ فاخذھم اللّٰہ بذنوبھم ط اِنَّ اللّٰہ قوِیٌّ شدید العقاب O ذالک بان اللّٰہ لم یک مغیّرًا نعمۃ انعمھا علٰی قومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم ۙ واَنَّ اللّٰہ سمیع علیمO

(الانفال: ۵۲، ۵۳)

''ان کے لچھن آل فرعون یا ان لوگوں کے سے تھے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ (کے قانون مکافات عمل) نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کا قانون سزا دینے میں اتنا ہی سخت ہے ان کی ہلاکت و بربادی کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ اس نعمت کو کبھی نہیں بدلتا جس سے اس نے کسی قوم کو نوازا ہو جب تک اس کے اندر اس نعمت کی آرزو نہیں بدل جاتی (یعنی اس کی طلب و آرزو نہیں رہتی) بے شک اللہ سب کچھ سننے والا۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔''

آرزوئے نعمت نہ رہے تو نعمت بھی نہیں رہتی

نوٹ: اس آیہ کریمہ میں غور طلب بات یہ ہے کہ رشتے داریاں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وھوالذی خلق من الماء بشرًا فجعلہٗ نسبًا وصِھرًا وکان

Marfat.com

ربّک قدیرا O (الفرقان: ۵۴:۶۵)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے پانی میں سے بشر (یا انسان) کی تخلیق کی، پھر اس کے نسبی اور سسرالی رشتے دار بنائے۔ بے شک تمہارا رب ہمیشہ ہی سے قدرت کاملہ رکھنے والا ہے''۔

اس آیۂ مبارکہ میں رشتہ داروں کے لیے ''اقربون'' کے بجائے ''نسب وصہر'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن کے معانی خاندانی وسسرالی رشتہ دار ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ رشتہ داریاں نکاح کے نتیجے میں معرض وجود میں آتی ہیں جو نسل انسانی کی صحت مند بقا کے لیے ناگزیر ہیں۔ایک انسانی بچے کی عمدہ نشوونما اور حسین ارتقاء کے لیے دونوں اطراف کے رشتہ داروں کی موجودگی انتہائی ضروری ہے۔ جدید سائنسی ریسرچ نے ثابت کیا ہے کہ ایک بچے کا انسان کامل بننا اسی صورت میں ممکن ہے کہ اسے خوراک کے ساتھ ساتھ تحفظ ذات کا احساس بھی میسر ہو اور یہ سلسلہ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو دنیا میں تحفظ ذات کی استعداد کا حصول اور اس کی پرورش وارتقاء کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے دونوں اطراف کے رشتہ داروں کی موجودگی اور ان کے ساتھ قائم تعلقات، جن بچوں کی ان حالات میں پرورش نہیں ہوتی ان میں اپنے آپ پر اعتماد کا جذبہ پرورش نہیں پاتا۔اس فقدان اعتماد کی موجودگی میں جب وہ جوان ہوتے ہین تو اپنے آپ کو بے شمار نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا پاتے ہیں یہ حالات انہیں بے رحم وظالم یا نکمے ونااہل بنا دیتے ہیں اس کے نتیجے میں وہ اپنی زندگی نارمل طریقے سے بسر کرنے کے اہل نہیں ہوتے اور معاشرے میں بدامنی وفساد کا باعث بنتے ہیں۔اس طرح وہ نہ صرف خود صراط مستقیم پر چلنے کے اہل نہیں رہتے بلکہ دوسروں کو بھی ٹیڑھی میڑھی راہوں پر سفر کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور یہ وہ راہیں ہیں جو انسان کو کشاں کشاں جہنم کی طرف لے جاتی ہیں۔

پیشتر ازیں جب کوئی دوشیزہ گھر والوں کی مرضی کے برعکس اپنی پسند کی شادی کے لیے گھر سے باہر قدم نکالتی ہے تو اپنے والدین، بہن بھائیوں نیز خاندان کے دوسرے لوگوں سے قطع تعلق کرتی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے وہ تحفظ کے ایک محفوظ حصار

Marfat.com

میں ہوتی ہے۔ پہلا قدم نکالتے ہی وہ اس حصار سے محروم ہو جاتی ہے' نہ جانتے ہوئے کہ وہ زندگی کے وہ سب سے بڑے نقصان سے دوچار ہو رہی ہے۔ اس کی بقایا زندگی ایسک کٹی ہوئی پتنگ کی طرح گزرتی ہے جس کا کوئی والی یا وارث نہیں ہوتا حتی کہ جذبات میں آ کر جس کے لیے گھر چھوڑتی ہے کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی اس سے بدظن ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہادی مطلق نے رشتہ داریوں کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

والذین یصلون ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوٓء الحساب. (الرعد ۱۳: ۲۱)

''اور وہ ان رشتوں اور تعلقات کو قائم رکھتے ہیں' جن کو قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے' اور اپنے پروردگار و آقا کے قانون مکافات عمل سے ڈرتے ہیں نیز اپنے اعمال کے حساب کے المناک نتیجے سے ڈرتے ہیں۔''

وما یضل بہٖ الا الفٰسقین O الذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقہٖ ویقطعون ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخسرون O (البقرۃ: ۲۶، ۲۷)

اصل یہ ہے کہ وہ اس سے فاسقوں (یعنی اللہ سے عہدہ و پیماں کرنے کے بعد توڑ دینے والوں) کے سوا کسی کو گمراہی میں بھٹکنے نہیں دیتا۔ فاسق لوگ وہ ہیں جو اللہ سے (بذریعہ کلمہ طیبہ) عہدہ پیماں کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور ان رشتوں کو منقطع کر دیتے ہیں' جن کو جوڑنے اور قائم رکھنے کا تعلق حکم اللہ نے دیا ہے اور اس طرح وہ ملک میں بدنظمی و برہمی (یعنی نساء) پیدا کرتے ہیں، یہی لوگ دنیا و آخرت میں گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

نیز فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایات و تعلیمات سے منہ موڑ کر اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے سرگرداں رہتے ہیں ان کا انجام عبرتناک ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس انجام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ان کی مدد نہیں کر سکتی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

افرأیت من اتخذ الٰھہٗ ھواہ واضلّہ اللّٰہ علٰی علمٍ وّختَمَ علٰی

Marfat.com

سمعہٖ وقلبہٖ وجعل علی بصرہ غشٰوۃً فمن یھدیہ من بعد اللّٰہ افلا تذکرون O (الجاثیہ ۴۵:۲۳)

کیا آپ نے اس شخص کے نفسیاتی احوال وظروف میں غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا الہ یعنی معروض خواہش بنالیا ہے اور اللہ نے اپنے قانون مکافات عمل کی رو سے اس کے علم کے باوصف اس پر راہ مستقیم گم کردی ہے اور اس کے کانوں اور قلب یعنی دل ودماغ پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اب اللہ کے سوا کون ہے جو اس کو سیدھی راہ دکھا سکتا ہ؟ کیا تم لوگ (ان سچی مثالوں سے) نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اس گفتگو سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ کیوں پیغمبر اعظم وآخر ﷺ نے نکاح کے وقت عورت کے ولی (یعنی باپ' وارث یا محافظ) کی موجودگی کو لازم قرار دیا ہے اور ولی کے بغیر نکاح کو دوٹوک الفاظ میں رد کیا ہے۔

(حدیث نبوی ﷺ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اپنے ولی کے بغیر نکاح کرلے تو اس کا نکاح باطل ہے'' اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے۔ (المشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۷۲' حدیث ۲۹۹۷/۶)

مشاہدے اور تجربے سے یہ بات طے ہے کہ جب بھی کوئی بیٹی کسی شخص کو ناپسند کرتی ہے تو اس کے لیے ناپسندیدہ شخص کے ساتھ زندگی بسر کرنا ممکن نہیں ہوتا، نتیجۃً معاشرے میں بدنظمی وبرہمی یعنی فساد واقع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو اور فساد کرنے والوں یعنی مفسدین کو پسند نہیں کرتا پیغمبر اعظم وآخر ﷺ کے اسوہ حسنہ سے بھی ظاہر ہے کہ وہ شادی بیاہ کے معاملات طے کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے

فاعتبروا یآ اولی الابصار. (الحشر ۵۹:۲)

''عبرت حاصل کرو' اے دیدہ بینا رکھنے والو!''

(ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ سے خواجہ محمد اسلم کی تحریر)

محبت کی شادیاں ناکام شادیاں

آج کل لو میرجز کا رجحان ہماری نئی نسل میں بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اس کی

Marfat.com

بنیادی وجہ ہمارا الیکٹرانک میڈیا، رومانوی ناول، میگزین، بچوں کا مخلوط تعلیمی ماحول اور مغربی وغیر اسلامی تہذیبوں کی اندھا دھند پیروی ہے۔ اسلامی تعلیمات لو میرج کا بالکل بھی تصور نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اس کو سختی سے منع کرتی ہیں ایک عورت کا غیر محرم کے ساتھ بیٹھنا منع ہے اور جہاں دو نامحرم بیٹھے ہوں تنہائی میں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے اگر ''محبت'' کو شادی کی بنیاد بنائیں گے تو بہت کمزور بنیاد ہوگی۔ شادی سے پہلے تو محبت بہت عروج پر چلی جاتی ہے لیکن جو توقعات وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتی ہیں۔ صرف شادی کے لئے ایک دوسرے کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے مگر جب شادی کے بعد جذبات کا بہاؤ کم ہوتا ہے اور کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑتا ہے تو ایک دوسرے کی وہی غلطیاں اور کوتاہیاں جن کو پہلے نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ بعد میں نا قابل برداشت ہو جاتی ہین پھر بات بڑھتے بڑھتے نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے اس کے برعکس بڑوں کی طرف سے طے کردہ شادی کے معاملات میں چونکہ مذکورہ باتیں نہیں ہوتیں اس لئے وہ شادی بہت کم ناکام ہوتی ہے جب والدین وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہتر لڑکی اور لڑکی کیلئے بہتر لڑکا تلاش کر لیں تو اب میاں بیوی بن کر محبت و پیار سے زندگی گزارنے کے لئے راہ بالکل ہموار ہو جاتی ہے، چونکہ ان کے پہلے سے کوئی وعدے اور توقعات نہیں ہوتیں اور پھر جب کوئی مسئلہ درپیش ہو بھی تو دونوں فریق حالات کو خوشگوار بنانے اور سمجھوتہ کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں

حدیث نبوی ہے کہ:

''جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں۔''

محبت کی شادیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترنا ہے یہ بات سوشل ایڈ آرگنائزیشن شعبہ خواتین کی جانب سے کئے گئے ایک سروے میں سامنے آئی ہے۔ SAO کی طرف سے ارینج میرج اور لو میرج کی کامیابی کے تناسب پر کرائے گئے سروے میں پتہ چلا ہے کہ ارینج میرج کی صورت میں ناکامی کا

Marfat.com

تناسب صرف نہ ہونے کے برابر یعنی صرف 7. فیصد ہے جبکہ محبت کی 80 فیصد شادیاں ناکام اور طلاق کا تناسب 6 فیصد ہے وجہ یہ ہے کہ لو میرج کرنے والے جوڑوں کے خاندان بھی اختلافات کی صورت میں جوڑون کے مابین صلح کروانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو اپنی مرضی کرنے کی سزا ملے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور اگر اس جوڑے کو خدانخواستہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو بھی خاندان والے سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

''محبت کی شادیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بہت زیادہ ہوتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہرہ کرتا تھا اور ان دعوؤں میں پورا اترے جس کی وہ شادی سے پہلے قسمیں کھاتا تھا لو میرج کے بعد مرد روزگار کی تلاش میں اور عورتیں گھریلو کاموں میں مصروف ہو کر پہلے والا رویہ رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ناقدری کا احساس بھی جھگڑے کا باعث بنتا ہے لو میرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے فرینک (بے تکلف) ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں برابری کا عدم توازن بھی اختلافات کا سبب بنتا ہے ارینج میرج کی صورت میں اگر خاندانوں کے تعلقات آپس میں اچھے ہوں تو اس کا اثر جوڑوں کی ازدواجی زندگی پر بھی خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ لو میرج کرنے والے جوڑے مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے۔ شادی سے پہلے کی انڈر اسٹینڈنگ عملی زندگی میں ناکام ہو جاتی ہے، کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں۔ ارینج میرج کی شکل میں بھی والدین کو لڑکے اور لڑکی کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہیے، لڑکی اور لڑکے کی حیثیت اور تعلیم میں زیادہ فرق نہیں ہونا چاہئے اور گھر والوں کو اپنی اولاد کے ذہنوں کو سمجھتے ہوئے رشتے طے کرنا چاہے۔

(از ''ارینج اینڈ لو میرج گائیڈ۔ لوری میری)

ہمارے معاشرے میں بے جوڑ شادی ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے اور زبردستی کی شادی کی وجہ سے شرح ناکامی اور طلاق روز بروز بڑھتی جارہی ہے جو یقیناً ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

Marfat.com

محبت کی شادی اور اسلام

ڈاکٹر یوسف القرضاوی سے ایک لڑکی نے سوال پوچھا: مجھے ایک ایسے لڑکے سے محبت ہوگئی ہے جو دین دار با اخلاق ہے اور اس کے اندر ہر وہ خوبی ہے جس کی ایک لڑکی تمنا کر سکتی ہے۔ ہم محبت میں اتنی دور چلے گئے ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہماری محبت بالکل پاک ہے اور پچھلے چھ سالوں میں ہم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو قابل گرفت ہو اور جس پر ہمیں ندامت ہو مجھے اس کا انتظار تھا کہ لڑکا برسر روزگار ہو تو ہماری شادی ہو جائے کہ اچانک ہم پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لڑکے کے برسر روزگار ہوتے ہی اس کے گھر والوں نے یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیا کہ ان کا خاندان میرے خاندان کے مقابلے میں کم حیثیت ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔ میں اس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتی کسی اور کے ساتھ شادی کرنا میرے لیے ناممکن ہے کیا اس طرح سے میرا کسی کی محبت میں گرفتار ہو جانا اسلام کی نظر میں گناہ ہے اور کیا اسلامی شریعت میں ہماری مشکل کا کوئی حل ہے؟''

ڈاکٹر یوسف القرضاوی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

''میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں دور حاجر کے اس چلن سے بالکل متفق نہیں ہوں کہ پہلے محبت کی جائے پھر شادی کی جائے، یہ وہ راستہ ہے جس کی ابتداء بھی نا مناسب ہوتی ہے اور جس کا انجام بھی اکثر و بیشتر غیر اطمینان بخش ہوتا ہے مثلاً وہ محبت جو ٹیلی فون پر گفت و شنید سے شروع ہوتی ہے یا وہ محبت جوانی کے جوش میں لڑکیوں کے پیچھے چکر لگانے سے شروع ہوتی ہے یہ ایسی محبت ہوتی ہے جس میں عقل اور سوجھ بوجھ کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ محض جذباتیت ہے اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ ایسے لڑکے لڑکیوں میں محبت ہو جاتی ہے جن کے درمیان سماجی تفاوت ہوتا ہے یا خاندانی چپقلش ہوتی ہے یا کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو ان کی شادی کے درمیان دیوار بن کر کھڑی ہو جاتی ہے چونکہ اس محبت کی ابتدا جذباتیت سے ہوتی ہے اس لیے یہ لڑکے اور لڑکیاں غلطیاں اور گناہ کر بیٹھتے ہیں اس لیے کہ یہ بہر حال وہ انسان ہیں، فرشتے نہیں ہیں۔

Marfat.com

میری نظر میں شادی کا افضل اور مناسب ترین طریقہ یہ ہے کہ طرفین خوب سوچ سمجھ کر ایک دوسرے بارے میں مکمل واقفیت حاصل کر کے شادی کا فیصلہ کریں، شادی کا فیصلہ کرتے وقت اس بات کا اطمینان کر لیا جائے کہ فی الحال ایسی کوئی بات تو نہیں ہے جو آگے چل کر اس شادی کو ناکام یا شادی شدہ زندگی کو جہنم بنا دے، مثلاً طرفین کے درمیان کفو یعنی برابری نہ ہو یا کسی قسم کی قانونی رکاوٹ ہو وغیرہ یہ بھی ضروری ہے کہ طرفین ایک دوسرے کو دیکھ لیں ایسے موقع پر مناسب یہ ہوگا کہ لڑکا اس طرح سے لڑکی کو دیکھے کہ لڑکی کو اس کی خبر نہ ہو تا کہ رشتہ طے نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کے جذبات مجروح نہ ہوں اور مناسب یہ ہے کہ لڑکے والے یہ رشتہ لے کر لڑکی کے جذبات مجروح نہ ہوں اوز مناسب یہ ہے لہ لڑکے والے یہ رشتہ لے کر لڑکی کے گھر والوں کے پاس جائیں اور نہایت اطمینان اور تمام پہلوؤں پر غور کتے ہوئے اس معاملے کو طے کریں۔

اگر کوئی ایسی صورت حال ہوتی ہے جس کا تذکرہ سوال میں ہے طرفین کے درمیان خود بخود محبت ہو جاتی ہے اور یہ دونوں شادی کے لیے مناسب وقت کا انتظار کتے ہیں اور انتظار کی اس مدت میں کوئی غلط قدم نہیں اتھاتے ہیں تو ایسی صورت حال میں گھر والوں کو چاہیے کہ اس معاملہ کو سنجیدگی سے لیں اور دو پیار کرنے والوں کو محض چھوٹے چھوٹے اسباب کی بناء پر ایک دوسرے سے جدا نہ کریں اور ان کی شادی کر دیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''دو محبت کرنے والوں کے لیے شادی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔''

ذرا اس حدیث کے پس منظر پر غور کیجئے۔ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس ایک یتیم بچی ہے جس سے شادی کے خواہش مند دو شخص ہیں ان میں سے ایک غریب ہے اور دوسرا امیر لیکن یہ یتیم بچی غریب شخص سے محبت کرتی ہے اور اسی سے شادی کرنی چاہتی ہے اس بات پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو پیار کرنے والوں کے لیے شادی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ بہتر ہوگا کہ دو پیار کرنے والوں کے درمیان غریبی اور امیری کو نہ آنے دیا جائے اور ان کی مرضی کے مطابق ان کی شادی کر دی جائے یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلام ایک عملی دین ہے کسی سے محبت ہو جانا ایک فطری بات ہے۔ اسلام

Marfat.com

کی نظر میں یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ نہ اسلام اس فطری جذبہ کی روک تھام چاہتا ہے بلکہ اسلام اس بات پر ابھارتا ہے کہ اس فطری جذبہ کو شرعی اور قانونی حیثیت عطا کر دی جائے ان دونوں کو گناہوں میں ملوث نہ ہونے دیا جائے بلکہ ان کی شادی کر دی جائے بشرطیکہ اس شادی میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ والدین جھوٹی شان کی وجہ سے یا حسب نسب کے چکر میں پڑ کر یا محبت کو غیر اسلامی عمل سمجھ کر دو محبت کرنے والوں کے درمیان دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں، خود بھی مصیبت میں پڑتے ہیں اور اپنے بچوں کی زندگیاں بھی تباہ کر ڈالتے ہیں بعض بچے ذرا تیز قسم کے ہوتے ہیں تو وہ والدین سے بغاوت کر کے اپنی الگ دنیا بسا لیتے ہین اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ جھوٹی شان اور حسب ونسب کو معیار بنانے کے بجائے دیندار اور با اخلاق ہونے کو معیار بنایا جائے دین اور اخلاق کے معیار پر اترنے والے رشتہ کو ٹھکرانا یقیناً بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کے اخلاق اور دین داری سے تم مطمئن ہو تو اسے شادی کے لیے منتخب کر لو۔ اگر ایسا نہیں کروں گے تو زمین میں زبردست فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔'' (ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی کتاب ''فتاویٰ'' سے ماخوذ)

ایک خبر کئی سبق

غازی آباد لاہور میں شادی کی تقریب سے واپس آتی ہوئی بس میں سوار 60 افراد میں سے تقریباً 40 افراد (خواتین اور بچوں سمیت) زندہ جل کر راکھ ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق شادی میں شریک نوجوانوں نے آتش بازی کا بھرپور پروگرام بنایا ہوا تھا لیکن شادی ہال کی انتظامیہ نے اس کی قطعاً اجازت نہ دی مجبوراً انہوں نے سامان دوبارہ بس میں رکھ دیا اور شادی کی تقریب سے واپس آتے ہوئے کسی نے پٹاخہ بم کو آگ لگا کر باہر پھینکنے کی کوشش کی غلطی سے وہ بس کے اندر ہی رکھے دیگر آتش بازی کے سامان پر گر گیا اور یوں بس میں گونجنے والے قہقہے چیخوں میں بدل گئے، ہنستے مسکراتے لوگ جل کر راکھ ہو گئے۔

یہ دردناک خبر اپنے اندر سبق کے کئی پہلو رکھتی ہے اور ہمیں آئندہ نسلوں کو اس درد

Marfat.com

ناک انجام سے بچانے کے لئے ان پر غور کرنا ہوگا۔

اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی خوشی دی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اس کے زیادہ سے زیادہ مطیع وفرمانبردار بن جائیں لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹ ہیں۔

اگر ہم نکاح جیسی سنت کو ایسی تمام خرافات کے چنگل سے نکال کر سادگی کو اپنائیں تو یہ عمل انتہائی سہل اور سستا ہوسکتا ہے اور ہم عبرت کا نمونہ بننے کی بجائے عزت کا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر چند نادانوں نے آتش بازی کا پروگرام بنا ہی لیا تھا تو دانا و بینا عقل وشعور رکھنے والے بزرگوں کو انہیں منع کرنا چاہیے تھا اگر وہ امیر بالعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دیتے تو شاید اس حادثے سے بچ جاتے۔

آتش بازی انسانی اعضاء اور جان کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے اس سے ہر صورت پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کا سب سے پہلا نقصان تو مال کا نقصان ہے، ہزاروں روپے سرف کر کے ایک ایسی چیز لی جاتی ہے جو کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اپنے اندر نقصان ہی نقصان رکھتی ہے آتش بازی کرنے والے تو اپنی جان خطرے میں ڈال ہی رہے ہوتے ہیں گردونواح کے لوگوں کے لیے بھی خطرے کا سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ زوردار پٹاخے کی آواز بزرگوں، بیماروں، طالب علموں اور ذہنی کام کرنے والوں کو تو متاثر کرتی ہی ہے، مسجد میں نماز ادا کرنے والے اور گھروں میں موجود خواتین اور نازک طبع لے حامل لوگ بھی شدید متاثر ہوتے ہیں اور بسا اوقات کوئی ایک پھلجڑی کسی بھر دکان، دفتر یا پلازے کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

اس میں ایک طرف تو پیسوں کے اسراف کا گناہ ہوتا ہے کیونکہ حدیث کی رو س فضول خرچ شیطان کا بھائی ہے۔ دوسری طرف مخلوق کو ستانے کا گناہ بھی ہوتا ہے کیونکہ مخلوق کو ستانے کا گناہ بھی ہوتا ہے کیونکہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس لیے مخلوق کو تنگ کرنے والے دراصل خدا کو ناراض کر رہے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

شادی بیاہ کی رسوم کا نتیجہ

آج صبح روزنامہ ''اسلام'' مطالعے کے لئے سامنے آیا تو نظر سب سے پہلے ایک بڑی سرخی کی طرف گئی.....لکھا تھا: ''باراتیوں سے بھرتی بس میں آتش زدگی بچوں عورتوں سمیت پینتالیس جاں بحق'' .....تفصیل میں لکھا لاہور میں غازی آباد کے علاقے میں باراتیوں سے بھربس میں آتش بازی کے سامان کوآگ لگنے سے پینتالیس سے زائدافراد جاں بحق ہو گئے بارات گڑھی شاہو سے واپس جارہی تھی کہ غازی آباد کے قریب ایک بارات کی طرف سے پھینکا گیا چھوٹا پٹاخہ بس کی تیل ٹینکی کے نیچے گرا جس کے پھٹنے سے ٹینک بھی پھٹ گیا اس کے بعد چلتی بس میں موجود آتش بازی کے سامان میں اچانک آگ بھڑک اٹھی جس نے پوری بس کواپنی لپیٹ میں لے لیا بس میں سوار پینتالیس افراد جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں موقع پر جاں بحق ہو گئے اخباری اطلاعات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ متعدد لاشیں جل کر کوئلہ ہوگئی ہیں اوران کی شناخت بھی ممکن نہیں رہی۔'' شادی بیاہ کا موقع ظاہر ہے خوشی کا موقع ہوتا ہے اس مین شریک ہر فرداپن اپنے انداز میں خوشی کا اظہار بھی کرتا ہے..... ہمارے ہان اس سلسلے میں متعدد رسوم کی پابندی کی جاتی ہے مثلاً منگنی کی تقریب، مہندی، مایوں، بارات ، نیوتہ، سلامی، منہ دکھائی ، جوتا چھپائی، ویڈیو فلم، آتش بازی، مکلاوا، اور نہ جانے کیا کیا رسمیں پوری کی جاتی ہیں۔ان تمام رسموں میں پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے ساری رسمیں اپنی جگہ خطرناک ہیں ہی لیکن آتش بازی کا شغل تو ان سے سوا ہے۔کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آتش بازی کا سامان بنانے والوں کے ہاں کوئی پٹاخہ چل گیا اور پوری عمارت مکینوں کے نیچے ڈھے گئی املاک کا نقصان تو ہوا جو ہوا جانی نقصان بھی ہوا۔ حالیہ واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے۔شریعت نے نکاح کے معاملے کو نہایت آسان رکھا ہے لیکن ہم نے خواہشات کو اپنے اوپر اس قدر مسلط کر رکھا ہے کہ نفع ونقصان کی تمیز سے بے پرواہ ہو گئے ہیں نماز روزہ، نوافل، تلاوت وذکر یہ عبادت انفرادی طور پر ہر شخص تمام آداب کے ساتھ بجالاتا ہے لیکن جب شادی بیاہ کا معاملہ ہوتا ہے تو شرعی احکام کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی رسموں کی پابندی محض اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ برادری میں

Marfat.com

کہیں ناک نہ کٹ جائے، کہیں لوگ یہ نہیں کہ ''شادی تھی کہ جنازہ تھا'' اس لئے خوب دھوم دھڑ کے کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس دھوم دھڑ کے کے نتیجے میں بعض اوقات درجنوں جنازے اٹھ جاتے ہیں۔ حیا باختگی کا یہ عالم ہے کہ شادی بیاہ کی تقریبات کی باقاعدہ ویڈیو فلمیں بنائی جاتیں ہیں ان تقریبات میں لڑکے لڑکیاں اکٹھے رقص کرتے ہیں، آپس مین چہلیں ہوتی ہیں، دولہا دلہن کی کھلے عام نمائش ہوتی ہے بے پردہ کاسیات و عاریات کا مونہ بنی لڑکیاں مردوں میں آزادانہ اختلاط کرتی ہیں خاندان بھر کے لوگ ان شرم ناک مناظر سے نہ صرف خود لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ موقع پر بننے والی ویڈیو فلموں کو حاصل کر کے انہیں بار بار دیکھا جاتا ہے۔ اس موقع پر لڑکیوں کے لباس، چال ڈھال اور شکل وصورت پر جو تبصرے ہوتے ہیں اتنے لچر ہوتے ہیں کہ ان کے والدین کو معلوم ہو جائے تو یقین ہے کہ وہ مرنے مارنے پر تل جائیں، طرفہ تماشا یہ ہے کہ انہی گھریلو تقریبات کی ویڈیو فلموں کے ذریعے رشتے بھی تلاش کئے جاتے ہیں..... نکاح جو نہایت پاکیزہ بندھن ہے اس کے ساتھ فواحش ومنکرات کا اتنا موٹا لیپ کر دیا جاتا ہے کہ نہ صرف نکاح کی پاکیزگی متاثر ہوتی ہے بلکہ آئندہ کی ازدواجی زندگی بھی خطرات سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ پاتی / بات بہت دور نکل گئی، آغاز آتش بازی سے ہونے والے نقصان سے ہوا تھا، لاہور کے سانحے میں جاں بحق ہونے افراد یقیناً خوشیوں بھری تقریب سے واپس لوٹ رہے تھے لیکن اس سانحے سے قبل شاید انہیں لمحے بھر کو بھی خیال نہیں آیا ہوگا کہ وہ یہ سفر بارود کے ڈھیر پر بیٹھ کر کر رہے ہیں اگر وہ اپنی خواہش کو رب تعالیٰ کی اطاعت پر غالب نہ آنے دیتے تو شاید انہیں اس قدر بھیانک انجام سے دوچار نہ ہونا پڑتا..... ابھی یہ سطور لکھتے وقت سن 2005ء دم آخر پر ہے، چند روز بعد یہ سال اختتام پذیر ہو جائے گا اس کے بعد لگاتار اوباشی وعیاشی کے ایام منائے جائیں گے۔ ''نئے سال کی پہلی رات (نیو ائیر نائٹ)'' ''یوم محبت'' (ویلنٹائن ڈے) ''بسنت'' کے مواقع پر بھی ہلڑ بازی کا جو عمومی مظاہرہ ہوتا ہے نہایت شرم ناک ہے۔ ان مواقع پر بہت سے نوجوان اپنی الٹی سیدھی حرکتوں پر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں..... والدین، اہل اصلاح، کار پردازان حکومت سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس طرح کے واقعات کی روک تھام کے لئے اپنا موثر کردار ادا کریں، ورنہ

Marfat.com

شرکیہ رسوم اور مادر پدر آزاد روایات کی آگ پورے معاشرے کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔
(اداریہ خواتین کا اسلام)

ناچ گانے کی تباہ کاریاں

ان رسوم میں جن کو اکثر کرنے والے بھی گناہ سمجھتے اور کرتے ہیں ان میں ایک رسم شادی میں ناچ گانے کرانے کی بھی ہے جس میں درج ذیل قبائح ہیں، نامحرم عورتوں کو اہل مجلس دیکھتے ہیں جو آنکھ کا زنا ہے..... اسکے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں جو کان کا زنا ہے..... اس سے باتیں کرتے ہیں جو زبان کا زنا ہے..... اس کی طرف قلب کا میلان ہوتا ہے جو دل کا زنا ہے..... جو زیادہ بے حیای ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں جو ہاتھ کا زنا ہے..... چنانچہ حدیث پاک میں یہ مضمون صراحتاً موجود ہے دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بہت لوگوں کو مبتلائے عذاب دیکھا منجملہ ان کے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک غار بشکل تنور کے ہے جو اوپر سے تنگ ہے اور نیچے سے فراخ ہے اس میں آگ بھری ہوئی ہے اور اس میں بہت سے مرد اور عورتیں ننگی ہیں جس وقت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے اس کے ساتھ وہ سب اوپر کو آجاتے ہیں اور جب شعلہ نیچے چلے جاتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ زنا کار لوگ ہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) ایک اور حدیث شریف میں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ بدنگاہ کرنے والوں پر اور جس کی طرف بدنگاہی کی جائے یعنی جب وہ بھی اس کا ارادہ اور قصد کرے (روایت کیا اس کو بیہقی نے) حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ علامات قرب قیامت میں فلاں فلاں امر واقع ہوں، گانے والیاں اور باجے والے علی الاعلان ظاہر ہونے لگیں اس وقت لوگوں کو اندیشہ کرنا چاہیے سرخ ہوا کا اور زلزلہ کا، اور زمین دھنس جانے کا اور صورت مسخ ہو جانے کا اور پتھر برسنے کا اور بڑی بڑی سخت نشانیوں کا یہ سب اس طرح لگاتار آئیں گی جیسے کسی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے لگاتار گرنے لگیں (روایت کیا اس کو ترمذی نے) واقعی یہ حدیث شریف گویا ناچ گانے کے بارے میں ہی پیشن گوئی ہے کہ کسی وقت ایسا بھی ہوگا..... جو لوگ باجی سے اس

Marfat.com

میں شریک ہوتے ہیں وہ سن لیں یہ کتنی سخت وعیدیں ہیں۔
(ماخوذ: اصلاح الرسوم، مولانا اشرف علی تھانوی)

لومیرج کا انجام

چندروز قبل خاتون فیملی سول جج (لاہور) کی عدالت میں سماعت کے بعد تین سگی بہنوں کو خلع کی بنیاد پر طلاق کے دعووں پر ڈگری جاری کردی گئی، شاہدرہ ٹاؤن کی رہنے والی تین بہنیں رخسانہ، شبانہ اور بلی نے علاقے کے تین لڑکوں کے ساتھ جوان کے دوست تھے محبت کی شادی کرلی لیکن سسرال جاکر معلوام ہوا کہ والدین کی رضامندی کے خلاف انہوں نے جو قدم اٹھایا ہے وہ درست نہیں۔ بعد میں تینوں بہنوں کا موقف یہ تھا کہ ''لڑکوں نے سازش کے تحت ہم سے شادی کی ءوہ کرائے کے موٹر سائیکل اور کلف والے کپڑے پہن کر انہیں متاثر کرتے رہے جبکہ تینوں لڑکے سلیم، اختر اور سلیمان جواری اور نشئی ہیں انہوں نے ہماری زندگی برباد کردی'' عدالت میں وکیل نے کہا ان لڑکیوں کے طلاق کے دعوے معاشرے کی ان لڑکیوں کے لئے عبرت ہیں جو صرف فلمیں دیکھ کر عشق میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور پھر بغیر سوچے سمجھے لوگوں کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیتی ہیں، ماں باپ منع کرتے ہیں تو گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دیتی ہیں۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ لڑکیوں کو شادی جیسے بندھن کا فیصلہ خود کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ اس کے بعد میں کیا اثرات مرتب ہوں گے، والدین جو فیصلہ کرتے ہیں وہ بہتر ہوتا ہے، بعد میں پچھتانے اور گھر برباد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ہندوانہ رواج

آج سے تقریباً سات برس قبل میرا دیور شادی کے بعد پہلی مرتبہ اپنی جرمن بیوی کے ساتھ پاکستان آیا تو حسب رواج سب عزیز واقارب نے دلہن کو اپنی بساط سے بڑھ چڑھ کر کپڑے، پیسے اور زیور دیئے ایک شام میں اپنے کمرے میں تنہا بیٹھی تھی کہ میری جرمن دیوارنی میرے پاس آکر بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ سنو..... تم پاکستانی بہن بھائی اور رشتہ دار آپس

Marfat.com

میں بزنس کیوں کرتے ہو؟ میں نے جھٹکے سے نفی میں سر ہلایا کہ ہرگز نہیں۔ وہ میرا جواب سکر اس انداز سے مسکرائی کہ اس کے ہونٹوں پر سچائی رقص کرنے لگی اس نے کہا کہ ہم لوگ اگر کسی دوست پیارے عزیز یا رشتہ کو گفٹ دیتے ہیں تو اسے کاپی میں لکھتے ہیں اور نہ ہی واپس کی امید رکھتے ہیں مگر آپ لوگ بمعہ منافع مانگ کر واپس لیتے ہیں جو تحائف اب مجھے مل رہے ہیں یہ میرے کاوند کو بمعہ منافع واپس کرنا پڑیں گے حالانکہ آپ کی شریعت اسے سود کہتی ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسے اعلان جنگ فرمایا ہے۔

چند روز قبل ہمارے معاشرے میں آئے ہوئی اس جرمن خاتون کا یہ تجزیہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں سامنے پڑے ہوئے پرانے اخبار کو اٹھا کر اس سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ایک گہری سوچ میں گم ہو گئی کہ ہم لوگ کیسے مسلمان ہیں؟ ہماری بول چال، لباس، رہن سہن، خوشی غمی، تجارت کاروبار غرض یہ کہ پوری زندگی کے ایک ایک پل سے کہیں بھی اللہ کے احکام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کی ایک جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی۔ لباس میں یہود و نصاریٰ کی نقل اور خوشی غمی میں ہندوؤں کے طریقے ملتے ہیں۔ ان رسوم کو ہم لوگ برسوں سے یوں منا اور نبھا رہے ہیں جیسے یہی ہماری شریعت اسلامیہ کا جز ہو ان میں ہماری خواتین کا کردار پیش پیش ہے۔ جب بھی ہماری محفل سجتی ہے اس طرح کی گفت و شنید ہوتی ہے کہ فلاں کا بیٹا آیا تو میں نے اسے پانچ سو روپے دیئے، میرا بیٹا ان کے ہاں گیا تو اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ ان باتوں سے کئی رشتہ داریاں پھیکی پڑ گئیں۔ گل شکوے اور لڑائیاں شروع ہو گئیں حتی کہ آنا جانا بند ہو گیا اور دوستی دشمنی میں بدل گئی، دوسری بولی میں فلاں کی شادی میں گئی تو ان کو پانچ ہزار سلامی، جاپانی سوٹ اور مٹھائی کا ڈبہ دیا وہ لوگ ہماری شادی پر آئے تو صرف دو ہزار روپے دیے گئے منافع تو منافع اصل زر بھی پورا نہ دیا بڑے کنجوس اور کمینے ہیں، آئندہ ان سے لین دین اور مرنا پرنا بند..... آگے کئی خانو دبھی بچارے لکیر کے فقیر ہوتے ہیں بیگم نے کہہ دیا کہ مرنا پرنا بند..... تو بند..... علاوہ ازیں اگر آپ کا کوئی مر جائے تو غلطی سے کوئی رشتہ دار تعزیت لے لئے آنے والوں کو کھانا کھلا دے اور آپ لوگ ان کے مرنے پر بوجہ مجبوری کھانا نہ دے سکیں تو تب بھی پوری برادری میں ڈھنڈورا اور تعلقات ختم۔

Marfat.com

میں بڑی جسارت سے اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے یہ گزارش کروں گی کہ خاندانوں کے آپس میں اچھے برے تعلقات صرف اور صرف خواتین کی وجہ سے بنتے اور بگڑتے ہیں آؤ ہم اپنے اپنے گریبان میں جھانکیں یہ آئینہ صرف اور صرف سچ بولتا ہے ان قبیح رسم ورواج نے ہمارے معاشرے کے ان گنت خاندانوں کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے مگر کون یہ جرأت کرے کہ آگے بڑھ کر ان من گھڑت رسوم کا قلع قمع کرے حالانکہ ہماری شریعت کا یہ پیغام ہے کہ مومن ایک دوسرے کو تحائف دیا کریں اس سے دل نرم ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے اور اسی طرح دکھ اور غم میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے کے کام آیا کریں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم نے تحفے کو بمعہ سود واپسی اور غم میں اپنے بہن بھائیوں کے کام آنے کو کاروبار بنا لیا ہے۔ ہمیں بیس مئی کی شام کو اپنے میاں کے ایک دوست کا شادی کارڈ ملا جس میں ہماری پوری فیملی کو مدعو کیا گیا تھا میں نے جب اس شادی کارڈ کی عبارت پر غور کیا تو میری روح کو نہایت سکون واطمینان ملا کہ رسم ورواج کے قاتل اہل ایمان دنیا میں ابھی زندہ ہیں جن کی اداؤں سے یہ آواز آرہی ہے کہ جسے دیکھنی ہو جنت میرے پیچھے پیچھے آئے اس شادی کارڈ میں یہ تحریر درج ہے کہ ''سلامی، نیوندرا، بھاجی ہندوؤں کا رواج ہے اس سے پرہیز کریں'' تمام عورتوں مردوں، اپنوں غیروں جس نے بھی یہ عبارت پڑھی اسے پسند کیا اور تسلیم بھی کیا۔ اگر چہ لاکھوں روپے کو گناہ حرام اور سود سمجھ کر ٹھوکر مارنا اس مادی دور میں بہت مشکل ہے۔

Marfat.com

شرعی پردہ اور اس کے عوامل ومقاصد

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''اے میرے رسولِ معظم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اہلِ ایمان مردوں کو حکم فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں۔ یہ عمل وعادت ان کے حق میں نہایت پاکیزہ ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال وافعال سے خوب واقف ہے۔ (لہٰذا اس ضابطہ کو نظر انداز کرنے یا اس میں دانستہ کوتاہی کرنے پر خوب سزا دے گا) اور اہلِ ایمان خواتین کو بھی حکم فرمادیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت ونگہداشت رکھیں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہی ہو (اس کا چھپانا ناممکن یا مشکل ہو) اور انہیں چاہئے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں (دوپٹے کے دونوں پلو کندھوں پر نہ ڈالیں) اور اپنی زیبائش کا اظہار سوائے اپنے خاوند، اپنے والد، خاوند کے والد، اپنے بیٹوں، شوہر کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھائی کے بیٹوں، بھانجوں، اپنی خواتین اپنے غلام باندی، اپنے ملازموں کمیروں سے جو بے خواہش ہوں، یا ان بچوں سے جو نسوانی معاملات سے بے خبر ہوں کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہ کریں۔ نیز اپنے پاؤں زور سے بھی نہ ماریں تاکہ ان کا سنگار معلوم ہو جائے، اے اہلِ ایمان حسبِ دیانت واحتیاط درج بالا

Marfat.com

احکام وضوابط کی پابندی کرو اور باقی نادانستہ یا بامرِ مجبوری جو کمی بیشی ہو جائے اس کے لیے اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم کامیابی حاصل کرسکو۔" (النور:۳۰،۳۱)

اسلام ایک دینِ فطرت ہے اس کا کوئی بھی حکم یا ضابطہ خلافِ فطرت نہیں ہے۔ اس میں انسان کے ظاہری جذبات اور نفسیات کو ملحوظ رکھ کر احکام ومناہی کا اسے مکلّف و پابند بنایا گیا ہے اگر چہ بعض بظاہر نفس وابلیس کے وساوس سے متاثر ہو کر احکامِ الٰہی ناگوار اور شاق ہی گزرتے ہوں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم مرد وعورت کے احکامات کو زیرِ غور لائیں تو ہمیں قدم قدم پر ان کی فطرت اور مزاج کے ساتھ موافقت اور ہم آہنگی واضح طور پر نظر آئے گی۔

مرد وعورت کی فطری اور جبلی کیفیت

یہ بات واضح اور بالکل مشاہدہ میں ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت میں حیا کا مادہ نمایاں ہوتا ہے۔ آزاد سے آزاد ماحول میں بھی یہ منظر دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی نسوانی جذبہ کے تحفظ اور بقا کے لیے اسلام میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں متعدد احکامات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ خاص خاص حالات وماحول میں ایسے افراد سے اپنے آپ کو بذریعہ غضِ بصر اور پردہ محفوظ اور الگ رکھے۔ مردانہ ماحول کی عمومی آزادی اپنانا عورت کی فطرت اور ذات کے ہی منافی ہے۔ اس سے بھی بلند اور آزاد ہو کر غور کریں تو ہمیں یہ بات تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ جب مرد وعورت دو الگ الگ صنفیں ہیں تو ان کی طبیعت وفطرت، دائرہ کار اور احکام بھی لازماً الگ الگ ہوں گے ورنہ یہ صنفی تقسیم ہی فضول اور لایعنی ہوگی۔ تو جب بنیادی طور پر ہر معاشرہ اور فرد ان کی صنفی انفرادیت اور تقسیم کا قائل ہے تو اگلے مراحل (دائرہ کار اور احکام وضوابط) کا انکار کیسے کرسکتا ہے؟

۲۔ مذکورہ بالا فطرت کے تحت اس کا عنوان، نام اور پہچان بھی الگ الگ ہے۔ مرد کو آدمی، انسان اور مرد ہی کہتے ہیں مگر عورت کے لیے یہ کوئی بھی عنوان نہیں ہے بلکہ اسے عورت، مستورات اور صنفِ نازک وغیرہ ہی کہا جاتا ہے لہٰذا جب یہ تقسیم اور انفرادیت ہر

Marfat.com

ایک کو تسلیم ہے تو پھر مرد کے مقابل، اس کی طبیعت، مزاج، اس کے تقاضے، دائرہ کار اور احکام وضوابط کی علیحدگی کیوں تسلیم نہیں کی جاتی؟ یا للعجب!

اب دیکھئے عورت کا معنی ہی ''ستر'' ہے یعنی وہ چیز جس کا چھپانا ضروری ہے اس کا ظاہر کرنا معیوب ہو۔ اسی لیے مرد کی عورت یعنی ستر ناف سے گھٹنا تک ہے تو اب اس کے نام ووصف کی بناء پر اسے چھپانا اور پوشیدہ رکھنا چاہئے۔ اور عورت تو سراسر عورت ہی ہے لہٰذا اس کو مکمل طور پر پردہ میں رہنا چاہئے نہ کہ محفل وبازار کی رونق وتماشا بنایا جائے۔

بناء برایں اللہ تعالیٰ نے فطری اور خلقی طور پر مرد وعورت کا دائرہ کار تقسیم کر دیا ہے کہ ایک فرد گھر کے باہر کے فرائض انجام دے اور دوسرا گھر کے اندر کے۔ اب ظاہر ہے کہ باہر کے امور پُر مشقت ہوتے ہیں ان کے لیے کوئی سخت جان اور مضبوط فرد چاہئے نہ کہ وہ فرد جس کا عنوان ہی صنفِ نازک ہے تو جب زیر فطرت مرد وعورت کا دائرہ کار سامنے آ گیا تو پھر ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ میں مصروفِ عمل رہنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ نہ ہونا چاہئے نہ تبدیل اور نہ ہی تقسیم۔ ورنہ ہر طرح کی گڑبڑ لازمی ہے۔ لہٰذا مرد کو ہی باہر اور عورت کو گھر میں رکھو۔ یا پھر عورت کو باہر نکالنا ہے تو مرد کو گھر میں بند کرو۔

زندگی کی مثال ایک گاڑی سے دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ گاڑی اسی وقت صحیح چلے گی جب کہ اس کے دونوں پہیے اپنی اپنی جگہ پر کام کریں۔ دایاں پہیہ اپنے مقام پر صحیح کارکردگی کا اظہار کرے اور بایاں اپنی طرف پر۔ اب اگر کوئی ترقی پسند اور ماڈرن انسان دونوں پہیے ایک ہی طرف فِٹ کر دے یا ایک دوسرے کو بدل دے تو کوئی بھی عقل مند نہیں کہہ سکتا کہ اب بھی گاڑی چلے گی۔ ہرگز نہیں۔ تو جب ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر زندگی اور تمدن کے ان دو پہیوں (مرد وعورت) کے معاملہ، تبدیلی یا یکطرفی کا واویلا کیوں کیا جاتا ہے کہ انسانیت کی ترقی اور فلاح ان دونوں پہیوں کے ایک طرف سیٹ ہونے پر منحصر ہے اپنے اپنے ٹھکانے پر رہ کر معاشرہ تمدنی ترقی نہیں کر سکتا۔

فرمایئے یہ عقلمندی ہے یا فرسودگی اور جہالت ہے؟ کیا اس عقلی وعلمی دور میں ایسی حماقت زیب دیتی ہے؟ یا للعجب!

مذکورہ بالا آیت میں عورت کے اسی جبلی اور فطری جذبۂ حیا کے تحفظ وبقا کے لیے

Marfat.com

ایک منفرد انداز میں نہایت مؤثر اور مفید ضابطہ دیا گیا ہے کہ خود انہیں بھی اور ان کے بالمقابل مردوں کو الگ الگ عورت کے ناموس وعفت کے تحفظ کا ضابطہ ارشاد فرمایا۔ بایں طور پر کہ عورتیں خود بھی اپنی نگاہ بعض مردوں کے سامنے پست رکھیں اور ان کے سامنے اپنی فطری یا اختیاری زیب وزینت کا اظہار نہ کریں۔ پھر ان کے مقابلہ میں بلکہ اس سے بھی پہلے مردوں کو صنفِ نازک کے زیورِ حیا پر کسی بھی طرح حملہ آور ہونے سے گریز کا حکم نہایت بلیغ ترین انداز میں ارشاد فرمایا کہ وہ اس ارشاد کی تعمیل خدا خوفی اور للّٰہیت وتقویٰ کے تحت دل وجان سے بجالائیں اور اس علیم وخبیر ہستی سے چوکنے رہیں جو کہ تمہارے ظاہر و باطن کے ہر قسم کے قول وفعل حتیٰ کہ تمہارے ارادہ ونیت سے بھی خوب باخبر اور واقف ہے۔ نیز اس احتیاط کو مردوں کے لیے پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ بتلا کر ان کو مکمل طور پر صنفِ نازک کی عفت پر حملہ آوری کو سو فیصد حد تک روک دیا۔ طرفین کو اس اہتمام کی تاکید فرما کر معاشرۂ انسانی کی پاکیزگی اور صالحیت وعفت کی بنیاد فراہم کر کے یقین دہانی کرادی کہ اب اس پر استوار معاشرہ ایک صالح اور فعال ہوگا جس میں ہر قسم کی تہذیبی اور ترقی کے جذبات ہوں گے۔

دوسرے نمبر پر عورتوں کو بھی اس حکم پر عمل درآمد کرنے کی مؤکد تلقین فرمائی کہ بچو اور بچاؤ کے اصول پر چلتے ہوئے اپنا تحفظ اسی طور پر کرو کہ خود بچتے ہوئے دوسروں کو بھی رتی بھر گنجائش نہ دو تاکہ یہ معاشرتی برائی کسی بھی طرح پنپ نہ سکے۔ اب ظاہر ہے کہ اس بنیاد پر اُستوار معاشرہ عدل وانصاف اور امن وسکون کا بہترین گہوارہ ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیں قرآن مجید کے تمام تر احکام میں اتنا اہتمام کہیں بھی نہیں فرمایا گیا کہ الگ الگ دونوں مقابل فریقوں کو کوئی حکم دیا گیا ہو، صرف یہی ایک حکم ہے کہ عورت کی عفت وناموس کے تحفظ کے لئے مردوں کو اس پر حملہ آور ہونے سے الگ منع فرمایا اور عورتوں کو الگ حکم فرمایا کہ تم خود بھی محفوظ رہو اور مردوں کو کسی بھی طرح کا موقع فراہم نہ کرو تاکہ یہ ضابطہ صحیح معنوں میں غرض ومقصد کو پورا کر سکے اور ایک جنت نظیر اور پُرامن صالح تمدن جلوہ گر ہو سکے۔

ازاں بعد عورتوں کو اپنے تحفظ اور مرد کو موقعِ شرارت فراہم نہ کرنے کے چند

Marfat.com

اصول ارشاد فرمائے کہ:

(۱) تم خود بھی کسی غیر مرد پر نگاہ نہ اُٹھاؤ بلکہ نہایت شائستگی اور وقار و حیا کے ساتھ چلو تا کہ کوئی ناخوشگوار منظر اور حرکت رونما نہ ہو سکے۔

(۲) مردوں کو اپنے اوپر نگاہ اُٹھانے کا کوئی بھی موقع فراہم نہ کرو بایں طور پر:

۱۔ تم اپنے بدن اور چہرہ پر دوپٹہ ڈال لو جس سے تمہارا چہرہ اور سینہ مستور ہو جائے اور کشش اور بدنظری کے مواقع ہر کسی کی نظر سے محفوظ رہیں۔

۲۔ اپنی زیب و زینت، پُرکشش لباس، زینتِ زیور وغیرہ کا اظہار سوائے اپنے محارم کے کسی کے سامنے مت کرو۔

۳۔ حتیٰ کہ چلتے وقت اپنے پاؤں بھی زمین پر زور سے نہ مارو کہ زیور کی آواز وغیرہ غیر محرم تک پہنچ کر فتنہ کا باعث ہو۔ گویا عورت کا لباس، چال ڈھال اور آواز و گفتار سب ہی پر پابندی عائد کر کے معاشرتی گڑبڑ کا مکمل انسداد کر دیا۔

آخر میں فرمایا کہ دونوں فریق اس ضابطۂ الٰہی کی نہایت احتیاط سے پابندی کریں پھر بھی کسی موقع پر نادانستہ اور اتفاقاً کوئی لغزش ہو جائے تو اس کے لیے اللہ کے حضور توبہ کرتے رہو تا کہ تم اس کی جناب میں کامیاب ٹھہر سکو۔

پردہ اور اس کے مواقع

(۱) مرد و عورت کے مختلف ماحول ہیں جن کی کیفیت الگ الگ ہوتی ہے۔ مثلاً اپنے گھر اور عزیز و اقارب کا ماحول، اجنبی ماحول، عام اور محفل، راستہ و بازار کا ماحول۔

خالق کائنات نے ہر ایک ماحول کے لیے الگ الگ ضابطہ ارشاد فرمایا:

اپنا خاوند، والدین، اولاد، بھائی، چچا، ماموں وغیرہ یعنی ان افراد کا ماحول کہ جن کے ساتھ دائماً نکاح حرام ہوتا ہے، ان کو محرم کہتے ہیں جن کی فہرست مذکورہ آیت میں دی گئی ہے۔ اور دوسرے انداز میں سورۃ نساء کی آیت ۲۳ میں دی گئی ہے کہ یہ رشتے مسلمان فرد کے لئے حرام ہیں جیسے ماں، بیٹی، بہن، بھانجی، بھتیجی وغیرہ۔ تو ایسے افراد جو محرم ہیں ان کے ساتھ دائماً نکاح حرام ہے ان سے پردہ نہیں ہے۔ اور کچھ محرمات عارضی ہیں جیسے بیوی

Marfat.com

کی بہن وغیرہ اس سے بھی پردہ فرض ہے۔ پھر اس پردہ میں صرف سر، چہرہ اور دونوں ہاتھ آتے ہیں۔ باقی جسم کا پردہ سب کے لیے ہوگا۔ تو ایسے ماحول کا حکم یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر خوب دوپٹہ اوڑھ لے اور حتّی الوسع ننگے سر نہ ہونے پائے۔ زیادہ خوش گپی اور ہنسی مزاح میں بھی مصروف نہ ہو بالخصوص اپنے سسر یا خاوند کے پہلے بیٹے اور بھائیوں سے۔

مندرجہ بالا آیت میں اس ماحول کے پردہ کا ذکر اور اس کے احکام و تفصیل فرمائی گئی ہے۔

دوسرا عام ماحول

جس میں دور دراز کے رشتہ دار یا محض اجنبی مردوں کا ماحول شامل ہے۔ اس کا حکم قرآنِ مجید میں دوسری جگہ ہے:

یا ایها النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن ؕ ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللّٰه غفورًا رحیمًا ○ (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی معظم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی ازواجِ مطہراتؓ، اپنی بچیوں اور تمام اہلِ ایمان کی عورتوں (بیٹی، ماں، عورت، بہن وغیرہ) کو حکم فرمادیں کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکالیں (پردہ کرلیں) کہ اس عمل سے توقع ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنہار اور رحمت فرمانے والا ہے۔''

تشریح و تفصیل

زمانۂ جاہلیت میں معزز اور خاندانی عورتیں باوقار ہوتی تھیں اور لوگوں کی باندیاں وغیرہ اخلاق باختہ اور ماڈرن دَور جیسی چال چلن کی مالک تھیں۔ پردہ بالکل نہ ہوتا تھا۔ دریں صورت اکثر اوباش باندیوں کے شبہ میں معزز خواتین پر بھی آوازے کستے یا اشارے کنائے کا سلوک کرگزرتے تھے۔ زمانۂ اسلام میں یہ بے پردگی مسلمانوں کو معیوب نظر آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ازواجِ مطہراتؓ اور عام مسلمان خواتین اس شرارت

Marfat.com

بازی اور فتنہ کا انسداد کرنے کے لیے راستہ میں چلتے وقت ایک بڑی چادر کا استعمال کریں جس کو وہ اپنے چہرے اور جسم پر ڈال لیا کریں تا کہ وہ ہر قسم کی شرارت سے محفوظ ہو جائیں اور شریر اوباش معزز خاتون خیال کر کے اپنی حرکاتِ بد سے باز رہیں۔

تو اس آیتِ کریمہ میں گھریلو یا عزیز و اقارب کے ماحول والا پردہ نہیں بلکہ باہر اور عام اجنبیوں اور غیر محرم افراد کے مقابلہ میں پردہ کا حکم ہے جس میں غضِ بصر کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو صرف دوپٹے کے ذریعہ نہیں بلکہ ایک بڑی چادر سے ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ اندر باہر سے صنفِ نازک کی عصمت و عفت محفوظ ہو جائے۔ یہ عورت کے لیے قید یا ناروا پابندی نہیں بلکہ اس کے احترام و وقار کے تحفظ کے لئے ہے۔ جیسے بڑے آفیسر کی بلٹ پروف گاڑی اس کے تحفظ کے لیے ہوتی ہے نہ کہ قید کے طور پر۔

چادر یا بُرقع

چونکہ مقصود عورت کے تمام جسم کا چھپانا ہے لہٰذا یہ مقصد ایک بڑی چادر سے بھی پورا ہو جاتا ہے۔ شروع میں یہی تھی، بعد میں اسی کو ہمارے معاشرہ کے پُرانے سفید بُرقع (ترکی برقع) کی شکل دے دی گئی تھی۔ مزید کوئی فرق نہیں۔ اب زمانہ قریب میں اخفاء و اظہار کا مکمل فائدہ اٹھانے کے لیے کالے فیشنی برقعے نکل آئے جو کہ پردہ کے مقصد کو پورا نہ کرتے تھے، کیونکہ پردہ سے مقصود عورت کی زیب و زینت کو چھپانا ہے جس میں کوئی کشش بھی نہ ہو۔ مگر یہ کالا برقع نہایت پُرکشش ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی اصل مقصد پورا نہیں کر سکتا۔

مگر معاشرہ نے مزید کروٹ بدلی اور مزید ترقی کے راستہ پر چل پڑا کہ نہ چادر اور نہ کوئی برقع ہی۔ محض ایک عام سا برائے نام دوپٹہ رہ گیا وہ بھی کندھوں پر۔ اب اس کے بعد سب کچھ ہی پھینک دیا گیا حتیٰ کہ سر کے بال بھی کاٹ کر پھینک دیے گئے۔ اب مہذب کہلانے والی اور ماڈرن بہو بیٹیاں ہر قسم کے پردہ سے بے نیاز ہو کر ہر طرف گھومتی پھرتی ہیں۔ عزیز و اقارب میں بھی اور محفل و بازار میں بھی، یہ حالات نہایت تباہ کن اور قابل افسوس ہیں۔ مغرب کی تقلید میں ہمارا معاشرہ جس راستہ پر چل پڑا ہے، یہ عورت کی نسوانیت اس کی فطری و جبلی حالت سے مکمل بغاوت ہے جس کے خطرناک نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ مغربی میڈیا نے اسی عریانی اور فحاشی کو مزید سے مزید پھیلا کر مسلم معاشرہ کو نہایت تباہ

Marfat.com

کن اور خطرناک راستہ پر ڈال دیا ہے۔ ٹی۔وی، وی۔سی۔آر، فحش لٹریچر، آزاد ماحول غرضیکہ ہر طرف سے عریانی وفحاشی کی یلغار ہے جس کے مقابلہ میں مسلم معاشرہ نے تقریباً ہتھیار ڈال دیے۔ خدارا سوچیئے، پھر سوچیئے کہ ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں تک پہنچ گئے۔ یادرکھئے یہ سر کا پردہ چادر یا بُرقع آپ کے سروں پر کسی عالم یا مولوی نے نہیں دیا، تمہارے باپ یا بھائی نے نہیں رکھا، یہ تو خود محمد رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی دیا تھا۔ اس کو ہٹانے والی بہو بیٹیاں سر پر سے چادر دوپٹہ اُتارتے وقت توجہ کریں کہ وہ محمد رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا دوپٹہ، چادر اُتار رہی ہیں تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ دنیا وآخرت میں اس کا کیا رزلٹ نکلے گا؟ دین وایمان کا کیا حشر ہو جائے گا؟ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو ٹھکرانے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

بہنو! محمد رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "المرأۃ عورۃ" کہ عورت سب کی سب پردہ ہی ہے۔ یعنی اس کا کوئی بھی حصہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے۔ دیکھئے مولائے کریم نے عام خواتین کو نہیں بلکہ عظمت وتقدس کی پیکر یعنی اُمہات المومنین کے متعلق امت کو حکم دیا:

واذا سألتموھن متاعًا فسئلوھن من ورآء حجابٍ. (احزاب:۵۳)

"جب تم ازواجِ مطہراتؓ سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔"

دیکھئے ازواجِ مطہراتؓ جن کو اللہ نے فرمایا کہ وہ تمہاری مائیں ہیں، جو اِن ہماری ماؤں سے لاکھوں گنا زیادہ عظیم اور مقدس ہیں لیکن یہ تعلق روحانی ہے۔ اور پردہ کا حکم جسمانی تعلقات کی بناء پر دیا گیا ہے تو فرمایا کہ ان کے سامنے بھی بے پردہ نہ آؤ، بلکہ پردہ کا ضابطہ افرادِ اُمت اور ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان میں مکمل نافذ ہوگا کیونکہ اس کا حکم جسمانی بنیاد پر ہے۔ نیز خود ان کو حکم دیا:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولٰی.

(الاحزاب:۳۳)

"اے ازواجِ مطہراتؓ! آپ اپنے گھروں میں ٹِکی رہیں اور زمانہ

Marfat.com

جاہلیت کے رواج کے مطابق کھلے عام مت پھریں۔"

یعنی اگرچہ تمہارا تقدس وعظمت اہلِ ایمان کے دل و دماغ میں نہایت راسخ ہے مگر یہ روحانی تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسدادِ فتنہ کیلئے جسمانی رشتوں کو ملحوظ رکھ کر ضابطہ ارشاد فرمایا ہے لہٰذا عام معاشرتی سطح پر افرادِ اُمت اور تمہارا معاملہ عام اُصول کے مطابق یہی ہے کہ تمہیں ہر حکم اجنبیوں کی طرح اپنانا ہوگا۔

الغرض دینِ اسلام کا مسلم معاشرہ کی تطہیر اور ترقی کے لیے منجملہ دیگر ضوابط کے پردہ کا ضابطہ مستحکم اور مفید بنیاد پر ارشاد فرمایا جس کی پابندی ہی ہماری زندگی اور بقا کی ضامن ہے۔ لہٰذا میری ماؤ، بہنو! آپ زمانہ ورواج کی رَو میں بہنے کی کوشش نہ کرو بلکہ مکمل طور پر مستقل مزاجی سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام وارشادات ہی سے وابستہ رَہ کر دنیا و آخرت کی دائمی خوش نصیبی اور مسرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

نیز یاد رہے کہ جیسے زندہ عورت کا غیر مرد کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح اس کی تصویر یا کوئی پوز اور فلمی تماشا دیکھنا بھی حرام ہے ایسے ہی خواتین کو بھی مردوں کی تصویریں اور فلمیں دیکھنا سراسر حرام ہوگا۔ نیز جیسے مرد کو عورت کا دیکھنا حرام ہے ایسے ہی عورتوں کو مرد کا دیکھنا حرام ہے۔ چاہے مرد اُسے دیکھے یا نہ دیکھے۔ جیسا نابینا مرد، کہ وہ تو نہیں دیکھ سکتا مگر عورت کو اُسے دیکھنا بھی حرام ہوگا۔ ایسے ہی برقع پوش عورت کا دکانوں کے پردہ میں چہرہ کھولنا بھی سراسر حرام ہے۔ خوب یاد رکھئے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی توفیق بخشے۔ آمین

Marfat.com

پردہ غیر مسلم کی نظر میں

میری بہن، سیمی ٹائم (Semitime) جو تحریک حقوق نسواں کی سرگرم رکن تھی اور انجینئرنگ میں سند یافتہ تھی، وہ ۱۹۸۷ء میں مشرف باسلام ہوگئی، وہ اس وقت پاکستان کے شہر لاہور میں رہ رہی ہے۔ وہاں وہ ایک مکمل مسلمان بیوی اور ماں کی حیثیت سے زندگی گزار رہی ہے، اس وقت وہ پانچ بچوں کی ماں ہے۔ اس نے قرآنی تقاضوں کے مطابق تمام سرگرمیاں چھوڑ دی ہیں، باقاعدہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتی ہے جب بھی گھر سے باہر جاتی ہے تو سر سے لے کر پاؤں تک حجاب میں ڈھکی ہوئی ہوتی ہے۔ حجاب کی اصطلاح عربی زبان کے لفظ (حجابۃ) سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں "نظروں سے بچنا"۔ یہ ایک لمبی اوڑھنی اور نقاب ہے جو کئی مسلمان عورتیں پہنا کرتی ہیں اور ان کا یہی عمل ان کو دیگر غیر مسلم عورتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ یہ عمل ان کو ان کا اسلامی عقیدہ یاد دلاتا ہے اور غیر مردوں کی نظروں سے ان کو چھپا دیتا ہے۔

کئی روایتی اسلامی معاشروں میں عورتوں کا یہ رجحان ہوتا ہے کہ وہ غیر مردوں کے دائرے سے باہر رہیں یعنی غیر مردوں سے ان کا میل ملاپ نہ ہو اور اپنے آپ کو بچوں کی نگہداشت اور گھر کی حفاظت کے لئے وقف کریں۔ ان عورتوں کی عوامی اجتماعات سے اس ظاہری دوری اور پابندی کی وجہ سے زیادہ تر امریکی یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلامی پردہ نسوانی جبر کی ایک علامت ہے۔ اس ادراک کے باوجود امریکہ میں اسلام بہت سرعت سے پھیلتا جا رہا ہے اور مردوں کے مقابلے میں عورتیں ۶۱ء۴ کے تناسب سے اسلام قبول کر رہی ہیں۔ اور یقیناً میری بہن کے مطابق حجاب جبر کی نہیں بلکہ آزادی کی علامت ہے۔

ناہید مصطفیٰ کینیڈا کی رہنے والی ایک عورت ہے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ قبولِ اسلام کے

Marfat.com

بعدوہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتی ہے کہ: ''نوجوان مسلمان عورتیں واپس پردہ کی طرف لوٹ رہی ہیں اور پردہ اختیار کرتی جارہی ہیں تا کہ انہیں دوبارہ اپنے جسموں کی حفاظت پر اختیار مل جائے۔ تاہم اکثر امریکیوں کے لئے یہ تشریح وتوضیح عجیب ہے کہ ایک قانون جو عورت کے لباس کو محدود کرتا ہے کیسے آزادی کا پیامبر بن سکتا ہے لیکن مسلمانوں کے لئے اس کا جواب بہت آسان ہے کہ حجاب کی اسلامی روایت عورت کو اس خیال سے آزادی دلاتی ہے کہ اسے ابتداء سے جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھا جائے جبکہ غیر مسلم عورتوں کو بچپن ہی سے یہ بات ذہین نشین کرائی جاتی ہے کہ ان کی قدر و قیمت اور عزت واہمیت ان کی جسمانی کشش کے ساتھ مشروط ہے۔''

ناہید مصطفیٰ مزید لکھتی ہے کہ: ''یہ بات اب ناقابل فہم نہیں رہی کہ مختلف خواتین میگزین کے اشتہارات پڑھنے سے ایک مرد قاری بھی عورتوں پر مسلط اس ناقابل یقین دباؤ کو محسوس کرتا کہ یہ عورتیں نسوانی حسن کے کچھ تغیر پذیر اور خیالی عکس کے مطابق عمل کرتی ہیں۔'' کیا یہ کوئی تعجب انگیز بات رہی ہے کہ امریکی عورتیں کی بلین ڈالرز صرف بالوں اور اشیاء حسن پر صرف کرتی ہیں اور وہ اپنے آپ کو پلاسٹک سرجری، منشیات اور پرہیزی غذا کا عادل بنادیتی ہیں اور اشد مایوسی میں اعصابی بدنظمی کے چکروں کی وجہ سے کم خوراکی اور جوع البقر (بسیار خوری) جیسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک سراب کا تعاقب وجستجو ہے جو تعاقب کرنے والے کو ذلیل اور تھکا ڈالتی ہے۔'' حجاب مسلم عورتوں کی اس ضرر رساں دباؤ اور ظلم سے نجات دلاتا ہے اور گھر سے باہر جانے سے پہلے میک اپ اور بالوں کے سنوارنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ حجاب میں وہ جس طرح چاہے رہ سکتی ہے خواہ اس نے بال نہ تراشے ہوں، سرخی پاؤڈر نہ لگائی ہو۔ وہ بے خوف رہتی ہے اسے اس بات کا بالکل اندیشہ نہیں ہوتا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔

ناہید مصطفیٰ لکھتی ہے: ''حجاب کی روایت سادہ طور پر عورتوں کے اس خیال کی تصریح ہے کہ ان کی جسمانی شخصیت کی پرکھ کا معاشرتی معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہے چونکہ مسلم عورت حجاب کی وجہ سے پس پردہ رہتی ہے اس لئے کسی پہچان وتعریف اس کی ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے کی جاسکتی ہے۔ اس طرح اس کی ظاہری ساخت کی اہمیت اس کی ذہانت اور شخصیت کے تابع ہو جاتی ہے لیکن جسمانی کشش پیدا کرنے کے اس بیکار سلسلے

Marfat.com

میں صحت کی یہ قربانی (خود قاری) ہی جنسی شئے ہونے کا بدترین اثر و نتیجہ نہیں بلکہ وہ سوسائیٹیاں جو عورتوں کو صرف ایک جنسی شے سمجھتی ہیں وہاں عورتوں پر جنسی تشدد کی شرح خوفناک حد تک زیادہ ہے۔"

"امریکہ میں ہر چوتھی عورت زندگی میں ایک بار جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہے حتیٰ کہ انتہائی غیر متشدد ملک کینیڈا میں بھی ہر چھ منٹ بعد ایک عورت کی عصمت دری کی جاتی ہے۔ ہمارے اس معاشرے میں (یعنی مغربی معاشرہ) عورت کو یہ شعور ہوتا ہے کہ انہیں ہمیشہ تنگ گلیوں اور خوفناک اجنبیوں سے محتاط رہنا چاہئے۔ عورتوں پر یہ خالصتاً ایک جبر ہے اور جبر کی ایک ایسی قسم ہے جس کی بنیاد صرف اور صرف عورتوں کو جنسی شے سمجھنے کا خیال ہے۔"

بعض معاشروں میں جو قرآن کی پیروی کرتے ہیں (جبکہ کئی جابر اسلامی حکومتیں نہیں کرتی) عورتوں پر اس قسم کا جنسی ظلم و ستم نہ ہونے کے برابر ہے۔ مصر ایک سیکولر حکومت ہونے کے ساتھ ساتھ یہاں نسبتاً مغربی قسم کا معاشرہ ہے۔ اس میں ۱۹۹۰ء میں جنسی تشدد و عصمت دری کی تعداد صرف ۱۷ ریکارڈ کی گئی ہے جبکہ اسی سال اسرائیل میں ۳۶۹ کیس ریکارڈ کئے گئے۔ میری بہن نے مجھے بتایا کہ بحیثیت ایک مسلمان عورت کے وہ پاکستان کی گلیوں میں گھومتے ہوئے ایک ایسی عزت اور تحفظ محسوس کرتی ہے جو اس نے امریکہ میں رہتے ہوئے ۳۰ سالوں میں بھی محسوس نہیں کی۔

اس حقیقت کو نظر انداز کرنا مشکل نظر آتا ہے کہ بہت ساری مسلم خواتین ایک خاص قسم کا تحفظ اور عزت محسوس کرتی ہیں جو کہ مغرب میں کہیں نہیں سنا گیا۔ یقیناً بعض ممالک میں یہ اسلامی قوانین کی تنفیذ کا نتیجہ ہے جن میں مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جاتی ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کا سخت مذہبی قانون مصر اور پاکستان جیسے معتدل اسلامی حکومتوں میں نافذ نہیں کیا جاتا۔ وہاں صرف اسلامی روایات ہی عورتوں کی عظمت کی محافظ ہے۔ تاہم عورت کو جس طرح جنسی شے سمجھا جاتا ہے اس کا بہترین اور آخری حل اسلام حجاب کی صورت میں دے سکتا ہے اس سے بہتر حل کوئی نہیں۔

کیا معاشرے کو سادگی سے مزید تعلیم کے ذریعے تبدیل کیا جا سکتا ہے؟ یا شاید معاشرے کی اصلاح اس طرح ہو کہ مردوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ ضبط نفس سے کام

Marfat.com

لے اور دراصل یہی تحریک حقوق نسواں کا کئی سالوں سے مقصد رہا ہے لیکن انہیں صرف عورتوں کے لئے کچھ تعلیمی مواقع فراہم کرنے اوران کے مستقبل کو بہتر بنانے میں کامیابی حاصل ہوتی رہی ہیں جبکہ عورتوں پر جبر وجنسی تشدد بدستور جاری ہے اور اگر کسی کو اس کا ثبوت درکار ہو تو اسے مقامی ویڈیو شاپ کے خوفناک فلموں کے حصے کو ملاحظہ کر لینا چاہئے۔ ان فلموں میں عام طور پر عورتوں ہی کو جنسی شکار کے طور پر فلمایا گیا ہوتا ہے اور کوئی تعجب کی بات نہیں امریکی اعداد وشمار نے عورتوں پر اس سے بھی زیادہ تشدد کی نشاندہی کی ہے کم نہیں کی۔

بعض مسلم لکھاریوں کے مطابق مغربی معاشرے کا مسئلہ یہ ہے کہ غالب یہودی و عیسائی، تہذیب وثقافت میں مرد وعورت میں برابری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس لئے یہ روایت حضرت حوا علیہا السلام ہی کو گناہ اور نزول ارضی کا ذمہ دار ٹھہراتی ہیں کہ سفر تکوین میں موجود یہی قصہ ہماری انہی روایات کا بنیادی پتھر ہے اسی واقعے نے عورتوں کو کم تر حیثیت دے دی ہے جبکہ اسلامی روایت میں ایسا نہیں ہے۔ حضرت حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے ورغلانے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا بلکہ دونوں سے لغزش ہوئی، اور دونوں نے اکٹھے ہی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔ یہ سچ ہے کہ اسلام عورت اور مرد کے تکمیلی صفات میں فرق کرتا ہے لیکن عیسائی اور یہودی عقائد کے برعکس قرآن، مرد اور عورت کو اللہ کے روبرو پیش ہونے میں برابر مقام دیتا ہے اور دونوں کو فطری طور پر معاشرے کے لئے برابر قابل قدر تصور کرتا ہے۔

بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے اسلام کو خودکش بمباروں کا مذہب تصور کرتے ہیں یا باریش متعصب جنونیوں کا مذہب سمجھتے ہیں جو ہم سب کو دور حجر (Stone Age) کی ثقافت کی طرف لوٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن یہ تصور شاید غیر منصفانہ ہے۔ ہر مذہب میں کچھ خاص لوگ جنونی ہوتے ہیں۔ اسلام بہرحال توحیدی مذاہب میں سب سے بڑا اور تیزی سے بلکہ انتہائی سرعت سے پھیلنے والا مذہب ہے۔

اب بھی مسلمانوں کے پاس عورتوں کے لئے کچھ دینے کو موجود ہے اور مسلمان ہی ہے جو عورتوں کو کچھ دے سکتے ہیں۔ پائری کرائبائٹس ایک امریکی جج لکھتا ہے کہ محمد ﷺ نے ۱۳۰۰ سال قبل عورتوں، ماؤں، بیویوں اور بیٹیوں کو وہ درجہ اور عظمت عطا کی جو کہ ابھی

Marfat.com

تک مغرب کے قوانین عورت کو نہ دے سکے۔ میری بہن کا مسلمان ہونا میرے لئے کئی سالوں تک صدمہ کے ساتھ ساتھ ایک پُر اسرار راز بھی تھا کیونکہ تحریک نسواں کی ایک سرگرم رکن کیلئے یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ وہ بغیر کسی جبر و اِکراہ کے اچانک اپنے سارے نظریات چھوڑ کر عورت سے نفرت کرنے والے (مخالف نسواں) کا مذہب اختیار کر لے۔ میرے خاندان کے اندر یہ موضوع منطقی مباحث کی حدوں سے باہر ہے لیکن میری بہن کے حالیہ موصول شدہ خط سے مجھے اس کے اس انوکھے قسم کی نسوانیت کی سمجھ آتی ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ اسلام اختیار کر کے اس نے وہ ثقافت رد کر دی جو انسان کو کامیابی کا ایک مردانہ تصور فراہم کرتی ہے اس کے بدلے میں اس نے ایک ایسی ثقافت کو اختیار کر لیا ہے جس میں اس کی عزت اور قدر صرف اس کی نسوانیت کی وجہ سے ہے۔

پردہ اور جدید ریسرچ

اگر کسی ملک کی وزارت صحت پر انکشاف ہو کہ بازاروں میں موجود مٹھائی کی ایک ایسی قسم ہے جس کو کھانے سے کوئی بیماری لاحق ہو سکتی ہے مثال کے طور پر کینسر وغیرہ اور وہ لوگوں کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے اس مٹھائی پر پابندی لگا دیں اور اسے مارکیٹ میں سے ضبط کر لیں۔ تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کو اس مٹھائی پر پابندی لگانے کا کوئی حق نہیں ہے؟ ہم وہ مٹھائی کھائیں گے ہم آزاد ہیں۔ اپنی مرضی کے مالک ہیں کیا آپ کسی کو ایسا کہنے کا حق دیں گے؟

طبی نقطہ نگاہ میں سے بے پردگی کے متعدد نقصانات میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ بے پردہ گھومنے والی عورت کا جلدی کینسر میں مبتلا ہونا۔ کیونکہ سائنسی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ڈائریکٹ جلد پر پڑنے والی سورج کی شعاعیں، اسی بیماری کو جنم دیتی ہیں۔

ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ہر یورپی انسان کے جسم میں تقریباً تیس زخم پائے جاتے ہیں۔ جن کا بنیادی سبب سورج کی شعاعیں ہوتیں ہیں ان میں سے زیادہ تر زخم کینسر کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔

پھر یہی ڈاکٹر کہتا ہے:

Marfat.com

سورج کی تپش وحرارت سے انسان کے جسم میں موجود دفاعی نظام پوری طرح متاثر ہوتا ہے، اور کئی کئی گھنٹے سورج کی شعاعوں تلے گزارنا، بالکل ایسا ہے جیسے کسی بند کمرے میں بے تحاشا سگریٹ پھونکنا، جو انسان کے لیے سخت مضر رساں ہے مردوں سے زیادہ عورتیں جلدی کینسر میں مبتلا ہوتیں ہیں۔ دیر تک سورج کی شعاعوں کا سامنا کرنا جلدی کینسر کو کھلی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بلکہ اس طرح کرنے سے وقت سے پہلے ہی جلد پر بڑھاپا طاری ہونے لگتا ہے۔ صرف برطانیہ میں ہر سال جلدی کینسر کے ۲۶۰۰ کیس سامنت آتے ہیں یہ شرح گذشتہ دس سالوں کی نسبت پچاس فیصد زیادہ ہے۔

عورت کے اندر بے حجابی کا رجحان پیدا کیا گیا

دور جدید کی تہذیبی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس نے عورت کے اندر بے حیائی اور عریانی کا رجحان پیدا کر دیا ہے یہ رجحان جس زور اور قوت سے بڑھتا گیا اس کی عریانی میں بھی اضافہ ہوتا گیا عورت کی عریانی سے مرد کو جنسی لذت حاصل ہوتی ہے اس لیے اس نے اس پر نہ تو کوئی اعتراض کیا اور نہ کوئی پابندی لگائی بلکہ اس کو اور بڑھانے کی کوشش کی اس نے عورت کے اندر یہ تصور بٹھا دیا کہ اس کے حسن و جمال کو عریاں اور بے حجاب ہونا چاہیے یہ اس کی شخصیت کی توہین ہے کہ اسے سات پردوں میں چھپایا جائے، صنف مقابل سے اس کا حجاب غیر فطری ہے اس کا لباس اس کے جسم کی خوبیوں کو پوشیدہ رکھنے کے لیے نہیں، انہیں بے نقاب کرنے کے لیے ہے تا کہ صنف مقابل کی کوشش اس کی طرف بڑھے اس کے خوابیدہ جذبات تک جاگ اٹھیں اور وہ اس کی طرف بے تاب کھینچ پڑے جس لباس میں دلربائی کی یہ شان نہ ہو وہ عورت کے تن نازک پر زیب نہیں دیتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے لباس میں ایسی قطع و برید شروع ہو گئی ہے اس کے جسم کے سارے پیچ وخم نمایاں ہونے اور ان حصوں کی بھی نمائش ہونے لگی جن کا کبھی کسے کے سامنے معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اب جسم پر چند دھجیاں بڑی ناگواری کے ساتھ رہ گئی ہیں معلوم نہیں وہ بھی کب اتر جائیں گی۔ خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ بوجھ اسے زیادہ دنوں نہیں اٹھانا پڑے گا اس لیے کہ مکمل عریانی کی تبلیغ شروع ہو گئی ہے۔ اس کے حق میں دلائل فراہم کیے

Marfat.com

جارہے ہیں اسے عین انسانی فطرت کہا جارہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اس کی طرف قدم بڑھا چکی ہے۔ انسانی فطرت کی اس طرح توہین اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی۔

کیا حجاب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

کہا جاتا ہے کہ پردہ مسلمان عورت کی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کی وجہ سے وہ ادبار و تنزل کا شکار رہی ہے اور سیاسی و سماجی اور معاشرتی زندگی سے عملاً کٹ کر رہ گئی ہے۔ اس بندش سے آج جو عورتیں آزاد ہیں انہوں نے حیرت انگیز ترقی کی ہے اور کر رہی ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں بیان کی جاتیں ہی، کوئی پردے کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتا ہے کسی کے نزدیک اسلام کا پورا خاندانی نظام ہی رکاوٹ ہے جو عورت کو گھر کی چار دیواری میں بند کر دیتا ہے کسی کے خیال میں اسلامی عبادات مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ کسی کی فہم و دانش میں اسلام کے مابعد الطبیعی نظریات اس میں رکاوٹ ہیں بے چارہ مسلمان حیران ہے کہ ان میں سے کس کے مشورہ پر عمل کیا جائے؟ کس کو خوش کیا جائے؟ کس کو ناراض کیا جائے؟ تکلف برطرف بہت سے زیرک و دانا حضرات اسلام ہی کو مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔ ایک حقیقت یہ ہے کہ موجودہ دور میں عورت نے مختلف علوم وفنون میں ترقی کی ہے اور علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دیں ہیں بعض لوگ اس غلط فہمی، بے پردگی اور بے حیائی کے اس ماحول کی وجہ سے یہ ترقی ممکن نہیں ہے، لیکن یہ غلط فہمی، بے پردگی اور بے حیائی کے اس ماحول کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جو ہر طرف چھایا ہوا ہے اس ماحول سے ذہن خواہ مخواہ مرعوب ہے اور آدمی کی سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ عورت کسی پاکیزہ ماحول میں ترقی کیسے کر سکتی ہے؟ حالانکہ یہ ترقی بے پردگی کی مرہون منت ہرگز نہیں ہے اس کے اسباب دوسرے ہیں ایک تو جن خواتین نے کوئی بڑا کام انجام دیا وہ ان کی محنت وجدوجہد اور اپنے کام سے ان کے خلوص اور تعلق کا نتیجہ ہے ان کا اس خوبی کا اعتراف ضرور کرنا چاہیے یہ خدا کا قانون ہے کہ جو خلوص ولگن کے ساتھ محنت کرتا ہے اور اس کا صلہ اسے ملتا ہے۔

دوسرے یہ کہ موجودہ تہذیب ایک ننگی تہذیب ہے اس میں علم وفن کی سہولتیں

Marfat.com

عورت کو صرف اس وقت مل سکتی ہیں جب وہ اپنا حجاب ختم کر کے ''بے حیاؤں'' کی صف میں کھڑی ہو جائے اس طرح عملاً ان خواتین کے لیے ترقی کی راہیں بند کر دی گئیں ہیں جو اپنا حجاب باقی رکھنا چاہتی ہیں ترقی کا تعلق حجاب یا بے حجابی سے نہیں بلکہ ان سہولتوں سے ہے جو عورت کو ملتی ہیں اس دور کا تجربہ خود بھی بتاتا ہے کہ جن باپردہ خواتین کو جتنے بھی مواقع ملے انہوں نے ترقی کی اور بے پردہ خواتین سے پیچھے نہیں رہیں۔

موجودہ دور میں پردے کی تصویر کشی

پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا لیکن یہ بھی اپنے دور جدید کے اثرات سے بچ نہ سکا۔ یہاں بھی عورت مساوات کے گمراہ کن نعرے کی زد سے نہ بچ سکی یہاں کی عورت میں حجاب پایا جاتا ہے تو فیشن کے طور پر بہت سی عورتیں اسے اپناتی ہیں بہت کم عورتیں اسے صرف حجاب کے اصل معنوں میں استعمال کرتیں ہیں۔ مرد و عورت کے تعلق میں عورت کو موجودہ دور میں زیادہ ابھارا جا رہا ہے اور عورت کو اس کی نسوانیت کی وجہ سے مساوات کا لالچ دیکر مرد اپنے فائدے کے لیے استعمال کر رہا ہے عورت کو بے حیائی و بے پردگی کے فائدے بتائے جا رہے ہیں اور انہیں اپنے حسن و زینت کو غیر محرموں کے سامنے عیاں کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ یہ وہی عورت ہے جو بازاروں میں جانا کبھی عیب سمجھتی تھی۔ آج وہی عورت بن ٹھن کر اپنے ادائے دلبرانہ بکھیرتی ہے بازاروں میں بڑے ناز و انداز سے چلتی ہے اور اپنے لیے فخر محسوس کرتی ہے۔ موجودہ دور میں مغربی تہذیب تو ایک طرف اسلامی معاشروں اور تہذیبوں میں بھی عورت بے حجابی کی آخری حدوں تک جا پہنچی ہے اسے اب نہ تو اپنے ستر کے کھلنے کا خوف ہے اور نہ ہی مردوں کے لیے بن سنور کر اپنے لیے تحریک دینے میں شرم محسوس ہوتی ہے ستر کو نہ ڈھانپنا آج کل فیشن بن چکا ہے۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم ''خان لیاقت علی خان'' نے ۲۴ جنوری ۱۹۴۹ء کو یونیورسٹی ہال لاہور میں تقریر کے دوران کہا کہ:

''عورتوں پر بالخصوص پڑھی لکھی اور پردے کی قید سے آزاد عورتوں پر ایک بھاری ذمہ داری ہے انہیں پاکستان کو مضبوط بنانے اور مستحکم بنانے میں

Marfat.com

ایسی مثال قائم کرنی چاہیے کہ دنیا دیکھ لے کہ ایک چار دیواری میں مقید رہنے والی عورت اور اس عورت میں کیا فرق ہوتا ہے؟''

آزادیٔ نسواں، پردہ شکنی اس تحریک کو مقبول بنانے کے لیے ڈراموں، ناچ گانوں کی مجلسوں مینا بازاروں کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا جس کی ہر دلعزیز اس قدر بڑھ رہی ہے کہ اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید پاکستانی عورت اپنے آپ کو بھلا کر مردوں کے لیے محض ایک کھلونا بن کر رہ جائے۔ مسلم ممالک جہاں حجاب ایک مثال ہوا کرتا تھا اب صرف قانون بن کر رہ گیا ہے موجودہ دور میں عورت ان حدود کو جو ایک عورت ہونے کے ناطے اس پر عائد تھیں انہیں قید کر کے جان چڑھا رہی ہے اور سر عام اپنے حسن و جمال کی نمائش کرتی پھر رہی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لگتی ہے کلی کتنی بھلی شاخ چمن پر
ہاتھوں پر پہنچ کر کوئی قیمت نہیں رہتی
جو شمع سرِعام لٹاتی ہے اجالے
اس شمع کی گھر میں کوئی عزت نہیں رہتی
تسلیم کہ پردہ ہوا کرتا ہے نظر کا
نظروں میں بھی برداشت کی قوت نہیں رہتی
مردوں کے اگر شانہ بشانہ رہے عورت
کچھ اور ہی بن جاتی ہے عورت نہیں رہتی

Marfat.com

عورت.....اے عورت

''دنیا کی ہر چیز سامان ہے اور دنیا کا سب سے اچھا سامان نیک عورت ہے۔''

''مجھے تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

یہ فرمان ہیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، اس طرح کے اقوال آپ نے اکثر جگہ پڑھے ہوں گے اور اپنی اس عزت افزائی پر یقیناً آپ خوش بھی ہوں گی۔ لیکن کبھی آپ نے یہ سوچا کہ کیا ہم ان صفات کی حامل ہیں جن پر اسلام نے ہمیں یہ اعزازات بخشے؟ کیا ہم اپنی ذمہ داریاں جو ہمیں خدائے ذوالجلال کی طرف سے سونپی گئی ہیں واقعی بطریق احسن ادا کر رہی ہیں؟

آیئے! سب سے پہلے تو ہم اپنے فرائض کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ کل کی عورت اور آج کی عورت میں کیا فرق ہے؟ اور کیوں ہے؟ اور دورِ حاضر کی خاتون جن راہوں پر چل رہی ہے، اس کی خیر وفلاح اس راہ میں ہے یا اسلام کے سنہرے اصولوں کو اپنا کر وہ دنیا میں عزت وشرافت کا مقام پا سکتی ہے؟

کل کی ماں کا ایک باپردہ، پرنور اور مشفق چہرہ نگاہوں کے سامنے ابھرے گا۔ یہ پیاری ہستی دن بھر گھر کے کام کاج اور اپنے جگر گوشوں کی تعلیم وتربیت وصحت کی فکر کرتی ہے، اولاد کے بارے میں اس کے عزائم بہت بلند ہیں، جس کا جذبہ یہ ہے کہ:

''میرے بیٹے! اپنے پیارے نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے والے، انکے دیئے ہوئے سبق پر عمل کرنے والے اور بہادری وشجاعت میں خالد بن

Marfat.com

ولید کی مثال ہوں گے۔ وہ طارق بن زیاد، عبدالقادر جیلانی، سلطان ایوبی اور ابوبکر رازی بنیں گے اور میری بچیوں کیلئے قابل تقلید ہستیاں حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہن ہوں گی۔"

وہ اپنے بچوں کا ایمان پختہ بناتی ہے، وہ اپنے بیٹے کے ننھے سے ذہن پر اللہ جل شانہٗ کا یقین اس حد تک بٹھاتی ہے کہ ننھا سا بچہ تپتی دوپہر کو مدرسہ سے واپس آیا چہرہ پسینے سے تربتر، سخت پیاس اور بھوک لگی ہوئی ہے اور نہایت اطمینان سے بچہ کو کہتی ہے:

"چلو بیٹا وضو کرو، ظہر کی نماز ادا کرو، اپنے پیارے اللہ میاں سے کھانا مانگو"۔

بچہ فوراً ایسا کرتا ہے خود جلدی سے کھانا لا کر طاقچے میں رکھ دیتی ہے۔ بچہ دعا مانگ کر طاق کی طرف دیکھتا ہے کھانا موجود پا کر خوش ہو جاتا ہے اور کھا کر رب کا شکر ادا کرتا ہے۔

ایک بار ماں کو پڑوس میں جانا ہوا اور کھانا رکھنا بھول گئی۔ اب جا کر پریشان ہوئی کہ آج کھانا نہ پا کر میرے بچے کا ایمان کہیں متزلزل نہ ہو جائے۔ اسی گھبراہٹ میں دعائیں مانگتی ہوئی آئی تو دیکھا کہ بچہ کٹوری صاف کر رہا ہے، بے اختیار ہو کر پوچھا:

"بیٹا کھانا کہاں سے کھایا؟" بچہ بولا، "ماں اللہ میاں سے مانگا، اللہ میاں نے طاقچے سے دیا مگر آج کا کھانا تھا بڑا مزیدار"۔

خوشی سے ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ "یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے میرے بچے کا یقین باقی رکھا" وہ فضول کھیلوں سے ایسی نفرت دلاتی تھی کہ معصوم بچے کا ذہن اچھا بن جاتا۔ رات کو فضول قصے کہانیاں سنانے کے بجائے بزرگوں کے ایمان افروز اور سبق آموز واقعات سناتیں اور رات کو دعائیں پڑھ کر سلاتیں، ہر طرف سے چھڑا بچا کر ایک ہی دین اسلام کے راستے کی طرف دھکیلتی۔ جب ماں کی لگن سچی ہوتی تو اس کی محنت رنگ لاتی۔ اس کی اولاد امیدوں سے صالح بنتی اور وہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتی۔ بڑھاپا کسمپرسی

Marfat.com

کی حالت میں گزرنے کے بجائے آرام وراحت میں گزرتا، ہر طرف خدمت گزار اولاد موجود، ضمیر مطمئن، دنیا میں خوش، آخرت میں سرخرو۔

آج کی ماں تو ایک الٹرا ماڈرن عورت بچوں سے بے نیاز، ننھے بچہ کے بارے میں آیا کو ہدایت دیتے ہوئے خود کوئی پارٹی اٹینڈ کرنے جارہی ہیں۔ اب رات کو لوٹیں گی تو گھر اور بچے نوکروں کے حوالے، بیگم صاحبہ سوشل ویلفیئر ہیں۔ دنیا جہاں کی فکر انہیں ہوگی مگر اپنے بچوں سے غافل۔ وہی بات ہے کہ ''چراغ تلے اندھیرا'' رات کو وی سی آر پر فلم لگے گی۔ پاس پڑوس سارا جمع ہوگا اور اپنے بچے سامنے بیٹھ کر سب کچھ دیکھیں گے۔ بچوں کے آوارہ دوست ہوتے ہیں اور انہیں عیسائی مشنری اسکولوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ (جس کی تفصیل آگے چل کر ہے) ان کا کوئی نگران اور مربی نہیں۔ یہ خود پودے ظاہر ہے کہ خاردار ہی بنیں گے۔ انہیں مذہب سے اس حد تک بیگانہ رکھا جاتا ہے کہ نہ نماز آتی ہوگی اور نہ ہی قرآن مجید پڑھایا گیا ہوگا۔ دین سے بالکل کورے۔

آج کی ماں کو اپنی باہر کی سرگرمیوں سے فرصت نہیں ملتی کہ وہ گھر اور بچوں کی تربیت کی اہم ذمہ داری جوان کی تمام ذمہ داریوں سے اہم ہے، پوری پوری ادا کر سکے۔ وہ اندھی تقلید کے پیچھے دوڑ رہی ہے اور یہ مغربی تہذیب آگے چل کر بڑھاپے میں انسان کو تنہائی کے مہیب غاروں میں دھکیل دیتی ہے۔ اس چمکتی دمکتی اور رنگیلی دنیا میں بظاہر بوڑھوں کا کوئی وجود نہیں یہاں انسان کی اہمیت صرف اس کی جوانی تک ہے۔ ایسی ماں کبرسنی مین بڑے بھیانک دور سے گزرتی ہے، نافرمان اولاد اسے سانپ کی طرح ڈستی ہے اور اس کی کوئی قدر وعزت نہیں ہوتی۔

کل کی بیٹی اور کل کی بہن

بہت پہلے نہیں چند برس قبل بھی لڑکیوں میں بڑی شرم وحیا ہوتی تھی۔ وہ انتہائی سگھڑ اور سلیقہ مند ہوتی تھیں۔ یہ نہیں کہ جاہل ہوتیں، وہ عالمہ حافظہ بنتیں اور دینی علوم سیکھتیں۔ بھائی باپ کا احترام ہوتا اور پردہ کے ساتھ ایسے ڈھیلے ڈھالے لباس میں اور دوپٹہ میں مستور ہوتیں کہ پاکیزگی اور حیا کی پتلی معلوم ہوتیں اور کیوں نہ ہوتا جبکہ ان کی

Marfat.com

قابل تقلید ہستیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابیات ہوتیں اور اسی شرم وحیا کے ساتھ والدین انہیں اپنے شوہر کے پاس رخصت کرتے۔

آج کی بیٹی، آج کی بہن

آج آپ ہم سبھی دیکھ رہے ہیں کہ آج کی بہن بیٹی تہذیب اور فیشن کی دلدادہ، میوزک کی اور گانوں کی دیوانی، کرکٹ پہ فدا، دوپٹہ سے بے نیاز اور جدید تراش کا باریک لباس جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ایک زمانہ ہوگا کہ عورتیں ایسے کپڑے پہنیں گی جنہیں پہن کر بھی وہ عریاں نظر آئیں گی۔ برائی کی طرف خود بھی مائل ہوں گی اور دوسرے مردوں کو بھی برائی کی دعوت دینے والی ہوں گی۔ ان کے سروں پر بال بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی سونگھنے نہ پائیں گی۔''

باپ بھائی کے سامنے بیٹھ کر وہ ٹی وی، وی سی آر دیکھتی ہے اور بغیر پوچھے جہاں جی چاہے گھوم پھر سکتی ہے۔ کوئی لحاظ اور ادب نہیں۔ فحش اور لچر لٹریچر گھر میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں، جنہیں پڑھ کر نوجوان لڑکیاں بے سوچے سمجھے فحاشی وعریانی کے راستے پر نکل کھڑی ہوتی ہیں اور آج کل تو اپنی شادی بیاہ کے معاملات خود طے کر لیتی ہیں۔

آج کی بہن بیٹی ٹیپ ریکارڈر پر بیہودہ گانے پورے دن لگائے رکھتی ہے، وہ کہتی ہے کہ: ''موسیقی تو روح کی غذا ہے اس کے بغیر ہم سے کام نہیں ہوتا''۔ جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب سفر پر نکلتیں تو ساز باجا تو بڑی چیز ہے اگر سامنے سے کسی دوسرے اونٹ کی گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتیں کہ ٹھہر جاؤ تاکہ یہ آواز سننے میں نہ آئے اور اگر سن لیتیں تو کہتیں جلدی چلو تاکہ اس آواز کو نہ سن سکوں۔ ایک طرف تو ہماری مقدس ہستیوں کے لئے یہ چیز یوں ہے جیسے کہ ساز سننا ان کے لئے سزا ہو اور ہم اسے غذا کہہ کر خوب لطف اندوز ہوتی ہیں۔

کل کی بیوی خاوند کے مرتبہ کو خوب جانتی تھی، وہ اپنے شوہر کی وفادار، دینی

Marfat.com

معاملات میں معاون و مددگار اور محبت کرنے والی تھی، صالحہ عورت کی تمام خوبیاں اس میں موجود تھیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ''خاوند جب اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اس کی اطاعت کرے اور اس کے پیچھے یعنی غیر موجودگی میں اپنی عزت و عصمت اور اس کے گھر بار کی حفاظت کرے''۔

اسے بخوبی علم تھا کہ دین و مذہب کے بعد پھر سب سے گراں جوہر عزت ہے۔ وہ شوہر کی زندگی پُرسکون بنانے کے لئے گھر کی فضا خوشگوار رکھتی اور یہی وجہ تھی کہ ایسے نیک اور خوش کن ماحول میں آ کر خاوند دن بھر کی تکلیف بھول جاتا۔ اس گھر میں آ کر وہ خوشی حاصل کرتا، اس کی خدمت ہوتی اور وہ آرام پاتا گویا دن بھر کا بوجھ اتر گیا اور وہ ہلکا سا ہو گیا ہو۔

آج کی بیوی کا آپ کو حال معلوم ہو کہ کس طرح خاوند عاجز آئے ہوئے ہیں، گھر جانے کو طبیعت نہیں چاہتی تو وہ باہر کا رخ کرتے ہیں، دوستوں کے پاس یا کلبوں میں۔ ان کی اس تباہی کی ذمہ دار بیوی ہے۔ آج کی بیوی گھر میں قرار نہیں پکڑتی۔ وقرن فی بیوتکن کی مثال نہیں بنتی۔ وہ ہر وقت بننا سنورنا باہر جانا چاہتی ہے۔ گھر میں جھگڑا فساد کی یہی وجہ ہے کہ آج کل ازدواجی زندگیاں انتہائی ڈراؤنی ہو گئی ہیں۔ میاں بیوی کے جھگڑوں پر لطیفے بنے ہوئے ہیں اور اس اہم رشتہ کی توہین کی جا رہی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ساری فضیلت تو مرد لوٹ کر لے گئے، وہ جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں، ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر و ثواب مل سکے؟ رسول اکرم ﷺ نے جواب دیا: ''تم میں سے جو اپنے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی''۔ کس قدر آسان عمل سے کتنا بڑا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے؟ کاش! آج کی بیوی یہ سمجھ لے۔

میری محترم بہنو! آپ نے آج اور کل کی عورت کے تمام روپ دیکھ لئے۔ آج عورت اپنے کسی کردار میں بھی صحیح رول ادا نہیں کر رہی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ ہماری مشرقی بہنوں کو بگاڑنے کے کیا اسباب ہیں؟ آج اور کل کی عورت میں زمین و آسمان کا کیوں فرق

Marfat.com

ہے؟ یہ کون دشمن ہے جس نے مسلمان عورت کو بگاڑ کر ہمارے اسلامی معاشرے کو تباہ کر دیا ہے؟

آیئے عزیز بہنو! آپ کو بتایا جائے کہ یہ وہ اسلام دشمن ہیں جنہیں سچے مسلمان ''صیہونی، شیوعی، ماسونی اور صلیبی'' کے نام سے جانتے ہیں۔ ان کے ارادے بڑے ناپاک اور ان کی سازشیں بڑی گہری ہوتی ہیں، یہ اپنی گھناؤنی سازشوں کے مکروہ جال میں مسلم خواتین کو پھنسا رہے ہیں اور انہیں خوب معلوم ہے کہ جب کسی قوم کی عورت گمراہ ہو جائے گی تو پورا معاشرہ ہی خراب وخوار ہو جائے گا۔

یہ اہل مغرب، ان پر اللہ کی لعنت ہو! مسلمان قوم کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف وسائل استعمال کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد امت مسلمہ کے عقیدے خراب کرنا، ان کو گمراہ کرنا، مادی طریقوں اور اندھی تقلید کے ذریعہ انہیں بگاڑنا اور ہماری نوجوان نسل اور اسلام کے درمیان رابطہ ختم کرنا ہے۔ نئی پود کو بگاڑنے کے لئے ان کے پاس جو مختلف ذرائع ہیں ان میں ٹیلی ویژن پر بے ہودہ فلمیں اور ڈرامے، وی سی آر، واہیات لٹریچر، عیسائی مشنری اسکول، بازاروں گلی کوچوں میں عورتوں کے قد آدم حیا سوز پوسٹر اور لغو کھیل کود کرکٹ جو ایک شیطانی کھیل بن چکا ہے۔

ان کا اصل مقصد دین محمدی ﷺ کی بیخ کنی کرنا ہے اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ مسلمان خواتین کو بے راہ روی کا شکار بنایا جائے۔ جب خواتین ہی ایسی غافل ہو جائیں گی تو وہ اپنے فرائض خانہ داری اور بچوں کی تربیت نہ کر سکیں گی تو اس کا اثر پورے معاشرے پر ہوگا۔ دوسرا جب وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلیں گی تو فحاشی خود بخود پھیلے گی۔

پیاری بہنو! ان اسلام دشمنوں کے جال کا سب سے پہلا ہدف عورت ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک کمزور عنصر ہے جو آزادی اور ترقی دینے والوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر فتنہ کی طرف دوڑ پڑتی ہے۔ دنیا کی ظاہری زیب وزینت میں دھوکہ کھا کر خواہشات کی رو میں بہہ جاتی ہے۔

اب آیئے! ذرا مشنری اسکولوں کی تفصیل دیکھیں کہ یہ ہمارے معاشرے کو خراب کرنے، ہماری نئی نسل کو دین سے بیگانہ کرنے میں کتنا بڑا کردار ادا کر رہے ہیں؟ ان

Marfat.com

فرنگیوں کی تعلیم گاہیں نرا فراڈ ہوتی ہیں اور ہماری مسلمان بہنیں خصوصاً وہ جو کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں وہ ان اسکولوں کے علاوہ کسی تعلیم کو معیاری نہیں سمجھتیں۔

بہنو! خدا کے لئے اپنے جگر گوشوں اور اپنے نونہالوں کو اس طرز تعلیم سے ہٹالو۔

یہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ نا قابل بیان ہے۔ ان معصوم بچوں کو جو ابھی اپنے اچھے بُرے کی تمیز نہیں رکھتے، ان کو ان کے مذہب سے آہستہ آہستہ دور کر دیا جاتا ہے۔ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت وہاں روز ٹیچر صبح کو بچوں سے پوچھتا ہے:

''کیا ہم اللہ کے فضل سے عیسائی ہیں؟ بچے ایک زبان ہو کر کہتے ہیں، جی ہاں! ہم اللہ کے فضل سے عیسائی ہیں''۔ ایک بار ایک بچے نے کہہ دیا کہ نہیں، میں اللہ کے فضل سے مسلمان ہوں! تو ٹیچر نے کہا ذرا اپنی کتاب میں سبق دیکھ لو اس طرح نہیں لکھا، تمہیں غلط سنانے پر سزا ملے گی۔ مجبوراً بچے کو کہنا پڑا، ہاں! میں اللہ کے فضل سے عیسائی ہوں۔ تب استاد نے بچے کی پیٹھ ٹھونکی اور کہا شاباش! اب ٹھیک ہے۔

اب ان عیسائی سرکردہ رہنماؤں کے ارادے خود ان کی زبانی سنئے!

مشہور فرانسیسی مبلغ ''میسوا تین لامی'' نے ایک فرانسیسی مجلّہ ''العالمین'' میں صاف الفاظ میں یہ خبر شائع کی ہے کہ:

''مسلمان لڑکیوں کو کرسچنز کے اسکولوں میں تربیت دینے سے ہمارا مقصد بہت جلد پورا ہوگا، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس طریقے سے لڑکیوں کو تعلیم دینا وہ منفرد طریقہ ہے جس سے ہم اسلام کو اسلام کے ہاتھوں ختم کر سکتے ہیں''۔

عیسائی مبلغ ٹکلی لکھتا ہے:

''ہمیں چاہئے کہ ہم مغربی طرز کے لادینی اسکولوں کو کھولنے کی ہمت افزائی کریں اس لئے کہ مغربی تعلیم گاہوں کی کتابیں، مقدس مشرقی کتاب (قرآن پاک) پر اعتقاد بڑا مشکل بنا دیتی ہیں اور واقعتاً بہت سے مسلمانوں کے اعتقاد خراب ہو گئے ہیں''۔

اسی طرح ان کے سرکردہ رہنماؤں میں سے ایک رہنما کہتا ہے کہ دین اسلام کا طاقت کے ذریعہ مقابلہ کرنا دراصل اسے اور پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے اس کی بیخ کنی کرنے کے لئے نہایت فعال اور تباہ کن مہلک طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو

Marfat.com

مشنری تعلیم گاہوں تربیت دی جائے۔ بچپن ہی سے ان کے عقیدے خراب کرنے کے لئے ایمانی شکوک وشبہات کے بیج اس طرح بودیئے جائیں کہ انہیں پتہ ہی نہ چل سکے۔

عزیز بہنو! اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے، کیا ایسی لادینی تعلیم گاہوں میں آپ اپنے بچوں کو بھیجنا پسند کریں گی؟ ایسی تعلیم گاہیں جہاں سے آپ کے معصوم مسلمان بچے عیسائی بن کر نکلیں؟ عزیز بہنو! آیئے ذرا دیکھیں کہ ان ترقی پسندوں نے صنفِ نازک کو گھر کی چاردیواری سے نکال کر کیا دیا؟ یہ شیطانی ناپاک ارادے رکھنے والے دشمن جو عورت کی ترقی اور ''آزادیٔ نسواں'' کا نعرہ لگاتے ہیں ذرا ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ اے آزادی کی راہ دکھانے اور آزادی دینے والو! تم نے عورت کو کیا دیا؟ عورت کو بے نقاب اور بے حجاب کر کے اسے کونسا شرف بخشا؟ ہر جگہ آپ دیکھیں کہ عورت ہر پوسٹ پر کلرک، ایئرپورٹ سیکرٹری، ٹیلی فون آپریٹر، ایئر ہوسٹس، سیلز گرل اور بہت سی خواتین ترقی کر کے ٹیچر یا ڈاکٹر بن گئیں۔ لیکن درحقیقت ایک شوہر سے آزادی پا کر سو مردوں کی خدمت اپنے ذمے لی۔ آزادی کے خواب دکھانے والوں نے بھولی بھالی عورت سے خوب فائدے حاصل کئے۔ اپنی تجارت کے فروغ اور اپنی مصنوعات کی پبلسٹی کے لئے عورت کو اس کثرت سے استعمال کیا کہ لاکھوں کی چیز ہو یا ٹکے کی، اس پر عورت کی دل لبھانے والی تصویر چھپی ہوگی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ عورت آزادی کی خاطر اس قدر ذلیل ورسوا کبھی نہ ہوئی ہوگی جس قدر کہ آزادی کے علمبرداروں نے اسے آج ذلیل کیا ہے۔ عورت، مرد کی ہمسری کبھی نہیں کرسکتی۔ مرد اپنی قوت وصلاحیت کی وجہ سے (جو فطری طور پر اسے ودیعت کی گئی ہے) ہمیشہ آگے رہا۔ اہم عہدوں اور مناصب پر اسی کا قبضہ ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر وہی چھایا ہوا ہے۔ اگر کروڑوں میں سے دو چار عورتیں اعلیٰ عہدوں (وزیراعظم یا صدر) پر پہنچیں بھی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور اس طرح کی چند شاذ ونادر مثالوں سے اس کی تردید نہیں ہوتی۔ بات تو اکثریت کی ہے اور عورتوں کی اکثریت گھر کی چاردیواری سے باہر نکل کر قلیل آمدنی پر اس نوعیت کے پیشے اپنانے پر مجبور کی گئی ہے جن میں صرف اور صرف مردوں کی خدمت اور ان کے دل بہلانا مطلوب ہے۔ کروڑوں عورتوں کو مذکورہ بالا نوکریاں دے کر

Marfat.com

اوران سے خدمت لے کردو چار کواعلیٰ عہدے دے دینا کیا آزادی اور مساوات اسی کا نام ہے؟ کیا حوا کی بیٹی نے اپنی انمول شرم وحیا کی دولت لٹا کر جو کچھ پایا اس پر اسے یہ سودا بہت زیادہ مہنگا نہیں پڑا؟

آیئے! اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں کہ اسلام کے سنہری احکام اور چادر اور چار دیواری جسے آج کی عورت قید و بند سمجھتی ہے، اس نے عورت کو کیا مقام دیا۔ اسلام نے عورت کو زندہ رہنے کا حق دیا۔ جب کہ زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش باعث عار تھی۔ وہ معصوم پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردی جاتی۔ اسلام نے عورت کا وراثت میں حصہ رکھا۔ اسے ماں، بہن، بیوی، بیٹی ہر روپ میں لائق احترام قرار دیا۔ اسلام نے عورت پر کوئی معاشی ذمہ داری نہیں ڈالی اسے عزت وآبرو کے ساتھ گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا اور مردوں کو بھائی، بیٹا، باپ یا شوہر کی حیثیت سے ان کے نان نفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اسلام نے عورت کو عزت اور حرمت کا مقام بخشا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو روزِ قیامت وہ میرے ساتھ اس طرح ہوگا جیسے کہ میری دو انگلیاں''۔

یہ اس نبی کریم ﷺ کی ذات تھی، جس نے شوہر کو بتایا کہ بیوی تیرے لئے کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''دنیا کی بہترین نعمتوں میں سے بہترین نعمت بیوی ہے۔ ماں کا رتبہ اس قدر بلند ہے کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ فرمایا: جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ آپ مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہنے کی تلقین فرماتے۔ ایک جگہ فرمایا: ''خیر کم، خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی''۔ یعنی تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے اچھا ہوں۔ فرمایا: عورتوں کی عزت وہی شخص کرے گا جو شریف ہو اور عورتوں کو وہی شخص بے عزت کرے گا جو کمینہ ہو۔

اسلام نے عورت کو جو عزت بخشی ہے، اور اس کے تقدس کی حفاظت کے لئے جو تعلیمات دی ہیں وہ دنیا بھر کے مذاہب سے منفرد ہیں۔ مسلمان عورت اپنی معاش کی تلاش کے لئے ماری ماری پھرنے کے لئے نہیں بلکہ گھر کی ملکہ بننے کے لئے پیدا ہوئی ہے اور اس

Marfat.com

کی عزت وآبرو گھر میں رہ کر ہی سلامت رہ سکتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:۔ ''اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ پھرا کرو''۔

ضرورت کے وقت اسلام نے بھی عورت کو باہر نکلنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ پردے کے آداب وشرائط کو ملحوظ رکھ کر ضرورت کے تحت باہر نکلے۔ پردہ ترقی کے راستے میں ہرگز حائل نہیں ہے۔ مسلمان ایک زمانہ میں خلیج بنگال سے بحر اٹلانٹک تک حکمران رہے۔ تہذیب وتمدن میں دنیا کی کوئی دوسری قوم ان کے ہمسر نہ تھی۔ فلسفہ میں وہ دنیا کے استاد تھے اور یہ ترقی اس معاشرہ میں ہوئی تھی جب پردے کا عروج تھا۔

اسلامی تاریخ بڑے بڑے اولیاء، مدبرین، فاتحین اور علماء کے ناموں سے بھری پڑی ہے۔ آخر یہ لوگ بھی تو کسی جاہل ماؤں کے بطن سے پیدا نہ ہوئے ہوں گے۔ اس زمانہ میں بھی خواتین علم وفن میں اور ادب میں بڑی طاق تھیں۔ پردے نے اس دور میں مسلمانوں کو ترقی سے نہ روکا تھا تو اب بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ بشرطیکہ ہم لوگ اسی طرح ترقی چاہیں۔ اگر اہل مغرب کے طرز کی ترقی چاہئے تو پھر بلاشبہ اس میں پردہ بری طرح حائل ہے۔ صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق صحت مند معاشرہ کی تشکیل خاتون اسلام کا سب سے بڑا کردار ہے۔

آیئے! ہم اپنے شرعی اور اخلاقی فریضہ کو سمجھتے ہوئے اپنا صحیح کردار ادا کریں۔ اس وقت عورت کے لئے اپنے فرائض منصبی ادا کرنا ہی جہاد ہے۔ اگر آج کی عورت اپنی حقیقی فرائض کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جائے تو نہ صرف معاشرہ کا بگاڑ درست ہو سکتا ہے بلکہ بہت سی برائیوں کا خاتمہ بھی ممکن ہے۔ اس وقت مسلمان خواتین کیلئے وقت کا سب سے بڑا چیلنج فحاشی وعریانی اور بے پردگی کا یہ سیلاب ہے۔

آخر میں میری گزارش اپنی مسلمان بہنوں سے ہے کہ وہ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے خلاف آواز اٹھائیں اور تحریک چلائیں کیونکہ اس دور میں یہ سب سے بڑا جہاد ہے اور اس دعا کے ساتھ اس موضوع کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری مسلمان بہنوں کو اس پرفتن دور میں اپنی حفاظت میں رکھے اور جو بھٹک گئی ہیں انہیں سیدھی

Marfat.com

راہ دکھائے اور ہدایت دے تا کہ دنیا ایمان کی روشنی سے منور ہو جائے۔ ظلمت کے مہیب بادل چھٹ جائیں اور ہر سمت اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ آمین یارب العالمین!

آزادی نسواں کا مغربی تصور اور مسلمان عورت

اسلام بیزار، الحاد پسند اور پاکستان کے اساسی نظریئے کے مخالف عناصر نے اپنی ریشہ دوانیاں نئے سرے سے اور پوری قوت سے شروع کر دی ہیں۔ یہ عناصر سیاست کے میدان میں بھی پاکستان دشمن تصورات کا تازہ اسلحہ لے کر مورچہ بند ہو رہے ہیں اور معاشرے کی اخلاقی اور تہذیبی جڑوں میں بھی اپنی فاسد فکر کی بارودی سرنگیں بچھا رہے ہیں، معاشرتی اقدار کو کمزور کرنے کے لیے ان کی ہمہ جہتی سرگرمیاں جاری ہیں۔

سب سے زیادہ ہیجان عورتوں کے محاذ پر پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کچھ مغرب زدہ، نسوانی فطرت سے عاری اور اسلامی تعلیمات و فطرت سے نا آشنا عورتیں اس مہم کی قیادت کے لیے کھڑی کی گئیں ہیں، عورتوں کے حقوق کی یہ خود ساختہ قائد بیگمات بد قسمتی سے با اثر حیثیت کی حامل ہیں، اور اس طوفان کو اٹھانے میں اپنے اور اپنے خاندان کے اثر و رسوخ اور سیاسی و سماجی حیثیت کو بھی تخریبی فکر میں بروئے کار لا رہی ہیں ان کے اس اثر و رسوخ اور حیثیت ہی کا اثر ہے کہ شریعت اسلامی، اخلاقی اقدار، دینی تعلیمات اور مسلمانوں کے خلاف ان کی بھرپور نعرہ بازی کے باوجود ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ یہ اپنی جہالت اور نادانی بلکہ شرارت کے ذریعے کروڑوں مسلمان مردوں اور عوتوں کے دینی جذبات مجروح کر رہی ہیں لیکن کوئی ان کا منہ بند کرنے والا نہیں اور مسلمانان پاکستان کی دل آزاری سے انہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ حقوق و آزادی نسواں کے نام پر اور مساورت مرد و زن کے نعروں کے ذریعے ایسی فضا پیدا کی جا رہی ہے کہ نہ صرف عورت کو مرد کے مدمقابل لا کھڑا کیا بلکہ ان کے درمیان کھلم کھلا تصادم شروع ہو گیا۔ بیویاں اپنے خاوندوں سے بیٹیاں اور بہنیں تمام تر شرم و حیاء کو بالائے تاک رکھ کر اپنے باپ اور بھائیوں سے برسر پیکار نظر آتی ہیں۔

عورتوں کے عالمی دن منانے کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ نام نہاد قائدات نسواں

Marfat.com

مردوں کے خلاف محاذ آرائی کا اعلان کرتی ہیں اور مرد کے استحصال سے نجات کی جدوجہد اور مرد کی غلامی سے آزادی کی تحریک کے عزائم منظر عام پر لائے جاتے ہیں۔ مرد و عورت میں جو حسن معاملہ تعاون اور رفاقت، محبت اور پیار کی جو دائمی اور ابدی فضا ہے یہ بگڑی ہوئی ذہنیت کی خواتین اپنے استعماری آقاؤں کے اشارے پر اس فضا کو غبار آلود کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

ان کے نزدیک مرد و عورت آپس میں برسر پیکار ہیں، ایک مستقل مجبور و مظلوم ہے اور دوسرا ہمیشہ سے ظالم و سفاک ہے۔ جس نے عورت کا استحصال کرتے ہوئے اسے ظلم کا نشانہ بن رکھا ہے۔ عورتوں کو مردوں کے برابر ہر میدان میں ہونا چاہیے لیکن ظالم مرد نے اسے گھر کی چار دیواری میں بند کر دیا ہے وہ ہر محفل کی شمع ہونی چاہیے لیکن اسے جبراً گھر کا چراغ بنا دیا گیا ہے۔

اسے اپنے آپ کو مرد کی برابری کے قابل ثابت کرنے کے لیے سڑکوں پر روڑی کوٹنی چاہیے آٹھ آٹھ دس دس گھنٹے فیکٹریوں میں کام کرنا چاہیے ٹرک اور بسیں چلانی چاہیں۔ منڈیوں میں مردوں کے ساتھ بوجھ اٹھانا چاہیے۔ لیکن مرد ظالم نے اسے صحن کی صفائی، باورچی خانے، ہانڈی روٹی اور بچوں کی نگہداشت و پرورش کے وظائف تک محدود کر دیا ہے۔ اس لیے عورت کو اس ظالم مرد کے خلاف جہاد کا آغاز کرنا چاہیے۔ اس باغیانہ ''جہاد'' کی قیادت وہ عورتیں کر رہی ہیں جو نہ صرف انسانی تمدن و تاریخ، عورت کی نفسیات اور طبعی ساخت کے اصولوں سے بے بہرہ ہیں بلکہ انہیں سرے سے اخلاقی اور روحانی اقدار کی کچھ خبر نہیں۔ پاکستان میں رہنے والی یہ بے دین بیگمات عورت کی ہرگز خیر خواہ اور محسن نہیں بلکہ اسلامی تہذیب کے دشمنوں کی آلہ کار ہیں۔

پاکستانی معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے مسلمان عورت اپنے مقام و مرتبہ اور حقوق و فرائض کا شعور ان پڑھ اور جاہل ہوتے ہوئے بھی ان نام نہاد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور حیا باختہ عورتوں کے مقابلے میں زیادہ رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دوشیزہ کی زندگی کا حسین ترین خواب اس کی شادی، اس کا جیون ساتھی، اس کا گھر اور بچے ہوتے ہیں۔ یہ خواب وہ شعور کی آنکھ کھولتے ہی دیکھنا شروع کر دیتی ہے۔ خوشگوار اور محبتوں سرشار ازدواجی زندگی

Marfat.com

اس کی شدید ترین خواہش ہوتی ہے، شوہر کی اطاعت و خدمت اس کے نزدیک سب سے بڑی خوش بختی اور سعادت ہوتی ہے۔

بلاشبہ دینی تعلیم سے محرومی کے باعث عورتوں پر زیادتی کی مثالیں موجود ہیں۔ جنہیں کسی بھی طور سے سند جواز نہیں بخشا جا سکتا لیکن مجموعی طور پر ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ ان کو بنیاد بنا کر پورے معاشرے کی دیواروں کو ڈھا دینا بڑی مذموم سوچ ہے۔

اسلام نے عورت کو ماں بہن بیٹی اور بیوی کی حیثیت میں جو احترام و اکرام جو حقوق و مراتب دیے ہیں یورپ کی جاہلیت جدیدہ اپنے سارے دعوؤں کے باوجود عورت کو ہمدردی خیر خواہی، عزت و وقار اور تحفظ و مسرت کا عشر عشرے بھی فراہم نہیں کر سکتی۔ مسلمان عورت شوہر کی خادمہ اور مطیع و فا کوش بن کر اس کے دل کی بلکہ اس گھر کی مالکہ ہوتی ہے۔ شوہر اس کے حقوق کا نگہبان اس کی خوشیوں کا سرچشمہ اور اس کے حال و مستقبل کا کفیل ہوتا ہے۔ جو عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہی ہیں اور ان کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ چند ماڈرن بیگمات اس رشتے کی عظمت و نزاکتوں کو سمجھنے سے اس لیے بھی قاصر ہیں کیونکہ انہوں نے بیوی بن کر زندگی گزارنے کا پر لطف اور پر کیف تجربہ کیا ہی نہیں، روحانی اور قلبی رشتے کی اہمیت کو جاننے سے قاصر ہیں ان کے نعروں میں درحقیقت ان کا اپنا احساس محرومی بول رہا ہے۔ کہ ان کی اپنی ازدواجی زندگی اس مٹھاس سے خالی ہے۔ چنانچہ یہ سب کو اپنے اوپر قیاس کرتی ہیں۔

اسلام نے خاندانی نظام کا جو تصور دیا ہے اس میں مرد کو شوہر، باپ اور قوام کی کلیدی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے سچی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جو عزت بخشی ہے اور شرف و وقار کا جو رتبہ عطا کیا ہے، آج کے جدید تہذیبی اعتبار سے روشن اور ترقی یافتہ دور میں کسی بھی قوم اور ملک نے نہیں دیا۔ قرآن عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی بنا کر اس کا مرتبہ اس طرح بلند کرتا ہے کہ ان حیثیتوں میں اس کو تمام سماجی، معاشی، قانونی، مذہبی اور تعلیمی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ نبی نے اپنے افعال و اعمال سے متذکرہ بالا تمام شعبوں میں عورت کو تمام حقوق اس طرح عطا کیے ہیں جس طرح مرد کو عطا کیے ہیں تا کہ وہ بھی مرد کی طرح اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمہ وقت کوشاں رہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرد و

Marfat.com

عورت کے فرائض یکساں ہیں۔ زندگی کے دو بازو ہونے کے سبب دونوں بطور انسان یکساں حقوق و اختیارات رکھتے ہیں۔ لیکن عملی میدان میں دونوں کے کام کی ہیت اور نوعیت میں واضح اختلاف ہے اور اس اختلاف کا سبب دونوں جنسوں میں جسمانی، نفسیاتی، طبی اور طبعی عوامل میں پوشیدہ ہے۔

مرد و زن کی تخلیق کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا.

قرآن کریم میں اس قسم کا کوئی بیان نہیں ہے جو کچھ مذہبی خصوصاً نصاریٰ کی کتب میں بیان ہوا ہے کہ مرد کی نسبت عورت کو ایک حقیر مادے سے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احکام میں عورتوں کے لیے رعائتیں تو رکھی ہیں لیکن ان کے لیے مردوں سے جدا کوئی ایسی مشقی عبادت کا حکم نہیں ہے جس کی بنا پر مردوں کا تفاخر ظاہر ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نیکی اور بھلائی کے جو کام مرد پر واجب ہیں وہی عورت پر واجب ہیں۔ اسلام نے ایسا کوئی عمل نہیں بتایا جو مردوں کے لیے تو اجر و ثواب کا باعث ہو اور عورتیں اس اجر و ثواب سے محروم رہ جائیں۔ اچھے اعمال کا اجر جیسے مرد کے لیے جنت کی صورت میں ہے ویسے عورت کے لیے بھی فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

ومن عمل صالحاً من ذکر او اُنثٰی وھو مومنٌ فاولٰئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حسابٍ. (مومن ۴۰:۴۰)

عورتیں انسانی حقوق میں بھی مردوں کے برابر ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف. (البقرۃ ۲۲۸)

البتہ فرائض و وظائف حیات کی جدا دائروں کی بناء پر دونوں کے لیے جن جن صلاحیتوں اور قوت کی ضرورت ہے ان کا لحاظ رکھتے ہوئے مرد کو کچھ اضافی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔ تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی بجا آوری باطریق احسن کر سکے۔ مرد کی یہ اضافی قوتیں بھی درحقیقت عورت کی راحت، حفاظت اور کفالت کا باعث بنتی ہیں،

Marfat.com

یہی وہ فرق ہے جس کی بناء پر مردوں کو عورتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے چنانچہ ارشاد خدانودی ہے۔

وللرجال علیھن درجة .....(البقرة ۲۲۸:)

اگر مخصوص قوی سے مرد کو نوازا گیا تو اسے کنبے کی رہائش، خوراک اور نگہبانی کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

جبکہ عورت ان قوتوں سے محروم رہی تو ساتھ ہی قوامیت کے تقاضوں سے بھی اسے چھوٹ مل گئی۔ اس میں اس کے لیے حقارت وکمتری کا کوئی سامان نہیں ہے۔

اسلام نے بیٹی کو نحوست کی بجائے رحمت قرار دیا ہے اولاد کی نعمت سے نوازنے والا اللہ خود ہے جسے چاہتا ہے اولاد نرینہ عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا بیٹی دیتا ہے۔

یھب لمن یشاء اناثًا وّیھب لمن یشآء الذُّکور (الشوریٰ ۴۰:۴۳)

نبی کریم نے بیٹیوں کی پرورش کرنے والے کو جنت کی خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا:

''جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ اچھی طرح ان کو پالے پوسے اور ان کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے تو اس کے لیے جنت ہے۔'' (ترمذی)

اسلام کی نظر میں عورت کا انسانی درجہ مرد کے برابر ہے۔ اس کے جذبات و احساسات قابل احترام ہیں۔ اسلام شادی کے معاملے میں لڑکی کی رائے کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ شادی کو اصل روح ہی ایجاب وقبول کو ٹھہرایا گیا ہے۔ گواہوں کی موجودگی میں لڑکی سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس کے والدین یا سرپرست نے جس شخص کے ساتھ اس کا رشتہ طے کیا ہے وہ اسے قبول ہے یا نہیں اگر لڑکی قبول کرنے سے انکار کر دے تو نکاح کی شرعی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

عورتوں کے لیے اصولی طور پر اللہ نے کیا طے کیا ہے؟ وہ بازاروں کی رونق بن کر رہیں یا تقدس وپاکیزگی کا پیکر بن کر گھر میں رہے۔ اس سلسلے میں ہدایت دی ہے کہ:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولٰی.

(الاحزاب ۳۳:۳۳)

Marfat.com

لہٰذا یہ طے ہو گیا کہ چند استثنائی حالتوں کے سوا اسلام عورتوں کو آزادانہ گھومنے پھرنے اور گھروں سے باہر کی دنیا میں چلت پھرت کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ یہاں سے مومنانہ آزمائش کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ تو جس بھی مسلمان عورت کے دل میں ایمان، خلوص، اخلاق و دین سے تعلق اور خدا خوفی ہے اس سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی کہ ایک طرف وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتی رہے گی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے مقررہ حدود کو پھلانگنے کی جسارت بھی کرے۔

قرآن گھروں میں ٹک کر بیٹھنے کی تاکید کے ساتھ جو (نہی) فرمائی وہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ گھر سے باہر نکلنے کا سب سے بڑا محرک جزبہ خود آرائی ہے، عورت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے اور لوگ اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں پس اسلام نے عورت کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں کے سامنے زیب و زینت کا اظہار کریں اور اس طرح اسلام نے عورتوں کو ہوس ناک نگاہوں اور اخلاقی پستی سے تحفظ دیا۔

نام نہاد حقوق نسواں کے تمام دعوے کھوکھلے اور بے بنیاد ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، درحقیقت اسلام ہی کی آغوش میں عورت کا تحفظ ہے لہٰذا ایک ہوشمند باشعور مسلمان عورت کے لیے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مغربی تصور حقوق نسواں کی بے رحم لہروں کے سپرد کر دے۔ اللہ تعالیٰ مسلم خواتین کو اس ملحدانہ تصور سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین!

چڑیوں سے کہو شاخ نشیمن سے نہ اتریں
اس دور کا ہر شخص عقابوں کی طرح ہے

مساوات مرد و زن اور اسلام

مستقبل کو ان فتنوں سے عورت ہی بچانے والی ہے
قوموں کو بنانے والی ہے قوموں کو مٹانے والی ہے

عورت جو معاشرے کا ایک ناگزیر عنصر ہے۔ اس کی حیثیت کبھی بھیڑ بکریوں

Marfat.com

سے زیادہ نہ تھی۔ یونان، روم، مصر، عراق، ہند، چین، عرب ہر جگہ اس پر ظلم ہو رہا تھا۔ بازاروں اور میلوں میں اس کی خرید و فروخت ہوتی تھیں۔ حیوانوں سے بدتر اس سے سلوک کیا جاتا تھا اس کی پیدائش باعث شرمندگی تھی۔ اس کا وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا۔ مختلف مفکرین کے نزدیک عورت، گناہ کی جڑ، برائی کا سرچشمہ، اور جہنم کا دروازہ سمجھی جاتی تھی۔

(دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار۔ افضل الرحمٰن۔ محمد ایوب منیر)

اسلام نے اس ظلمت و تاریکی کو ختم کر کے عورت کو مظلومیت کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر معاشرے میں وہ باعزت مقام دیا جو آج تک کسی دوسرے مذہب نے نہیں دیا۔

وہ رتبہ عالی کوئی مذہب نہیں دیتا
کرتا ہے جو عورت کو عطا مذہب اسلام

صرف اسلام ہی نے اس کو زندہ رہنے بلکہ بہترین پرورش اور تعلیم کا حق دیا۔ پہلی مرتبہ وراثت میں عورت کا حصہ مقرر کیا۔ نکاح کے معاملے میں اس کی رضامندی کو مقدم رکھا اور مہر مقرر کیا۔ ناچاقی کی صورت میں خلع کا حق دیا حتیٰ کہ بیوہ ہونے پر دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔

زمانہ جدید کے تمدنی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ مرد و عورت کی مساوات کا ہے۔ آج یہ نعرہ گونج رہا ہے کہ عورت کو ہر حیثیت سے مرد کے برابر ہونا چاہیے۔ قانونی لحاظ سے بھی اسے ہر وہ کام کرنے کی آزادی ہونی چاہیے جو مرد سرانجام دیتا ہے۔ اسے بھی وہ حقوق ملنے چاہئیں جو معاشرے میں مرد کو حاصل ہیں۔ غرض کہ مرد اور عورت دونوں معاشرے میں مساوی حیثیت سے دوست بن کر رہیں۔ اب مرد کی حاکمیت اور عورت کی محکومت کا دور ختم ہونا چاہیے۔ (جدید تحریک نسواں اور اسلام۔ پروفیسر ثریا بتول علوی، ص:۲۱)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تک ہم اسلام کے فرسودہ اور دقیانوسی اصولوں کو نہیں چھوڑیں گے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ جب تک خواتین کو مردوں کے برابر حقوق نشستیں اور ملازمتیں نہیں ملیں گی پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ ستر و حجاب کی بندشیں اور چادر و چاردیواری کے اصول تو ہمیں ۲۰۰ سال پیچھے لے جائیں گے۔

(جدید تحریک نسواں اور اسلام۔ ثریا بتول علوی۔ ص ۴۷)

Marfat.com

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل لیتے ہیں

آیئے حالات کا ذرا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں۔

اسلام نے بے شک عورت کو بہت سے حقوق دیئے ہیں۔ مگر دور زوال میں مسلمانوں کا معاشرتی نظام متاثر ہوا۔ ان میں ہندووانہ اور مغربی دونوں الگ جھلکنے لگے جن کی بناء پر معاشرت میں بگاڑ پیدا ہوا۔

پاکستان کے دیہی علاقوں میں عورت بڑی مظلوم ہے۔ مثلاً لڑکی کی پیدائش پر اظہار ناپسندیدگی، تعلیم وتربیت کے معاملے میں فرق، بیٹی اور بہن کو مختلف بہانوں سے وراثت سے محروم کردینا۔ بیوی کے اوپر شوہر کی حاکمیت سسرال میں بہو سے ملازم سے بھی بدتر سلوک۔ ان تمام مظالم سے بڑھ کر یہ کہ سندھ میں اس کی شادی قرآن سے اس وجہ سے کردی جاتی ہے کہ ان کی جائیداد گھر سے باہر نہ جائے۔ کاروکاری کے واقعات، غیرت کے نام پر قتل چولہا پھٹ کر عورت کا جل جانا وغیرہ ان تمام واقعات سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔

دوسری طرف شہری عورت جو کہ مغربیت سے متاثر ہوکر آزادی نسواں کا نعرہ بلند کررہی ہے اور اس سلسلے میں مختلف تنظیمیں (NGOs) کام کررہی ہیں۔ ''عورت فاونڈیشن'' اس میں پیش پیش ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ بہت آگے بڑھ چکا ہے تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم اور انگریزی نظام تعلیم نے صورت حال مزید خراب کردی ہے۔

اور پھر عورت یہ سب سیکھتے سیکھتے سکھانے بھی لگی اور ۱۹۷۳ کا سال عورتوں کے لیے خوش کن ثابت ہوا اور پھر سرکاری ملازمتوں کے بند دروازے عورتوں پر کھول دیئے گئے اور نظریہ مساوات بھی اسی سال کی پیداوار ہے۔ پھر وزارت غلطی سے محترمہ بے نظیر بھٹو کے ہاتھ آئی تو ایک مستقل وزارت خواتین کے حصے آئی۔ ۱۹۹۰ء میں پاکستان نے سی۔ڈو کی دستاویز پر بھی دستخط کیے۔ یہ عورت کے موضوع پر ۳۰ سالہ کوشش کا نتیجہ تھی۔ لہٰذا اب پاکستان نے عورت کو سیاست میں نمائندگی دی ہے۔

آہستہ آہستہ عورت وہاں تک پہنچی جو شعبے صرف مرد کے لیے خاص تھے۔ آج وہ بینک، آفس، سٹور اور پٹرول پمپ وغیرہ پر کام کررہی ہے۔

Marfat.com

جب عورت گھر سے باہر نکلی تو اس کے برے نتائج سامنے آئے۔ خاندانی نظام کی تباہی ہوئی۔ بچے ماؤں سے شوہر بیویوں سے گھر گھر والیوں سے محروم ہو گئے۔ بیمار اور بوڑھے کسی ہمدرد اور غم خوار کو ترس گئے۔ جب ازدواجی زندگی محبت وخلوص سے خالی ہوئی تو طلاق بکثرت ہوئی مرد وعورت کے آزادانہ اور بے باکانہ اختلاط کی وجہ سے جنسی آزادی کا رجحان ہو گیا اور ننگی اور بے حیا تہذیب نے جنم لیا بدکاری عام ہو گئی جس کے نتیجے میں ناجائز بچوں کی کثرت ہوئی۔ (جدید تحریک نسواں اور اسلام، ثریا بتول علوی، ص:۲۸۔۲۷)

معاشی میدان میں مصروف عمل رہنے کے بعد عورت نے محسوس کیا کہ اس کے لیے سارا دن دفتر اور کارخانے کی پرورش کرنا دوہری مشقت ہے تو اس نے بعض اپنی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کرنا شروع کیا جو فطرت نے اس پر عائد کی ہیں۔ دوران حمل اسے اپنے کام سے چھٹی لینا پڑتی تھی پھر وضع حمل کے بعد بچے کو دودھ پلانا بھی اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ بچے کو دوران ملازمت ساتھ بھی نہ لے کر جا سکتی تھی۔ لہٰذا اس مشکل کے حل کے لیے اس نے اپنے بچوں کو بھیج دیا اور یہیں اس کی زندگی کا اصل مقصد فوت ہو گیا۔
(جدید تحریک نسواں اور اسلام، ثریات بتول علوی، ص:۲۳)

علاوہ ازیں جب عورت حصول معاش کے لیے گھر سے نکلی تو اس میں مجبوری کم اور جذبہ نمائش زیادہ تھا اس کا میک اپ بناؤ سنگھار اور مخصوص ملبوسات پر کافی خرچ کرنا پڑا۔

نظریہ مساوات مرد وزن دراصل عورت کے بدترین استحصال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عورت کا طبعی وظیفہ حیات تو ہر صورت آج بھی عورت کو انجام دینا پڑتا ہے۔ تخلیق انسانی تو آج بھی ماؤں کے پیٹ میں ہوتی ہے۔ بچے کی پرورش بھی ہر صورت ماں ہی کی آغوش میں ہوتی ہے۔ ان کاموں میں تو کوئی مرد عورت ہاتھ نہیں بٹا سکتا تھا، البتہ ملازمت اور کسب معاش میں عورت مرد کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ اس طرح معاشرتی زندگی کا ڈیڑھ گنا بوجھ عورت پر پڑ گیا اور صرف آدھا مرد کے حصے میں آیا۔

شاید اسی لیے تو مرد نے کبھی اپنی ذمہ داریوں سے احتجاج نہیں کیا۔ عورت نے اپنی ناسمجھی سے مرد کا آدھا بوجھ یعنی (معاش) کا اپنے سر ڈال لیا۔ اور اسکا نام رکھ دیا مساوات یہ کیسی مساوات ہے جو مرد پر ۱/۲ حصہ بوجھ ڈالتی ہے اور عورت پر ڈیڑھ گنا۔

Marfat.com

(کاش عورت یہ سمجھتی کہ مغرب نے اس کو کس طرح خراب کیا ہے۔

اس کے برعکس اسلام میں مفہوم میں عورت و مرد کی مساوات کا قائل ہے وہ یہ کہ جس نفس واحدہ سے اللہ تعالیٰ نے مرد کو پیدا کیا ہے اسی نفس واحدہ سے عورت کو پیدا کیا ہے۔

جس طرح مرد اس کائنات کا ایک ضروری عنصر ہے اور قدرت نے ایک خاص مقصد سے اس کو تخلیق کیا ہے۔ اس طرح عورت بھی اس کائنات کی مشین کا ضروری پرزہ ہے۔ اور قدرت نے اس کی تخلیق سے ایک ضروری غرض وابستہ کی ہے۔ جس طرح مرد قدر واحترام کے مستحق ہے اسی طرح عورت بھی قدر واحترم کی حقدار ہے۔ اس لیے مرد عورت دونوں کو اپنے فطرح رجحانات و میلانات کیمطابق سورج اور چاند کی طرح اپنے اپنے دائروں میں قدرت کی فشا کی تکمیل میں سرگرم رہنا چاہیے۔

(مولانا امین احسن اصلاحی' اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام' ص:۸۳)

کیا مساوات مرد وزن کے لیے قرآن کی یہ آیات کافی نہیں۔

(۱) لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت. (البقرہ ۲۸۶)

(۲) انی لا اُضيع عمل عاملٍ منكم من ذكر او اُنثٰی.

(آل عمران ۱۹۵)

اسلام اس بات پر پابندی نہیں لگاتا کہ عورت صرف گھر میں بند ہو کر رہ جائے اسلام یہ ضرور چاہتا ہے کہ عورت اعلیٰ تعلیم حاصل کرے تا کہ اس کو اسلامی اقدار اور اپنے حقوق وفرائض سے آگاہی ہو اور اس کو ایسے میدانوں میں کام کرنا چاہیے جہاں عورت کا کام کرنا اس کی فطرت کے مطابق ہو۔ اور ماحول اسلامی ہو۔

لیکن اسلام اس طریق کار کا بہت سخت مخالف ہے کہ عورت اپنی فطری ذمہ داریاں بنانے کی بجائے مرد کی معاشی ذمہ داریاں میں شرکت کرے۔ اور ہر فرد' کارخانہ' گھیت' بازار' ہوائی جہاز' پارلیمنٹ ہاؤس یعنی ہر جگہ شانہ بشانہ مصروف عمل ہو اور ان میں محرم وغیر محرم کا کوئی امتیاز نہ ہو۔ (جدید تحریک نسواں' ثریا بتول علوی' ص:۷۵)

لگتی ہے کتنی بھلی شاخ چمن پر
ہاتھوں میں پہنچ کر کوئی قیمت نہیں رہتی

Marfat.com

مردوں کے اگر شانہ بشانہ رہے عورت
کچھ اور ہی بن جاتی ہے عورت نہیں رہتی

اللہ تعالیٰ نے اس کائناتی تقسیم میں ان دونوں کے ذمہ وہی کام مقرر کیے ہیں جو ان کی فطرت میں ودیعت کئے گئے ہیں۔انسان پر فطرت نے دو اہم فریضے عائد کیے ہیں' بقائے زندگی' اور بقائے نسل۔

بقائے زندگی کی ذمہ داری مرد اور بقائے نسل کی ذمہ داری عورت پر ڈالی ہے۔ اس لیے عورت کا دائرہ کار اس کا گھر بیان کیا گیا ہے۔

وقرن فی بیوتکن..... (الاحزاب : ۳۳)

اسلام میں بنیادی حقوق میں بھی مرد عورت کے درمیان مساوات اور یکی رنگی ہے۔ بلکہ عورت جوں جوں اس کی عمر بڑھتی ہے اس کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ بھی بلند ہوتا ہے۔عورت بحثیت ماں اتنی قدر کی مستحق ہے کہ جنت اس کے قدموں تلے ہے اور مرد کے مقابلے میں اس کو تین گنا زیادہ مقام دیا گیا ہے۔بحثیت بیٹی وہ اللہ کی رحمت ہے بوڑھی خاتون سب کی ماں ہے۔اور بیوی کو وہ مقام حاصل ہے کہ بہترین متاع نیک بیوی کو قرار دیا گیا ہے۔

اس کے برعکس مغربی نظریہ کے مطابق عورت کے لیے ماں یا بیوی بننا باعث حقارت ہے۔مزید برآں اس کے بارے میں مغربی مفکرین کی رائے ہے کہ

''کتا عورت سے زیادہ عقل مند ہے کیونکہ وہ اپنے مالک پر بھونکتا نہیں''

وہ معاشرے میں تب ہی قابل قبول ہے کہ وہ باہر نکل کر فیکٹریوں' کارخانوں' اداروں وغیرہ میں کام کرے۔سڑکیں کوٹے' پل بنائے یا پھر کال گرل بنے۔(ایضاً ص ۷۵)

اب فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ عورت کا وہ رول مناسب اور تعمیری ہے جس کا مطالبہ مغرب کر رہا ہے یا وہ فرائض اور قدر و منزلت اور تقدس جو اسلام نے عطا کیا ہے۔

ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون. (المائدہ : ۵۰)

''اللہ پر یقین رکھنے کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔''

Marfat.com

عورت کی طاقت

خالق کائنات نے انسانی دنیا میں عورتوں کو جو مقام و مرتبہ بخشا ہے اور جن خوبیوں اور گوناگوں صفات سے نوازا ہے اس دنیا میں انسانی خوشگوار زندگی اور پرسکون حیات کے لیے عورت کو جو اساس و بنیاد کا درجہ حاصل ہے اور اہل بصیرت و اصحاب معرفت پر مخفی ہے۔

دور حاضر میں اس اساس اور بنیاد کو مغربی تمدن اور نئی تہذیب نے پاش پاش کر دیا ہے۔ ''عورت'' لفظ سنتے ہی ایک انتہائی نازک اندام' خوبصورت اور کمزور سی مخلوق کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے۔ جس کا مقصد حیات اس کائنات کی دلکشی میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ تصور ذہن میں کیوں نہ اجاگر ہو شاعروں' ادیبوں فلسفیوں حکیموں غرضیکہ ہر کسی نے عورت کا تعارف اسی نئی تہذیب کی روشنی میں کروایا ہے۔ کیا عورت صرف یہی ہے؟؟؟ اور اسکا مقصد حیات بس اتنا سا ہے اور کیا دنیا کو اپنے حسن سے مزید حسین بنانا ہی اس کی شخصی تکمیل ہے اور یہ اور ایسے بہت سے سوالوں کے جواب میں عورت نے خود اپنے لیے خود غرضوں کی چاپلوسی میں آ کر ایک انتہائی کٹھن راہ کا انتخاب کیا تھا۔ شکست خوردہ اور نڈھال وہ آج بھی اس راہ پر گامزن ہے۔

وہ راستہ کیا تھا؟ سب جانتے ہیں۔ عورت کو آزادی نسواں کے نام پر دھوکہ دیا گیا کہا گیا کہ وہ کسی بھی طرح مرد سے کم نہیں۔ وہ زندگی کے ہر میدان میں مرد کے روبرو کھڑی ہو سکتی ہے۔ اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ خواہ اس کو طبعی فطرت یا شریعت اس کی اجازت دے یا نہ دے۔ وہ جو کبھی گھر کی زینت سمجھی جاتی تھی۔ اب سٹیج کی زینت بن گئی۔ وہ جو کبھی صرف اپنے باپ بھائیوں کی آنکھ کا تارا تھی۔ اپنے شوہر کی محبوبہ تھی۔ اپنے بچوں کے لیے انتہائی

Marfat.com

محفوظ پناہ گاہ تھی۔اب ہزاروں دلوں کی دھڑکن بن گئی ہے۔جس کو گھر میں صرف چند افراد کی خدمت کرنا پڑتی تھی۔اب ہوٹلوں' جہازوں' دفتروں میں ہزاروں لوگوں کی خدمت اس کے حصے میں آئی۔ یہ تھی وہ آزادی جس کے لیے اُسے گھر کی جنت سے نکالا گیا تھا۔تصویر کے ہمیشہ دو رخ ہوتے ہیں۔ دونوں رخ کا موازنہ کرنے کے بعد ہی نتیجہ تک پہنچا جاتا ہے۔آج کی عورت کے سامنے جب تصویر کا یہ رخ پیش کیا جاتا ہے جسے وہ باوجود جاننے کے انکار کرتی ہے۔اسکا سوال یہ ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا کرے؟ کیا وہ اپنی ظاہری یا پوشیدہ صلاحیتوں کو زنگ لگنے دے۔اُس کی تخلیق کا مقصد گھر کی چار دیواری اور افزائش نسل ہی ہے۔معاشرے میں اسکا بھی کردار ہونا چاہیے۔کوئی نام' کوئی پہچان جو اس کے ہونے کا احساس دلائے۔

عورت کے یہ سب گلے بجا اپنی جگہ پر اس کے وجود کی تکمیل ہونا چاہیے۔مگر مساوات کا سبز باغ دکھا کر صنف نازک پر ظلم ڈھایا گیا ہے۔خود کو باہر ڈھونڈنے نکلی تو بچوں کی تربیت اور شوہر کے حقوق کو پامال کیا ہے۔یہ کیسی بے بسی ہے کہ محض اپنی خام خیالی کے باعث وہ اپنے گھر کو جو معاشرے کی بنیادیں اکائی سے داؤ پر لگا دے۔عورت خود فریبی کا شکار ہے۔وہ اپنے گھر کے اندر کے کردار کو معاشرے کا اہم کردار نہیں سمجھتی۔اس کا کردار تو مرد سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔اس کے پاس تو ایسی قوت ہے جو ہزاروں مرد مل کر بھی نہیں بن سکتے۔اور وہ قوت ہے معاشرے کو پروان چڑھانا اس قوت کو صحیح طریق پر استعمال کرتے ہوئے وہ ایک انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ضرورت صرف اس قوت کے ادراک کی ہے اور پھر اس کو صحیح سمت میں استعمال کرنے کی ہے۔

عورت جب ایک بچے کو جنم دیتی ہے تو وہ ایک پورے معاشرے کی بنیاد ڈالتی ہے اب یہ اس کے بس میں ہے وہ اس کی جو تربیت کرے گی وہ معاشرے میں ایسا ہی کردار ادا کرے گا اور پھر اس سے اور اس جیسے بہت سے کرداروں سے معاشرہ بنتا ہے۔صد افسوس ایک مرد نے تو سمجھ لیا کہ تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں بہترین قوم دونگا۔مگر عورت اپنی خودی کو نہ پہچان سکی۔ایک مرد نے تو اس کی شخصیت کا ادراک کیا مگر وہ خود اس نئی تہذیب کے جال میں پھنسی ہے۔تاریخ ایسی بہت سی عورتوں کے ناموں اور کارناموں سے بھری پڑ

Marfat.com

ی ہے جنہوں نے نہ تو سیاست کے میدان میں اپنے جوہر دکھائے اور نہ ہی معاش کے میدان میں حصہ لیا۔ مگر وہ پھر بھی ان میدانوں کی فاتح رہیں۔ محض اپنی قوت کے ادراک اور اس کے صحیح استعمال کی بدولت۔ انہوں نے وہ سپوت پیدا کئے اور ان کے اندر وہ صلاحتیں پروان چڑھائیں جن کی بدولت آج اور رہتی دنیا تک ان کا نام تاریخ میں رقم ہوگیا ہے۔ مولانا جوہر علی' مولانا شوکت علی' کی والدہ' سید عبدالقادر جیلانی کی ماں' عمر بن عبدالعزیز کی والدہ اور ایسے ان گنت نام جنہوں نے اپنے کردار کی پختگی سے ان حضرات کو ایسے مقام پر پہنچا دیا کہ وہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنے۔

تاریخ ان خواتین کے واقعات سے ہی بھری پڑی ہے۔ جنہوں نے اپنی ذہانت وفقاہت معاملہ فہمی اور دیگر کئی صلاحیتوں کی بدولت اپنے آپ کو منوایا۔ ان میں ازواج مطہرات کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت عائشہؓ جنہوں نے آپؐ کے وصال کے بعد امت کو دین کا ایک بڑا حصہ پہنچایا۔ ان کی فصاحت ذخیرہ علم و بلاغت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے جید علماء بھی اپنے مسائل کے حل کے لیے آپ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ جنہوں نے اپنے بیٹوں کو کٹ مرنا تو سکھایا مگر باطل کے آگے سر جھکنا نہ سکھایا۔ رابعہ بصریؒ جن کے پاس عورت کی ظاہری کشش کا کوئی سامان نہ تھا۔ نہ اچھی شکل وصورت نہ اعلیٰ نسب نہ اولاد۔ مگر اپنے کردار کی پختگی اور مقصد حیات کو پہچان کر ولی کا درجہ پایا۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے عورت کے متعلق کہا:

عورت پر قدرت نے اتنی اہم ذمہ داری عائد کر رکھی ہیں کہ اگر وہ ان سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے تو اسے کسی دوسرے کام کی فرصت نہیں مل سکتی۔ عورت کو جس کا اصل کام آئندہ نسل کی تربیت ہے ٹائپسٹ یا کلرک بنا دینا نہ صرف قانون فطرت کی خلاف ورزی ہے بلکہ انسانی معاشرے کے درہم برہم کرنے کی افسوسناک کوشش بھی ہے۔

عورت نے خ[illegible] گھر کے پرسکون ماحول سے نکال کر اجانب اور غیروں سے مل کر آفس اور دفتروں میں بٹھا کر لبرلزم و معاشرتی نظام کو بگاڑ دیا ہے۔ اس نئی تہذیب کے اجارہ داروں نے عورت کو شریعت سے ہٹا کر نئی تعلیم دلا کر اس کے امن وسکون وعافیت وعفت کی زندگی کو خاک میں ملا ڈالا۔ جس ذات نے اسے پیدا کیا' وجود بخشا معدوم سے موجود کیا وہ

Marfat.com

اس کی مزاج وفطرت سے خوب واقف ہے۔اس نے قرآنی تعلیمات میں اور اپنے نبی کی زبانی اس صنف نازک کے رشتہ کو اچھی طرح بیان کیا ہے اور اپنے نبیؐ کی زبانی اس صنف نازک کی اصلاح اور ان امور کو جس سے دینی ودنیاوی فلاں متعلق ہے۔جس سے اس دنیا میں جنت خوشگوار زندگی وابستہ ہے۔ان کو تعلیمات و ارشادات کی روشنی میں واضح کیا ہے اور اس کی رہنمائی کی ہے۔افسوس کہ ہمارے ماحول میں عورتوں کو دینی معلومات کا اکثر فقدان ہے۔دینی نادانی اور جہالت کی وجہ سے اکثر ان کی دین ودنیا کی بھلائی جاتی رہتی ہے۔

حضرت انسؓ سے مرفوعا روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا عورتوں میں وہ بہتر ہے جو پاک دامن اور محبت کرنے والی ہو۔اپنے ماموس عزت کی حفاظت کرنے والی اور شوہر سے غایت درجہ محبت یعنی عشق کرنے والی ہو۔

ارشادات نبویہ کے ذریعہ عورتوں کی فلاح و بہبود کے راستے جس سے دنیا و آخرت میں کامیاب سعادت مند زندگی حاصل ہوسکتی ہے اور ایک خوشگوار ماحول جنت نشاں زندگی میں رہ سکتی ہے نہایت تفصیل کے ذکر کردیا گیا ہے۔ان ارشادات میں عورت کی فطرت کے تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھا گیا ہے۔اب یہ فیصلہ عورت کو کرنا ہے کہ اس نے سنت وشریعت والی زندگی گزار کر اپنی شخصیت کو زندہ جاوداں بنانا ہے یا یورپی تہذیب کا حصہ بن کر خود گمنامی کے حوالے کرنا؟؟؟

Marfat.com

رسولِ اکرم کی نافرمان عورتوں کا

عبرتناک انجام

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''الکبائر'' میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے ملنے کے لئے آپ ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا نبی کریم ﷺ رو رہے ہیں اور آپ ﷺ پر گریہ طاری ہے۔ جب میں نے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ اور سک بنا پرس آپ ﷺ اتنا رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''میں نے شبِ معراج میں اپنی امت کی عورتوں کو جہنم کے اندر قسم قسم کے عذاب میں مبتلا دیکھا اور ان کو جو عذاب ہو رہا تھا وہ اتنا شدید اور ہولناک تھا کہ اس عذاب کے تصور سے مجھے رونا آ رہا ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

(1) ''میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کے ذریعے جہنم کے اندر لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا ہے''۔

(2) ''میں نے دوسری عورت کو جہنم میں اس طرح دیکھا کہ وہ زبان کے بل لٹکی ہوئی ہے''۔

(3) ''تیسری عورت کو میں نے دیکھا کہ وہ چھاتیوں کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے''۔

(4) ''چوتھی عورت کو میں نے اس طرح دیکھا کہ اس کے دونوں پیر سینے سے اور

Marfat.com

دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے"۔

(5) "پانچویں عوت کو میں نے اس طرح سے دیکھا کہ اس کا چہرہ خنزیر کی طرح ہے اور باقی جسم گدھے کی طرح ہے، مگر حقیقت میں وہ عورت ہے اور سانپ بچھو اسے لپیٹے ہوئے ہیں"۔

(6) "چھٹی عورت کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ کتے کی شکل میں ہے اور اس کے منہ سے راستے سے جہنم کی آگ داخل ہو رہی ہے اور پاخانہ کے راستے سے آگ نکل رہی ہے اور عذاب دینے والے فرشتے جہنم کے گرز اس کو مار رہے ہیں"۔

اس طرح چھ عورتوں کو ہونے والے عذاب کی تفصیل حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائی۔

پہلی عورت کے عذاب کا سبب "بے پردگی"

اس کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ "ابا جان عورتوں پر یہ عذاب ان کے کون سے اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے؟ ان کے کون سے ایسے اعمال تھے جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو اس ہولناک عذاب میں مبتلا دیکھا؟" اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کہ جس عورت کو میں نے سر کے بالوں سے جہنم میں لٹکے ہوئے دیکھا، اور جس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا۔ اس کو یہ عذاب گھر سے باہر ننگے سر جانے کی وجہ سے ہو رہا تھا وہ عورت نامحرم مردوں سے اپنے سر کے بال نہیں چھپاتی تھی"۔

ستر اور پردہ

اب اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ گناہ عام ہوتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ خواتین کے لئے حکم یہ ہے کہ سر کے بال ان کے ستر کا حصہ ہیں۔ کیونکہ عورت کا پورا جسم سر سے پاؤں تک سوائے چہرے کے اور سوائے دونوں ہتھیلیوں کے اور دونوں پیروں کے پورا جسم ستر ہے۔ جس کو نماز میں چھپانا فرض ہے۔ کیونکہ اگر نماز میں کم از کم چوتھائی سر کے بال کھل جائیں اور اتنی دیر کھلے رہیں جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہیں ہوگی یا اگر کسی عورت نے سر پر اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ لیا۔ جس میں سر کے بال

Marfat.com

جھلک رہے ہیں تو ایسے دوپٹے میں بھی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ ستر چھپانے کی شرط پوری نہیں ہوتی۔ بعض خواتین باریک دوپٹے میں نماز پڑھ لیتی ہیں یا اس دوپٹے کو دوہرا کر لیتی ہیں۔ حالانکہ دھرا کرنے کے بعد بھی بال نظر آتے رہتے ہیں یا بعض اوقات دوپٹہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ اس کے اندر سے چٹیا باہر نکلی ہوتی ہے۔ وہ دوپٹے کے اندر نہیں چھپتی یا بعض خواتین کی آستین اتنی چھوٹی ہوتی ہیں کہ دوپٹہ پہننے کے باوجود ان کے بازو کہنوں تک نہیں چھپتے اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر چوتھائی پنڈلی کھل جائے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے برابر کھلی رہے تو نماز نہ ہوگی۔

اور چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر اور باقی سارا جسم نامحرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے۔ یہ پردہ کا حکم ہے۔

گھر کے اندر رہنے والے نامحرم مردوں سے پردہ کا طریقہ

ہاں اتنی گنجائش ہے کہ جو نامحرم گھر کے اندر رہتے ہیں، جن سے ہر وقت مکمل پردہ کرنا مشکل ہے۔ مثلاً دیور، جیٹھ گھر کے اندر ساتھ رہتے ہیں۔ اب ہر وقت ان کی آمد و رفت رہتی ہے اور وہ اکثر گھر پر کام کاج بھی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ ان کے سامنے بھابھی کو چاہیے کہ وہ کوئی بڑا اور موٹا دوپٹہ اس طرح باندھے جس طرح نماز میں باندھا جاتا ہے اور اس میں دونوں بازو بھی چھپ جائیں اور وہ اپنی پنڈلی بھی شلوار وغیرہ میں چھپائے۔ پنڈلی کا ذکر اس لئے کیا کہ آج کل انہیں کھلا رکھنے کا رواج چل رہا ہے جو سراسر ناجائز ہے۔ صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر کھلے رہیں۔ اس حالت میں اس کے سامنے آنا جانا رکھے اور گھر کا کام انجام دے تو اس کی گنجائش ہے اور اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ چہرے پر گھونگٹ ڈال کر ان کے سامنے آجائے اور ضرورت کے وقت اسی گھونگٹ میں ان سے بات بھی کر سکتی ہے اور جواب بھی دے سکتی ہے۔ شریف اور حیادار عورت کے چہرے پر گھونگٹ ڈال کر کام کاج کرنا کوئی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ آخرت کی فکر ہو۔ خوفِ خدا ہو اور اللہ کے عذاب سے ڈر لگتا ہو، لیکن سر کھلا رکھنا یا سر کے اوپر اتنا باریک دوپٹہ اوڑھنا کہ اس میں سے سر کے بال نظر آرہے ہیں یا برائے نام دوپٹہ گلے

Marfat.com

میں ڈال رکھا ہے، سر پر نہیں رکھا، بازو بھی کھلے ہوئے ہیں، کہنیاں بھی کھلی ہوئی ہیں، کلائیاں بھی کھلی ہوئی ہیں اور ان کلائیوں میں زیور بھی پہنا ہوا ہے اور آج کل تو پنڈلیاں کھولنے کا منحوس رواج بھی چل پڑا ہے۔

لہٰذا گھر کے جو نامحرم مرد ہیں ان کے سامنے بھی اعضاء کا کھولنا جائز نہیں اور گھر سے باہر کھولنا تو کسی حالت میں جائز نہیں۔ لیکن آج مسلمان خواتین کا حال جو گھر کے اندر ہے اس سے زیادہ برا حال گھر کے باہر ہے۔ باہر نکلتے وقت برقعے اور پردے کا کوئی حال نہیں اور جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ بھی اتنے باریک ہیں یا اتنے چست ہیں کہ جسم کا ہر حصہ نمایاں ہو رہا ہے۔

لہٰذا خواتین یہ بات سن لیں نامحرم مردوں کے سامنے ننگے سر آنے کا عذاب سر کار دو عالم ﷺ یہ بیان فرماتے رہے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ان کو جہنم کے اندر سر کے بل لٹکے ہوئی دیکھا ہے اور ان کا دماغ ہانڈی کی طرح پک رہا تھا۔ اللہ پناہ۔

بے پردگی کی وجہ سے عذاب جہنم

جہنم میں عورتوں پر عذاب دیکھنے کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے اور بھی بہت سے احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ نکلنے کے سلسلے میں ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا..... پھر فرمایا: ''عورتوں کے جہنم میں کثرت سے جانے کی چار وجہ ہیں''۔

(1) ''ایک وجہ یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مادہ بہت کم ہے''۔

(2) ''دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تابعداری کا جذبہ کم ہے''۔

(3) ''تیسری وجہ یہ ہے کہ ان میں اپنے خاوندوں کی نافرمانی برداری بہت کم ہے''۔

(4) ''چوتھی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر بن ٹھن کر بے پردہ گھر سے باہر نکلنے کا جذبہ بہت پایا جاتا ہے''۔

یہ چوتھی وجہ وہی ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج کل اکثر خواتین جب باہر نکلیں گی تو خوب اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑا پہن کر اور خوب آراستہ پیراستہ ہو کر

Marfat.com

میک اپ کر کے خوشبو لگا کر بے پردہ باہر نکلیں گی۔ اگر کوئی خاتون مکمل شرعی پردے میں گھر سے باہر نکلے اور ایسی خوشبو لگا کر نہ نکلے جس کی خوشبو دوسرے نامحرم مردوں تک جائے یا جو آرائش وزیبائش کے ساتھ صرف اپنے شوہر کے سامنے آئے اور اپنے باپ، بھائی اور بیٹے کے سامنے آئے تو اس میں کوئی برائی نہیں، جائز ہے۔ کیونکہ شوہر کے لئے آرائش کر کے آئیں۔ چاہے وہ نامحرم گھر کے ہوں یا باہر کے ہوں۔ اس وقت یہ فعل گناہ، حرام اور ناجائز ہے۔ جس سے بچنا واجب ہے۔

دوسری عورت پر عذاب کا سبب ''زبان درازی''

دوسری عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا کہ وہ زبان کے بل جہنم کے اندر لٹکی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت وہ ہے جو اپنی زبان درازی سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔ بعض عورتوں میں بلاشبہ یہ بری خصلت پائی جاتی ہے کہ وہ بہت ہی منہ پھٹ، زبان دراز، بدگو اور بہت زیادہ زبان چلا کر اپنے شوہر کو تکلیف پہنچانے کی عادی ہوتی ہیں اور یہ بات تو مرد کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی زبان سے اپنی بیوی کا ناحق تکلیف پہنچائے یا اس کے ستائے اور پریشان کرے۔ مرد کے لئے یہ بات باعث عذاب اور باعث وبا ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ صنف خاص عورتوں کے متعلق بیان کی جارہی ہے کہ بات بات پر شوہر سے لڑنا اور بدتمیزی کرنا اور ایسی باتیں کرنا۔ جس سے شوہر کا دل دکھے، اور کو تکلیف اور ایذہ پہنچے، ایسی خواتین کے بارے میں یہ عذاب بتایا گیا ہے کہ وہ جہنم میں زبان کے بل لٹکیں گی۔

زبان درازی سنگین گناہ ہے

اگر انسان کسی کو ہاتھ سے مار دے یا کسی چیز سے مار دے۔ اس کو تکلیف زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتی لیکن زبان سے بعض اوقات انسان ایک ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جو زندگی بھر انسان کو نہیں بھولتا۔ زبان کا جسم تو بہت چھوٹا سا ہوتا ہے، مگر اس کے گناہ بڑے سنگین ہوتے ہیں۔ اس گناہوں میں سے ایک گناہ زبان درازی بھی ہے۔ یہ ایسا سنگین گناہ ہے کہ جو گھر کے سارے سکون کو غارت کر دیتا ہے اور زندگی کو حیران بنا دیتا ہے۔ اگر اس کا سبب

Marfat.com

کسی خاتون کی زبان ہے تو اس کے لئے اس حدیث میں یہ عذاب اور وبال بیان کیا ہے۔ اس لئے خواتین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکالیں جس سے ان کے شوہر کوئی تکلیف پہنچے ایسے ہی شوہروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنی زبان سے ایسی بات نہ کہیں۔ جس سے بیوی کو تکلیف پہنچے۔ بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی زبان پر قابو رکھیں اور زبان سے ایسی بات نکالنا جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جس طرح ہاتھ کے ذریعے اور اشاروں اور کنایوں کے ذریعے تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔ اسی طرح زبان کے ذریعے تکلیف پہنچانا بھی گناہ ہے۔ اس لئے اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ زبان سے وہی بات نکلے جس سے دوسروں کا دل خوش ہو اور دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور اپنی زبان کو قابو کریں۔

تیسری عورت پر عذاب کا سبب ''ناجائز تعلقات''

تیسری عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا وہ اپنی چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے جو شادی شدہ ہونے کے باوجود دوسروں مردوں سے ناجائز تعلقات رکھتی تھی۔ شریف اور باحیاء عورتیں تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتیں۔ اسی طرح شریف اور باحیاء مرد بھی اس کا تصور نہیں کرسکتے۔

بے حیائی کے سنگین نتائج

لیکن جس معاشرے میں حیاء کا خاتمہ ہو چکا ہو اور بے حیائی کا دور دورہ ہو۔ اس میں اس بات کا کہاں عیب سمجھا جائے گا۔ بلکہ ایسے معاشرے میں اس کو فیشن کے طور پر اختیار کرلیا گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "الحیاء شعبة من الایمان"

''حیاء ایمان کی شاخ ہے''۔

یعنی دین اور ایمان کا ایک اہم شعبہ ''حیا'' ہے۔ یہ حیا ایسی چیز ہے جو انسان کو بہت سے گناہ سے بچالیتی ہے۔ چنانچہ جنسی نوعیت کے جتنے گناہ ہیں۔ ان سب میں حیا ایک پردہ اور رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اسی حیاء کی وجہ سے انسان غیر محرم عوت کی طرف نظر نہیں اٹھا سکتا، کسی نامحرم کے پاس جانے اور اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنے سے حیا اس انسان کو روکے

Marfat.com

گی۔اسی طرح اگر عورت حیاء دار ہے تو وہ حیا اس کو نامحرم مرد کے طرف دیکھنے سے روکے گی اور یہ حیاء ہی دراصل باپ اور بیٹی کے درمیان، بھائی اور بہن کے درمیان، سسر اور بہو کے درمیان پردہ ہے۔ خدانخواستہ اگر کسی جگہ پر کسی وقت اس حیا کا خاتمہ ہوگیا تو پھر بیٹی اور اجنبی عورت برابر ہے

باپ اور بیٹی کے درمیان حیا کا پردہ

میرے ایک دوست جو بہت بڑے عامل ہیں۔ان کے پاس زیادہ تر عورتوں ہی کی آمدورفت رہتی ہے۔ کسی پر جن پڑھا ہوا ہے، کسی پر آسیب کا اثر ہے، کسی پر جادہ کا شبہ ہے، کسی کے لئے شادی کی کوشش ہے۔ ایک ماہ پہلے ان سے میری ملاقات ہوئی تو وہ میرے کان میں چپکے چپکے سے کہنے لگے کہ آج کل میرے پاس اکثر عورتیں اپنی یہ پریشانی لے کر آتی ہیں کہ کوئی ایسا تعویذ دے دو کہ باپ کی نظر بیٹی سے ہٹ جائے۔اس لئے کہ ہمیں رات کو اٹھ اٹھ کر پہرہ دینا پڑتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ باپ بیٹی کو پریشان کر رہا ہو۔ پھر کہنے لگے کہ میں تو سن کر کانپ جاتا ہوں کہ اس کو کیا علاج بتاؤں۔ جب باپ ہی کا دل بیٹی پر آ گیا تو اب زمین پر جینے کا کیا حق رہ گیا۔

ٹی۔وی کا وبال

مگر لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ سب ٹی۔وی دیکھنے کا نتیجہ ہے۔وہ تو کہتے ہیں کہ ٹی۔وی دیکھنے میں کیا حرج ہے؟ حالانکہ یہ سارا وبال ٹی۔وی کا ہے۔اس لئے کہ ٹی۔وی پر ننگی فلمیں دیکھ کر حیا کا جنازہ نکل گیا ہے۔ باپ سے بھی حیا نکل گئی ہے اور بھائی سے بھی نکل گئی ہے اور جب حیا باقی نہ رہے تو حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت"

"جب تمہاری حیا کا خاتمہ ہو جائے تو جو چاہے کرو"۔

اس لئے کہ پھر ہر برائی آپ کے لئے برابر ہے۔ حیا ہی یہ بتاتی ہے کہ دیکھ یہ تیری بیٹی ہے ہے اور یہ تیری بہن ہے، یہ تیری ماں ہے، یہ تیری بہو ہے، اگر حیا نہیں تو پھر اس کے

Marfat.com

نزدیک سب خواتین برابر ہیں۔ پھر تو جانوروں جیسی حالت ہوگی۔ کیونکہ جانور میں بھی حیا نہیں۔اس لئے تو اس کے اندر ماں بہن کا رشتہ بھی نہیں ہے۔انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے حیا کا مادہ رکھا ہے۔وہ حیا ہی اس کو ان باتوں سے روکتی ہے اور جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔

بہر حال یہ ٹی۔وی حیا کو صاف کرنے کا استرا ہے، اخلاق کو برباد کرنے کا ذریعہ ہے۔ایمان کو غارت کرنے کا سبب ہے۔جس طرح استرے سے سارے سر کے بال صاف ہو جاتے ہیں۔اسی طرح ٹی۔وی اور فلمیں دیکھنے سے انسان کی حیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اخلاق کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اعمال کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور آخرت میں بعض مرتبہ ایمان بھی چلا جاتا ہے۔بہر حال دوسرے مردوں پر نظر رکھتی ہو اور ان سے ناجائز تعلقات رکھتی ہو۔اس کے لئے یہ عذاب ہے کہ جہنم میں اس چھاتیوں کے بل لٹکایا جائے گا۔لہٰذا اس گناہ سے بچیں۔

چوتھی عورت پر عذاب کا سبب ''استہزاء''

چوتھی عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا کہ اس کے دونوں پیر سینے سے بندھے ہوئے ہیں اور دونوں ہاتھ سر سے بندے ہوئے ہیں۔اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے جو دنیا میں جنابت اور حیض سے پاک صاف رہنے کا اہتمام نہیں کرتی تھی اور نماز کے ساتھ بڑی لاپرواہی بلکہ استہزاء کا معاملہ کرتی تھی۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب مرد اور عورت پر غسل فرض ہو جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی وقت غسل کر لیں اور اگر اس وقت غسل نہ کریں تو کم از کم استنجاء کر کے وضو کر لیں اور پھر سو جائیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو کم از کم استنجا کر لیں۔کلی کر لیں اور ہاتھ دھو کر سو جائیں اگر اتنا بھی نہ کر سکیں تو پھر آخری درجہ یہ ہے کہ صبح صادق ہونے پر جماعت سے اتنی دیر پہلے غسل کر لیں کہ اگر مرد ہے تو اس کی نماز فجر باجماعت ادا ہو جائے۔تو غسل سے فراغت کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نمازِ فجر ادا کر لے۔یہ آخری درجہ ہے اس سے زیادہ تاخیر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔لہٰذا اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو گیا اور پھر سورج نکلنے کے بعد اٹھا تو اس کے لئے یہ عذاب اور وبال ہے۔کیونکہ غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرنا جس کی وجہ سے جماعت چھوٹ جائے یا نماز قضا ہو جائے، ناجائز اور حرام ہے۔

Marfat.com

ہمارے یہاں دیر سے سونے کا ایسا منحوس فیشن چل پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے عموماً صبح سویرے اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ رات کو اتنی دیر جاگنا کہ جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہو جائے، جائز نہیں ہے۔ پھر اگر جنابت کی حالت ہو تو فجر کی نماز کا قضا ہونا اور یقینی ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت.....

اور جنابت کی حالت میں اس طرح ساری رات گزارنا کہ فجر کی نماز بھی قضا ہو جائے اور زیادہ ناجائز اور گناہ ہے اور باعث عذاب ہے۔ لہٰذا گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

اسی طرح ماہواری کے معاملے میں بھی یہ حکم ہے کہ جونہی طہارت ہو جائے اور پاکی کی علامت پائی جائے اور اس وقت کسی نماز کا بھی وقت ہے اور امکان یہ ہے کہ اگر جلدی سے غسل کر لیا جائے تو وقت نکلنے سے پہلے کم از کم ''اللہ اکبر'' کہنے کا وقت مل جائے تو اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی۔ اس لئے اس وقت یہ حکم ہے کہ فوراً جلدی سے غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر اس سے زیادہ وقت ملے تو پھر بطریق اولی نماز فرض ہو جائے گی۔ مثلاً نماز کا وقت ختم ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہے اور پاکی کی علامت موجود ہے تو وہ فوراً غسل کر کے نماز پڑھے، لیکن آج کل خواتین میں ی مرض عام ہے کہ اس وقت کو لاپرواہی میں گزار دیتی ہیں۔ چنانچہ اگر رات کو عشاء کے بعد ناپاک ہو گئیں تو ساری رات بغیر غسل کی ناپاکی کی حالت میں گزار دیں گی۔ حالانکہ صبح صادق سے پہلے غسل کر کے عشاء کی نماز پڑھنا ان پر فرض ہو چکا ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں ان کا چاہیے کہ غسل کر کے پاک صاف ہو جائیں اور نماز ادا کری۔ حضرات، صحابیات کا آخرت کی فکر کی وجہ سے یہ حال تھا کہ وہ رات کو بار بار اٹھ کر چراغ جلا کر دیکھا کرتی تھیں کہ ایسا تو نہیں کہ طہارت ہو چکی ہو اور نماز فرض ہو چکی ہو اور پھر ہماری نماز قضا ہو جائے۔ آج کل تو چراغ جلانے کی زحمت بھی نہیں ہے۔ صرف بٹن دبانے کی دیر ہے۔ جس میں کوئی دقت نہیں ہے اس کے باجود اس کے اندر لاپرواہی کرنے اور کئی کئی نمازیں ضائع کرنے کا یہ عذاب اور وبال ہے جو حضور ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔ لہٰذا جنابت اور ماہواری کے معاملے میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے اور عام حالات میں بھی نماز قضا کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

Marfat.com

عذاب کا سبب 'مذاق اڑانا''

اس عذاب کی تیسری وجہ جو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائی۔ وہ نماز کا استہزاء اور مذاق اڑانا ہے اور نماز کو معمول سمجھ کر اس کی طرف لاپرواہی کرنا ہے۔ اس معاملے میں ہمارے عام مردوں اور عورتوں کو تقریباً یکساں حال ہے۔ چنانچے جتنے نوجوان ہیں عموماً ان کے اندر نماز کا اہتمام نہیں، نہ لڑکیوں اور نہ لڑکوں میں۔ اسی طرح آزاد منش عورتوں میں بھی نماز کا کوئی اہتمام نہیں اور اگر ان سے نماز کے بارے میں کہا جائے تو ایسے طریقے سے جواب دیا جاتا ہے کہ جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں نماز کوئی ضروری کام نہیں ہے۔ حالانکہ شادی یا غمی، لیکن نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ آج کل کی تقریبات میں دیکھئے ان میں کس طرح لڑکوں، لڑکیوں مردوں اور عورتوں کی نمازیں برباد ہوتی ہیں اور ایسی تقریبات درحقیقت وبال ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچائیں۔ آمین۔

پانچویں خاتون پر عذاب کا سبب ''چغلی''

پانچویں خاتون جس کا حضور اقدس ﷺ نے اس حالت میں دیکھا کہ اس کا چہر خنزیر کی طرح ہے اور باقی جسم گدھے کی طرح ہے اور سانپ بچھو اس کو لپیٹے ہوئے ہیں۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت تھی۔ جس کو جھوٹ بولنے اور چغلی کھانے کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہ دونوں گناہ صرف عورتوں کے ساتھ، خاص نہیں ہیں۔ بلکہ اگر مردوں کے اندر بھی یہ گناہ پائے جائیں گے تو ان کی بھی پکڑ ہوگی اور ان پر بھی عذاب ہوگا۔

غیبت اور چغلی میں فرق

ایک گناہ ہے ''غیبت'' اور ایک گناہ ہے ''چغلی'' یہ دونوں گناہ حرام ہیں۔ دونوں سے بچنا ضروری ہے، لیکن ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ''غیبت'' اسے کہتے ہیں کہ کسی کی پیٹھ پیچھے'' اس کی طرح برائی کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو اس کو ناپسند کر۔ مثلاً کسی شخص میں کوئی عیب ہے۔

Marfat.com

اب ہم دوسروں کو جا کر بتا رہے ہیں کہ فلاں شخص میں یہ عیب ہے۔ اس کا نام غیبت ہے، لیکن ہم کسی شخص کی برائی اس کی پیٹھ پیچھے اس نیت سے کریں تا کہ دونوں میں لڑائی ہو، بدگمانی اور نا اتفاقی پیدا ہو، اس کو ''چغلی'' کہتے ہیں اور چغلی کا گناہ ''غیبت'' سے بڑھ کر ہے۔

گھر کے افراد میں چغلی

دوسروں کی برائی مقصود ہوتی ہے لیکن چغلی میں تو برائی کے علاوہ یہ بھی مقصود ہے کہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہو اور ان دونوں کے درمیان جو دوستی اور محبت اور تعلق ہے وہ ختم ہو جائے مثلاً ساس نے بہو کی باتیں سسر کے سامنے یا اس کے شوہر کے سامنے لگائیں۔ اب شوہر بیوی سے خفا ہو رہا ہے اور سسر بھی بہو سے بدگمان ہو رہا ہے۔ یہ چغلی ہے اور حرام ہے اور آج کل یہ مسئلہ عام ہے اور ہر گھر کا مسئلہ ہے۔ ایک گھرانہ جو ساس، بہو، سسر اور شوہر ان چار افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن چاروں ایک دوسرے سے کٹے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ چاروں اس چغلی کی مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہر ایک دوسرے کی چغلی اور بدگمانی میں لگا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے گھر کا نظام درہم برہم ہو گیا، گھر کا سکون غارت ہو گیا اور آخرت میں بھی اس پر بڑا عذاب اور وبال ہے۔

عذاب کا سبب ''جھوٹ بولنا''

اس چغلی کے ساتھ دوسرا گناہ جو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا، وہ ہے ''جھوٹ بولنا'' آپ حضرات جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے اور چغلی کے اندر جھوٹ کا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے کہ جھوٹ کے بغیر چغلی کیسے چلے گی اور جس طرح آج ہمارے معاشرے میں چغلی عام ہے اسی طرح جھوٹ بھی عام ہے۔ ہر میدان میں جھوٹ کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ ہے۔

اب جعلی سرٹیفکیٹس اور جعلی سندیں بنائی جا رہی ہیں، پیسے دے کر انجینئر کی سند لے لو، وکالت کی سند لے لو، جھوٹی تیار ہے، جھوٹے کاغذات پر ملازمتیں اختیار کی جا رہی ہیں۔ یاد رکھیں ان تمام صورتوں میں جھوٹ بولنا، لکھنا سب حرام ہے اور سخت گناہ ہے۔

دوسرا شخص جس کو یہ عذاب دیا جائے گا وہ تاجر ہے جو خریدار کو یہ کہتا ہے کہ میں

Marfat.com

نے یہ چیز اتنے میں خریدی ہے اور تمہیں اتنے میں فروخت کرتا ہوں اور اس پر قسم بھی کھالے۔ حالانکہ وہ جو قیمت خریدار کو بتا رہا ہے اس نے اس قیمت پر وہ چیز نہیں خریدی۔ مثلاً وہ تاجر کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز ایک ہزار روپے میں خریدی ہے اور تمہیں بارہ سو میں فروخت کرتا ہوں اور ایک ہزار میں خریدنے پر قسم بھی کھالیتا ہے۔ جبکہ اس نے وہ چیز آٹھ سو میں خریدی ہے اور قسم کھانے کی وجہ سے خریدار مطمئن ہو گیا اور اس نے مطمئن ہو کر بارہ سو میں وہ چیز خرید لی۔ اگر خریدار کو یہ معلوم ہوتا کہ اس نے یہ چیز آٹھ سو میں خریدی ہے تو وہ کبھی بھی اس چیز کو بارہ سو میں نہ خریدتا۔ لہٰذا اس نے جھوٹی قسم کھائی اور اس جھوٹی قسم پر یہ عذاب جو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا۔

تیسرا شخص وہ ہے جو احسان کر کے جتلاتا ہے اس کو بھی یہ عذاب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے اور نہ اس سے بات چیت کریں گے اور نہ اس کا تزکیہ فرمائیں گے اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بعض لوگوں میں احسان جتانے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ وہ اس گناہ سے بطور خاص بچیں۔

بہر حال یہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کا دردناک عذاب دیا جائے گا اور دردناک عذاب یہی ہے کہ ان کا چہرہ سور کی طرح ہوگا اور باقی جسم گدھے کی طرح ہوگا اور جہنم کے سانپ بچھو اس کے لپٹے ہوئے ہوں گے۔ یہ عذاب چغلی اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہوگا۔ آج ہمارے گھروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ہمارے بازاروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے، ہمارے دفتروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے، ہماری تقریبات میں جھوٹ بولا جاتا ہے، اور اس جھوٹ کو فیشن کے طور پر اپنا لیا گیا ہے۔ اور جھوٹ کی بیسیوں جدید قسمیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ جس پر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے ان کا وہ بیان کتابی شکل میں ''جھوٹ اور اس کی مروجہ صورتیں'' کے نام سے چھپ چکا ہے اس کا ضرور مطالعہ کریں اور اپنی اصلاح کریں!

چھٹی عورت پر عذاب کا سبب ''احسان جتلانا اور حسد کرنا''

چھٹی عورت میں جس کو حضور اقدس ﷺ نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ کتے کی

Marfat.com

شکل میں ہے اور اس کے منہ سے آگ داخل ہو رہی تھی اور پاخانے کے راستے سے آگ باہر نکل رہی تھی اور فرشتے جہنم کے گرز سے اس کی پٹائی کر رہے ہیں، مار رہے ہیں، اس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو یہ عذاب دو گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ایک حسد کرنے کی وجہ سے اور دوسرے احسان جتلانے کی وجہ سے..... یہ دونوں گناہ ایسے ہیں جو مردوں کے اندر بھی پائے جاتے ہیں۔ مرد بھی حسد کر سکتے ہیں اور احسان جتا سکتے ہیں اس لیے اس دردناک عذاب کے وہ بھی مستحق ہو سکتے ہیں۔ اگر خواتین ان گناہوں کو کریں گی تو توبہ نہیں کریں گی تو وہ بھی اس عذاب کے اندر مبتلا ہونگی۔

احسان جتلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کسی کے ساتھ حسن سلوک کیا، لیکن جب ہمارا موقع آیا کہ ہمارے ساتھ کوئی ہمدردی کرے اور احسان کرے، ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ اس وقت اس شخص نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو اب فوراً یہ احسان جتلا دیتے ہیں کہ تمہارا موقع پر تو ہم نے تمہاری بڑی خدمت کی، بہت کام آئے لیکن ہمارے موقع پر تم نے ہمارے سے آنکھیں پھیر لیں۔ یہ ہے احسان جتلانا، یہ بات خواتین میں بہت پائی جاتی ہے، شادی بیاہ کے موقع پر اور بیماری کے موقع پر انہوں نے خدمت کر دی اور ان کے موقع پر دوسری نے خدمت نہ کی تو اب وہ عورت سارے ڈھنڈورا پیٹے گی۔ جو بھی اس کے پاس آئے گا اس کے سامنے یہ جتلائیں گی کہ ہم نے اس کے ساتھ فلاں خیر خواہی کی، مدد کی اور ایسا کیا اور آج جب ہمارا موقع ہوا تو اس نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا..... اس لئے مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ جس کی کوئی خدمت کریں وہ محض اللہ کی رضا کے لئے کریں اور اللہ تعالیٰ ہی سے اس کے اجر کی امید رکھیں۔ لہٰذا کسی سے کوئی خدمت اور بدلے کی امید ہی نہ رکھیں اور جب کسی سے کوئی امید نہ ہوگی۔ بلکہ اللہ سے صرف امید ہوگی تو پھر وہ شکوہ اور گلہ دل میں پیدا نہ ہوگا۔

گھر کے اندر بھی اس کی عادت رہے اور گھر کے باہر بھی دوستوں میں بھی س کی عادت رہے کہ جو کچھ کرنا ہے، صرف اللہ کے لئے کرنا ہے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔ دوستوں سے، احباب سے، رشتہ داروں سے بدلہ کی کوئی امید نہ رکھیں اور نہ توقع رکھیں۔ اگر وہ کریں تو ان کا احسان سمجھیں، اگر نہ کریں تو اللہ پر ہی نظر رکھیں۔ بس اس عمل

Marfat.com

سے انشاءاللہ دل میں پریشانی اور تکلیف پیدا نہیں ہوگی۔

اس طرح آج کل حسد بھی اتنا پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو کھانا نہیں دیکھ سکتا، پیتا نہیں دیکھ سکتا، پہنتا نہیں دیکھ سکتا، رہتا نہیں دیکھا سکتا۔ یہ حسد مردوں میں بھی پایا جاتا ہے اور عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے بہت اچھے کپڑے دیکھے تو دل میں حسد پیدا ہو رہا ہے۔ کسی کا اچھا گھر دیکھا تو دل میں حسد پیدا ہو رہا ہے۔ کسی کو دیکھا کہ کسی کی بڑی تیزی سے ترقی ہو رہی ہے تو اس پر حسد ہو رہا ہے۔ کسی کے منصب اور عہدہ پر کسی کی خوبصورتی پر کسی کے مال داری سے کسی کی صحت مندی سے، کسی حسن و جمال سے، کسی کے مال و منال سے، کسی کے اہل و عیال سے، غرضیکہ جتنی نعمتیں دوسروں کو حاصل ہیں ان کو دیکھ دیکھ کر حسد ہو رہا ہے۔

حسد کے معنی یہ ہیں کہ انسان دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر دل میں جلے اور یہ تمنا کرے کہ اس سے یہ نعمت ہی چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ یعنی ''زوالِ نعمت کی تمنا کرنا'' اس کا نام حسد ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے اس عورت کو دردناک عذاب ہو رہا تھا۔ جو حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔

بہرحال یہ چار گناہ ایسے ہیں جو مردوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور خواتین میں بھی، ایک جھوٹ بولنا، دوسرے چغلی کھانا، تیسرے احسان جتلانا، چوتھے حسد کرنا، یہ چاروں گناہ ایسے ہیں جو ہمارے معاشرے کے اندر عام ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ گناہ جن کے اندر ہوں۔ اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب ہے اور دنیا کی زندگی بھی اس کے لئے باعث وبال ہے۔ اس لئے اس سب سے توبہ کرنی چاہیے اور بچنا چاہیے۔

بہرحال یہ چھ عورتیں ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے اس حدیث میں بالترتیب بیان فرمایا ہے اور ان گناہوں کا تعلق خواتین سے بھی ہے اور مردوں سے بھی ہے۔ لہٰذا ان تمام گناہوں کا تعلق خواتین سے بھی ہے اور مردوں سے بھی ہے۔ لہٰذا ان تمام گناہوں سے خواتین وحضرات سب کو بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ ہم جہنم کے عذاب سے بچ سکیں۔ اب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(چھ گنہگار عورتیں (بالتلخیص) مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی)

Marfat.com

آلات موسیقی اور گانے بجانے کی

ممانعت اور اس کا عذاب

موسیقی اور اس کے نقصانات

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول ، طاؤس و رباب آخر

ابلیس نے اللہ سے عرض کیا کہ اے پروردگار! تو مجھے زمین پر بھیج رہا ہے راندہ درگار کر رہا ہے تو میرے لیے کوئی گھر بنا دے۔ ارشاد ہوا۔ حمام تیرا گھر ہے اس نے عرض کی میرے لیے کوئی بیٹھک بھی بنا دے۔ ارشاد ہوا بازار اور راستے تیری بیٹھک ہے اس نے کہا، کھانا مقرر کر دے ارشاد ہوا ہر وہ چیز جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا وہ تیرا کھانا ہے اسی طرح اس نے پینے کے بارے میں کہا تو اللہ نے ہر نشہ آور مشروب قرار دیا۔

اس نے کہا کہ مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے والی چیز عطا فرما۔ اللہ نے فرمایا باجے تاشے تیرے منادی ہیں، عرض کیا بار بار پڑھنے والی چیز مقرر کر دے۔ اللہ نے جواب دیا۔ گندے اشعار عرض کیا میرا کلام مقرر کر دے۔ اللہ نے جواب دیا جھوٹ تیرا کلام ہے۔ عرض کیا میرے لیے قاصد مقرر کر دے۔ جواب آیا کاہن و نجومی تیرے قاصد ہیں۔ عرض کیا میرے لیے جال بنا دے: ارشاد ہوا عورتیں تیرا جال ہیں۔

(حدیث نبوی، کنزل العمال ص:۹۸، ج۱۶)

موسیقی کی راگ اور ترنگ نے عصر حاضر کے مسلمانوں کو اس قدر مدہوش کر رکھا

Marfat.com

ہے کہ کسی کو اس شیطانی ترانہ کے بغیر زندگی کے کسی شعبے میں بھی لطف محسوس نہیں ہوتا۔ ہوٹل سے لے کر کھوکے تک، علیشان کوٹھی سے لے کر جھونپڑے تک، پجارو سے لے کر ٹیکسی تک، فیکٹری سے لے کر دکان تک سربراہ مملکت سے لے کر چپڑاسی تک، بچے سے لے کر بوڑھے تک عالم سے لے کر جاہل تک، پیر سے لے کر مدید تک، سید سے لے کر چمار تک، شاگرد سے لے کر استاد تک، مالک سے لے کر ملازم تک، صحت مند سے لے کر بیمار تک، عقل مند سے لے کر بیوقوف تک، الغرض انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جو اس نجات سے پاک ہو۔

پرانے زمانے میں اس کام کے لیے ڈھول باجے اور مغنی گانے بجانے والے مرد وعورت کی ضرورت پڑتی تھی اور ہر جگہ ان کا ملنا مشکل تھا۔ ہر آدمی تک یہ رسائی ناممکن تھی۔ صرف مالدار اور پھر ان کو Aford کرتا۔ محدود تعداد میں ہی لوگ ان مالداروں کی منعقد شدہ محفلوں میں شریک ہوتے۔ جن کے مضر اثرات صرف ایک طبقہ تک مخصوص تھے لیکن موجودہ دور میں جہاں مادی ترقی اور ایجادات نے جنم لیا وہاں اس شیطانی ترانے، بے ہودہ آلات کو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص بآسانی اپنی جگہ گھر کے ایئر کنڈیشنڈ روم میں بمع فیملی ان خبیث آوازوں کو دیکھ اور سن سکتا ہے بلکہ یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کو بہلانے کے لیے ان کے جھولوں میں گانے لگا دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ چپ ہو جائیں جس معاشرے میں بچے کو لوریاں دیتے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کیا جاتا تھا۔ اب وہی مسلمان بے حیاء بن کر میوزک کی دھنوں میں لوریاں دیتے ہیں پھر سوچیں اس ماحول کے پرورش یافتہ بچے کا مستقبل لازماً کلب ہوں گے وہ بچہ جب کہ اس کی خمیر میں راگ ورنگ کی آوازیں اور پیچ وخم کی ادائیں ہوں تو تھرتکتی ناچتی باہنوں اور زلفوں کی جھنکار میں ساغر و مینا سے نہ کھیلے گا تو اور کیا کرے گا؟ عصر حاضر کی نوجوان نسل جہاں آوارگی و بے راہ روی کا شکار تھی۔ وہاں جدید میوزک نے جلتی پر تیل کام کیا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضلّ عن سبیل الله بغیر علم و یتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین. (لقمان:٦)

Marfat.com

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کھیل کی باتیں کرتے ہیں (خریدتے ہیں) تاکہ لوگوں کو راہ خدا سے بہکائیں، بنا سمجھے اور اسکی ہنسی ارائیں، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔''

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم کے بعد کہتے ہیں۔ اس س مراد گانا بجانا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں آیا ہے۔

واستفزز منِ استطعت منهم بصوتک.....

''ان میں سے جسے تو اپنی آواز سنا کر بہکا سک بہکا لے۔''

ان تمام آیات میں موسیقی کی مذمت ہے، سورۃ فرقان میں اللہ کے نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ موسیقی کی مجالس سے کنارہ کش رہتے ہیں جس طرح کفار و مشرکین اپنی عاقبت برباد کرنے کے لے اسے اپناتے تھے۔ یہی آج ہماری Society میں ہو رہا ہے۔ گھر گھر Music Centre بن چکا ہے۔ اور بچہ بچہ گلوکاروں کا روپ دھار چکا ہے، قرآن کی جگہ موسیقی کا دلدادہ ہے۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے آنحضور ﷺ کا ایک قول نقل کیا جو یہ ہے:

''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا اور امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے اور زکوٰۃ کو ایک تاوان سمجھا جانے لگے اور جب علم دین کو دنیا طلبی کے لیے سیکھا جانے لگے اور جب مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے جب حاکم شریر بن جانے لگیں، جب گانے والی عورتیں اور باجوں کا رواج عام ہونے لگے۔ اس وقت تم انتظار کرو، سرخ آندھی، زلزلہ کا اور زمین میں دھنس جانے کا اور صورتیں بگڑ جانے کا''۔

آپ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں (قرب قیامت) میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں بدل دیا جائے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا وہ مسلمان ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ توحید و رسالت کو ماننے والے، روزہ رکھنے ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا، پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ جواب دیا وہ لوگ

Marfat.com

باجوں گاجوں اور گانے والی عورتوں کے عادی ہو جائیں گے۔ رات کو خوش باش یہ کام کریں گے۔ مگر صبح اٹھنے تک صورتیں مسخ ہو چکی ہوں گی۔'' استغفر اللہ

ان ارشادات کی روشنی میں اپنے اردگرد نظر دوڑا کر دیکھ لیں۔ ہر طرف گانے ولی عورتیں آلات موسیقی V.C.R.T.V وغیرہ کا رواج عام ہو گیا ہے اکثر خاندانوں میں تو گھر کی عورتیں بھی ڈانس جانتی ہیں۔ موجودہ جدید تعلیمی اداروں میں ناچ گانا بھی ایک تعلیمی مضمون کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، ناچ گانے کی محفلیں منعقد کر کے والدین اور دوسرے مغربی ذہنیت رکھنے والے افسروں کو بلا کر ان کے سامنے بیٹیوں کو نچوا کر غیرت کا جنازہ نکالا جاتا ہے دوسری طرف شہروں میں ایسے ہوٹل بھی قائم ہیں جہاں سر عام گانا بجانا اور شرابیں چلتی ہیں۔ جب لوگ اتنے منہمک ہو جائیں گے تو انہی کے بارے بتایا گیا کہ ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یا تو ان کے اخلاق بگڑ کر ان جانوروں سے ہو جائیں گے۔ یا ظاہر صورتیں بھی بدل جائیں گی اگر پہلا مطلب مراد ہو تو تقریباً اکثر ممالک میں یہ حدیثی پیشگوائی پوری ہو چکی ہے (جیسے امریکہ اور یورپ) بعض دینی لوگ بھی بڑے شوق سے Music سنتے ہیں پھر کہتے ہی کہ اگر دل صاف ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ واہ کیا شیطانی حربے ہیں۔ جو بستی پورے عالم کو ایمان سکھانے آئی وہ تو اسے ایمان بگڑنے کا سبب قرار دیتی ہے اور اسکے نام پر نذرانے وصول کرنے والے لٹیرے اسے ترقی دین بتلا رہے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا:

''میں آلات موسیقی کو توڑنے کے لیے بھیجا ہوں یعنی مزامیر ختم کرنے''

جس سلطنت میں موسیقی گانا بجانا کثرت سے ہو جائے تاریخ شاہد ہے کہ ان پر اللہ نے ان کے دشمن مسلط کر دیے۔ وہ خاک وخوں تڑپ کر قبرستان پہنچی ہے۔ یا پھر غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنی عظمت رفتہ پر آنسو بہا رہی ہے۔ موسیقی سننے سے سفلی جذبات بھڑکتے اور شہوت بھڑکتی ہے پھر زنا ولواطت جیسے جرائم ہوتے ہیں اس موسیقی نے گھریلو عورت کی زندگی کی روٹین بھی خراب کی ہے لیلیٰ مجنوں بننے کے چکر میں نوجوان لڑکے و لڑکیاں خاندانی عزت کو داؤ پر لگا دیتے ہین اس سے بے حیائی پھیلتی ہے موسیقی سن کر انسان

Marfat.com

طرب ونشاط میں آجاتا ہے کمینی حرکتیں جیسے سر ہلانا، تالی بجانا، زمین پر پاؤں مارنا بعض اوقات ناچنا بھی شروع کر دیتا ہے حدیث ہے جس شخص ن کسی معینہ گانے والی باندی کا گانا سنا قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اللہ کے ذکر سے چہرہ منور جبکہ موسیقی سے چہرہ منحوس بنا دیتی ہے دل سیاہ پڑ جاتا ہے انسان بزدل ہو جاتا ہے آوارگی وسفلہ پن اس میں آجاتا ہے، علم وفہم دین سے محروم رہتا ہے۔ ہر کوئی گلوکار بننے کے چکر میں برباد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خرافات ونقصانات سے محفوظ رکھے اور ہر ایک کو دین سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(اللھم احفظنا من سخطک وعذابک یا کریم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن عرش کے نیچے سے آواز آئے گی: کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اپنے کانوں کو لغو باتوں، آلات موسیقی اور باطل کلام سے بچائے رکھا؟ ان کو میری حمد وثناء سناؤ اور ان کو خبر دے دو کہ آج کے دن ان کے لیے کوئی خوف اور غم نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے آلات موسیقی توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور بے شک اللہ عزوجل لیلۃ القدر کی رات موسیقی سننے سنانے والوں کی طرف نہیں دیکھیں گے۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا۔ انہوں نے ایک چرواہے کی آواز سنی جو بانسری بجا رہا تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور راستہ بدلتے ہوئے تیزی سے چلنے لگے۔ پھر فرمایا؛ اے نافع! کیا بانسری کی آواز ختم ہوگئی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں امیر المومنین۔ آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں اور اسی راستہ کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے کبھی کسی آلہ موسیقی یا بانسری کی آواز سماعت نہیں فرمائی۔

آیت قرآنی

وما کان صلاتھم عند البیت اِلّا مکاء وتصدیۃ. (الانفال: ۳۵)

''اور نہیں ہے ان کی نماز کعبے کے نزدیک مگر بانسری اور تالیاں بجانا''۔

Marfat.com

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کا قول ہے کہ ''مکاء'' سے مراد بانسری/ سیٹیاں اور ''تصدیۃ'' س ءمراد تالیاں بجانا اور گانا وغیرہ ہے مورخین کہتے ہیں کہ مشرکین زمانہ جاہلیت میں، عید کے روز مسجد میں گاتے اور سیٹیاں بجاتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو مطعون کرتے ہوئے ان کے اس فعل کی مذمت فرمائی اور ان کے لیے دردناک عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

موسیقی بجانے اور سننے والے دونوں ملعون ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیقی بجانے والا اور اس کا سننے والا ملعون ہے جس نے دنیا میں گانے باجے سنے وہ جنت میں اس کے ساز سننے سے محروم رہے گا لیکن اگر وہ توبہ کر لے۔ حضرت داؤد علیہ اسلام کی آواز نوسو سازوں کے برابر تھی لیکن وہ اس کے ساتھ زبور کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، لہٰذا اس گانے بجانے کو چھوڑ دو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز جب اہل جنت اور اہل دوزخ اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے تو موت کو ایک خوبصورت بچھڑے کی شکل میں لایا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا: اے اہل جنت و دوزخ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے نہیں۔ کہا جائے گا یہ موت ہے، پھر اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور ندا دینے والا کہے گا یہ اے اہل جنت! اب اس میں ہمیشہ کا قیام ہے اور موت نہیں۔ یہی الفاظ وہ اہل دوزخ سے بھی کہے گا کہ اب تمہارا عذاب مستقل ہے اور موت نہیں۔ اس وقت اہل دوزخ حسرت کریں گے اور روتے رہ جائیں گے جبکہ اہل جنت نہایت خوشی کی حالت میں اپنے محلات کو چلے جائیں گے۔ پھر وہ جنت کے باغات میں سفید ہوتی سے بنے ایک ایوان میں جلوہ افروز ہوں گے جس کی لمبائی سو سال اور چوڑائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہو گی۔ تمام جنتی عورتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوں گی اور تمام مرد دوسرے ایوان میں رسول اللہ کے پاس ہوں گے۔ اہل جنت کے لیے تختی اور نشستیں لگائی جائیں گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، حور عین کو بھیجے گا جو آگے بڑھ کر ایسی خوشنما آواز کے ساتھ حق تعالیٰ کی حمد وثناء پڑھے گی کہ اس جیسی آواز پہلے کبھی نہ سنی گئی ہو گی۔ اسی میدان میں ایسے درخت

Marfat.com

ہوں گے جن کی ہر شاخ پر نورے مختلف قسم کے آلات موسیقی لگے ہوں گے، فرشتے ان درختوں کو حورعین کے سامنے نصب کریں گے اور حق تعالیٰ شانہ' فرمائیں گے کہ اے حورعین! میرے ان بندوں کو سناؤ جنہوں نے اپنے کانوں کو صرف میری وجہ سے آلات موسیقی سے پاک اور بچائے رکھا اور قرآن اور احادیث نبویہ کو سن کر لذت وسرور حاصل کرتے رہے۔ آج کے دن ان کے لیے خوشخبری اور میری طرف سے انعامات ہی انعامات ہیں۔ پھر حورعین ان کے سامنے حق تعالیٰ کی تسبیح وتحمید گائے گی۔ درختوں پر لگے مزامیر اور آلات پر عرش الٰہی کے نیچے سے ایسی ہوا چلے گی جس سے نا قابل بیان خوبصورت آواز پیدا ہوگی۔ جب کچھ تھکاوٹ محسوس کریں گے تو فرشتے سونے سے بنی کرسیاں ان کے قریب کریں گے ہر کسی کے درجات سونے سے منقش ہوں گے۔

وہ کرسیوں پر بیٹھیں گے اور فرشتے کہیں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے اعضا کو رقص کے ساتھ بے چین نہ کرو کیونکہ تم نے پہلے ہی دنیا میں اپنے اعضاء کو نماز وبندگی کے ساتھ تھکا دیا ہے ان کرسیوں، پر بیٹھو، یہ کرسیاں حد نظر تک پھیل جائے گی۔ ان کرسیوں میں روح ہے اور ان کے پر ہیں جوان کرسیوں کو حد نگاہ تک اڑاتے پھرتے ہیں۔ اگر جنت کے نغمات ہلکے ہوں تو یہ بھی ہلکی ہو جاتی اور اگر وہ بھاری ہوں تو یہ بھی بھاری ہو جاتی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ان کے درجات کے برابر لباس عنایت فرمائیں گے جو نور رحمٰن کے ساتھ عمدہ اور چمکدار ہوگا سونے کلے ساتھ اس کا نقش ونگار ہوا ہوگا جس کے وسط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوگا اور پہنائے جانے والے کا نام بھی لکھا ہوگا جب وہ لباس ان کو پہنایا جائے گا تو وہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پکاریں گے جبکہ اللہ رب العزت ایک ایک شخص اور ایک ایک عورت پر علیحدہ علیحدہ سلامتی بھیجیں گے۔

Marfat.com

نوحہ کرنے کا عذاب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانا لنحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون. (الحجر : ۲۳)

''اور بے شک ہم ہی زندگی اور موت دینے والے ہیں اور ہم ہی اصل وارث ہیں۔''

جس طرح قصاب کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ مینڈھے کو ذبح کرتے وقت غصہ کا مظاہرہ کرے اسی طرح یہ بھی مستحسن نہیں کہ اللہ کے بندے کی وفات کے وقت ناراضگی کا مظاہرہ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنے والے، نوحہ کرنے اور کپڑا پھاڑنے والے اور چوری کرنے والے سے ہم بری ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت اپنی قبر سے پراگندہ اور غبار آلود اٹھائی جائے گی، اس کو خارش زدہ دوپٹہ، اللہ کی لعنت سے بھری چادر اور تارکول کا لباس پہنچایا جائے گا۔ نوحہ کرنے والی عورت اپنا ہاتھ سینہ پر مار کر پکار رہی ہوگی ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت! جس پر فرشتہ آمین کہے گا۔ پھر نوحہ پر اجرت لینے کی وجہ سے اس کیلئے آگ کا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے گا

نوحہ کرنے والی پر اللہ کی لعنت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اور اجرت دے کر اس نوحہ کو سننے

Marfat.com

والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا رسول اللہ کے زمانہ مبارکہ میں بھی عورتیں اس طرح نوحہ وغیرہ کرتی تھیں؟ انہوں نے ارشاد فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے رسول اللہ کی خدمت اقدس میں ایک عورت روتی ہوئی آئی جس کا باپ، بیٹا اور بھائی کسی غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔ رسول اللہ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ میرے گھرے کے مرد ختم ہو گئے ہیں۔ فرمایا: اگر صبر کرو گی تو تمہارے لئے جنت ہے۔ اس نے کہا: بخدا اگر میرے لیے جنت ہے تو آج کے بعد میں ایک آنسو بھی نہیں بہاؤں گی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس وقت کی عورتیں روشن چہروں، مضبوط اعصاب اور پختہ شعور کی مالک ہوا کرتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک دو بری آوازیں سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں؛ پہلی مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی عورت کی آواز اور دوسری خوشی کے موقع پر آلات موسیقی کی آواز آلہ موسیقی بجانے اور اس کے سننے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فی اموالھم حقٌّ لِّلسَّائِلِ والمحروم. (الذاریات : ۱۹)

''ان کے مالوں میں سائل اور محروم لوگوں کا حق بھی ہوتا ہے۔''

یہی وہ لوگ ہیں جن کے مالوں میں خوشی کے وقت گانے والی اور مصیبت ک وقت نوحہ کرنے والی عورتوں کی اجرت شامل ہوتی ہے۔ جب کوئی اس حال میں فوت ہوتا ہے کہ اس کے ذمہ قرض، امانت یا دیگر واجبات ہوں تو روح قبض ہونے کے وقت وہ ایک خوف کو دیکھتا ہے اور وہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے خوف میں کمی کی جائے اس وقت شیطان اس کی قبر میں آتا ہے اور فرشتوں کی آواز سنتا ہے جو اس مردہ کو اس کے گناہوں سے ڈرا اور اس کے عذاب کے بارے میں بتا رہے ہوتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے کہ اے فلاں! کیا تو مجھ کو جانتا ہے، بخدا میں تیرے عذاب کے بڑھنے کا سبب بنوں گا، پھر شیطان اس میت کے اہل خانہ کے پاس آتا ہے اور ان کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ مرنے والا تم پر کس قدر

Marfat.com

مہربان اور نرم تھا جس کے نتیجے میں وہ ماتم کرنے لگتے ہیں گویا یہ کوئی معمولی چیز ہے اور اور اس طرح ان کے غم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ شیطان ان کو کہتا ہے کہ تم اپنے لیے فلاں نوحہ کرنے والی عورت کو اپنے مال کے ساتھ طلب کرو اور وہ اجرت پر نوحہ کرنے والی عورت کو لے آتے ہیں جو بغیر کسی غم کے پیٹتی اور نوحہ کرتی ہے وہ عورت زندوں کو ان کے گھر میں فنا کرنے اور مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب کا مستحق بنانے ان کے اجر کو روکنے اور ان پر گناہوں کا بوجھ زیادہ کرنے کا باعث بنتی ہے اس صورتحال پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل خانہ اور میت پر شدید غصہ کا اظہار فرماتے یں: جس کے نتیجہ میں میت کی قبر میں جہنم کی ستر کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں اور اس پر سیاہ رنگ کے کتے چھوڑے جاتے ہیں جو اس کو نوچتے ہیں اس کے ساتھ جہنم کے فرشتے اس کے سر پر کاری ضربیں لگاتے ہیں جس پر وہ مردہ چیخ و پکار کرتے ہوئے کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھ پر یہ عذاب کہاں سے آیا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے تیرے لیے بھیجا ہے جس پر وہ کہتا ہے: اے اللہ میری طرف سے ان کو کوئی خیر نہ دے، اے اللہ ان کو بھی ایسا عذاب دے جیسا مجھے دیا جا رہا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: کیوں نہیں، ہر ایک کے لئے اس جیسا عذاب لازم ہو چکا ہے، مردہ کہتا ہے: نوحہ کرنے والے، کپڑے پھاڑنے والے اور اپنے چہروں کو پیٹنے والے وہ ہیں اور عذاب مجھ کو دیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ جواباً فرماتے ہیں اس میں تیرا قصور یہ ہے کہ تو نے ان سے یہ وعدہ کیوں نہ لیا کہ وہ تیرے بعد میرے ساتھ نازیبا کلمات نہ کہیں۔ پس آہ کوئی اپنی وصیت میں یہ وعدہ بھولا کہ اس کے عزیز و اقارب اللہ کے ساتھ (نازیبا کلمات کے ذریعے) لڑائی نہ کریں تو اللہ کو یہ حق ہے کہ وہ اس کو عذاب دے۔

نوحہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک نوحہ کرنے والی عورت جب تک اپنی موت سے ایک سال قبل توبہ نہ کرے اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی کیونکہ اس کا گناہ بہت بڑا ہے۔ اگر وہ بغیر توبہ کے مر جائے تو قیامت کے دن اس کے جسم پر تارکول کا لباس، خارش زدہ چادر ہوگی۔ اس گناہ جیسا عذاب کسی گناہ کے بدلے میں نہیں دیا جائے گا۔ مگر وہ میت جس پر

Marfat.com

نوحہ کیا گیا اس کو اسی قدر عذاب دیا جائے گا جس قدر اس کے اہل خانہ اس پر نوحہ کرتے رہے، جب وہ پکار پکار کر کہتے تھے: اے مرنے والے تو ہی ہماری عزت وعظمت تھا پھر جب اس مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو جہنم کے فرشتے ہر کہے گئے کلمہ کے بدلے میں اس کو مارتے ہیں یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں، فرشتے اس کو کہتے ہیں کیا تو ان کو رزق دینے والا تھا؟ کیا تو ان کا آقا وکفیل تھا؟ وہ کہتا ہے: بخدا میں تو بہت ضعیف و کمزور ہوں، اے اللہ! تو ہی مجھ کو اور ان کو رزق عطا فرماتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں لیکن تیرا یہی انجام ہے کیونکہ تو نے ان کو اس برے کام سے منع نہیں کیا۔

قیامت کے دن نوحہ کرنے والی کے چہرہ پر آگ بھڑک رہی ہوگی

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت قیامت کے روز جنت اور دوزخ کے درمیان تارکول کے لباس میں ملبوس کھڑی ہوگی اور اس کے چہرے پر آگ بھڑک رہی ہوگی، فرشتے اس میت کو لے کر آئیں گے جس پر اس نے نوحہ کیا تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس میں روح ڈالیں گے جہنم کے فرشتے اس عورت کو کہیں گے کہ جس طرح تو نے دنیا میں نوحہ کیا آج بھی نوحہ کرو، وہ کہے گی کہ آج میں شرم محسوس کرتی ہوں، فرشتے اس کو مار کر کہیں گے اے ملعونہ! تو نے دنیا میں اللہ سے کیوں شرم محسوس نہ کی؟ کیا تو نہیں جانتی تھی کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تیرے نوحے کو سن رہے ہیں؟ نوحہ کرنے والی عورت کوئی لفظ بولنا چاہے گی کہ اس کے پاؤں کاٹ دیے جائیں گے پھر کچھ بولنے کی کوشش کرے گی کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ وہ چیخ کر کہے گی، ہائے ہلاکت! مردہ کہے گا کہ میرا کیا قصور ہے؟ جہنم کے فرشتے جواب دیں گے کہ تیرا قصور صرف اس قدر ہے کہ تو نے اپنی موت سے قبل ان کو منع نہیں کیا۔ پھر فرشتے اس کو ایسی ضرب لگائیں گے کہ اس کا کوئی عضو دوسرے عضو سے متصل نہیں رہے گا اور اس کے اعجا ہوا میں پرندوں کی طرح اڑنے لگیں گے جونہی اس کو کوئی ضرب لگائی جائے گی تو وہ ایسا چیخے گا کہ خوف کی وجہ سے تمام مخلوقات رونے لگیں گی لیکن وہ مردہ برابر چیختا رہے گا اس کے جسم کو سات مرتبہ ٹکڑے ٹکڑے کی جائے گا پھر اگر وہ اہل خیر میں سے ہوا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو جنت میں

Marfat.com

بھیج دیں گے اور اگر وہ اہل شر میں سے ہوا تو اس کو جہنم میں بھیج دیا جائے گا جبکہ نوحہ کرنے والی عورت کو آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کو آگ سے بنا دوپٹہ اور جوتے پہنچائے جائیں گے۔ جہنم کے فرشتے اس نوحہ کرنے والی سے مخاطب ہو کر کہیں گے: اے ملعونہ! آج بھی اپنے رب سے جھگڑا کرو جس طرح تو دنیا میں نوحہ کرتے ہوئے اپنے رب سے جھگڑا کری تھی تا کہ تو دیکھ لے کہ کون مغلوب، ذلیل، رسوا اور آگ میں ڈالا جانے والا ہے؟ نوحہ کرنے والی کہے گی، ہائے ہلاکت، پھر اس عورت اور جو اس کے ساتھ نوحہ میں شریک تھے، کو آگ میں ڈال دیا جائے گا جو ان کے چہروں کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نوحہ کے دوران سات نازیبا کلمات کہہ ڈالے اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم پر تارکول کا لباس، خارش زدہ دوپٹہ اور اللہ کی لعنت کی چادر ہو گی۔ وہ اپنے بازوؤں کو اپنے سر پر رکھے ہائے ہلاکت ہلائے ہلاکت پکار رہی ہوں گی۔ نگران فرشتہ اس پر آمین کہے گا اور پھر اس کو دوزخ کے داروغہ، مالک' کے حوالے کر دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ، قیامت کے روز نوحہ کرنے والوں کی دو صفیں بنائیں گے جو جہنمیوں کے دائیں بائیں ہوں گی، اور یہ لوگ اہل دوزخ پر کتوں کی طرح بھونکیں گے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ایک عورت کو نوحہ پڑھتے ہوئے سنا تو اس کو اپنے درے سے اس قدر مارا کہ اس کا دوپٹہ پھٹ گیا۔ کہا گیا اے امیر المومنین کیا اس عورت کیلئے امان وحفاظت ہے؟ فرمایا: اللہ کی قسم نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کا حکم دیا ہے اور یہ عورت صبر کرنے سے منع کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ماتم سے منع فرمایا ہے اور یہ اس کا حکم دے رہی ہے اس پر مستزد کہ یہ کام اجرت لے کر کرتی ہے۔

نوحہ کرنا کفر کے مترادف ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے کے مترادف ہیں؛ گریبان چاک کرنا اور بالوں کو بکھیرنا یا چہرے پر تھپڑ مارنا اور نوحہ کرنا۔ فرشتے نوحہ کرنے

Marfat.com

والی اور گانے والی پر رحمت لے کر نازل نہیں ہوتے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوحہ کرنے والی، گانے والی، جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے، اسی طرح اپنے رخسار پیٹنے والی، چیخنے والی، نوحہ گانے والی اور اس کو سننے والی پر بھی لعنت کی گئی ہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنازے کے پیچھے چلنے میں عورتوں کے لیے کوئی خیر نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رخساروں کو پیٹنے والے گریبان کو چاک کرنے والے اور جاہلیت کی طرح آہ وپکار کرنے وال کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واستعينوا بالصبر والصلوٰة وانها لكبيرةٌ الا على الخٰشعين.

(البقرة:۴۵)

''صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو، یہ گراں ہے مگر ڈرنے والوں پر نہیں''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک پل صراط جہنم کے عین وسط میں بنایا گیا ہے، اس کے دائیں بائیں حفاظتی دیواریں بھی ہیں چنانچہ جو شخص نمازی ہوگا اس کے لیے دائیں طرف سے حفاظت ہوگی اور جو شخص مصیبتوں میں صبر کرنے والا ہوگا اس کے بائیں طرف بھی حفاظتی دیوار ہوگی۔ اگر اس میں یہ دونوں خصوصیتیں نہ پائی گئیں تو پل عبور کرتے وقت جہنم کے شعلے اس کو کھا جائیں گے۔ لہٰذا صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرو تا کہ تم نار جہنم کے شعلوں سے محفوظ رہ سکو۔

صبر کرنے والے عرش الٰہی کے قریب ہوں گے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا کون ہے جس کے لیے اللہ کے ذمہ قرض باقی ہے؟ تمام لوگ کہیں گے کہ وہ کون ہوسکتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ قرض دہندہ ہیں؟ فرشتے کہیں گے وہ شخص کہ مصیبت کے وقت اس کا دل غمگین ہوا۔ اس کی آنکھیں نم ہوئیں اور اللہ سے ڈرتے ہوئے صبر کیا، آج کھڑا ہوتا کہ آج کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا اجر وصول کر سکے۔ بہت سے لوگ کھڑے ہوں گے جو دنیا میں مصیبتوں میں گرفتار رہے۔ فرشتے کہیں گے: ٹھہرو! کوئی دعویٰ بلا دلیل معتبر نہیں سمجھا جاتا، چنانچہ ہم

Marfat.com

تمہارے نامہ اعمال دیکھیں گے۔ پھر جس کے نامہ اعمال میں، صبر کے وقت، تھوڑی سی بھی ناراضگی یا نازیبا کلام پایا گیا اس کو کہا جائے گا کہ بیٹھ جاؤ تم صابرین میں سے نہیں ہو۔ اسی طرح جب کسی عورت کے نامہ اعمال میں بھی ناراضگی یا نوحہ پایا گیا اس کو بھی بٹھا دیا جائے گا۔ فرشتے صبر کرنے والوں کو اٹھا کر عرش الٰہی کے قریب کر دیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ تیرے صابر بندے ہیں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے۔ اے فرشتو! ان کو ایسے درخت کی طرف لے جاؤ جس کا تنا سونے سے بنا جس کے پتے موتیوں کے ہیں اور جس کا سایہ سو میل مسافت پر محیط ہے صابر لوگ اس درخت کے سائے میں بیٹھیں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ یکے بعد دیگرے ان پر اپنی تجلیات ڈالیں گے اور فرمائیں گ: اے میرے صابر بندو! میں نے تم کو رسوا کرنے کیلئے مصیبتوں میں مبتلا نہیں کیا تھا بلکہ اس لیے کہ تمہارا مرتبہ میرے قریب ہو جائے اور میں نے تم پر مصیبتیں بھیجیں جو دنیا میں تمہارے گناہوں اور بوجھ میں تخفیف کا باعث تھیں۔ آج میں تم کو ایسے اونچے مراتب پر سرفراز کروں گا جن پر تم اپنے اعمال کی بدولت نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تم نے میرے لیے صبر کیا، میری وجہ سے شرم محسوس کرتے رہے اور میرے فیصلے پر ناراض نہ ہوئے آج میں بھی تم سے حیاء کھاتا ہوں، چنانچہ آج تمہارے حساب کیلئے میزان مقرر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی تمہارے نامہ اعمال کھولے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما یوفّی الصّابرون اجرھم بغیر حساب .

''بے شک صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا''

لہٰذا آج میں تمہارا حساب نہیں کروں گا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ فقراء کی طرف متوجہ ہوں گے اور فرمائیں گے: اے میرے فقیر بندو! میں نے تم کو فقر وغربت میں مبتلا کیا اور میری وجہ سے تم دنیا میں کوئی قابل عزت مقام حاصل نہ کر سکے، لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو دنیا میں کسی چیز کا مالک بنا اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ دولت کہاں سے کمائی؟ لیکن میں تم سے تمہارے فقر کی وجہ سے محبت کرتا ہوں بایں وجہ تمہارا حساب وکتاب میں تخفیف کی جائے گی اور تم کو تمہارا حصہ پورا پورا دیا جائے گا۔ مزید براں جس نے تم کو دنیا میں پانی کا ایک گھونٹ پلایا کھانے کا ایک لقمہ دیا یا کپڑے کا کوئی ٹکڑا پہنچایا وہ بھی تمہاری شفاعت میں

Marfat.com

ہے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس عورت کی طرف متوجہ ہوں گے جس کا بچہ گم ہو گیا اور اس نے اس پر صبر کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے: اے میری بندی! میں نے تیرے بیٹے کی موت کا فیصلہ اسی طرح لوح محفوظ میں لکھا تھا پھر میں نے ہی اس کو اپنی طرف بلا لیا جس پر تیرا دل حد سے زیادہ غمگین نہ ہوا اور نہ ہی تیرا سینہ میری رحمت سے مایوس اور تنگ ہوا۔ چنانچہ آج میری رضا کی خوشخبری قبول کرو اور اپنے بیٹے کی زندگی بھی جس کے لیے موت نہیں، ایسا مقام جس سے کوچ نہیں اور نہ ہی کوئی غم ہے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اندھوں، برص، جذام اور تمام بیماریوں کے مریضوں کی طرف متوجہ ہوں گے جس پر ان کی خوشی اپنی انتہا پر پہنچ جائے گی اور ان کے لیے بڑے لوگوں اور امراء سے بڑھ کر مراتب ہوں گ، جس نے کسی مصیبت پر صبر کیا ہوگا اس کے لئے ایک جھنڈا گاڑھ دیا جائے گا جس نے دو قسم کی مصیبتوں پر صبر کیا اس کے لیے دو جھنڈے گاڑھ دیے جائیں گے جس نے تین مصیبتوں پر صبر کیا اس کے لیے تین اور جس نے اس سے زیادہ مصیبتوں پر صبر کیا اسی قدر جھنڈے لگا دیئے جائیں گے پھر فرشتے ان کے آگے آگے ان کے جھنڈے اٹھائے ان کو جنت کی طرف لے کر چلیں گے۔ لوگ دیکھ کر کہیں گے: کیا یہ شہداء یا انبیاء ہیں؟ فرشتے جواباً کہیں گے: نہیں، بلکہ یہ عام لوگ ہیں لیکن انہوں نے دنیا کی تنگیوں اور تکلیفوں میں اللہ کیلئے صبر کیا اور آج ان کو تمام عذابوں سے نجات دے دی گئی۔ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی دنیا میں شدید تکلیفوں اور مصیبتوں سے دو چار ہوتے تو آج ہمارے لیے بھی ایسا ہی اعزاز ہوتا۔ جب یہ لوگ جنت کے دروازے کے قریب پہنچیں گے تو دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا، جنت کا داروغہ 'رضوان' سوال کرے گا یہ کون ہیں؟ فرشتے کہیں گے: دروزہ کھولئے۔ رضوان کہے گا: ان لوگوں کا حساب کس وقت ہوا اور یہ نجات حاصل کر کے چلے آئے حالانکہ ابھی تمام لوگ حساب کے انتظار میں کھڑے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ نے ابھی حساب شروع نہیں فرمایا اور نہ ہی اعمال کیلئے میزان نصب کیا گیا ہے۔ فرشتے جواب دیں گے: یہ صابر لوگ ہیں، ان کا حساب نہیں ہوگا اے رضوان! جنت کے دروازے کھولو تا کہ یہ سکون کے ساتھ اپنے اپنے محلات میں جلوہ افروز ہو سکیں۔ اس وقت رضوان جنت کے دروازے کھولے گا وہ اپنے محلات کی طرف روانہ ہوں گے جہاں ان کو خادم بڑی خوشی اور فرحت کے ساتھ لا الہ الا اللہ' اور اللہ

Marfat.com

اکبر پکارتے خوش آمدید کہیں گے۔ وہ پانچ سو سال تک جنت کے تختوں پر بیٹھے رہیں گے، تب باقی انسانیت حساب سے فارغ ہوگی۔

صبر کرنے والوں کے لئے خوش بختی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میزان کو بھاری کرنے والی کونسی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر، جس نے جس قدر صبر کیا اس کا پل صراط اسی قدر عریض ہوگا۔

☆..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام لوگ پل صراط کو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز نہیں پائیں گے سوائے ان لوگوں کے کہ ہلاکت جن کا مقدر رہے۔ کیونکہ لوگ پل صراط کو اپنے اعمال کے مطابق پائیں گے، کچھ لوگوں کیلئے پل صراط ایک وسیع وعریض جزیرہ کے برابر ہوگا، کچھ لوگوں کیلئے ایک زراع کے برابر اور کچھ لوگوں کے لئے چار انگلیون کی مقدار۔ پل صراط کی وسعت وچوڑائی اس صبر کے مطابق ہوگی جو دنیا میں پیش آنے والی تکلیفوں پر کیا گیا۔ وہ لوگ جن کیلئے پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا ایسے ہیں جنہوں نے صبر نہیں کیا۔ جس کے پاس صبر نہیں اس کا دین میں بھی حصہ نہیں۔

☆..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بچہ فوت ہوتا ہے اور فرشتے اس کی روح لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود فرشتوں سے پوچھتے ہیں: اے میرے فرشتو! تم میری بندی کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو حالانکہ تم اس کے بیٹے اور جگر گوشے کو لے آئے ہو؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اے ہمارے رب! وہ تیری قضاء پر راضی، مصیبت میں صبر اور تیری نعمتوں کا شکر ادا کر رہی تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں اس کے لی میرے عرش کے نیچے سوچنے کا محل تعمیر کرو اور اس کا نام ''بیت الصبر'' یا ''بیت الحمد'' رکھو۔

☆..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا ایک بیٹا فوت ہوا اور اس نے اس پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے میزان میں اُحد پہاڑ کے برابر اجر شامل فرما دیتے ہیں، جس کے دو بیٹے فوت ہوئے اور اس نے دونوں پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا نور عطا فرماتے ہیں جس کی روشنی میں وہ روز قیامت جب ہر طرف اندھیرا چھایا ہوگا

Marfat.com

جنت میں داخل ہوگی اور جس کی اولاد میں سے تین فوت ہوئے اور اس نے صبر کیا اس پر دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ جس نے ایک آنکھ کے ضائع ہونے پر صبر کیا تو وہ سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کرے گا اور اللہ تعالیٰ اندھوں کو مخصوص لباس پہنچائیں گے اور تمام مصیبت زدہ لوگوں سے پہلے اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے اور جس نے اپنی دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے عرش کے نیچے ایسا محل بنائیں گے جس کی تعریف ممکن نہیں۔ جس نے نماز قائم کرنے کے لئے غسل اور وضو کی ٹھنڈک پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے اس کو ایک نیکی عطا فرماتے ہیں اور ہر قطرہ آب سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اس کا اجر اس بندۂ مومن کے لیے لکھا جاتا ہے جس نے لوگوں کی دی جانے والی تکلیفوں پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کی آگ اور اس کے دھوئیں کی تکلیف کو دور فرمائیں گ، بے شک جنت میں ایک ایسا دروازہ ہے جس کا نام ''باب الشفی'' ہے اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اپنے غصہ کو پیتے ہیں اور جو اپنے غصہ پر قابو نہ پائے تو اللہ کو یہ حق ہے کہ اس پر وہ دروازہ بند کر دے، اللہ تعالیٰ تکلیف دینے والے کی نیکیوں کو متاثر فرد کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں اور اس کے گناہوں کو تکلیف دینے والے کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے جس نے چھوٹی اولاد کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا تو فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں، اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور اس چھوٹے بچے کو اس کے ورثاء کے لیے ذخیرہ بنا دیتے ہیں جو قیامت کے پیاس سے بھرپور دن ان کو حوض کوثر سے پانی دلانے کا سبب ہوگا۔

☆..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ قبروں سے بھوکے پیاسے اٹھیں گے، جس نے دنیا میں گرمی کے ایام میں نفلی روزہ رکھا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کھانے پینے سے لبریز دستر خوان عطا فرمائیں گے اور روزہ جوض کوثر پر اپنے مالک کیلئے جھگڑے گا اور اس کو اتنا پانی پلائے گا کہ وہ سیر ہو جائے گا۔ جس کا

Marfat.com

نابالغ بیٹا فوت ہوا وہ بھی اپنے والدین کو صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنے کے عوض حوض سے پانی پلانے کا ذریعہ بنے گا، کیونکہ مسلمانوں کے بچے حوض کے پاس ہوں گے مگر اس نعمت سے وہ والدین محروم ہوں گے جنہوں نے ان کی وفات کے وقت اللہ سے جھگڑا کیا اور نازیبا الفاظ استعمال کیے۔

ایک روایت میں ہے: بے شک مسلمانوں کے بچے قیامت کے روز اکٹھے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم ارشاد فرمائیں گے؛ ان کو جنت میں لے جاؤ اور جنت کے دروازوں پر بٹھا دو، دربان آواز لگائے گا؛ اے مسلمانوں کی اولاد! خوش آمدید، جنت میں داخل ہو جاؤ، آج تمہارا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ بچے پوچھیں گے: ہمارے ماں باپ کہاں ہیں؟ دربار کہے گا کہ تمہارے ماں باپ تمہاری طرح (معصوم) نہیں کیونکہ ان کے کندھوں پر گناہوں اور پرسش کا بوجھ ہے جس کی وجہ سے ان کا حساب جاری ہے بچے کہیں گے کہ انہوں نے ہماری وفات پر صرف ثواب کے نیت سے صبر کیا تھا، اس بات کے جواب میں دربان کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ بچے جنت کے دروازے کے اوپر سے چیخیں گے، اللہ جل شانہ چیخ سن کر کہیں گے (حالانکہ وہ بہتر جانتے ہیں) کہ یہ کیسی چیخ ہے؟ فرشتے جواب دیں گے: اے ہمارے رب! یہ مسلمانوں کے بچے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم جنت میں اپنے ماں باپ کے بغیر داخل نہیں ہوں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے تمام والدین کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے، بچے اپنے والدین کی انگلیاں پکڑے جنت میں داخل ہوں گے۔

صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے اور کم صبر کرنے والوں کے لیے افسوس ہے جو اپنا اجر ضائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو صبر کی اس قدر توفیق دے جس سے وہ راضی ہو جائے، ہمیں اور آپ کو اپنی ناراضگی سے بچائے جو صبر نہ کرنے کی وجہ سے مقدر ہو جاتی ہے اور ہمیں آپ کو اپنے فضل واحسان سے اپنے محبوب لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین. (الاعراف: ۲۳)

Marfat.com

فحاشی پھیلانے والوں کا
عبرتناک انجام

پاکستان فحاشی کے دروازے پر

وہ 1984ء میں کراچی میں پیدا ہوئی۔ اس کا تعلق ایک امیر گھرانے سے تھا۔ اس کی فیملی کے اکثر لوگ امریکا میں سیٹل تھے۔ یہ ایک لبرل خاندان تھا۔ جب اس کی عمر آٹھ سال تھی تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ امریکا چلی گئی یہ خاندان ٹیکساس ریاست میں رہائش پذیر ہوا۔ وہ جب امریکا پہنچی تو یہ اس کے لیے ایک نئی دنیا تھی، اسے پاکستان اور امریکا کا ماحول میں زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوا پہلے پہل اسے یہ سب اچھا نہیں لگا تھا لیکن ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی۔ اسے ہیوسٹن کے ایک اسکول میں داخل کر دیا گیا۔ اس سکول کا ماحول بھی پاکستانی اسکولوں سے مختلف تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس ماحول سے آشنا ہوتی چلی گئی۔ اسکول اور کالج کی تعلیم کے بعد اس نے ہیوسٹن یونیورسٹی میں ہوٹل مینجمنٹ میں داخلہ لے لیا۔ یونیورسٹی میں داخلہ ملنے کے بعد وہ پوری طرح امریکی کلچر کا حصہ بن گئی۔ ڈانس کلب، بار، کسینو ز اور یونیورسٹی میں اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ گھومنا پھرنا اس کے مشاغل تھے۔

جولائی 2006ء میں ''مس ٹورازم انٹرنیشنل'' کا مقابلہ ہوا تو اس نے اس میں حصہ لیا۔ یہ اس کی زندگی کا اس نوعیت کا پہلا مقابلہ تھا۔ اس نے یہ مقابلہ جیت لیا اور اسے

Marfat.com

''مس چیئرٹی'' کا خطاب دیا گیا۔ یہ اس کی زندگی کا ایک اور ٹرننگ پوائنٹ تھا یہ اس کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ اسی سال اگست کے آخری ہفتے میں چین میں ''مقابلہ حسن'' کا انعاد ہوا تو اس نے ایک اور قدم اٹھایا اور اس نے مقابلہ حسن میں حصہ لینے کی ٹھان لی۔ ''بیسٹ ان میڈیا'' مقابلے میں مجموعی طور پر دنیا کی 47 خواتین حصہ لے رہی تھیں اور ان خواتین میں وہ بھی شامل تھی۔ ان تمام خواتین کی عمر 18 سے 25 سال کے درمیان تھی۔ اس مقابلے میں پہلے نمبر پر آنے والی خاتون کو 5000 ڈالرز جبکہ دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والی خواتین کے لیے 3000 ڈالرز اور 2000 ڈالرز کا کیش پرائز رکھا گیا تھا جبکہ پہلے نمبر پر آنے والی خاتون کے لیے ''کوئین پرل'' اور دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنیوالی خاتون کے ''مس پرل'' کا تاج رکھا گیا۔ اس مقابلے کے تماش بینوں میں سینکڑوں لوگ شامل تھے۔ جب مقابلہ حسن کی ونر کا اعلان ہوا تو اس نے یہ میدان بھی سر کرلیا۔ اسے ''مس بکنی یونیورس 2006ء'' قرار دے دیا گیا۔ مقابلہ جیتنے کے بعد اس نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہئے کہا: مجھے ماریہ موٹن سے مس بکنی بننے پر بہت خوشی ہے یہ میری زندگی کا سب سے حسین دن ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں اتنا بڑا مقابلہ جیت سکوں گی۔ میری جیت کا سارا کریڈٹ میری فیملی کو جاتا ہے جس نے میری ہر طرح حوصلہ افزائی۔ میرے اس اقدام سے اب پاکستانی خواتین کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اور وہ بآسانی ان مقابلوں میں حصہ لے سکتی ہیں۔''

ماریہ موٹن کی اس کامیابی کی خبر دوسرے دن دنیا بھر کے الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا نے شہ سرخی کے طور پر شائع کی اور امریکا اور یورپی ممالک نے اسے خصوصی کوریج دی۔ میں نے جب مختلف ٹیلی ویژن چینلز پر یہ خبر دیکھی تو میں حیران رہ گیا۔ اس خبر میں ماریہ موٹن کو انتہائی مختصر لباس میں دکھایا گیا تھا۔ وہ سوئمنگ پول کے کنارے کھڑی تھی اور اس نے گلے میں مفلر ڈال رکھا تھا جس پر جلی حروف میں ''پاکستان'' لکھا تھا میں نے جوں ہی یہ خبر دیکھی مجھے امریکا کے ایک تھنک ٹینک نے حکومت کو مشورہ دیا تھا کہ وہ امریکا میں مقیما ایسے دو ہزار پاکستانی خاندان الگ کرے جو کی دہائیوں سے امریکا میں آباد ہوں اور وہ تیس چالیس سال قبل امریکا شفٹ ہوئے ہوں اور ان مردوں کو جنہوں نے امریکی

Marfat.com

خواتین سے شادیاں کر رکھی ہوں اور ان کی نسل جوان ہو چکی ہو۔ تھینک ٹینک کا کہنا تھا ''یہ لوگ چونکہ امریکی خواتین حدود و قیود سے آزاد ہیں۔ وہ ماڈرن اور لبرل ہیں چنانچہ ان کی اولاد ان کے اثرات کا شکار ہو گئی ہے اور وہ امریکی کلچر کا حصہ بن چکی ہے امریکی حکومت کو چاہیے وہ ان دو ہزار خاندانوں کو اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کرے۔ وہ ان پاکستانیوں کو سب سے پہلے اسلام سے دور کرے۔ انہیں لبرل اور ماڈرن بنائے ان خاندانوں کی نوجوان لڑکیاں کلبز، بار اور ڈسکوز جائیں، بیوٹی کنسرٹ میں حصہ لیں اور جب یہ مکمل طور پر آزاد خیال ہو جائیں تو اس کے بعد انہیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔''

اس وقت اسلامی دنیا میں پاکستان کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان کو ''اسلام کا قلعہ'' کہا جاتا ہے اور غیر مسلم طاقتوں کی یہ خواہش ہے کہ پاکستان میں سماجی تبدیلی لائی جائے اور پاکستان مسلمانوں سے روح محمدی کو مٹا دیا جائے چنانچہ اسی سماجی تبدیلی کی وجہ سے امریکا ان دو ہزار فیملیوں کی نوجوان لڑکیوں کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔

یہ بات طے ہے کسی بھی معاشرے میں تبدیلی لانے میں عورت کلیدی کردار ادا کرتی ہے اور امریکا اسی اصول کو مدنظر رکھ کر بھی مقابلہ حسن اور کبھی بیوٹی کنسرٹ کے نام پر ان لڑکیوں کو استعمال کر رہا ہے اور انہیں مس بکنی اور مس چیئرٹی کے خطاب بانٹ رہا ہے یہ سازش صرف بیوٹی کنسرٹ یا مقابلہ حسن تک محدود نہیں بلکہ غیر مسلم طاقتیں ہر طرح سے پاکستانی معاشرے میں تبدیلی لانے کی سازشیں کر رہی ہیں اور اس پر کئی دہائیوں سے کام جاری ہے۔

آپ حال ہی میں پارلیمنٹ میں پیش ہونے والے تحفظ حقوق نسواں بل کو ہی دیکھ لیجئے ہو سکتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہو کہ یہ صرف حکومت پاکستان کی خواہش پر ہو رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے اس بل کے پیچھے بھی امریکی تھنک ٹینک ہیں۔ یہ بل امریکا کے مشہور تھینک ٹینک، فرینڈ کارپوریشن'' نے اسپانسر کیا ہے اور اس بل میں عورت کی آزادی کے حوالے سے ایک ایسی شق شامل ہے جس میں زنا بالرضا کی سزا ختم کر دی گئی ہے اس بل کے نفاذ کے بعد پاکستان میں عورت اور مرد باہمی رضامندی سے حرام کاری کریں گے اور وہ

Marfat.com

قانون کی گرفت میں نہیں آسکیں گے ان پر حدود لاگو نہیں ہوں گی۔اس بل کے تحت عورت کو گرفتار نہیں کیا جا سکے گا یہ بل اسمبلی میں پیش ہوا تو اپوزیشن ارکان نے اس بل پر شدید احتجاج کیا جبکہ حکومت پاکستان اس بل کو ہر صورت منظور کرانا چاہتی ہے۔سیدھی بات ہے یہ طاقتیں ہماری بچیوں کو مقابلہ حسن تک لے جانا چاہتی ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ حکومت اس بل کو پاس کر کے کس کو خوش کرنا چاہتی ہے؟ آپ غور کریں اس وقت امریکا اور یورپ میں ایک ایسا قانون موجود ہے جسے ''میریٹل ریپ'' کہا جاتا ہے۔اس قانون کے تحت اگر کوئی مرد اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کے ساتھ مجامعت کرے تو یہ زنا کہلاتا ہے۔اس بل پر کشمالہ طارق نے بحث کرائی۔جب بل پر بحث شروع ہوئی تو کشمالہ طارق نے نے کہا: ''ہم میریٹل ریپ کا قانون بھی پاس کرائیں گے۔'' ان کے اس انکشاف سے ایوان میں کھلبلی مچ گئی۔اپوزیشن ارکان نے اس بل کے خلاف سخت احتجاج کی ااور اس نے بل کی کاپیاں پھاڑ ڈالیں۔اس بل کے ساتھ امریکا پاکستان میں فحاشی پھیلانے کے لیے دوسرے ذرائع بھی استعمال کر رہا ہے۔

آپ پاکستان میں الیکٹرونک میڈیا کی مثال لے لیں۔آپ اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر کوئی بھی ٹی وی چینل نہیں دیکھ سکتے۔ان چینلز پر ایسے پروگرام ٹوٹکے اور اشتہارات پیش کیے جاتے ہیں کہ ایک شریف آدمی کی آنکھیں ندامت سے جھک جاتی ہیں۔آپ کوئی کھیل کوئی پروگرام دیکھ لیں۔ہر پروگرام میں فحاشی، عریانی اور بے حیائی کا غلبہ ہے۔آپ پاکستان کے کسی بھی اسکول کالج اور یونیورسٹی میں چلے جائیں آپ طلبہ و طالبات اور ٹیچرز میں فرق کرنا مشکل ہوگا۔اب پاکستان کے تعلیمی اداروں کا نظام دیکھ لیں آج پاکستان میں اکثر سکولز کالجز اور یونیورسٹیوں میں کوایجوکیشن (مخلوط نظام تعلیم) ہے۔پہلی کلاس سے لے کر یونیورسٹی لیول تک طلبہ و طالبات اکٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔تربیتی ورکشاپ، مطالعاتی دوروں اور تقریبات کے نام پر طلبہ و طالبات کے درمیان ''دوری'' کو ختم کیا جا رہا ہے آج پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ڈسکوز، کلب اور بار کھل رہے ہیں، میوزک بالز ''ضرورت'' بنتے چلے جا رہے ہیں مجرے اور ڈانس فیشن بن چکا ہے رقص و سرود کی محفلیں ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں۔یہ سب کیا ہے؟

Marfat.com

آپ کے لیے شاید یہ بات حیران کن ہو کہ آج پاکستان میں عملاً شراب پر پابندی ختم ہو چکی ہے۔ لاہور، اسلام، آباد اور کراچی کے تمام فائیو اسٹار ہوٹلز میں سرعام شراب خریدی اور پی جاتی ہے اب پاکستان کے کسی بھی فائیو اسٹار ہوٹل کسی بھی کلب میں چلے جائیں آپ دنیا کی بہترین شراب کی فرمائیں کریں چند لمحوں بعد شراب کی درجنوں اقسام آپ کے سامنے ڈھیر کردی جائیں گی پاکستان کے ان ہوٹلز میں باقاعدہ میوزک ہالز، جم، بار اور سوئمنگ پول بن چکے ہیں۔ آپ جائیں ٹکٹ خریدی، کھانا کھائیں میوزک سنیں، شراب پیئں، مخلوط ڈانس میں حصہ لیں، شرکت کریں اور گھر آجائیں یہ سب کیا ہے؟ یہ سب امریکی سازش کا حصہ ہے یہ سب امریکا کی مرضی سے ہو رہا ہے اس وقت پاکستان میں ایسی سینکڑوں این جی اوز کام کر رہی ہیں جو پاکستانی معاشرے میں تبدیلی لانا چاہتی ہیں۔ یہ ای جی اوز مختلف ناموں پر پروگرام منعقد کرتی ہیں۔ یہ پروگرام کبھی آزاد عورت کے نام پر کبھی حقوق نسواں کے نام پر اور کبھی عورت کو معاشرے میں مقام دلانے کے نام پر منعقد کیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے مخلوط ڈانس کا پروگرام ایک این جی او نے اسلام آباد کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں کرایا تھا۔ جس میں کراچی سے اڑھائی سو نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو لایا گیا تھا اور ان اڑھائی سو لڑکے اور لڑکیوں کے لیے صرف چالیس کمرے بک کیے گئے تھے اس پروگرام کے انٹری ٹکٹ کو جان بوجھ کر عام آدمی کی دسترس میں رکھا گیا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد ''کسب فیض'' حاصل کرسکیں۔

یہ حقائق ثابت کرتے ہیں کہ غیر مسلم طاقتیں پاکستان معاشرہ میں تبدیلی لانے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ وہ معاشرہ میں تبدیلی لانے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ وہ چاہتی ہیں پاکستان میں ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جائے جو بظاہر مسلمان ہو لیکن اس کا کلچر اور اس کی ثقافت خالصتاً یورپی ہو اس کا رہن سہن اور ان کی طرز معاشرت غیر مسلمانوں جیسی ہو۔ یہ طاقتیں چاہتی ہیں پاکستانی عورت گھروں سے باہر نکلے، برقع اتار پھینکے، جم، بار، اور کلبز جوائن کرے بیوٹی کنسرٹ میں حصہ لے اور پاکستانی معاشرے کو لبرل بنادے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی عورتوں کو آزادی اور حقوق دلانے کے نام پر انہیں گھروں سے باہر لایا جارہا ہے اور آج ہمارے معاشرے کی حالت انتہائی افسوس ناک ہے

Marfat.com

یہ چیز ثابت کرتی ہے ہم غیر مسلم طاقتوں کی سازش کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہم لبرل اور ماڈرن ازم کے نام پر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم اپنے دین سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

آج ہمارا نوجوان یورپ سے متاثر ہے وہ یہ نہیں جانتا حضرت خالد بن ولید کون تھے؟ ان کا اسلامی تاریخ میں کیا کردار تھا؟ حضرت عمر فاروق کی سلطنت کا رقبہ کتنا تھا؟ ان کے اصول معاشرت کیا تھے؟ حضرت ابو جعفر طیار نے نجاشی کو کیا کہا تھا؟ یقین جانیے آج کا پاکستانی نوجوان طالب علم ان سوالوں کا جواب دینے سے قاصر ہے جبکہ اس کے مقابلے میں آپ کسی بھی طالب علم سے یہ پوچھیں ہالی ووڈ کا سب سے مشہور اداکار کون ہے؟ بالی ووڈ کی سب سے سپر ہٹ فلم کون سی ہے؟ بالی ووڈ کی بڑے بجٹ والی فلم کون سی ہے اور فلاں گانا کس نے گایا ہے؟ مجھے یقین ہے وہ آپ کو ''مایوس'' نہیں کرے گا۔ یہ سب کیا ہے؟ یہی وہ سازش ہے، یہی وہ مغربی پلاننگ ہے جس کا ہم شکار ہو چکے ہیں۔ یہی وہ سازش ہے جو لارڈ میکالے نے آج سے ڈیڑھ سو سال قبل ہندوستان پر قبضے سے پہلے ملکہ برطانیہ کے گوش گزار کی تھی۔ اس نے انیسویں صدی کے نصف میں کہا تھا: ''ہم اگر مغل حکمرانوں کی سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے ہندوستان کے مسلمانوں کا نظام تعلیم تبدیل کرنا ہوگا۔ ان کی ثقافت اور کلچر پر قبضہ کرنا ہوگا۔''

آج میں محسوس کر رہا ہوں لارڈ میکالے کی سازش دیر سے سہی لیکن کامیاب ہو چکی ہے اور یہ اسی سازش کا نتیجہ ہے آج پاکستانی نژاد ماریہ مورٹن مقابلہ حسن میں حصہ لیتی ہے تو مس بکنی اور مس چیئرٹی قرار پاتی ہے۔ مجھے ڈر ہے جس تیزی سے ہماری نسل دشمن طاقتوں کی سازشوں کا شکار ہو رہی ہے اس سے کہیں کل ہمارا ملک دنیا کا دوسرا سنگاپور یا دوسرا ترکی نہ بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی قصوروار صرف امریکا یا غیر مسلم طاقتیں نہیں ہیں ان کی زندگی کا تو مقصد ہی ہمیں دن سے دور کرنا ہے ہمارے خلاف سازشیں کرنا ہے اس کے ذمہ دھندہ پیروی کر رہے ہیں۔ افسوس! صد افسوس! ہمارے سارے دشمن جاگ رہے ہیں لیکن ہم سو رہے ہیں۔

Marfat.com

اسلامی جمہوریہ پاکستان شاہراہِ مغربیت وفحاشی پر

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں یہود
یہ مسلمان ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

کون نہیں جانتا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ تحریک پاکستان کے قائدین وعمائدین کا ایک ہی نعرہ تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ تاریخ پاکستان کا ہر صفحہ اور ہر صفحہ کی ہر سطر اس حقیقت کا نا قابل فراموش ریکارڈ ثبوت ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمانوں نے قیام پاکستان کے لیے اپنے کون اپنی جان کا نذرانہ صرف اس لیے پیش کیا کہ یہاں اسلام کو بالا دستی حاصل رہے گی ہزاروں نہیں لاکھوں افراد گھر بار چھوڑ کر عزت وآبرو لٹا کر مہاجرین کو ہجرت فرما کر صرف اور صرف اس لیے پاکستان پہنچے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ان کے ایمان و اسلام کا تحفظ ہوگا دینی مذہبی آزادی حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا اقرار کیا جائے گا اور حق وانصاف کا بول بالا ہوگا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد شہداء پاکستان کی قربانیون کو نظر انداز وفراموش کر کے ہر دور کے ارباب اقتدار نے پاکستان کو مغربیت وفرنگی ننگی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنے کی مذموم سعی کی ارباب اقتدار وارباب اختیار نے اسلام کو صرف مولی ملاؤں کا دین سمجھ لیا اور اپنے آپ کو اسلام اور سنت وشریعت سے بالاتر سمجھا نصف صدی سے زائد عرصہ بیت گیا پاکستان میں اسلام یتیم ومظلوم چلا آرہا ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ سے ارباب اقتدار صراس لیے کئی کتراتے رہے کہ اسلام پر عمل کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے اس لیے اہل پاکستان اپنے نشان منزل سے بتدریج دور ہوتے چلے گئے اور جس اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مسلمانان برصغیر کو حسین خواب دکھایا گیا تھا وہ شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا ارباب اقتدار کو اپنے اقتدار کو طول دینے اور اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے اپنی کرسی کو مضبوط کرنے کے لیے محض طاقت کے بل بوتھ پر مختلف النوع قوانین بنائے جاتے ہیں لیکن کتاب وسنت کی روشنی میں نفاذ اسلام ایک جان لیوا مسئلہ نظر آتا ہے بسا اوقات ارباب اقتدار یہ مفروضہ جھاڑتے ہیں کہ پاکستان میں مذہبی

Marfat.com

فرقے بہت زیادہ ہیں کس کا اسلام نافذ کیا جائے حالانکہ اسلامی تعزیرات کے نفاذ کا فرقوں میں اختلاف نہیں ہے چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور زانیوں، بدکاروں اور رشوت خوروں کی اسلامی سزاؤں پر کسی کا کچھ اختلاف نہیں ہے۔

عوام وخواش کو سنت وشریعت کے مطابق جلد از جلد اور سستا انصاف ملے اس پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی نظام حکومت کے نفاذ ذے انحراف کے ہولناک و المناک نتیجہ آج سب کے سامنے مغربی فرنگی ننگی تہذیب کے فروغ وعروج کے لیے قومی ذرائع ابلاغ معروف عمل ہیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، وی سی آر، کیبل فلموں، ڈراموں تماشوں کے ذریعہ مسلم قوم کو فحاشی وبدکاری و بے حیائی کی ٹریننگ دی جارہی ہے ملک بھر میں قتل، اغوا وچوری ڈکیتی، آبروریزی کی مسلسل بڑھتی ہوئی وارداتیں اپنی مذکورہ بالا ذرائع ابلاغ کی خبیث مساعی کا نتیجہ ہیں۔ جس کا قومی پریس کہتے ہیں۔ وہ حیاباختہ مخرب اخلاق مجامین و تصاویر کی اشاعتوں سے کھلم کھلا بدکاری کی ٹریننگ اور تربیت دے رہے ہیں عام روزنامہ اخبارات ورسائل میں قتل واغوا، بدکاری، اجتماعی زیادتی کی جو خبریں شائع ہوتی ہیں ان سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ دس پندرہ سالوں میں حلالی بچہ، حلالی اولاد کہیں دور دور ہی دیکھنے کو ملے گی۔

روشن خیالی کے نام پر خواتین کو ذلیل ورسوا کیا جارہا ہے ایک سابقہ جنرل صدر کے زمانہ میں چادر اور چاردیواری کی حفاظت کا نعرہ دیا گیا تھا اور آج کے فوجی جنرل صدر کے دور اقتدار میں روشن خیالی کے نام پر عورتوں لڑکیوں کی ریس کا اہتمام کیا جارہا ہے کھیلوں کی مختلف النوع زنانہ ٹیمیں بنائی جارہی ہیں۔ پاکستان کے بے غیرت نام نہاد قومی صحافت حیاباختہ ہے حیا فلمی ایکٹروں کی عریاں تصاویر شائع کرنے میں ایک دوسرے اخبار سے سبقت لے جانے لیے سرگرم عمل ہیں۔ جس تیزی سے مسلم معاشرہ کا اسلامی اقتدار اور اسلامی تشخص تباہ وبرباد کیا جارہا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ مسلم پاکستان کو مغربی فرنگی اور ہندی تہذیب کی یلغار سے فتح کرلیا گیا۔ ہمارا اسلامی تشخص ختم کرکے وہ مقاصد حاصل کرلیے گئے جو ہندو و یہود میدان جنگ میں حاصل نہ کرسکتے تھے۔ عصر رواں میں عزت و آبرو بچانا بھی بہت مشکل ہوگیا ہے شبانہ روز مختلف النوع ہولناک جرائم مسلسل جنم لے رہی

Marfat.com

ہیں اور انسان مول بکتا ہے انصاف دینے اور دلانے والے ادارے مال منڈیاں بنی ہوئی ہیں جہاں انصاف نقد فروخت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہماری حالت زار پر رحم فرمائے اور پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خواتین کا اسلام میں محترمہ اُم محمد صاحبہ لکھتی ہیں:

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تنبیہ کے لئے وقتاً فوقتاً جھٹکے دیتے رہتے ہیں مگر واقعات کے حوالے سے بعض واقعات رونگھٹے کھڑے کر دینے والے ہوتے ہی۔ یہ واقعہ بھی ایسا ہی عبرت آموز ہے۔

میری باجی سعودی عرب میں گذشتہ 30 سال سے رہائش پذیر ہیں۔ ان کی فیملی نے کئی حج وعمرے کئے (اللہ کی توفیق سے) الحمدللہ۔ پچھلے سال بھی وہ لوگ عمرے کے لئے (گوپ کی شکل میں) گئے۔ ایک فیملی کے چند افراد عمرے کے بعد چار دن تک لا پتہ رہنے کے بعد جب ملتے تو انہوں نے جو واقعہ سنایا وہ انہی کی زبانی سنئے۔

ہمارے بھائی یہاں (جدہ میں) کافی سالوں سے رہائش پذیر ہیں۔ پہلے تو ان کی فیملی بھی تھی مگر آج کل وہ اپنے فلیٹ میں اکیلے ہی تھے۔ ان سے روزانہ ہی فون پر بات ہو رہی تھی اور عمرے کے بعد ہمارا جدہ جانے کا پروگرام بھی طے تھا کہ اچانک ان کے فون آنے بند ہو گئے اور جب ہم ان کو فون کرتے تب بھی خاموشی تھی۔ ہم لوگ بہت پریشان ہوئے، برے برے خیالات آنے لگے۔ ہم نے فون پر ان کے دفتر پر رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ چار دن سے وہ دفتر بھی نہیں آئے ہیں۔ خیر! ہم لوگ پریشانی میں جب جدہ ان کے فلیٹ پر پہنچے تو دروازہ اندر سے بند تھا مگر بیل بجانے اور دھڑ دھڑانے کے باجود جب انہوں نے دروازہ نہ کھولا تو ہم نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس (شرطوں) نے آکر دروازہ جب توڑا تو اندر کا منظر دیکھ کر سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بدبو تو جو بھی وہ تو تھی ہ مگر عبرتناک منظر یہ تھا کہ وہ صاحب اس دار فانی سے اپنے وطن کو پہنچ چکے تھ۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ TV کھلا ہوا ہے وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہین ریموٹ ان کے ہاتھ میں ہے اور ہاتھ میں کیڑے پڑ

Marfat.com

چکے ہیں جوان کی انگلیوں کو کھا چکے ہیں۔ استغفر اللہ العظیم جس جس نے یہ منظر دیکھا ہے وہ اپنے آنسو نہ روک سکا۔ پھر کسی طرح پولیس نے انہیں نہلایا دھلایا اور کفنایا یہ الگ کہانی ہے کیوں کہ ان کو مرے ہوئے 72 گھنٹے گزر چکے تھے اور لاش اکڑ کر بیٹھی کی پوزیشن میں تھی اور ہاتھ ریموٹ کے ساتھ TV کے سامنے تھا۔ الٰہی ہمیں اور ہماری اولاد سے راضی ہو جا ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل کر لے اور اپنے فرمانبردار بندوں میں شامل کر لے آمین!

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نصیحت آموز خواب

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جب ہر طرف مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا مسلمانوں کی جائیداد کو آگ لگائی جا رہی تھی۔ عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی تھی' تو ۳۱ اکتوبر ۹۰ء کو میں استخارہ کی نیت سے سو گیا خواب میں ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے ان کے مال و جائیداد کو آگ لگائی جا رہی ہے عورتوں کے بے حرمتی کی جا رہی ہے ہر طرف مسلمان پریشان حال ہیں وہ عملی بتایئے جس سے مسلمانوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں ان بزرگ نے فرمایا کہ کوٹھوں پر سے چھتریاں اتروا دو (یعنی ٹیلی ویژن کے انٹینا اتروا دو) میں مسلمانوں سے گذارش کرتا ہوں کہ جن صاحب کے گھر یا دکان پر ٹیلی ویژن ہو وہ فوراً ہٹا دیں ہماری بھلائی اور کامیابی اسی میں ہے اور گناہوں سے توبہ و استغفار کریں' داڑھی رکھیں، نماز با جماعت ادا کریں' اپنے لئے اور امت مسلمہ کے لئے دُعاء خیر کریں۔

عبرتناک واقعہ

یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے کہ دو دوست تھے ایک جدہ میں رہتا تھا۔ دوسرا ریاض میں دونوں میں گہری دوستی تھی دونوں ہی دیندار و پرہیز گار تھے۔ ریاض والے دوست کے گھر والوں نے بہت ضد کی کہ وہ گھر میں ٹی وی لے آئے اپنے بچوں اور بیوی کے اصرار پر

Marfat.com

گھر والوں کیلئے ٹی وی خرید لیا' کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ جدہ والے دوست نے اس کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا ہر مرتبہ اس کو عذاب کی حالت میں پایا اور اس نے خواب میں تینوں مرتبہ اس جدہ والے دوست سے کہا خدا کے لئے میرے گھر والوں سے کہو کہ وہ گھر سے ٹی وی نکال دیں کیونکہ جب سے ان لوگوں نے مجھے دفن کیا ہے مجھ پر اس ٹی وی کی وجہ سے عذاب مسلط ہے کیونکہ میں نے خرید کر گھر میں رکھا تھا وہ لوگ اس بے حیائی سے مزے لے رہے ہیں اور میں عذاب میں گرفتار ہوں۔ جدہ والا دوست جہاز کے ذریعہ ریاض پہنچا اور اس کے گھر والوں کو خواب سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے تین مرتبہ ایسا دیکھا ہے گھر والے سن کر رونے لگے۔ اس کا بڑا بیٹا اٹھا اور غصہ میں ٹی وی کو اٹھا کر پٹخا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اٹھا کر کوڑے کے ڈبے میں پھینک دیا۔ جدہ والا دوست جب جدہ واپس پہنچا تو اس نے پھر دوست کو خواب میں دیکھا اس بار وہ اچھی حالت میں تھا۔ اس کے چہرے پر ایک رونق تھی اس نے اپنے ہمدرد دوست کو دعا دی کہ اللہ جل جلالہ تجھے بھی مصیبتوں سے نجات دلائے جس طرح تو نے میری پریشانی دور کرائی۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے جو اولاد اور بیوی یا دوسرے رشتہ داروں کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں اور اپنے گھر کو ٹی وی' وی سی آر کی لعنت سے برباد کرتے ہیں نہ معلوم اتنے بے غیرت کیوں اور کیسے ہوتے جا رہے ہیں کہ یہ گوارہ کر لیتے ہیں کہ گھر کی بہو بیٹیاں نامحرم مردوں کو ٹی وی اسکرین پر دیکھیں اور اپنی شرم و حیاء کو غارت کریں اور خود بھی نامحرم عورتوں کا نظارہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ گھر کو سینما گھر بنا دیتے ہیں۔ اپنی اولاد کو خود اپنی جان کو دوزخ کے گڑھے میں دھکیلنے کو تیار ہو جاتے ہیں اللہ عزوجل ہدایت دے۔ آمین (تعمیر حیات لکھنؤ بھارت)

دوسرا اور دردناک واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کی بات ہے کہ افطاری سے کچھ دیر پہلے ماں نے بیٹی سے کہا کہ آؤ میرے ساتھ مل کر افطاری کے لئے تیاری میں میری مدد کرو بیٹی نے جواب دیا امی مجھے ٹی وی پروگرام دیکھنا ہے وہ دیکھ لوں تو پھر کام کروں گی یہ کہہ کر اوپر چھت پر چلی

Marfat.com

گئی کمرے میں ٹی وی رکھا تھا اس لڑکی نے ماں کے ڈر سے کہ کہیں مجھے زبردستی کام کے لئے نہ اٹھالے جائے دروازہ بھی اندر سے بند کرلیا، ادھر ماں بیٹی کو آوازیں دیتی رہی' بیٹی نے ایک نہ سنی کافی وقت گزر گیا گھر میں سب مرد بھی آ گئے۔ افطاری ہوگئی لیکن لڑکی ابھی تک کمرے سے نہیں نکلی۔ ماں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز نہ آئی دل ڈر گیا اس کے باپ اور بھائیوں سے کہا انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی زمین پر اوندھے منہ پڑی ہے اس کو دیکھا تو وہ مر چکی تھی اب حالت یہ ہوئی کہ لڑکی زمین کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی اٹھانے سے اٹھتی نہیں تھی سب اس کو اٹھا اٹھا کر تھک گئے اب حیران کہ کیا کریں کسی کے ذہن میں اچانک ایک بات آئی اس نے جو اٹھ کر ٹی وی کو اٹھایا تو لڑکی بھی اٹھی اب تو یہ ہوا کہ اگر ٹی وی اٹھاتے تو لڑکی اٹھتی ورنہ بالکل کوئی اس کو نہ اٹھا سکتا۔ آخر انہوں نے لڑکی کے ساتھ ٹی وی کو بھی اٹھایا اور اس کو نیچے لائے اور غسل دے کر کفن وغیرہ پہنا کر جب جنازہ اٹھایا تو حیران رہ گئے کہ چارپائی تو ٹس سے مس نہیں ہوئی بالآخر انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا اور قبرستان تک لے گئے۔ اب انہوں نے لڑکی کو قبر میں دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھا کر گھر لانے لگے' جونہی انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا تو میت قبر سے باہر آپڑی انہوں نے پھر اس کو دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھایا تو پھر میت باہر آپڑی اب تو سب کو بہت پریشانی ہوئی انہوں نے لڑکی کو ٹی وی سمیت قبر میں دفن کر دیا۔ اب اس کا جو حشر ہوگا وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (بحوالہ رسالہ ختم نبوت شمارہ ۱۸ جلد ۷)

اب اگر ایسے عبرتناک واقعات کے نمودار ہونے کے بعد ہماری آنکھوں سے پردے نہیں اٹھتے اور ہم اس طرح سرکشی پر اڑے رہے اور صرف نظر سے کام لیتے رہے تو آخر کیا ہم کو اس وقت کا انتظار ہے جب توبہ کی مہلت سلب کر لی جائے گی۔ اور زمین ہم پر تنگ ہو جائے گی۔

استغفر اللہ استغفر اللہ..... یا الٰہی تو اپنی پناہ نصیب فرما۔

الحاج بھائی عبدالوہاب صاحب کا ایک خواب

برادر محترم حافظ کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھائی عبدالوہاب

Marfat.com

صاحب کے کمرے میں ان کی چارپائی کے قریب بیٹھا تھا اور وہ سو رہے تھے کہ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ بھئی عجیب خواب دیکھا ہے۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ میں (عبدالوہاب صاحب) تمہارے والد کی عیادت کے لئے انارکلی والے گھر گیا واپس جب سیڑھیوں سے اتر رہا تھا تو سیڑھیوں کے درمیان میں پانی ٹپک رہا تھا جس سے عجیب قسم کی دبو بو اور تعفن آرہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ صغیر نے یہ کیسا مکان بنوایا ہے۔ بس پھر میری آنکھ کھل گئی حافظ کفایت اللہ صاحب نے ان سے کہا کہ اوپر کی منزل میں ہمارے قریبی عزیز کرایہ پر رہتے ہیں اور سیڑھیوں کے اوپر ٹی وی کا انٹینا لگا ہوا ہے اس پر وہ خاموش رہے۔ حافظ کفایت اللہ صاحب نے یہ خواب بندہ کو سنایا تو طبیعت بہت پریشان ہوئی کہ ہمارے کس عمل کی یہ بدبو ہے اور خواب حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں تحریر کر دیا۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ: ''یہ بدبو اور تعفن ٹی وی ہی کا ہے۔''

ٹی وی کے مہلک نتائج

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مغربی دانشور اور مفکرین اپنی اس مسموم ایجاد کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) مشہور امریکہ رسالہ ''ٹائم'' کی ایک خاتون ایسوسی ایٹ ایڈیٹر ''مارتھا سملجس'' کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ اس طرح پریس اور ٹی وی پر انسان کی جسمانی حرکات اور کنڈوم (مانع حمل غلاف) جیسے جنسی تحفظات کے استعمال پر مفصل مذاکرے ہونے لگے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں جنسی عمل کے طریقے عوام میں اتنے واضح ہو کر پھیل گئے ہیں کہ ایک سال پہلے ان کے اس طرح کے گھر گھر پھیلنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

(۲) ایک امریکن رسالہ میں ایکی تہذیب کی افسوسناک حالت وہاں کے اخلاقی جرائم اور جنسی بے راوی اور جذبات کی شورش کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ''تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثیت آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔

۱۔ فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور

Marfat.com

کثرت اشاعت میں بڑھتا چلا جارہا ہے

۲۔ متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں۔

۳۔ رابطہ عالم اسلامی کے ترجمان اخبار ''اخبار العالم الاسلامی'' میں مصر کی ایک سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مصر میں ۹۱ فیصد بچے ٹی وی پر نشر ہونے والے اعلانات دیکھتے ہیں اس کے بعد لکھا ہے کہ یہ ۹۱ فیصد نسبت قطعی طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بچوں کی طرف سے تمام اوقات وایام میں اعلانات کا مشاہدہ کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔

مزید سنئے کہ بچوں میں سے ۹۳ فیصد ایسے تھے جو فلمی اعلانات کے صرف نام بتا سکیں جو ٹی وی پر دو ماہ سے زیادہ عرصہ میں دیکھے گئے جبکہ ۶۶ فیصد بچے ایسے تھے جو فلم ک ناموں کے ساتھ بعض تفاصیل بھی یاد رکھتے تھے جو ٹی وی پر تین ہفتوں میں آئے ہیں اور ۲۷ فیصد بچے ایک ہفتہ کے اندر کے فلمی اعلان کو پوری تفصیل سے یاد رکھتے تھے۔

(۴) شیخ عبداللہ حمید سابق جسٹس سپریم کورٹ آف سعودی عریبیہ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ''ایک جرمنی کے ماہر اجتماعیات نے مختلف درسگاہوں اور اداروں کے براہ راست بھرپور مطالعہ کے بعد سوسائٹی اور نئی نسل پر ٹی وی کے خطرات کا گہرائی سے جائزہ لے کر کہا کہ ٹی وی اور اس کے نظام کو تباہ کردو' اس سے قبل کہ یہ تمہیں برباد کردے:

ٹیلی ویژن بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے

(۵) ٹیلی ویژن پر تشدد اور جنس سے متعلق پروگرام بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں یہ بات برطانیہ کے وزیر صحت نے کہی ہے ان کا کہنا ہے کہ حکومت کی ٹیلی ویژن نشریات پر کنٹرول کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ والدین بھی بچوں پر پابندی لگائیں اور ان کو ایک حد میں رکھیں' جس سے آگے بچے قدم نہ اٹھائیں، انہوں نے کہا کہ والدین کو ان کی ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے اور بچوں کو بڑوں کی عزت کرنا اور برے بھلے کی تمیز کرنا سکھانا چاہئے (بحوالہ روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۵ اپریل ۱۹۹۳ء)

Marfat.com

ٹی وی سے کینسر

(۶) الف: ''ڈاکٹر این ویگمور'' مشہور جرنلسٹ اور عیسائی مشن کی معزز رکن ہیں اپنی کتاب **Whysuffer** میں لکھتے ہیں کہ ''سچائی تو یہ ہے کہ ٹی وی ایک طرح کی ایکسرے مشین ہے۔ ڈاکٹر جن ایکسرے مشین کا استعمال کرتے ہیں اس میں خطرات سے بچنے کا مناسب انتظام ہوتا ہے جبکہ ٹی وی میں اب تک ایسا کوئی انتظام نہیں ہ۔ ایکسرے کی کرنیں بہت مہک ہوتی ہیں انسان کے نازک اعضاء جوراح پر اس کے اثرات کیسے مرتب ہورہے ہیں اس خیال ہی سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہے وہ مزید لکھتی ہیں کہ لڑکے اور لڑکیاں ٹی وی سیٹ کے سامنے بیٹھ کر پروگرام دیکھتے ہیں امریکہ کے بوسٹن نامی شہر میں صرف ایک ہسپتال میں خونی کینسر کا شکار چھ سولڑکے لڑکیاں زیر علاج ہیں۔''

(ب) ڈاکٹر ''گروڈبے'' لکھتے ہیں کہ ''سیاہ سفید ٹی وی سیٹ میں ۱۹ کلووالٹ' رنگین ٹی وی میں ۲۵ کلووالٹ تک کی ٹیوب ہوتی ہیں۔ شروع میں ۱۶، ۱۶ کلووالٹ والی ایکسرے مشین بھی ان کا استعمال کرنے والے ٹیکنیشن کے جسموں میں کینسر کا کیڑا پیدا کر دیتی تھی'' اندازہ کیجئے کہ جب ۱۶ کلووالٹ کی ایکسرے مشین بھی کینسر پیدا کر دیتی تھی تو ٹی وی جو ۱۹ اور ۲۵ کلووالٹ کے ہوتے ہیں وہ کیا کچھ تباہی نہ پیدا کرتے ہوں گے۔''

(ج) عکسی تصویر کے مشہور ماہر ڈاکٹر ''آئلکروب'' نے شیکاگو امریکہ کے ایک ہسپتال میں جان کنی کے عالم میں نہایت تلخی کے ساتھ یہ تاکید کی ''گھروں میں ٹی وی کا وجود ایک جان لیوا کینسر کی مانند ہے جو بچوں کے جسموں میں رفتہ رفتہ سرایت کرتا ہے۔'' شیخ عبداللہ بن حمید سابق چیف جسٹس سعودی عربیہ نے اسی ڈاکٹر آئلکروب کے بارے میں لکھا ہے کہ ''یہ ڈاکٹر بھی ٹی وی کی شعاؤں سے پیدا شدہ مہلک مرض کینسر کا شکار تھا'' اس کی وفات سے پیشتر کینسر کے جراثیم کے استحصال کے لئے چھیانوے دفعہ اس کا ہر جری آپریشن کیا گیا مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ مرض اپنی انتہاء کو پہنچ چکا تھا اور اس کا بازو نیز چہرہ کا کافی حصہ کٹ کر گر گیا تھا۔ ان تفصیلات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ٹی وی کی شعائیں اور کرنیں نہایت درجہ مہلک اور مادہ کینسر کی حامل ہیں۔

Marfat.com

ٹی وی سے دیگر نقصانات

اس کے علاوہ ٹی وی سے اور بھی جسمانی نقصانات ہوتے ہیں مثلاً بعض تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے فالج ہوتا ہے نیز اس کی شعاعوں سے آنکھوں کی بینائی پر نہایت مضر اثرات پڑتے ہیں۔ ڈاکٹر ایچ پی شوین کا تجربہ ہے کہ ایک حاملہ کتیا پر دو ماہ تک ٹی وی کی شعائیں پڑنے دین اس کے بعد کتیا نے چار بچوں کو جنم دیا یہ چاروں بچے فالج زدہ تھے ان میں تین تو اندھے بھی تھے۔ ایک اور شخص نے دو طوطے خریدے طوطے کا پنجرہ ٹی وی سیٹ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ طوطوں کے پیر بیکار ہو گئے ان تجربات سے واضح ہوتا ہے کہ ٹی وی کی شعائیں جسمانی صحت کے لئے بھی تباہ کن اور خطرناک اثرات اور کئی کئی قسم کی مہلک بیماریوں کو جنم دینے والی ہیں۔

ٹی وی کے فضائی اثرات

(۸) ان سب کے علاوہ مزید خطرناک بات یہ ہے کہ ٹی وے سے نکلنے وال مادے جو اوپر جاتے اور فضا میں پھیل جاتے ہیں وہ نہایت درجہ ملک اور خطرناک ہوتے ہیں۔ روزنامہ ''مسلمان'' مدراس نے مورخہ ۵ اگست ۹۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ 'رپورٹ'' میں بتایا گیا ہے کہ گھریلو الیکٹرانکس مثلاً ٹی وی سے جو زہریلے مادے گیسوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں وہ نیوکلیائی تجربہ گاہ پر بم پھٹنے کے بعد پائے جانے والے اثرات سے ۵ گنا زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ (بشکریہ ''ختم نبوت'' جلد ۱۱ شمارہ ۴۴)

اس کے علاوہ انہیں اہل یورپ کی رپورٹس میں سکولوں میں پڑھنے والے لڑکے لڑکیوں کے شہوات و جنسیات اور بے راہ روی پر مبنی ایسے واقعات اور ایسی باتیں درج ہیں جن کا نقل کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ اللہ ہی اپنے فضل سے سب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں غیرت کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنے گھروں کو اس ٹی وی' وی سی آر اور فحش عریاں لٹریچر کی لعنت سے پاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

(۱) یہ دماغی رگ ٹی وی دیکھنے سے پھٹی ہے

یہاں کراچی میں ایک لڑکی کے دماغ کی رگ پھٹ گئی دماغی امراض کے مشہور سپیشلسٹ ڈاکٹر جمعہ خان نے معائنہ کر کے بتایا کہ ''یہ دماغی رگ ٹی وی دیکھنے سے پھٹی ہے۔''

(۲) بینائی یرٹی وی کا اثر

ایک لڑکی آنکھوں کے سپیشلسٹ کے پاس نظر ٹیسٹ کرانے آئی ڈاکٹر نے کہا کہ اس کی نظر ٹی وی دیکھنے سے کمزور ہوگئی ہے۔

(۳) ڈاکٹر والٹر بوہلر کی رپورٹ

جب سے ٹی وی ایجاد ہوا ہے۔ ڈاکٹر اس کے جسمانی نقصانات سے آگاہ کرتے آرہے ہیں۔ جرمنی کے مشہور ڈاکٹر ''والٹر بوہلر'' لکھتے ہیں کہ بعض چھوٹے چھوٹے جانور چوہا' چڑیا وغیرہ اگر ٹی وی کے سامنے رکھ دیئے جائیں تو اس کی سکرین کی شعاؤں کسی تیزی سے کچھ دیر کے بعد یہ مرجائیں گے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی صحت اس سے کس قدر متاثر ہوتی ہوگی۔ ماہرین فن کا فیصلہ ہے کہ ایک کمرے میں ٹی وی چل رہا ہو تو ساتھ والے کمرے میں بیٹھنے والے لوگوں کی صحت بھی اس سے متاثر ہوتی ہے۔ ہر ٹی وی دیکھنے والے گھرانے کا تجربہ ومشاہدہ ہے کہ جن بچوں کو ٹی وی دیکھنے کی لت پڑ جاتی ہے اون کی طبعت تعلیم سے تو اچاٹ ہو ہی جاتی ہے کسی اور کام کے بھی نہیں رہتے نہ دین کے نہ دیا کے خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو کر دنیا وآخرت دونوں برباد کر لیتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے رسالہ ''ٹی وی کا زہر'' ضرور ملاحظہ فرمائیں)

یہ امریکہ ہے

ایک حالیہ جائزے کے مطابق امریکہ میں غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ ہے اس وقت امریکہ کی آبادی تقریباً تیس کروڑ ہے اتنی آبادی والے ملک غیر شادی شدہ ماؤں کی یہ تعداد انتہائی زیادہ ہے اور اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ جنسی آوارگی

Marfat.com

اور بے راہ روی نے امریکی معاشرہ کو کس اخلاقی پستی میں گرادیا ہے امریکہ میں خاندان کا تصور ختم ہوگیا ہے۔نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شادی کے بغیر شوہر بیوی کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ہم جنس پرست مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی تعداد وہاں موجود ہے اور اپنی ان شرمناک اور قبیح حرکات کا کھلے عام اعتراف کرتی ہے۔ ہم جنس پرستوں کے کلب اور ادارے قائم ہیں اور ان کے بہت سے جریدے بھی شائع ہوتے ہیں۔منشیات کے استعمال ''نائٹ کلبوں' جوئے خانوں اور جرائم پیشہ افراد کے منظم مافیا گروپوں کے وجود نے جنسی بے راہ روی کے ساتھ مل کر امریکی معاشرہ کو ایک ایسا معاشرہ بنا دیا ہے جہاں اصلاح کی بہت کم گنجائش باقی رہ گئی ہے لیکن اللہ کے کچھ بندے اس امریکی معاشرہ میں پھیلی ہوئی تاریکی میں اسلام کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہیں اور امریکیوں کو بتا رہے ہیں کہ ان کے مسائل کا حل اور ذہنی اور سماجی انتشار سے پیدا ہونے والے حالات کی کنجی اسلام ہ۔ وہاں کچھ ایسی پیاسی روحیں ہیں جو خود اسلام کے چشمہ فیض تک کھنچی چلی آرہی ہیں۔ان کو کسی تعلیم یا راہنما کی ضرورت نہیں۔

لہوالحدیث کی تشریح.....اولیائے امت کے ٹی وے کے متعلق ارشادات

مفکر اسلام مورخ مبصر اور عارف باللہ حضرت مولانا سید علی میاں ندوی رحمہ اللہ جو عالمی سطح پر ایک بزرگ شخصیت ہیں خصوصا عرب وعجم میں تاریخ اور عربی ادب پر بھی ان کا ایک اپنا مقام ہے اور علوم باطنیہ کے ساتھ ساتھ اللہ نے علوم ظاہریہ میں بھی عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے۔انہوں نے ایک تقریر مسجد زہرہ جدہ میں کی تھی جس کا اقتباس مضمون کی مناسبت سے ناظرین کے فائدہ کے لئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! ایک تو یہ کہ دین کے کامل ہونے کا پہلو آپ اپنے ذہن میں رکھیں' اس میں عقائد بھی ہیں' ایک ایسا عقیدہ جو شرط ہے اسلام کے لئے اس سے انحراف ارتداد کے مترادف ہے' عبادات وفرائض کی پابندی کیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ یہاں رہیں' اس ک باوجود نماز کی پابندی نہ ہو' اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہوسکتی ہے' پھر اس کے ساتھ آپ کی تہذیب ومعاشرت بھی اسلامی ہو' یہ نہیں کہ آپ رہیں سرزمین مقدس میں اور آپ کے

Marfat.com

گھروں میں ہر وقت ٹی وی چل رہا ہو' نمازوں کے اوقات میں لڑکے وہ دیکھ رہے ہوں۔

ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله.

''اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو بیہودہ حکایتیں خریدتے ہیں تا کہ لوگوں کو بے سمجھے خدا کے راستہ سے گمراہ کریں۔''

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صرف نام لینا رہ گیا ویڈیو اور ٹی وی کا قرآن تو عربی زبان میں ہے' اس میں انگریزی کا لفظ کیسے آتا عقل کی بات نہیں تھی لیکن قرآن کا اعجاز معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چودہ سو برس پہلے جو کتاب نکلی' گر میں مسجد میں بیٹھ کر کہوں کہ اس میں ٹی۔وی اور ویڈیو کا ذکر ہے تو میں غلط نہیں کہوں گا' اس لئے قرآن میں کہا گیا من یشتری لھوالحدیث جو لوگ عربی کی بلاغت سے واقف ہیں اور اس کی زبان کا صحیح ذوق رکھتے ہیں اہل زبان کی طرح اور محض اللہ کا شکر وانعام ہے کہ ہمیں اسی حجاز ویمن کا فیض پہنچا ہے کہ ہم اس قابل ہوئے' ہمارے استاد عرب تھے' ہم نے ساری عربی عربوں سے پڑھی الحمدللہ تو ہم لہوالحدیث کا لطف لے رہے ہیں' ہمارا عربی کا ذوق لہوالحدیث کے دائرے کی وسعت کو دیکھ رہا ہے' میں اس لفظ کا ترجمہ نہیں کر سکتا حالانکہ لکھنو کا رہنے والا ہوں میں اقرار کرتا ہوں کہ میں لہوالحدیث کے ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے معنی ہیں باتوں کا کھیل اب بتایئے ٹی وی اور ویڈیو وغیرہ میں کیا ہے' اگر یہ ہوتا کہ بہت سے لوگ ہیں جو کھیل کو پسند کرتے ہیں کھیل خریدتے ہیں تو اس میں ویڈیو اور ٹی وی نہ آتا۔ مگر باتوں کا کھیل کہا گیا' یہ وہ ہے جو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ قرن اول، قرن ثانی، قرن ثالث، قرن رابع اور پانچویں، چھٹی، ساتویں، آٹھویں یہاں تک کہ کہ میں کہوں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ذہن بھی یہاں تک نہیں گیا ہوگا۔ (یعنی ویڈیو اور ٹی وی کی طرف) یہ قرآن کا معجزہ ہے۔ حدیث کا لہو' باتوں کا کھیل اور وہ کیا ہے' یہ ویڈیو کا پروگرام' ٹی وی کی بولتی تصویریں' یہ ویڈیو' یہ ریکارڈ جو سنے جاتے ہیں سب لہوالحدیث ہیں' آج سے چودہ سو برس پہلے جب یہ سب چیزیں ایجاد ہونا تو درکنار کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا اس وقت کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت اللہ کی کتاب نے کہہ دیا بہت سے لوگ ہیں جو لہوالحدیث کہتے ہیں۔ (از

Marfat.com

رسالہ ''قرآن کا مطالبہ مکمل اطاعت وسپردگی''

(۲) حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی دامت برکاتہم کی قرآن فہمی اور سخن شناسی پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کے معروف عالم فقیہہ اور صاحب قلم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی خلیفہ مجاز قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث کے الفاظ موجودہ دور کے آلات لہو مثلاً ٹی وی، وی سی آر اور ویڈیو وغیرہ کو بعبارۃ النص شامل ہیں اور حضر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی جو عربی اور اردو دونوں زبانوں کے نامور ادیب اور سخن شناس ہیں ان کی شہادت کے بعد مزید کسی شہادت کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔

۱۔ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ نے لہو کی تفسیر ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ مایشغل الانسان عما یعنیہ لہو وہ تمام چیزیں ہیں جو آدمی کو لائق اہتمام چیزیوں سے غافل کریں۔

۲۔ لھو الحدیث کی تفسیر بعض اکابر نے گانا کے ساتھ فرمائی ہے۔ بعض نے طبلہ کے ساتھ، بعض نے باطل الحدیث کے ساتھ اور بعض نے کل ما الما لک عن ذکر اللہ کے ساتھ ان اقوال پر کچھ تعارض نہیں، کیونکہ آیت شریفہ کے الفاظ ان تمام چیزوں کو شامل ہیں۔

ٹی وی اور ویڈیو وغیرہ نے مسلمانوں کے ایک ایک گھر کو سینما ہال میں تبدیل کر دیا ہے اور جو گندگی فحش کے خاص مراکز میں پائی جاتی تھی اسے پورے معاشرے میں پھیلا دیا ہے اس لئے ان چیزوں کو ام الخبائث کہنا صحیح ہے واللہ اعلم

(۳) حکیم الامت الشاہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی فاروقی رحمۃ اللہ کے خلیفہ راشد حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ہردوئی بھار جن کے زیر تربیت وسرپرستی درجنوں مدارس گلشن نبوی کی آبیاری میں مشغول ہیں فرماتے ہیں کہ

آجکل ہمارے دکاندار حضرات ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو آمدنی میں زیادہ کا سبب سمجھتے ہیں حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا الگ الگ گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے اس دکاندار کی گردن پر جب ڈالا جائے گا تب اس کو اپنی آمدنی کا حاصل معلوم ہوگا۔ زبان سے کہتے ہیں کہ رزق خدا دیتا ہے اور پھر گناہ کر کے

Marfat.com

خدا کی ناراضگی سے رزق بڑھا رہے ہیں۔ (مجالس ابرار صفحہ ۷۵)

(ب) جب نامحرم کی تصویر کی اصل دیکھنا حرام ہے تو نقل دیکھنا کیسے جائز ہوگا۔ پس ٹیلی ویژن کا مسئلہ اسی سے سمجھ لیا جاء کہ مردوں کے لئے نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور عورتوں کے لئے نامحرم مردوں کو دیکھنا بالکل حرام ہے" (مجالس الابرار صفحہ ۱۳۳ حصہ ۲)

علماء امت کے فتاویٰ اور آراء نیز دیگر عبرت آموز واقعات اہل یورپ کی رپورٹس اور اس کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں ناجائز ہونے کی تفصیل کے لئے رسالہ (۱) ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی احکام (۲) فلم، ٹی وی، وی سی آر ایک شرعی جائزہ (۳) ٹی وی کا زہر ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ (از مرتب)

حرف آخر: جن گھرانوں کے افراد ابھی تک بفضلہٖ تعالیٰ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں مگر ان کے ہاں ٹی وی کی لعنت داخل ہو چکی ہے وہ ٹھنڈے دل سے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیانتداری سے بتائیں کہ کیا یہ نہیں ہوتا کہ جب بھی اس لعنت میں ان کی اپنی پسند یا ملکی اور بین الاقوامی اعتبار سے اہم پروگرام خواہ کھیل کے شعبہ کا ہو یا کسی اور شعبہ کا تو جماعت کی نماز تو یقیناً فوت ہو جاتی ہے یا نہیں یہ تو متعلق حضرات ہی بتا سکتے ہیں ہمارا ہی نہیں بلکہ تمام اہل مساجد کا مستقل مشاہدہ ہے کہ ایسے مواقع پر مساجد میں نمازیوں کی تعداد نصف سے ایک چوتھائی تک رہ جاتی ہے اور اس میں نہ جمعہ کی تخصیص ہے نہ رمضان المبارک کی یا اس کے "عشرہ اخیرہ اور طاق راتوں" کی۔

ہمارا مشاہدہ اور تجربہ یہ بھی ہے کہ جو بچے ٹی وی دیکھتے ہیں قرآن پاک یاد رکھنا ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جو ناظرہ پڑھتے ہیں ان کو بھی بے حد دشواری پیش آتی ہے اور اکثر دوگنا وقت ان کا صرف ہو جاتا ہے' پھر بھی دوسرے بچوں کے مقابلہ میں کمزور ہی رہتے ہیں۔

آج ہر شخص کو اس کی فکر تو ہے کہ میرے مرنے کے بعد بچوں کا کیا ہوگا۔ مگر یہ فکر نہیں کہ بچوں کے مرنے کے بعد ان کا قبر میں کیا ہوگا' حشر میں کیا ہوگا یعنی ان کی اس دنیاوی زندگی کی فکر تو بالعموم سبھی کو ہے جس کی حیثیت آخرت کی طویل اور ابدی زندگی کے مقابلہ میں بالکل ایک خواب کی سی ہے مگر ان کی آخرت کی فکر سے غفلت عام ہے۔ ہمیں دنیا

Marfat.com

بھر کی اور شعبہ ونوع کی معلومات عمر کے ہر حصہ میں حاصل کرنے میں کوئی عار وحجاب نہیں ہوتا مگر دین کی بات معلوم کرنے میں شرم مانع ہے۔ یہ تو فرائض کے بارے میں ہے پوری معیشت ومعاشرت اور ظاہر و باطن کی اصلاح و درستگی سے غفلت اور فرار ایک مستقل المیہ ہے ہم حرام ہی میں کیوں نہ مبتلا ہوں مگر کسی دین والے سے معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔ انہی امور کی وجہ سے ہر گھر انواع واقسام' انفرادی اور اجتماعی پریشانیوں میں مبتلا ہے اور ان سے نکلنے کے لئے جہاں بھر کی تدابیر اختیار کرنے میں مشغول ہیں' مگر اللہ کو راضی کرنے کی طرف التفات نہیں۔ اللہ کو راضی کئے بغیر آخرت کی پریشانی کجا' دنیا کی پریشانی سے بھی نہیں نکالا جاسکتا۔

ہم خود اور اگر خود نہیں تو بچوں کو اور بچیوں کو کس کے حوالہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں کل قیامت والے دن ہم ان کے بارے میں کیا جواب دیں گے جبکہ حدیث پاک میں آیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص کی رعیت ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ اگر آج ہم ان کی فکر کریں گے تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ان کی بھی دین دنیا اور آخرت درست ہو جائے گی اور ہمارے لئے بھی ان کا درست ہونا توشہ آخرت ہو جائے گا اور اس طرح یہ درستگی کا عمل ان شاء اللہ نسل در نسل چلتا رہے گا اور بڑھتا رہے گا۔

فضائل استغفار میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ امر نص قطعی سے ثابت ہے کہ ہم پر جو مصیبت آتی ہے اس کا سبب اصلی ہمارے معاصی وذنوب (کثرت گناہ) ہیں گو ظاہراً کسی اور سبب کا بہانہ ہو جائے یہ امر مسلم ہے کہ علاج بالضد ہوتا ہے تو اس مصیبت وبلیہ کا حقیقی علاج اس سے باز آنا اور باز رہنا (گناہوں کو چھوڑ دینا) اور گذشتہ کا معاف کرانا ہے توبہ واستغفار سے۔"

پس صدق دل سے سابقہ سے توبہ کیجئے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم..... ناپسندیدہ افعال ترک کر کے وہ وقت پسندیدہ اعمال میں لگائے یعنی علمائے حق کی وہ کتب ورسائل مطالعہ کیجئے جن سے عقائد کی درستگی اعمال اور اخلاق کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فکر آخرت پیدا ہو جائے۔ سہولت اور راہنمائی کے طور پر چند رسائل کے نام درج کر دیئے جاتے ہیں۔
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کی "حیوۃ المسلمین" شوق وطن حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

Marfat.com

رحمۃ اللہ کے فضائل کے مسائل' فضائل نماز' فضائل قرآن' فضائل ذکر' فضائل درود شریف' فضائل رمضان وغیرہ موت کی یاد' سیرت پر العطور را مجموعہ۔علمائے حق میں سے کسی سے بھی جن سے بھی مناسبت ہو مستقل رابطہ قائم کریں۔اللہ توفیق دے اور اصلاح باطن کی فکر پیدا ہو جائے تو کسی اللہ والے کا دامن پکڑ لیں اس کے لئے مشائخ حق کی مجالس میں شرکع معین ومد ہوتی ہے اور پھر اپنے آپ کو ان کے حوالہ کر دیں۔جب تک ایسا نہ ہو درود شریف کثرت سے پڑھیں کم از کم پانچ تسبیح روزانہ پھر مزید کی جتنی ہمت کرتے جائیں درود وسلام کی چہل حدیث شریف کے مقبول وظیفہ کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنالیں جس میں دس سے پندرہ منٹ لگتے ہیں نیز ہفتہ میں ایک بار سوموار کو یا شب جمعہ یا جمعہ کے روز بعد عصر اپنے اہل خانہ' بچوں' بڑوں کو لے کر بیٹھ کر دانوں پر یا تسبیح پر ایک مقررہ تعداد درود شریف کی پڑھ کر اپنے اہل وعیال کے لئے پورا امت کے لئے دُعا کر لیا کریں۔کیونکہ درود شریف کے بعد دُعا کی قبولیت احادیث میں مذکور ہے۔موت کو کثرت سے یاد رکھیں کہ امور خیر کی طرف بڑھنے میں اور غیر خیر سے بچنے میں یہ اکسیر اعظم ہے۔

اللہ کریم محض اپنے فضل اور اپنے پاک حبیب ﷺ کے صدقہ میں آپ کی میری اور تمام مسلمانوں کی ہر غیر خیر سے حفاظت فرما کر ہر خیر پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کچے ذہنوں کی حفاظت

بھائی جان! کچھ عرصہ پہلے تک اتنی بے حیائی نہ تھی جتنی اب ہے، اب شریف آدمی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ عام تفریح مقامات پر جانے سے پہلے سو بار سوچتا ہے۔گذشتہ ہفتے میرے ہاں چند مہمان آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ آؤ ٹنگ کے لیے کسی پارک میں جانا چاہیے۔بہت سوچ و بچار کے بعد ایک چھوٹے سے پارک میں جانے کا ارادہ کیا جب فیملی کے ساتھ گیا تو بس نہ پوچھیے شرم وحیاء سے عاری نوجوان جوڑے غیر اخلاقی انداز میں گھوم پھر رہے تھے، درختوں کے نیچے اور گوشتہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے ہم فوری طور پر واپس آ گئے ہم نے تو وہ دور بھی دیکھا ہے جب والدین کے سامنے بیٹا اپنی بیوی سے بات

Marfat.com

کرتے ہوئے شرماتا تھا اور آج حال یہ ہے کہ ماں باپ کے سامنے بیٹی اپنے دوستوں سے بات کر رہی ہوتی ہے میرے گھر میں ٹی وی اور انٹرنیٹ بھی نہیں ہے باوجود اس کے کہ انٹرنیٹ کا مثبت استعمال بھی ہے اخبارات و جرائد بھی نہیں لگوائے صرف اس وجہ سے کہ اس میں نیم برہنہ تصاویر ہوتی ہیں۔ ہاں ! صرف ضرب مومن ، روزنامہ ''اسلام'' ، بچوں کا اسلام، خواتین کا اسلام، دی ٹرتھ اور انگریزی ضرب مومن وغیرہ آتے ہیں میں فیملی کو بازار بھی نہیں لے جاتا کیونکہ وہاں پر خواتین اس طرح بن سنور کر آتی ہی جیسے ..... وہ بولتے بولتے رک گئے، بلکہ میں وہاں سے کپڑا خرید کر لاتا ہوں اور گھر پر ہی پوری فیملی کے کپڑے شریعت کے مطابق سلتے ہیں۔ میں نے اپنے بچوں کو مخلوط تعلیمی اداروں میں بھی نہیں بھیجا صرف بے حیائی کے خوف سے بس کیا کریں جب کبھی مہمان آتے ہیں تو وہ کسی پارک میں جانے کی ضد کرتے ہیں۔ آج سے دس بارہ سال پہلے تو ایسے پارک مل جایا کرتے تھے جہاں شریف لوگ بآسانی جا سکتے تھے۔ اب تو محلے کے چھوٹے چھوٹے پارکوں میں بھی بے حیائی بکثرت نظر آنے لگی ہے۔ اگر ہم نے ابھی سے اس کے سامنے بند نہ باندھا تو وہ دن دور نہیں جب فحاشی کا سیلاب اپنے ریلے میں نیکی کا طلب رکھنے والوں کو بھی بہا لے جائے گا اور ہم کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔''

یہ میرے محترم دوست کے والد کی فریاد اور دہائی ہے جو انہوں نے مجھے سنائی اور وعدہ لیا کہ آپ فحاشی کے سد باب کے لیے ضرور کالم لکھیں گے۔ اتفاق سے ایک دن میرا بھی ..... پارک جانا ہوا اور جلد ہی کانوں کو ہاتھ لگا کر واپس لوٹنا پڑا۔ اس پارک میں تو امریکا و یورپ کے مادر پدر آزاد ماحول کی نقالی تھی جہاں نظر اٹھائیں سر شرم سے جھک جائے میں نے اپنے دوست کے والد کی بات سو فیصد درست ہونے پر یقین کیا۔ آج سے تیس سال پہلے تو تعلیمی ادارے، ہوٹل، پارک، تفریحی مقامات ایسی فحاشی و عریانی سے بالکل محفوظ تھے اور آج الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا خصوصاً غیر ملکی میڈیا پر فحاشی و عریانی پر مشتمل ایسے ایسے پروگرام دکھا رہا ہے جن میں صرف ماڈ گرلز، کار، بنگلے، عشق، عریانیت، فحش گپ شپ اور میل ملاپ اور ایسے مناظر ہوتے ہیں جن کو دیکھنے والے اکثر کچے ذہن کے نوعمر لڑکے اور لڑکیاں بلکہ بچے اور بچیاں ہوتے ہیں جو اپنی تعلیم کے دوران ہی عشق و محبت کے کینسر میں مبتلا ہو کر

Marfat.com

اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھتے ہیں۔ دوسری طرف ہماری بے حسی کا عالم یہ ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اپنی نئی نسل کو فحاشی کی بھینٹ چڑھتا دیکھتے ہیں لیکن ہمارے مردہ دل میں اس آگ سے بجانے کا کوئی جذبہ تک انگڑائی نہیں لیتا اور یہ بات یقینی ہے کہ نوعمر کچے ذہن کے بچے مثبت کی بجائے منفی اثرات جلد قبول کر لیتے ہیں۔

اس لیے غیر ملکی میڈیا خصوصاً انڈیا ایسی ایسی فلمیں اور ڈرامے تیار کروا کر پاکستان کو ایکسپورٹ کرتا ہے جن کے ذریعے نوعمر نسل کو فحاشی کے گڑھے میں مزید دھکیلا جا سکے۔ بعض اوقات ٹی وی میں قوم کی بیٹیوں کو نیم عریاں لباس میں دکھایا جاتا ہے اور سر پر دوپٹہ اور پوری آستین والی خواتین پر جملے کسے جاتے ہیں، شو میں جس نے سب سے زیادہ ''عریانیت'' کا مظاہرہ کیا اس کو پوزیشن دی جاتی ہے ان کے ذریعے گھر گھر کی بچیاں فحاشی کے کینسر میں مبتلا ہو کر ڈسپوزیبل کلچر اپنانے پر والدین سے ضد کرتی ہیں فحاشیت و عریانی کا آئے دن کوئی نہ کوئی نیا چینل منظر عام پر آ رہا ہے اور مقابلے میں مسابقت کی دوڑ میں مادر پدر آزادی کا اظہار ہو رہا ہے۔ ان میں انتہائی اخلاق باختہ شو، منعقد ہو رہے ہیں جن میں معصوم بچے اور بچیوں کو حیاء سوز لباس پہنچا کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ چینل اپنی نئی نسل کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے قومی تشخص کی دھجیاں بھی اڑا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ دشمن پوری منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے پاکستانی میڈیا کو چاہیے تھا کہ وہ حب الوطنی، اپنی نئی نسل کی تربیت اور اپنے سماجی و معاشرتی اقتدار کو مدنظر رکھتے ہوئے فحاشی و عریانی کا بھرپور مقابلہ کر کے ان کا سدباب کرتا لیکن افسوس صد افسوس وہ خود ہی اس سیلاب میں بہہ گئے۔ فحاشی و عریانی کا تذکرہ بھی اس کے ذمرے میں آتا ہے۔

بے حیائی، عریانی، فحاشی کی نشر و اشاعت کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

ان الّذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لھم عذاب الیمّ فی الدُّنیا والاٰخرة واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون O

''بلاشبہ جو لوگ مسلمانوں میں فحاشی کا چرچا چاہتے ہیں ان کے لیے دنیا و

Marfat.com

آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اس طرح کا لٹریچر شائع کرنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ چند ٹکوں کی کا طر درد ناک عذاب کے مستحق ہو رہے ہیں۔ ان کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

اسلام جس معاشرے کی تعمیر کرتا ہے وہ ایک ایسا پاکیزہ وصاف ستھرا معاشرہ ہے جس کے سر پر عف وعصمت کا تاج ہے اور جس کے کسی بھی ظاہری و باطنی کونے گوشے میں بداخلاقی، بے حیائی و بے شرمی کی کوئی گنجائش نہیں۔ پاکستان جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا جس کی خاطر لاکھوں لوگوں نے اپنی جانیں تک قربان کر دیں تا کہ ہماری نئی نسل اس میں ایک پاکیزہ زندگی گزار کر ہمیں بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھے گی۔ آج ان کی نسل ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے رہی ہے جن کے بارے میں سن کر ان کے آباو اجداد کی روحیں تڑپتی ہوں گی اور خون کے آنسو روتی ہوں گی۔

ایسے وقت میں جبکہ امریکا و یورپ اور انڈیا کا پورا زور اس پر ہے کہ پاکستان مین فحاشی وعریانی عام کر دی جائے اس کے لیے وہ اپنی این جی اوز کے ذریعے کیا کچھ نہیں کروا رہے ہے۔ آزادی کے نام پر بے راہ روی، میراتھن کے نام پر بے حیائی کے سیلاب، ویلنٹائن ڈے کے نام پر محبتوں کا نسور۔ حق خودارادایت کے نام پر لومیرج، کلاس فیلو کے نام پر گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ، عشق میں ناکامی پر خودکشی جیسے سنگین مسائل پیدا کروا رہا ہے ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا، ویڈیو کیبل، ریڈیو، اخبارات، رسائل اور دیگر فحاشی وعریانی پھیلانے والے آلات سستے سے سستے ترین ہو رہے ہی دوسری طرف کھانے پینے کی اشیاء، علاج معالجادویہ مہنگی سے مہنگی ترین ہو رہی ہے۔

ملکی میڈیا جو بے لگام گھوڑے کی طرح دوڑ رہا ہے معاشرے میں ہر قسم کی برائیوں اور جرائم کی شرح میں اضافے کا باعث بن رہا ہے۔ اخلاقیات کا جانزہ نکل چکا ہے۔ گفتگو انتہائی لچر، غیر مہذب اور ایسے ذومعنی جملے استعمال کرتے ہیں جن کو لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے بس ضرورت فحاشی وعریانی پھیلانے والے میدیا کو لگام دینے کیہے۔

علامہ جمال الدین افغانی نے کہا تھا: "میڈیا سچا ناصح ہوتا ہے۔ بیدار پاسبان

Marfat.com

ہوتا ہے۔ ہوشیار نگہبان ہوتا ہے۔ تہذیب وتمدن کا مضبوط قلعہ ہوتا ہے۔ لوگوں کی بھلائی کے لیے مستحکم وسیلہ ہوتا ہے قوم کی فلاح وترقی اصلاح احوال کا موثر ذریعہ ہوتا ہے فحاشی و عریانی کے سدباب کے لیے ایک بڑی طاقت ہوتا ہے یہ فائدہ بھی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی یہ ہدایت فرض بھی انجام دے سکتا ہے اور گمراہی کا بھی''۔

اس حوالے سے ایک خط ملاحظہ فرمائیں جو ایک دردمند بچی نے لکھا ہے: ''میں آپ کے کثیر الاشاعت اخبار کے ذریعے پاکستان میں غیر ملکی چیلنجز بڑے پیمانے پر دکھائے جارہے ہیں۔ ان کے ڈراموں اور فلموں میں نا قابل دید لباس زیب تن کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچے اور بچیاں بگڑے جارہے ہین۔ ہمارے اسلامی ملک کے نوخیز اپنی روایات کو بھول کر اغیار کی روایات کو اپنا رہے ہیں۔ ان ڈراموں میں مغربی لباس کی نمائندگی کے نتیجے میں ہمارے یہاں معیاری لباس کا تصور بھی ختم ہوتا جارہا ہے حال ہی میں حکومت نے ان چیلنجز پر پابندی عائد کی تھی لیکن اس کا فائدہ نہ ہوا کیبل آپریٹرز کی دو چار دن کی ہڑتال سے یہ چیلنجز دوبارہ سے کھول دیے گئے ہیں۔ معاشرے کے اس انحاطاط کا ذمہ دار کون ہے؟

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرہ کو چند ایسے لوگ میسر آجائیں جو ملک بھر سے چن چن کر تمام دردمندوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ایک ایسا نظام تشکیل دیں جو اپنے آپ گلی محلے اور معاشرے میں پھیلے ہوئے فواحش کا بیخ وبن سرکاری سطح پر انسداد کریں کیونکہ یہ فحاشی ہی بے شمار مسائل کا سرچشمہ ہے۔ وہ جماعت ایسے اخبارات و جرائد کو متعارف کروائے جو فحاشی وعریانی کی راہ میں رکاوٹ بنیں۔

ضرورت ان کے مزید تعارف کی ہے اور ایسے لوگوں کی ہے جو ان کے ذمہ دار ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں اور ان کے دست وبازو بنیں۔ اگر صرف انہی آٹھ دس رسائل کی بھرپور تشہیر کی جائے اور فحاشی وعریانی کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لیے استعمال کیا جائے تو ان شاءاللہ ان اخبارات وجرائد کا زور توڑا جاسکتا ہے جو پورا پورا صفحہ نیم برہنہ اور فواحش پر مشتمل مواد شائع کرتے ہیں۔

Marfat.com

اگر ہم نے الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کو اسی طرح شتر بے مہار چھوڑے رکھا تو اللہ نہ کرے کہ وہ دن بھی دیکھنا پڑے گا جب فحاشی کا ریلا دین دار گھرانوں کا بھی رخ کر چکا ہو گا۔ میں سوچتا ہوں فحاشی وعریانی پھیلانے والی تو کئی تنظیمیں ہیں لیکن اس کے انسداد کے لیے خالص ایک بھی انجمن یا تنظیم پورے پاکستان میں نہیں جس کا مقصد صرف انسداد فواحش ہو، حالانکہ اس امت کو بہترین امت تو اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ وہ

تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر .....

''وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی وفواحش سے منع کرتے ہیں''

کیا پندرہ کروڑ لوگوں میں سے کچھ حضرات اپنے آپ کو اس کام کے لیے وقف کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے جو سرکاری و نجی سطح پر فحاشی وعریانی روکنے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے پرامن حکمت عملی کے ساتھ آگے بڑھیں اور آگے ہی بڑھتے چلے جائیں اور اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھیں جب تک کہ ہماری نوخیز نسل کا مستقبل محفوظ نہیں ہو جاتا۔ ورنہ فحاشی وعریانی کا یہ سیلاب سب کو بہا لے جائے گا اور اس کی نفرت بھی ہمارے دل سے نکل جائے گی جب برائی کو برائی ہی نہ سمجھا جانے لگے اور دل تک میں سے برائی کی نفرت نکل جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرنا چاہیے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص کسی گناہ کے کام کرتے دیکھے تو اسے پانے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے، اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے ہی برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' ابھی تک یہ موقع نہیں آیا بلکہ بے شمار ایسے دردمند موجود ہیں جو اپنی قوم کے نوخیز بچوں اور بچیوں کا مستقبل محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ بس انداد فواحش میں ایسے عقلمندوں اور دردمندوں کی تلاش ہے۔

جس طرح اسلام اور مسلمان دشمن پوری منصوبہ بندی کے ساتھ فحاشی وعریانی پھیلانے میں آگے بڑھ رہا ہے اسی طرح ہمیں بھی منصوبہ بندی، حکمت عملی اور تمام وسائل و ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے آگے بڑھ کر بند باندھنا ہوگا۔ ورنہ.....!

Marfat.com

مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا

کل ایک اخبار میں خبر پڑھی، دل دھک سے گیا، میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ آج کے اس روشن دور میں بھی اس قدر تاریک ذہن والے لوگ موجود ہیں؟ کیا آج بھی زمانہ قبل از اسلام والی جاہلیت ہمارے معاشرے میں باقی ہے؟ جب عرب میں اسلام کا نور نہیں پھیلا تھا تو سنگ دل، شقی قسم کے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے تا کہ انہیں کسی کو داماد نہ بنانا پڑے، اسلام آیا تو انسان کے تہذیب اور شرافت سیکھی، اسے معلوم ہوا کہ انسانی قدریں کیا ہوتی ہیں؟ قانون فطرت کیا ہے؟ مثالی معاشرہ کیا ہوتا ہے؟..... لیکن آج پھر لگتا ہے کہ 1400 سو سال پہلے والا معاشرہ پلٹ آیا ہے بلکہ میں تو کہوں گی کہ اس وقت سے بھی زیادہ افسوس ناک صورت پیا ہوگئی ہے..... خیر تو میں کہہ رہی تھی کہ ایک اخبار کے سروے کے مطابق ''کراچی کے ویران علاقوں، کچرا کنڈیوں، گندے نالوں اور ندیوں سے گذشتہ تیس سال کے دوران 31 ہزار سے زائد نوزائیدہ بچوں کی نعشیں ملی ہیں جن میں 80 فیصد تعداد لڑکیوں کی تھی ان بچوں کو گلا گھونٹ کر یا تیزاب پھینک کر قتل کیا گیا ہوتا ہے۔ ویران جگہوں سے ایسے بچے بھی ملتے ہیں جو زندہ ہوتے ہیں، لوگ ان بچوں کو کپڑوں میں لپیٹ کر پھینک جاتے ہیں، آوارہ کتے اور بلیاں انہیں بھبھوڑتی ہیں تو بچے کے رونے کی آواز سن کر علاقے کے لوگ پولیس کو یا رفاہی اداروں کو اطلاع دیتے ہیں۔ ایسی نعشیں بھی ملتی ہیں جنہیں جانور نوچ کر کھا چکے ہوتے ہیں، کراچی کے ایک رفاہی ادارے نے متعدد جگہوں پر جھولے لگا رکھے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ بچے کو قتل نہ کریں جھولے میں ڈال دیں۔''

میں حیران ہوں کہ وہ ماں باپ کتنے پتھر دل ہیں کہ اپنے ہی وجود جنم لینے والی ننھی سی جان کو بے دردی کے ساتھ قتل کر کے آوارہ کتوں اور بلیوں کی غذا بننے کے لئے ویران جگہوں پر پھینک دیتے ہیں (یہ تو مشرکین مکہ سے بھی زیادہ بد بخت ہیں کہ کم از کم وہ لوگ زمین میں تو دفن کر دیتے تھے) یا اللہ کیا یہ مسلمانوں کا معاشرہ ہے؟ ہمارا پیارا دین تو ہمیں بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک

Marfat.com

ہے کیہ جس کی دو بچیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور حسن ادب کی تعلیم دے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ اتنے پیارے دین کے ہوتے ہوئے بھی لوگ جاہلوں والی عادتوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ کوئی بیٹی کو جہیز دینے کے خوف سے قتل کر رہا ہے، کوئی سسرال والوں کے ڈر سے، بعض لوگ ان ننھی منی جانوں کو اپنے گناہ چھپانے کے لئے بھی قتل کر دیتے ہیں۔ کتنے شقی اور بد بخت لوگ ہیں۔ سوچئے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ دراصل ہماری اکثریت وہموں کا شکار ہو گئی ہے۔ عقائد کمزور ہو گئے ہیں ایسا ماحول پیدا کرنے میں میڈیا کا بھی بڑا کردار ہ اس وقت ٹی وی ہمارے معاشرے کی جڑیں کاٹ رہا ہے، اس سے وہ وہ پروگرامنشر ہو رہے ہیں کہ شاید کبھی شیطان نے بھی نہ سوچے ہوں گے۔ کلچر، ثقافت تہذیب اور ٹیلنٹ کے نام پر عورت کو سر بازار نیلام کیا جا رہا ہے، عورت کو آزادی کی پٹی پڑھا کر گھروں سے دیس نکالا دیا جا رہا ہے۔ عورت عریاں ہو کر..... دینی احکام، معاشرتی روایات اور گھریلو اردیواری کی گھٹن زدہ فضا سے آزاد ہو کر باہر نکلتی ہے تو بڑے بڑے انسان نما مگر مچھ جھپٹ کر دبوچ لیتے ہیں اور اس بری طرح بھنبھوڑتے ہیں کہ عورت سے اپنا آپ انہیں پہچانا جانا ظاہر ہے جب یہ ماحول ہو تو ان ننھی منی جانوں کے گلے گھونٹتے ہوئے کس کا دل پسیجے گا؟ اخلاق، شرم وحیاء، انسانیت، عفو وکرم، دردمندی، یہ ساری خوبیاں تو پہلے ہی اپنے وجود سے نکل چکی ہوتی ہیں۔ کہاں ہیں حقوق انسان اور حقوق اطفال کے علم بردار کیا انہیں یہ انسانیت سوز ستم نظر نہیں آتا؟ کتوں بلیوں کی حفاظت کے لئے تو جھگڑتے ہو اور ننھی منی معصوم جانوں کو کتوں کی غذا بننے کے لئے پھینک دیتے ہو کیا یہی انسانیت ہے؟

آخ تھو، تمہاری گندی تہذیب پر یاد رکھو کل قیامت کے دن یہی ننھے ننھے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گریبان ہوں گے، وہ معصوم بچے اور بچیاں چیخ چیخ کر تم سے پوچھ رہے ہوں گے۔

''بتاؤ! ہمیں کس جرم میں قتل کیا''

کیا اس دن تمہارے پاس کوئی جواب ہوگا؟

Marfat.com

پاکستان میں مغربی ثقافت وملحدانہ افکار کا نفوذ اور اس کے اسباب

محترم جناب نثار احمد خان فتحی نے پاکستان میں مغربی ثقافت اور ملحدانہ افکار کا نفوذ اور اس کے اسباب کے نام سے پونے تین سو صفحات پر مشتمل کتاب لکھی ہے، زیر نظر کتابمیں پاکستان کے سب سے اہم مسئلہ کا ہمہ پہلو جائزہ لے کر پاکستان کی ملت اسلامیہ اور دردمند دینی طبقات کے لئے حالات کی بہتری کے لئے صحیح حکمت عملی بھی تجویز کی ہے۔ کتاب کا ''پیش لفظ'' حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاںؒ اور ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب نے لکھا ہے۔ مصنف نے ''میں نے یہ کتاب کیوں لکھی'' کے تحت ابتدائیہ لکھا ہے۔ یہ ابتدائیہ ایسا ہے، جو ہم سب کی غیرت ایمانی کو للکارنے کے لئے کافی ہے۔

مغرب کی درسگاہوں، تحقیقاتی اداروں اور علمی مرکزوں سے مسلسل ایک آواز ہم سے مخاطب ہے مگر افسوس کوئی اس پر توجہ نہیں دیتا کسی کا خون جوش نہیں مارتا اور کسی کی غیرت نہیں جاگتی۔ یہ آواز کہتی ہے!

''اے مسلمانو! اے ہمارے غلامو! سنو! تمہارے اقبال کے دن گزر گئے۔ تمہارے علم کے کنویں سوکھ گئے اور تمہارے اقتدار کا سورج ڈوب گیا۔ اب تمہیں حکمرانی اور سلطانی سے کیا واسطہ' تمہارے بازو اب شل ہو گئے اور تمہاری تلواروں میں زنگ لگ چکا ہے۔ اب ہم تمہارے آقا ہیں اور تم سب ہمارے غلام ہو۔

دیکھو! ہم نے سر سے پیر تک کیسا تمہیں اپنی غلامی کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ ہمارا لباس پہن کر اور ہماری زبان بول کر اور ہمارے طور طریقے اختیار کر کے تمہارے سر فخر سے بلند ہو جاتے ہیں۔ تمہارے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جب ہمارا قومی نشان اور مذہبی شعار ٹائی لگا کر سکول جاتے ہیں تو اس لباس کو دیکھ کر کیسا تمہارا دل خوش ہوتا ہے۔ ہم بیوقوف نہیں تھے، ہم نے تمہارے ملک کو اس وقت آزاد کیا، جب ہم تمہارے دل و دماغ کو اپنا غلام بنا چکے تھے، اب تم ہماری آنکھوں سے دیکھتے ہو، ہمارے کانوں سے سنتے ہو اور ہمارے دماغ سے سوچتے ہو، اب تمہارے وجود میں تمہارا اپنا کچھ نہیں۔

اب تم ہر شعبہ زندگی میں ہمارے محتاج ہو' تمہارے گھروں میں ہمارے طور

Marfat.com

طریقے ہیں' تمہارے دماغوں میں ہمارے افکار ہیں' تمہارے اسکولوں اور کالجوں میں ہمارا مرتب کیا ہوا نصاب ہے' تمہارے بازاروں میں ہمارا سامان ہے اور تمہاری جیبوں میں ہمارا سکہ ہے' تمہارے سکہ کو ہم پہلے ہی مٹی کر چکے ہیں۔ تم ہمارے حکم سے کیسے سرتابی کر سکتے ہو' تم اربوں اور کھربوں روپے کے ہمارے قرض دار ہو' تمہاری معشیت ہمارے قبضے میں ہے' تمہاری منڈیاں ہمارے رحم و کرم پر ہیں اور تمہارے سارے تجارتی ادارے صبح اٹھتے ہیں' ہمارے سکے کو سلام کرتے ہیں۔

تمہیں اپنے جوانون پر بڑا ناز تھا۔ تم کہتے تھے "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت ذرخیز ہے ساقی" تو سنو اس زرخیز زمین کو ہم نے ہیروئن بھرے سگریٹ' شہوت انگیز تصویریں' ہیجان خیز زنا کے مناظر سے لبریز فلمیں اور ہوس زر کا آب شور کر بنجر کر دیا ہے۔

تمہیں اپنی افواج پر بھی گھمنڈ تھا۔ اب جاؤ! اپنی فوج کے اسلحہ خانوں کو دیکھو اگر ہم ہاتھ روک لے تو تمہارا سارا نظام درہم برہم ہو جائے' اب تم بغیر ہم سے اجازت لئے کسی پر فوج کشی نہیں کر سکتے۔ بوسنیا اور عراق کے حشر کو ہمیشہ یاد رکھنا' جاؤ! اب عافیت اسی میں ہے کہ جو طرز حیات اور طرز حکومت ہم تمہیں سکھایا ہے اس سے سر مو انحراف نہ کرنا' خبردار! ہماری غلامی سے نکلنے کی کوشش نہ کرنا اور ہمیں بھی یہی ہے کہ تم برسوں تک ایسا نہ کر سکو گے کیونکہ جتنے اس کوشش کے محرکات ہو سکتے تھے یعنی ایمان کی پختگی' جوش جہاد' بالغ نظری' غیرت دین وہ سب ہم نے تمہارے دانشوروں' مفکروں اور عالموں سے دنیا کی چند آسائش چیزیں دے کر خرید لئے ہیں۔ ہم نے تمہاری عورتوں کو ٹی وی کے ذریعے بے حیائی کی ترغیب دے کر اس سنگھار و آرائش حسن کا بہترین سامان دے کر ان کی چادر اتروادی ہے اور تمہارے مردوں کو فحش عریاں فلمیں دکھا کر ان کی مردانگی کی جڑ کاٹ دی ہے۔ اب تمہارے یہاں کوئی خالد' کوئی طارق' کوئی صلاح الدین اور کوئی ٹیپو پیدا نہیں ہو سکتا۔

اور سنو! ہم احسان فراموش نہیں ہیں' تمہاری قوم سے کچھ احسان بھی ہم پر ہیں' خاص طور پر تمہارے علماء کے۔ انہوں نے اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی تکفیر کر کے اور آپس میں لڑ لڑ کر ہماری تہذیب و افکار کے لئے راستہ صاف کیا' تمہارے دانشوروں اور مفکروں نے ترقی یافتہ اور ماڈرن کہلوانے کے شوق میں ملحد اور

Marfat.com

زندیق بن کر ہمارے فلسفے کی اشاعت کی' تمہاری تعلیم گاہوں نے ہمارا نصب تمہارے نوجوانوں کے دل و دماغ میں ہم سے بہتر طریقے سے اتار کر اپنے مذہب سے بغاوت پر اکسایا' تمہارے صاحبان اقتدار اپنے سارے وسائل تمہیں بے حیاء بے غیرت اور بے دین بنیاد پرست اور دہشت گرد بنانے کے لئے ہمارے ہی اشاروں پر استعمال کرتے آئے ہیں۔ ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔ تمہارے مذہب نے کیسی کیسی پابندیاں تم پر لگا رکھی تھیں۔ یہ حرام وہ حرام' یہ جائز وہ ناجائز زندگی کی راہیں تم پر تنگ کر دی تھیں' ہم نے تمہیں زندگی کا ایک نیا راستہ دکھایا اور تمہیں حرام حلال کی قید سے آزاد کر دیا۔ کیا تم اس پر ہمارا شکریہ ادا نہ کرو گے' اے مسلمانو! ہمارے غلاموں! کیا تم سنتے ہو؟''

یہ آواز دن رات مسلسل میرے کانوں میں آتی ہے اور اس کا ایک ایک لفظ تیر کی طرح میرے دل میں پیوست ہو جاتا ہے۔ میں حیرانگی سے چاروں طرف دیکھتا ہوں کہ شاید کچھ لوگ بھی سن رہے ہوں' مگر سب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہیں اور کوئی توجہ نہیں دیتا۔ میں نے سوچا' اس کتاب کے ذریعے ہی سب کو یہ آواز سنا دوں' شاید کسی کی غیرت ایمانی جاگ اٹھے اور اللہ پاک اس سے کوئی غیر معمولی کام لے لے۔

معاشرتی جرائم اور ملکی پسماندگی میں اسلامی انتہا پسندوں کا کردار

روشن خیال حکمرانوں اور دانشوروں کے خیال میں ''اسلامی انتہا پسندی'' ملکی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور ہمارے صدر محترم کا تو تکیہ کلام ہی ''مذہبی انتہا پسندی'' بن کر رہ گیا ہے اور ان کے خیال میں اگر انتہا پسندی کا خاتمہ نہ کیا گیا تو نہ صرف یہ کہ پاکستان ترقی نہیں کر سکتا بلکہ پاکستان تباہ ہو جائے گا۔ جس طرح پوری دنیا ''دہشت گردی'' کی تعریف متعین کیے بغیر مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے رہی ہے بالکل یہی معاملہ ''انتہا پسندی'' کے بارے میں ہے۔ جس طرح دہشت گردی اور جہاد میں فرق نہیں کیا جا رہا' اسی طرح اصول پسندی اور انتہا پسندی کو ایک ہی قرار دیا جا رہا ہے۔

اسلام کے چند اصول ہیں جن پر نہ صرف ایمان لانا بلکہ ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے مثلاً ایک خدا اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے بغیر کوئی فرد مسلمان

Marfat.com

نہیں ہوسکتا۔ایک خدا پر ایمان لانے کا مطلب اسے قادر مطلق، حاکم مطلق اور رب کائنا تماننا ہے۔اسی طرح محمد ﷺ کو رسول ماننے کے معنی، انہیں دین و دنیا کے معاملات میں اسوہ حسنہ، ہادی برحق اور ان کی تعلیمات کو حجت ماننا ہے جھوٹ' منافقت' شرک' ظلم و نا انصافی' ملاوٹ' زنا بہتان' خیانت' رشوت' کرپشن وغیرہ وغیرہ ممنوعات میں سے ہیں کوئی مسلمان ان ممنوعات کو حلال قرار نہیں دے سکتا۔اب اگر کوئی مسلمان اسلام کے احکام پر عمل کرتا ہے ،ممنوعات سے بچتا ہے اور اوامر و نہی کے معاملے میں کسی کی ناراضی کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ فرد انتہا پسندی کا نام دے رکھا ہے۔اس انتہا پسندی کا الزاما صول پسند مسلمانوں پر ہی لگایا جارہا ہے کم از کم میرا تاثر تو یہی ہے کہ روشن خیالوں نے اصول پسندی ہی کو انتہا پسندی کا نام دے رکھا ہے اس انتہا پسندی یعنی اصول پسند یکو جو لوگ ملکی و معاشرتی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے دعوے کے حق میں کوئی دلیل اور شہادت پیش کریں، وہ بتائیں کہ اسلام کی یہ تعلیم فلاں اصول اور فلاں حکم ترقی کے راستے میں حائل ہے تا کہ ان کے دعوے کا جائزہ لیا جا سکے۔ان مسلم ناموں والے روشن خیالوں کا یہ الزام اور دعویٰ بالکل ویسا ہی ہے جو صدیوں پہلے مستشرقین نے کیا تھا۔ان شعبہ گر مستشرقین کا کہنا تھا کہ ''مسلمانوں کی ذلت کا سبب صرف اسلام ہے جس کی وجہ سے وہ پسماندہ اور دوسری قوموں کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں''۔اسلامی تاریخ اور تعلیمات سے بے خبر مسلمانوں نے مستشرقین کے اس دعوے کو تسلیم کر لیا اور روشن خیالی کی تحریک شروع کر دی جو تا حال جاری ہے ان بد و اور احمق روشن خیالوں نے یہ تک نہ سوچا کہ صدیوں تک بنیاد پر است اور اصول پسند مسلمان ہی ہر خطے میں تہذیب و تمدن کا مینارہ نور رہے' علم و دانش نے انہی کے دامن میں پرورش پائی اور تمام عالم انہی کے ضیائے علم و حکمت سے منور ہوا۔اسلامی تعلیمات اور اصولوں نے تو عرب کے بدوؤں اور صحرا نشینوں کو علم و دانش اور سیاست و سلطنت کا زرین تاج پہنا کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔تاریخ کے اوراق تو یہی بتاتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے اسلام کے رہنما اصولوں سے انحراف کیا تو پسماندگی شروع ہوگئی، اگر کوئی کمیشن بیٹھے اور ملت اسلامیہ کے زوال و پسماندگی کا دیانتدارانہ جائزہ لے تو صورتحال یہ سامنے آئے گی کہ اس زوال اور پسماندگی میں اگر مذہبی انتہا پسندوں کا کردار 20 فیصد

Marfat.com

ہے تو روشن خیالوں کا 80 فیصد، ماضی بعید میں نہجائیں، گذشتہ صدی کو ہی دیکھ لیں۔ آزادیکی تحریکوں میں مذہبی عناصر اور مذہبیعروں کا کردار 75 تا 80 فیصد تھا اور زیادہتر روعشن خیالوں نے استعمار کا ساتھ دیا لہٰذا استعمار نے مسلم ممالک میں روشن خیالوں کا اقتدار رہا، شام وعراق بھی روشن خیالوں کے زیرتسلط رہے' نائیجیریا پر بھی مسلسلروشن خیال حکمران برسراقتدار آرہے ہیں' پاکستان میں بھی اسلام پسندوں کوحکومت کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔اس کے باوجودان میں سے کسی ایک ملک نے بھی ترقی نہیں کی، وہ 60 سال بعد آج بھی پسماندہ ہیں۔ پاکستان جن افرادکی تحریک کے نتیجے میں ٹوٹا مثلاً ذوالفقارعلی شیخ مجیب الرحمٰن، یحییٰ خان، مولانا بھاشانی وغیرہ ان میں سے کوئی ایک بھی مذہبی انتہا پسندنہیں تھا، سب روشن خیال تھے۔ پاکستان کی سب سے اہم ترقی ایٹمی میدان میں ہے اوراس شعبے سے وابستہ اہم افرادکی اکثریت اسلام پسندعناصر پر مشتمل تھی، خواتین پائیلٹس میں سب سے پہلی خاتون جوسامنے آئی وہ باحجاب خاتون تھی، امتحانوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کی اکثریت باحجاب ہوتی ہے۔ رفاہی اورسماجی میدان میں اسلام پسندوں کا حصہ 80 تا 85 فیصد ہے۔ باقی 15 تا 20 فیصد بھی سارے روشن خیال نہیں ہیں۔ خواتین پرہونے والے مظالم کا اگرسروے کروایا جائے تو ۴۵ تا ۵۰ فیصد کاتعلق روشن خیال گھرانوں سے ہیں' ۱۰ تا ۵۱ فیصد کامذہبی گھرانوں اور باقی دوسرے گھرانوں سے ہوگا۔ خرکارکیمپ اورنجی جیلیں روشن خیال جاگیرداروں اوروڈیروں کی قائم کردہ ہیں۔ عورتوں کے اغواء اور جبری عصمت دری میں 85 تا 90 فیصد روشن خیال ہی ملوث ہیں۔ موبائل فون سیٹ اور پرس چھیننے کی وارداتیں روشن خیال ہی کررہے ہیں۔ یہی صورتحال ڈاکازنی کے واقعات کی ہے۔ معاشرتی جرائم میں مذہبی عناصر کا ہاتھ برائے نام ہے۔ 90 فیصد سے زیادہ جرائم میں روشن خیال ہی ملوث ہیں۔ روشن خیال پراپیگنڈے کے ماہر ہیں اورمیڈیا پر بھی انہی کا قبضہ ہے لہٰذا صورت حال کو بالکل برعکس عکھارہے ہیں۔ جیلوں میں جاکر دیکھ لیں کہ وہاں زنا، چوری، ڈاکے، رشوت، کرپشن، قتل، ناجائز قبضہ، جھگڑے فساد وغیرہ میں ملوث مذہبی عناصر کتنے ہیں اور روشن خیال کتنے؟ یہ مغرب کی لائی ہوئی روشن خیالی ہے جو انسان کوخوف خدا آخرت کی بازپرس اور معاشرتی خوف سے آزادکر کے جرائم کی طرف

Marfat.com

راغب کرتی ہے۔ مذہبی عناصر تو چھوٹے چھوٹے گناہوں اور جرائم کے خلاف بھی مسلسل خوف خدا اور آخرت میں جواب دہی کا احساس اجاگر کرتے رہتے ہیں' مگر روشن خیالوں کا کوئی ایک بھی ایسا ادارہ موجود نہیں جو اپنے پیروکاروں کی اخلاقی تربیت کرے اور ان میں قانون کی پابندی اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ پیدا کرے۔ روشن خیال بے لگام لوگ ہیں وہ نظریاتی لوٹ مار ہی میں نہیں ہر قسم کی لوٹ مار اور ظلم میں ملوث ہیں۔ انہیں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی کوئی تمیز ہی نہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کی زندگی ہی سب سے اہم ہے اس لیے وہ اسے پرتعیش بنانے کے لیے ہر ہتھکنڈا اختیار کر گزرتے ہیں۔ انہیں کسی کی عزت کا احترام ہے نہ جان و مال کا جبکہ اسلام کی تو تعلیم ہی یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کی عزت و جان محفوظ ہو۔ اسلام قتل تو دور کی بات وہ تو غیبت کی بھی مردار بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ اصول پسند (بقول روشن خیالوں کے انتہا پسند) رشوت نہیں لیتا اپنی ڈیوٹی دیانتداری سے انجام دیتا ہے۔ کرپشن کی کمائی کو وہ دوزخ کا ایندھن سمجھتا ہے کسی کا حق ضبط کرنے کے بارے میں اس کا عقیدہ ہے کہ اس کے بدلے قیامت کے روز کئی زمینوں کا بوجھ اس کے گلے میں لٹکایا جائے گا، خیانت، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ و فریب اس کے نزدیک سنگین قسم کے گناہ ہیں محنت اور ہنر میں مہارت حاصل کرنے کو وہ سنت نبوی ﷺ سمجھتا ہے، تحقیق و جستجو جو سائنس کا بنیادی اصول ہے، اس کے نزدیک قرآن کا حکم ہے، رہبانیت کو وہ غیر اسلامی مذہب سمجھتا ہے بنی نوع انسان کی خدمت کو وہ رضائے الٰہی خیال کرتا ہے، اپنی ذات، گھر اور محلے کی صفائی کو وہ ایمان کی شرط قرار دیتا ہے بلا امتیاز جنس علم کا حصول اور اس کا ابلاغ اس کے نزدیک فرض ہے۔ ہمارے علم میں تو اسلام کی کوئی ایک بھی ایسی تعلیم نہیں ہے جو ترقی کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے یا جرائم کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یا معاشرے میں نفرت کے رویوں کو فروغ دیتی ہے۔

اگر ناچ گانا بیہودہ میوزک، عریانی وف حاشی، عورت کے حسن و جمال اور جسمانی نشیب و فراز کی نمائش، عورتوں کو نکر پہنا کر دوڑانا، مرد و خواتین کی مخلوط محفلیں اور جنسی اشتعال والی حرکات، جنسی بے راہروی، شراب نوشی، سور اور سود خوری زنا' اغوا اور جبری

Marfat.com

عصمت دری' جائز و ناجائز طریقے سے مال اکٹھا کرنا' دوسروں کا حق مار کرنا جائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت سے لگژری گاڑیاں خریدنا اور بڑی بڑی کوٹھیاں بنانا' دوسروں کی زمینوں پر قبضہ کرنا' ملازمین کو غلاموں کا درجہ دینا' جھوٹ بولنا' مدارس پر بمباری اور معصوم طالب علموں کو قتل کرنا' مکروب وفریب اور ذخیرہ اندوزی سے قوم کو لوٹنا ''ترقی'' کہلاتا ہے تو بلاشبہ اسلام اور اسلام پسند عناصر اس ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں.....اور اگر حصول علم اور تحقیق و جستجو قوم کی ضروریات پوری کرنے کے لیے سائنسی میدان میں پیش رفت کرنا' عوام کو باعزت اور قابل احترام مقام دینا' ملازمین کو اپنے ہی جیسا انسان سمجھنا' عوام کی خوشحالی کے لیے جدوجہد کرنا ''ترقی'' ہے تو پھر اسلام اور اسلام پسند عناصر اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بنتے بلکہ معاون و مددگار بنتے ہیں۔

حقیقت میں وہ ''انتہا پسندی'' کیا ہے جو قوموں اور معاشروں میں فساد و انتشار برپا کرتی ہے، پسماندگی کا باعث بنتی ہے اور قابل مذمت ہے؟ یہ انتہا پسندی اسلام میں نہیں بلکہ مختلف فرقوں کے پیروکاروں میں ہے۔ ہماری رائے میں انتہا پسندی وہ رویہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ درست آپشنز کے ہوتے ہوئے بھی صرف ایک ہی آپشن کو درست قرار دے اور مخالف کے لئے مسلمہ آداب واحترام کا خیال نہ رکھے، مخالف کے نظریات یہاں تک کہ مخالف کو بھی برداشت نہ کرے اور اسے راستے سے ہٹانے کے لیے غلط ہتھکنڈے اختیار کرے۔ مثلاً نماز میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کے دونوں آپشن درست ہیں، نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد میں 8 اور 20 دونوں آپشن درست ہیں، نماز میں سورۃ فاتحہ کے اختتام پر بلند اور آہستہ آواز سے ''آمین'' کہنا دونوں آپشن درست ہیں' قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو تلف کرنے کے تین آپشنز ہیں جلانا دفنانا اور بہانا تینوں درست ہیں ایسی ہی بے شمار اور بھی مثالیں ہیں۔ فرقہ پرست صرف ایک آپشن کو درست مانتے ہیں اور دوسرے آپشن کے پیروکاروں کو مرتد اور کافر تک کہہ دیتے ہیں۔ یہی رویہ اور نظریہ در حقیقت مذہبی انتہا پسندی ہے یہی مذہبی انتہا پسندی اور تنگ نظری تعصب ونفرت کو پیدا کرتی ہے اور انسان کی مثبت تخلیقی قوتوں کو تخریبی قوتوں میں بدل دیتی ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں فساد و انتشار برپا ہوتا ہے اور پسماندگی آتی ہے۔ اس مذہبی انتہا پسندی کی

Marfat.com

جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے مگر اصول پسندی کو انتہا پسندی قرار دینا کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ ہماری رائے میں مذہبی انتہا پسند اور روشن خیال ایک ہی جیسا رویہ رکھتے ہیں اور دونوں معاشرتی بگاڑ اور پسماندگی کے ذمہ دار ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آمین! (اداریہ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ نومبر ۲۰۰۶)

مغرب کی اندھی تقلید..... خطرناک نتائج

آج پوری دنیا میں جو فحاشی وعریانی کا سیلاب آرہا ہے اس کی رو میں ہمارے بڑے بڑے لوگ بہہ رہے ہیں۔ مسلمان گھرانے جو دینی فرائض اور نیکی کے کاموں میں پیش پیش نظر آتے ہیں لیکن ان کی معاشرت میں، زبان میں، لباس میں، نشست وبرخاست میں، تجارت ومعیشت میں اور رسم ورواج میں شعوری اور غیر شعوری طور پر مغربی تہذیب کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ہمارے گھروں میں شادی کے موقعہ پر جس کو ہم سنتِ نبوی سمجھ کر کرتے ہیں۔ لیکن طریقہ غیر مسلموں والا اپناتے ہیں۔ شادی کے موقعہ پر کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں، رقص وسرود کی محفلیں گرماتے ہیں فیملی اور گروپ فوٹو بنواتے ہیں۔ بچوں کی سالگرہ جو ہم مناتے ہیں (Birth Day) اس میں ہم بڑا سا کیک جس پر (Happay Birth Day To You) لکھ کر بچے سے کٹواتے ہیں۔ کسی کو رخصت کرتے وقت فی امان اللہ کی بجائے ''گڈ بائی'' کہتے ہیں۔ بچوں کو ''ٹاٹا'' کہنے کی عادت ڈالتے ہیں، عورتیں ننگے سر رہتی ہیں، آدھی آستین والی قمیصیں پہنتیں ہیں، ساڑھی کے ساتھ چھوٹا بازو جس سے پیٹ اور ناف کے نیچے کا حصہ نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ سب طریقے یہود ونصریٰ والے ہیں۔

مولانا خالد محمود اظہر صاحب لکھتے ہیں کہ مسلمان یورپ کی تقلید میں اندھے راستوں پر بھاگا چلا جارہا ہے۔ یورپ سے اٹھنے والی ہر برائی کو آسمانی تحفہ سمجھ کر قبول کرلیا جاتا ہے۔ اب ہمارے ہاں بھی ''بڑے لوگ'' اپنی بہو، بیٹیوں کو رقص وسرود کی باقاعدہ تعلیم دلواتے ہیں مہمانوں کے سامنے اپنی بیٹیوں کو نچوایا جاتا ہے اور اس پر فخر کیا جاتا ہے۔ کہ ماشاء اللہ اس چھوٹی سی عمر میں کتنا ڈانس کرتی ہے۔ یورپ کی اندھی تقلید پر ایک شاعر نے خوب تبصرہ کیا ہے۔

Marfat.com

طاق دل میں چراغ انگریزی
جسم کا بال بال انگریزی
چال انگریزی ڈھال انگریزی
منہ کے اندر زبان انگریزی
جسم پاکستانی میں جان انگریزی
سر کے اندر دماغ انگریزی
چھل رہا ہے گلا تو چھل جائے
لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

آج مسلمان ملکوں میں مسجدوں کے سائے میں ننگی فلمیں اور گانے بجتے ہیں۔ گانوں کی آواز آرہی ہوتی ہے کہ نماز پڑھنا مشکل ہو جاتی ہے۔ پہلے دور میں گانے بجانے والے کو میراثی اور ڈوم بھانڈ اور کنجر کہا جاتا تھا۔ آج میراثیوں اور کنجروں کو فنکار اور گلوکار کہا جاتا ہے اور ان کی ایسی آؤ بھگت ہوتی ہے جو کسی بڑے سے بڑے عالم دین، محدث اور مفسر بلکہ کسی وزیر کی بھی نہیں ہوتی۔ ان کو دیکھتے ہیں ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ ہمارے ملک سے اپنی شناخت کے لئے ثقافتی طائفے بیرون ملک بھیجے جاتے ہیں جن میں قوم کی بہو، بیٹیاں شامل ہوتی ہیں اور یہ بہو بیٹیاں غیروں کے سامنے ڈانس کر کے ملت اسلامیہ کی غیرت کا جنازہ نکالتی ہیں۔ علامہ اقبال مسلمانوں کی اس حالت زار پر تڑپ کر کہتا ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہمارے اسکولوں کالجوں میں خصوصی تربیت دی جاتی ہے، ہر فنکشن پر ہماری بیٹیاں عریانی وفحاشی کے علمبرداروں کے آگے بڑی خوشی اور نخرے سے ڈانس کرتی ہیں۔ پھر عزت وعصمت کے ڈاکو انہیں اپنے ہاتھوں سے اعزازات سے نوازتے ہیں۔ تعریفی کلمات نکلتے ہیں کیا بات ہے کمال کر دی آپ نے تو انڈیا کی فنکار کو پیچھے رکھ دیا ہے۔ آپ تو وقت کی عظیم ڈانسر بن سکتی ہو۔ مخلوط تعلیم والے اداروں میں ہمارے بچے اور بچیاں بڑی جلدی سے داخلہ لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ انجام سے بے خبر ہوتے ہیں۔ یہیں

Marfat.com

سے(Love Marriage)ہوتی ہیں۔ انہیں اداروں سے نکلنے والے پاگل خانوں کی زینت بنتے ہیں۔ ذہنی آوارگی اور آلودگی یہیں سے پیدا ہوتی ہے، یہی لوگ معاشرے کے چہرے پر بدنما داغ ہوتے ہیں۔ جو دفاتر میں پہنچ کر، رشوت اور سود کے ذریعہ غریب عوام کا خون چوستے ہیں۔ ہمارے اکابر تعلیم جدید کے مخالف نہیں بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے۔

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ میں جھولو
پر اتنا سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

ساتھ ساتھ لہوولعب کا بازار گرم ہے۔ ہمارا نوجوان جو جہاد کی تیاری میں مشغول رہتا تھا۔ جس کی چال سے کفر لرزتا تھا، جس کی للکار سے کفر کانپتا تھا، آج اس نے اپنے ہاتھوں میں کیا اٹھالیا ہے.....؟؟ ہمارا نوجوان جس کی آنکھیں قرآن پر پڑتی تھیں۔ اس کا دماغ اس کے تفسیری نکات کو سوچتا تھا، آج اس کی آنکھوں اور دماغ کے سامنے کیا ہے؟

کرکٹ نے ہمارے معاشرے کو خراب کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ بچہ جو اسکول جاتا ہے وہ کرکٹ کی نذر ہو جاتا ہے وہ اس میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ اس کو نماز اور تلاوت بھول جاتی ہے، والدین بھول جاتے ہیں، اس کو اپنا دین بھول جاتا ہے، وہ اس کوشش میں مصروف ہوتا ہے کہ فلاں انگریز اس طرح کھیلتا ہے میں بھی اسی طرح کھیلوں..... ہاں اس کی چال اور ڈھال سے عیسائی اور یہودی تو خوش ہوتا ہے لیکن اللہ کا نبی.....؟؟ ڈائجسٹ اور ناول نے ہمارے نوجوانوں لڑکے اور لڑکیوں کو اتنا برباد کر دیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ بچی یہ پڑھ کر جری ہو جاتی ہے اس کے رابطے باہر شروع ہو جاتے ہیں، عشق ومعشوقی کا بازار گرم ہو جاتا ہے، سفید پوش والدین کو اپنی عزت بچانا مشکل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کے یہ معاملہ عدالت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ سب مغربی تہذیب کی کارستانیاں ہیں.....! آج ٹائی لگانے اور کالر والی قمیض، شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھے ہوئے، داڑھی پر استرا، کرکٹ کھیلتے ہوئے کتنے خوش ہوتے ہیں میرے خیال میں یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اپنے آپ کو محسنِ انسانیت ﷺ کا غلام کہنے کی بجائے..... مغرب وامریکہ کا غلام کہلانے کے شائقین

Marfat.com

ہیں۔شاعر نے مسلمانوں کو غیرت دلاتے ہوئے کہا ہے۔

ہر چند کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے
بنگلہ بھی ہے پاٹ بھی صابون بھی ہے
لیکن یہ میں تجھ سے پوچھتا ہوں ہندی
یورپ کا تری رگوں میں خون بھی ہے؟

آج ہم کس قوم کی اندھی تقلید کر رہے ہیں جو ایک مخلوط قوم ہے جس کا نسب بھی مشکوک، جس قوم میں ہر دس منٹ بعد ایک عورت کی آبروریزی کی جاتی ہے۔جس قوم میں صرف 15 فیصد بچوں کو والدین کی سرپرستی حاصل ہے۔جس قوم میں شادی کے بغیر رہنے والوں کا تناسب ۲۷ فیصد ہے جس قوم میں بلی اور چوہے کو روسٹ کر کے کھایا جاتا ہے، جس قوم میں خنزیر کو محبوب غذا تصور کیا جاتا ہے، جس قوم میں بچوں کی طرح کتوں کو پیار کیا جاتا ہے۔جس قوم کی سرپرستی شرابی اور زانی کر رہے ہیں، جس قوم کی عورتیں کتوں سے اپنی خواہش پوری کرتی ہیں۔جس قوم میں خنزیر کے مغز کو مقوی غذا بنا کر کھایا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من تشبہ بقوم فھو منھم" یعنی "جس شخص نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے ہے" اس قول کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایک عبرتناک واقعہ لوگوں کو دکھایا جس کو ایک مستند عالمِ دین نے بیان کیا ہے۔

مجدد ملت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں:

"یہ حکایت میں نے مولانا فتح محمد صاحب سے سنی تھی کہ مکہ شریف کے ایک تاجر شیخ دھان نے (جو بڑے عالم تھے) فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک عالم کا انتقال ہو گیا اور ان کو دفن کر دیا گیا کچھ عرصے کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتقال ہوا تو اس کے وارثوں نے ان عالم صاحب کی قبر میں دفن کرنا چاہا مکہ مکرمہ میں یہ دستور ہے کہ ایک قبر میں کئی کئی مردوں کو دفن کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ ان عالم صاحب کی قبر کھودی گئی تو عجیب منظر دیکھا کہ ان کی لاش کی بجائے ایک حسین لڑکی کی لاش رکھی ہوئی ہے صورت سے وہ لڑکی یورپین معلوم ہوتی تھی سب کو بڑی حیرت ہوئی اتفاق سے مجمع میں فرانس سے حج کے لئے آنے والا ایک شخص بھی موجود تھا اس نے جو لڑکی کی لاش دیکھی تو کہا کہ اس لڑکی کو تو میں پہچانتا ہوں یہ فرانس کی رہنے والی ہے اور ایک عیسائی کی بیٹی ہے۔ مجھ سے اردو پڑھتی تھی اور در پردہ مسلمان ہوگئی تھی میں نے اس کو دینیات کے کئی رسالے بھی پڑھائے تھے لوگوں نے کہا اس کی لاش کے یہاں منتقل ہونے کی وجہ تو سمجھ میں آ گئی کہ مسلمان ہوگئی تھی اور اسلام کی ہر چیز کو پسند کرتی تھی اب بات دریافت طلب یہ ہے کہ ان عالم صاحب کی لاش کہاں گئی کیا ایسا تو نہیں کہ ان کی لاش کسی وجہ سے لڑکی کی قبر میں اللہ تعالیٰ نے پہنچادی ہو۔ اس پر لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ آپ حج سے واپس فرانس جاؤ تو اس لڑکی کی قبر کھود کر دیکھنا کہ کیا معاملہ ہے۔ اور ان عالم کا ایک صورت شناس اس شخص کے ساتھ چلنے پر راضی ہوگیا۔ ان دونوں اشخاص نے فرانس جا کر لڑکی کے والدین سے سارا تذکرہ کیا اس کے والدین یہ یقین بھی نہ کریں کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی بیٹی مکہ مکرمہ کی کسی قبر میں چلی جائے۔

چنانچہ سب قبرستان گئے تو سب یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے کہ تابوت میں لڑکی کی لاش کی بجائے ان عالم کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ شیخ دھان نے فرمایا کہ فرانس سے ان لوگوں نے ہمیں اطلاع دی کہ اس عالم کی لاش یہاں لڑکی کی قبر میں موجود ہے۔

اب مکہ والوں کو فکر ہوئی لڑکی کی لاش کا یہاں ہونا تو اس کے مقبول ہونے کی علامت ہے۔ مگر اس عالم کا کافروں کے قبرستان میں منتقل ہونا کس بناء پر ہوا اور اس کے مردود ہونے کی کیا وجہ ہے؟ سب نے کہا کہ انسان کی اصلی حالت گھر والوں کو زیادہ معلوم ہوتی ہے اس عالم کی بیوی سے پوچھنا چاہیے چنانچہ یہ لوگ اس عالم کے گھر گئے اور پوچھا کہ کیا تیرے شوہر میں کوئی بات اسلام کے خلاف تھی.....؟ اس نے کہا کوئی ایسی بات نہیں تھی وہ تو نمازی پرہیزگار تھے۔ لوگوں نے کہا سوچ کر بتاؤ کیونکہ ان کی لاش مکہ مکرمہ سے منتقل ہوگئی ہے۔

ان کی بیوی نے کہا ہاں ان کی ایک بات پر میں اکثر رنجیدہ ہوا کرتی تھی کہ وہ یہ

Marfat.com

کہ جب وہ مجھ سے صحبت کرتے اور فراغت کے بعد غسل کا ارادہ کرتے تو یوں کہتے کہ نصاریٰ کے مذہب میں یہ بات بہت اچھی ہے کہ ان کے یہاں غسلِ جنابت فرض نہیں۔

لوگوں نے کہا بس یہی بات ہے جس قوم کا طریقہ پسند کرتے تھے اللہ پاک نے انہی کے قبرستان میں ان کو پھینک دیا ہے۔ حضرات آپ نے دیکھا کہ یہ شخص ظاہر میں عالم متقی اور پورا مسلمان تھا مگر ایک بات کفر کی موجود تھی کہ وہ کفار کے ایک طریقے کو قرآن کے بتائے ہوئے طریقے پر ترجیح دیتا تھا اور استحسان کفر بھی کفر ہوا کرتا ہے اور ایسا واقعہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں ہوا کرے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے عالم غیب کے واقعات کو دکھا دیتے ہیں۔

اسلام ہی کو بس اپنی ملت سمجھو
بیگانہ روش میں اپنی ذلت سمجھو
جو اس کے خلاف رائے رکھے گر
خاموش رہو سمجھ کی قلت سمجھو

روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ

جناب جاوید چودھری لکھتے ہیں:

''پچھلے دنوں پیرس شہر میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک سرد صبح تھی، درمیانی عمر کا ایک جوڑا شہر کے مرکزی کیتھڈرل میں داخل ہوا۔ پادری کے پاس پہنچا اور سینے پر صلیب کا نشان بنا کر عرض کیا'' فادر! ہم دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں، آپ اس کا انتظام کر دیں۔'' یہ عرض سنتے ہی پادری کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے چیخ مار کر اپنے سارے ساتھی جمع کر لئے۔ چرچ کا دوسرا عملہ بھی اکٹھا ہو گیا۔ سب لوگ ان دونوں کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ خبر چرچ سے باہر نکلی، سب سے پہلے قرب و جوار کے لوگ پہنچے اور اس کے بعد پیرس کا سارا میڈیا کیتھڈرل پہنچ گیا۔ یہ اطلاع سب کے لئے حیران کن تھی کیونکہ پیرس شہر میں پچھلے دس برس میں شادی کا کوئی ''سانحہ'' پیش نہیں آیا تھا۔ کیتھڈرل کا عملہ شادی بیاہ کی رسمیں تک بھول چکا تھا۔ یہ خبر سنسنی کی طرح پورے پیرس میں دوڑ گئی اور چند ہی منٹوں میں دماغی

Marfat.com

امراض کے ماہرین اور سماجی علوم کے پروفیسر بھی چرچ پہنچ گئے۔ جوڑے کے انٹرویوز شروع ہو گئے۔ یہ دونوں کیتھولک تھے۔ مرد روب لوو کا کہنا تھا کہ ''ہمارے لئے یہ فیصلہ مشکل تھا، ہم لوگ جانتے ہیں کہ ہم ایک پرانی، فرسودہ اور ختم شدہ روایت نبھانے جا رہے ہیں لیکن ہم نے سوچا اگر ہم ایک خدا کو مانتے ہیں تو پھر ہمیں اس کی قائم کردہ روایات پر بھی عمل کرنا چاہئے''۔ روب لوو کی بات بہت دلچسپ، بہت خوبصورت تھی لیکن سننے اور دیکھنے والوں نے اس پر یقین کرنے سے انکار کر دیا۔ لوگوں کا خیال تھا جوڑے کے ساتھ کوئی نفسیاتی یا دماغی مسئلہ ہے۔ یہ لوگ نارمل نہیں ہیں۔ جس وقت یہ شادی وقوع پذیر ہو رہی تھی اسی وقت یہ انکشاف ہوا پیرس شہر میں پچھلے دس سال میں طلاق کا کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا۔ کسی عدالت، کسی کونسل میں کوئی ایسا جوڑا نہیں آیا جس نے طلاق کا مطالبہ کیا ہو۔ لوگوں نے پوچھا ''کیوں؟'' جواب ملا ''جب دس برس میں کوئی شادی ہی نہیں ہوئی تو طلاق کیسے ہوگی؟'' روب لوو کی شادی کی تصویر میرے سامنے پڑی ہے!

یہ ایک روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرے کی تصویر ہے۔ وہ معاشرہ جس میں بچیاں بلوغت سے پہلے حاملہ ہو جاتی ہیں، زندگی میں کئی بار اسقاط سے گزرتی ہیں۔ بالغ ہونے کے بعد ہر ہفتے بوائے فرینڈ بدلتی ہیں، کسی کی پارٹنر بن کر سال دو سال اس کے فلیٹ میں گزارتی ہیں، شراب خانوں اور کلبوں کی دلدل میں اترتی ہیں، جوانی سے بڑھاپے میں جاتی ہیں، پنشن لیتی ہیں، اولڈ ہوم کے بے مہر بستروں پر گرتی ہیں اور پھر ایک روز ان کی نعش تدفین کرنے والی کسی کمپنی کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ زندگی کے اس سفر کے دوران اگر قدرت ان کی گود ہری کرے اور وہ اس ہریالی کو سنبھال لیں تو انہیں یہ تک معلوم نہیں ہوتا یہ بچہ ان کی کون سی بھول، کون سی محبت کی نشانی ہے۔ یہ بچے بھی دس سے چودہ برس تک ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے بعد کسی روز آنکھ کھلتی ہے تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اولاد بھی معاشرے کی اعتدال پسندی اور روشن خیالی میں تحلیل ہو چکی ہے۔ پیرس شہر کے اندر ایسی بے شمار اعتدال پسند اور روشن خیال سڑکیں ہیں جو شام ہوتے ہی ہم جنس پرستوں کی منڈیاں بن جاتی ہیں۔ جہاں روشن خیال مرد روشن خیال مردوں کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں اور اعتدال پسند عورتیں اعتدال پسند عورتوں کو دعوت دیتی ہیں۔ گھر گھرستی اور شادی بیاہ کی

Marfat.com

''لغویات'' اولڈ فیشن اور فرسودہ رسم بن چکی ہیں۔ بے راہ روی اور جنسی بے چینی کا یہ عالم ہے حکومت سکولوں میں مانع حمل ادویات تقسیم کرنے پر مجبور ہے۔ پیرس شہر میں شراب کی فروخت پانی سے دوگنی ہے۔ پچھلے دس برس میں پورے فرانس میں بائبل کے صرف سو نسخے فروخت ہوئے۔ چرچ ویران اور کالج بند ہو رہے ہیں، پورے پورے شہر میں مہینوں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ حکومت اسقاط پر پابندی لگانے کے منصوبے بنا رہی ہے، کوئی بالغ شخص شراب نہ پیئے، اس کی کوئی گرل فرینڈ نہ ہو، وہ نیلی پیلی فلمیں نہ دیکھے تو اسے بیمار سمجھا جاتا ہے، وہ ابنارمل کہلاتا ہے۔

یہ سلسلہ صرف فرانس تک محدود نہیں اس وقت پورا یورپ، امریکہ اور مشرق بعید اس روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے ہاتھوں تباہ ہو چکا ہے۔ امریکہ کے ماہرین اس بات پر حیران ہیں کہ اس وسعتِ قلبی اور جنسی آزادی کے باوجود امریکہ میں آبروریزی اور بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات کیوں پیش آتے ہیں؟ آبروریزی کے واقعات میں امریکہ اس وقت دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔ امریکی اعداد و شمار کے مطابق ایڈز اور ہم جنس پرستی سے بڑے مسئلے ہوں گے۔ ان کا کہنا ہے ہم جس ترقی کے پیچھے بھاگ رہے ہیں جب اس پر پھل آئے گا تو اسے اتارنے اور کھانے والا کوئی نہیں ہوگا، ہمارے پاس روشن مستقبل تو ہے لیکن مستقبل والے نہیں۔ ہمارے پاس لاکھوں کروڑوں نوکریاں ہوں گی لیکن ان نوکریوں کیلئے درخواست دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ امریکہ کے اندر قدامت پسندی اور مذہب کے احیاء پر سنجیدہ مکالمہ شروع ہو چکا ہے۔ پچھلے دنوں امریکی حکومت نے ایسی عیسائی تنظیموں کو ایک بلین ڈالر امداد دی جو مذہبی روایات کی تبلیغ کرتی ہیں، جو لوگوں کو چرچ کی طرف بلاتی ہیں، انہیں شادی کرنے اور بچے پیدا کرنے کی تلقین کرتی ہیں، آپ یورپ اور امریکہ کے معاشروں کا بغور مطالعہ کریں، گہرائی سے ان کا تجزیہ کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ معاشرے روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی دلدل میں دھنس چکے ہیں اور وہاں کی حکومتیں اور دانشور انہیں اس دلدل سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ وقت کے پہیے کو واپس دھکیلنے کی سعی کر رہے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں ہم لوگ روایت، مذہب اور ثقافت سے بھرپور معاشرے کو اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی صلیب پر چڑھا رہے ہیں۔ ہم لوگ

Marfat.com

اپنے پاک صاف جسم کولنڈے کے کپڑے پہنا رہے ہیں، اپنے چمکدار چہرے پر مغرب کی گندگی مل رہے ہیں اور یورپ اور امریکہ کی گندی جرابوں کی ٹوپی سی کر سر پر پہن رہے ہیں، یہ ہم کیا کر رہے ہیں.....؟؟ (بشکریہ جنگ)

کراچی میں زبردستی حجاب اُتروادیئے گئے

''سینٹ جوزف ہائی سکول کے امتحانی مرکز میں میٹرک کے پرچے دینے کے لئے آنے والی طالبات کے برقع اور حجاب عیسائی انتظامیہ اور راہباؤں نے زبردستی اتروا دیئے جب والدین نے سکول انتظامیہ کی اس حرکت پر ردعمل کا اظہار کیا تو کہا گیا کہ سینٹ جوزف سکول ایک مشنری ادارہ ہے اس لئے ہم اسکارف یا برقع پہننے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس سے نقل کا اندیشہ ہے جس پر والدین نے کہا کہ ایک مرتبہ خواتین کے ذریعے بچیوں کو چیک کروالیں اس کے بعد وہ حجاب میں رہتے ہوئے امتحان دیں لیکن یہ درخواست بھی مسترد کر دی گی جس پر والدین نے سکول کے پرنسپل سے رابطہ کیا اور کہا کہ پاکستان میں اس طرح کا قانون نہیں کہ بچیاں حجاب کے بغیر امتحانی پرچے دیں اور نہ ہی متعلقہ سکولوں نے طالبات کو حجاب کے بغیر امتحان میں جانے کے لئے کہا ہے تو پھر یہ اقدام کیوں کیا جا رہا ہے؟ جس پر سکول کے پرنسپل نے بھی عیسائی مشنری احکام کے تحت والدین کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔'' (روزنامہ اسلام کراچی، 17 مارچ)

حجاب کا مسئلہ ایک عالم گیر صورت اختیار کر چکا ہے سب سے پہلے فرانس میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا اور اب وہاں تمام تر احتجاج کے باوجود سرکاری طور پر تعلیمی اداروں میں اسکارف اور حجاب کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے جبکہ بعض دیگر یورپی ممالک اٹلی، اسپین، جرمنی بیلجیئم اور دیگر ممالک اسی رخ پر سوچ رہے ہیں ماضی قریب میں ترک پارلیمنٹ میں بھی اسکارف کے خلاف خاصا شور شراب کیا گیا۔ پاکستان میں اس نوعیت کا یہ شرم ناک واقعہ پہلی بات نہیں، ہماری قاریات نے چند شمارے قبل ''تیسری خبر'' کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا ہوگا جس میں بتایا گیا تھا کہ حسن ابدال کے ایک پرائیویٹ سکول میں ایک ٹیچر نے بچیوں کے اسکارف اتروادیئے تھے۔ اس ''تیسری خبر'' کو پڑھ کر ایک اور قاریہ نے بھی

Marfat.com

ایسا ہی خط ''خواتین کا اسلام'' کے نام لکھا تھا۔اس سے بھی زیادہ شرم ناک خبر پی آئی اے کی تھی جہاں سرکاری طور پر جاری کردہ ایک لیٹر میں ایئر ہوسٹسز کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سر پر دوپٹہ بالکل نہ اوڑھیں اور میک اپ کے علاوہ جیولری کا خاص طور پر اہتمام کریں۔لیٹر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایئر ہوسٹسز کپڑے کی جو پٹی سر پر رکھتی ہیں وہ چہرے کے ساتھ بالکل ٹچ نہیں ہونی چاہئے لیکن شدید عوامی احتجاج کی بناء پر دو ماہ بعد اس حکم کو واپس لے لیا گیا..... یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ اس وقت عالم اسلام اور عالم کفر میں ایک زبردست جنگ چل رہی ہے، ایک طرف بدی کے محور، شیطان کے پجاری، شر الدواب فی الارض بش، پیوٹن، یاک شیراک، ایریل شیرون، کولن پاول، جیک سڑا اور دوسرے ائمہ کفر ہیں دوسری طرف اہل ایمان کے نمائندہ ملا محمد عمر مجاہد، اسامہ بن لادن، شیخ احمد یٰسین (یہ سطور لکھتے وقت شیخ حیات تھے کاپ؛ ی پریس جانے کے دوران خبر آئی کہ غاصب یہودیوں نے انہیں شہید کر دیا) اور دنیا بھر کے مجاہدین حق ہیں۔بیچ میں کچھ منافقین ومفسدین اور ائمۃ الکفر کے ایجنٹ ہیں جو مسلم ممالک پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں اور امریکی استعمار کو استحکام دینے کے لئے شب وروز محنت کر رہے ہیں۔آج اگر پاکستان میں کوئی صحیح العقیدہ، صاحب ایمان حکمران ہوتا تو کسی عیسائی مشنری ادارے کی مجال نہیں تھی کہ وہ مسلمانوں کے ملک میں بے ہانگ دہل یوں ہماری بچیوں کے برقع وحجاب اور اسکارف اتروا سکتا ہے۔پی آئی اے کی طرف سے ایئر ہوسٹسز کو بے غیرتی و بے حیائی پر مبنی حکمنامہ جو اگرچہ واپس لے لیا گیا اس بات کا غماز ہے کہ پاکستان میں یہود ونصاریٰ کا کلچر بہ زور رائج کروانے کے ایجنڈے پر اہل اقتدار اور اہل کفر کا مکمل گٹھ جوڑ ہو چکا ہے جس پر کہیں قوت کے زور پر عمل کروایا جا رہا ہے اور کہیں ترغیب، تحریص اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ترویج کا سہارا لیا جا رہا ہے یہ بات کسی سے مخفی نہیں سرکاری نصاب تعلیم سے امریکی ایماء پر قرآنی آیات کو نکال دیا گیا ہے اور نئے نصاب میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہ باتیں شامل کی گئی ہیں جو یہود وہنود اور نصاریٰ سے محبت اور مودت کا سبق دیتی ہیں..... سینٹ جوزف سکول کی انتظامیہ کے رویے پر احتجاج کرنے والے والدین کو بھی سوچنا چاہئے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو عیسائی مشنری اداروں میں تعلیم کے لئے کیسے بھیج دیا۔یہ بات ہر صاحب بصیرت انسان پر عیاں ہے کہ عیسائی مشنری اداروں کا

Marfat.com

وجود ہی اس لئے قائم کیا گیا تا کہ مسلمانوں کی آئندہ نسل سے ایمان، تقویٰ اخلاق اور دینی غیرت وحمیت کو یکسر ختم کر دیا جائے ان عیسائی اداروں میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ تمام کام تمام کفر وشرک پر مبنی ہے ان اداروں میں تعلیم کا آغاز بسم اللہ یا تلاوت قرآن سے نہیں ہوتا بلکہ مغربی موسیقی کی دھنوں پر استوار بینڈ باجے اور جسمانی رقص سے ہوتا ہے عیسائی مشنری اداروں میں ہونے والے ڈبیٹس، ڈرامے، کوائز پروگرام، ان اداروں کی یونی فارم اور مخلوط تعلیمی نظام میں فحش گوئی اور عریانیت کو اولیت حاصل ہوتی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے ماں باپ اپنے جگر گوشوں کو محض اس لئے ان قاتل اداروں میں بھیجتے ہیں تا کہ ان کا بیٹا فر فر انگریزی بولنے لگے اور وہ فخر سے لوگوں کو جتا سکیں کہ ہمارا بچہ کتنی پیاری انگریزی بولتا ہے۔ احساس کمتری کے شکار اور دینی غیرت سے عاری یہ لوگ کیوں بھول جاتے ہیں کہ عیسائی مشنری اداروں کا ایجنڈا کفر کی اشاعت کے سوا اور کچھ نہیں۔ دین ہمیں اعلیٰ عصری تعلیم دلوانے میں مانع نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ حکم بھی دیتا ہے کہ:..... ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ (التحریم) حقیقت یہ ہے کہ مشنری اداروں کی تعلیم جہنم کی اسی آگ کی طرف لے جانے والی ہے۔ اہل اسلام کو چاہئے کہ وہ اس دور میں جاری کفر واسلام کی جنگ کا حقیقی ادارک کریں، اپنے آپ کو اہل ایمان کی صف میں شامل کر کے خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی جہنم کی آگ سے بچائیں۔ (خواتین کا اسلام)

تہذیب یورپ

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
"من تشبہ بقوم فھو منھم." (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا''۔

تجدید پسند طبقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پس پشت ڈال کر اپنے ہر عمل میں کفار کے ساتھ مشابہت میں مصروف ہے۔ کفار کی عظمت اس قدر ان کے دلوں

Marfat.com

میں مستحکم ہو چکی ہے کہ اس نے دل و دماغ پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ نفع وضرر کے قاعدے بدل گئے ہیں۔ وہ جسے اچھا کہیں وہ سر آنکھوں پر، جسے ترک کر دیں وہ ان کے لئے قابلِ نفرت حتیٰ کہ شکل وصورت کی وضع میں بھی سرمو انحراف نہیں کیا جاتا۔

''جدت پسندی'' کے اس دور میں کسی عمل کے اچھا یا بُرا ہونے کا معیار صرف یہاں تک محدود ہے کہ یہ عمل ترقی یافتہ قوم میں کس حد تک پایا جاتا ہے۔ ان کے ہاں لنڈا بازار میں بکنے والی پیوند لگی اور پھٹی ہوئی پینٹ، ہزار روپے کے مشرقی سوٹ سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اس طبقہ نے اپنا قبلہ وکعبہ یورپ کو بنالیا ہے۔ ہماری قوم اس ''اندھیر نگری ''میں یورپ کے فیشنوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تباہی کے دھانے تک جا پہنچی۔

کیا کیا رنگ ہیں یورپ کے فیشنوں میں؟ اور کس پیار سے لوگ اسے اپناتے ہیں، اس کے بیان سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

والدین اور یورپ

''ابو یہ کیا ہے؟'' درخت پر بیٹھے کوّے کی طرف اشارہ کر کے بچے نے اپنی توتلی زبان میں سوال کیا۔ ''بیٹے! یہ کوا ہے''۔ باپ نے پیار سے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد معصومیت سے بچے نے یہ سوال پھر دہرایا، باپ نے پھر پیار سے جواب دیا۔ حتیٰ کہ بچے نے تیس دفعہ دہرایا باپ نے ہر بار پیار سے جواب دیا اور ذرا بھی ناگواری نہ ہوئی۔ تاریخ کے ساتھ یہ واقعہ باپ کی ڈائری میں مندرج ہو گیا۔ وقت گزرتا گیا باپ کی جوانی ڈھلنے لگی، بچے کا لڑکپن ختم ہونے لگا۔ باپ کو بڑھاپے نے آلیا اور بیٹا جوانی کی سرحدوں کو چھونے لگا۔ جوانی کا عروج آ گیا۔ بازوؤں میں جوان اور جوش مارتا خون تھا، دماغ میں طاقت کا نشہ باپ تھکے ہوئے مسافر کی طرح سست و بے جان۔ بڑھاپے کے اثر سے نظر بھی کم ہو گئی تھی۔ عادتیں بھی بدل گئی تھیں، لیکن عقل بیدار تھی۔ سامنے منڈھیر پر پرندہ بیٹھا تھا۔ آج باپ بیٹے سے سوال کر رہا تھا کہ بیٹے! یہ کیا چیز بیٹھی ہے؟ ابو کوا ہے۔ بیٹے نے جواب دیا۔ عینک کو اوپر نیچے کر کے غور سے دیکھا اور پھر سوال کیا۔ بیٹے نے بے اعتنائی سے جواب دیا۔ سوال تیسری مرتبہ دھرایا گیا۔ اب بیٹے سے ضبط نہ ہو سکا اور کہا: ''کہہ جو دیا کوا ہے''۔

Marfat.com

باپ کو اس کا اس طرح جواب دینا ناگوار گزرا اور دل پر چوٹ سی لگی لیکن ڈائری منگوائی، صفحہ پلٹا کہ بیٹے نے مجھ سے تیس دفعہ ایک چیز کے بارے میں سوال کیا، میں نے ہر دفعہ اُسے پیار سے اور شفقت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ بیٹا پڑھتا گیا اور سر ندامت سے جھکاتا گیا اور احسان مندی کا تقاضا بھی یہی تھا۔

غیرت مند آدمی کسی کے احسان کو نہیں بھولتا اور والدین کے اولاد پر تو بے شمار احسانات ہوتے ہیں۔ جو والدین کا احسان مند نہ ہو اس سے کسی اور اچھائی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

بات یورپ کی چل رہی تھی۔ مغربی معاشرے کے بوڑھے والدین کے ساتھ ان کی جوان اولاد کا سلوک قابل رحم ہے۔ انہیں عضو بیکار تصور کیا جاتا ہے۔ انہیں معاشرے کا فرد ہی نہیں سمجھا جاتا۔ وہ گھر کی زندگی سے محروم زنداں نما ''اولڈ ہاؤس'' میں زندگی کے دن گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کے لئے مر چکے ہوتے ہیں۔ اولاد اُن کا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہوتی ہے۔ انہیں بڑھاپے میں بے سہارا کر دیا جاتا ہے۔ ٹانگوں میں ضعف کی بدولت جب انہیں بیساکھی کی ضرورت پڑتی ہے تو مغرب کا بے رحم معاشرہ ان سے یہ بیساکھی چھین لیتا ہے۔ انہیں محبت کی بجائے نفرت ملتی ہے۔ ان کے جسم کے ٹکڑے (اولاد) انہیں بے سہارا چھوڑ دیتے ہیں۔ سمندر بیچ ان کی ناؤ ہچکولے کھا رہی ہوتی ہے اور ان سے پتوار چھین لیے جاتے ہیں۔ مغرب کا غلیظ معاشرہ اُن سے وہ سرمایہ چھین لیتا ہے جس میں ان کی زندگی ہوتی ہے، جو اُن کا سہارا ہوتا ہے۔

وہ اولڈ ہاؤس میں حسرت و یاس کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ زندگی انہیں بوجھ لگتی ہے، وہ بکھر جاتے ہیں۔ وہ ہر آتی صبح اور جاتی شام اس زندگی سے چھٹکارے کی تمنا کرتے ہیں۔

ان کی بے رحم اور محبت و عقیدت سے عاری اولاد نفس کے گھوڑوں پر بیٹھ کر خواہشات کی دنیا میں مگن ہوتی ہے۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ ان کے بوڑھے والدین پر کیا بیت رہی ہے؟ وہ کتوں کی خدمت میں مگن بلکہ خوش ہوتی ہے۔ یورپی دنیا میں بوڑھوں کے ساتھ اس سلوک کو ''فیشن'' کا درجہ حاصل ہے۔

Marfat.com

خدمت سگاں

والدین کی خدمت سے عاجز، یہ قوم کتوں کی ناز برداری میں فخر محسوس کرتی ہے۔ کتوں کے حقوق کی پاسداری اور اُن کی خدمت میں اس قوم کا واقعی کردار ہے۔ یورپی گھروں میں کتے کو ایک فرد کی حیثیت حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ گھر کے افراد کا آقا ہوتا ہے۔ سب اس کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اُسے ائر کنڈیشن گاڑی میں سیر کرائی جاتی ہے۔ اعلیٰ قسم کے کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ ائر کنڈیشن کمروں میں وہ سوتے ہیں۔ انہیں خوشبوؤں والے صابنوں سے نہلایا جاتا ہے اگرچہ خود یہ لوگ کرسمس پر بھی نہیں نہاتے۔

مغربی معاشرے کے روشن خیال نوجوان نے والدین کی خدمت سے منہ موڑا تو اللہ نے اُسے کتوں کی غلامی جیسی لعنت میں مبتلا کر دیا۔ اس نے والدین کے سامنے سرخم کرنے میں شرم محسوس کی تو کتوں کے ناز اُٹھانے پڑے۔ والدین کی خدمت سے دامن چھڑایا تو کتوں کی خدمت کرنی پڑی۔ والدین کے آگے عجز وانکساری سے روگردانی کی تو کتوں کا فضلہ صاف کرنا پڑا۔ اس نے والدین کو گھر سے نکالا تو کتے اُن کے بیڈوں (بستروں) پر قابض ہو گئے۔ یورپ میں اسے فیشن کہا جاتا ہے اور ہمارے لوگ بھی اِن فیشنوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

اندھی تقلید

ہمارے ہاں کا تجدید پسند طبقہ انہی فیشنوں کو اپنانے میں مصروف نظر آتا ہے۔ اور اس تقلید میں اس طبقہ کو خوشی محسوس ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو، شیطان گمراہی کے راستوں کو پُرکشش اور خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ مختلف تاویلات اور حسین عنوانات اور دلکش ناموں سے گندی اور غلیظ چیز کو اپنایا جاتا ہے۔ یہ گند اپنے تک محدود نہیں رہتا بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی رنگ میں رنگا جاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنی اولاد کو یورپ کی گندی فضاؤں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے گمان میں ان کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اُن کے بہتر مستقبل کے خواب دیکھتے ہیں اور اپنے خون پسینے کی کمائی کو اُن کی تعلیم کی نذر کرتے ہیں کہ پڑھ لکھ کر

Marfat.com

بڑھاپے میں ہمارا سہارا بنیں گے۔

یہ ناعاقبت اندیش لوگ روشنی کے باوجود اندھیرے کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی کامیابی والے دین سے آنکھیں پھیر کر وہ اپنی اولاد کو آگ میں پھینک کر خوش ہوتے ہیں۔ اسلام کے نور سے اپنے دل کے کواڑ بند کر کے وہ ظلمت کی طرف لپکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ جو قوم پاکی و ناپاکی کے طریقوں سے ناآشنا ہے اس کے زیر سایہ تعلیم کا حصول کیا معنی رکھتا ہے؟

جس قوم کے اکثر لوگ اپنے باپ کو نہیں جانتے، وہ اخوت و محبت اور عفت و پاکدامنی کا درس کیا دیں گے؟ ماں باپ انتظار و فراق کے صبر آزما مراحل یہ گمان کر کے گزار لیتے ہیں کہ میرا بیٹا کوئی بڑا آدمی بن کر آئے گا اور پھر زندگی بھر ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے گا۔ انہیں کیا معلوم یورپ کی زمستانی ہوا اور مشرق کے پاکیزہ جذبات میں بہت بڑا فرق ہے۔ وہ ہوا تو رگوں میں چلتے خون کی حرارت تک بدل دیتی ہے، اُس ہوا میں خونی رشتوں کی قدر و قیمت گھٹنی شروع ہو جاتی ہے، وہ اُس گندی اور بے دینی سے آلودہ تہذیب کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔

آخر کار وہ دن آ جاتا ہے کہ ماں باپ استقبال کے لئے آنکھیں فرشِ راہ کئے ہوتے ہیں۔ اُن کا لاڈلا اور چہیتا آنکھوں کا تارا ''لنگور نما دلہن'' بغل سے لگائے نمودار ہوتا ہے۔ والدین حیرت سے دیکھنے لگتے ہیں، ایک دھچکا سا لگتا ہے اور آس و اُمید ٹوٹنے لگتی ہے۔ اُسے خوش فہمیوں کے دھاگے سے سیا جاتا ہے اور دل کو سہارا دیا جاتا ہے کہ آخر بیٹا تو ہمارا ہے، لیکن اجنبی لہجہ بدلے تیور کچھ اور کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اُٹھنے بیٹھنے کے انداز بدلے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ پسند و ناپسند کا معیار بدل جاتا ہے۔ گفتگو میں الفاظ ناآشنا ہوتے ہیں۔

اس نئے جوڑے کو ان بوڑھوں کا یوں گھر میں آزادی سے چلنا پھرنا دخل در معقولات لگتا ہے۔ والدین بوجھ محسوس ہوتے ہیں۔ والدین کے دلوں میں وسوسے اور اندیشے جنم لینے لگتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ایسا تو نہ تھا۔ اولاد کا یہ سلوک انہیں گھر کے کسی کونے تک محدود کر دیتا ہے۔ وہ بااختیار ہوتے ہوئے بھی کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ وہ

Marfat.com

اولاد کے باوجود بے اولاد ہو جاتے ہیں۔ وہ زندگی کے باوجود اُن کے لئے مر چکے ہوتے ہیں۔ اُنہیں اپنی اولاد کی زبان پر عمر دراز کی دعا کے بجائے ان کی آنکھوں میں اپنی موت کا انتظار نظر آتا ہے۔

حرفِ آخر

محترم ومکرم مسلمان بھائیو! درج بالا معروضات کی روشنی میں آپ نے یورپ کے معاشرے کی ہلکی سی جھلک دیکھ لی ہوگی۔ یہ تو ایک نمونہ تھا وگرنہ ان چمکتے دمکتے شہروں میں کیا بھرا ہوا ہے؟ اس کو سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، ہمیں سچا اور پاکیزہ مذہب عطا کیا۔ اس روشنی والے دین سے منہ پھیر کر یورپ کی ظاہری چمک دمک کی طرف ہمیں مائل نہیں ہونا چاہئے۔ اس عظیم نعمت کی قدر کرنی چاہئے کیونکہ جس چیز کی قدر نہ کی جائے وہ زیادہ دیر نہیں رہتی۔

آج کافر برائی کی آخری حدوں کو چھو کر سکونِ دامن کی تلاش میں اسلام کے سچے اور لاریب مذہب کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں۔ حیف ہے ہم مسلمانوں پر کہ اُس گندگی کے پیچھے بھاگے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

خونی بسنت کے عبرتناک نتائج

''ڈیسنٹ ماڈل سکول گلشن راوی لاہور کا چوتھی کلاس کا 9 سالہ بچہ عمر فاروق اپنے گھر سے باہر سائیکل چلا رہا تھا کہ اچانک کسی کٹی پتنگ کی ڈور اس کی گردن پر پھری اور آن واحد میں اس کا گلا کاٹ گئی۔ یہ بچہ پاکستان اسٹیٹ آئل کے ایک ملازم محمد فاروق کا بچہ تھا۔ مرحوم بچے کے باپ نے زاروقطار روتے ہوئے اس المناک سانحہ کی رونمائی پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے بے ساختہ کہا کہ ''میں ان حکمرانوں کو کبھی معاف نہیں کروں گا جو معصوم بچوں کی زندگیوں سے کھیل کر بسنت منا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بچے کو قتل کیا گیا ہے۔ حکمرانوں کے لیے تو اس سانحے کی رونمائی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ یہ بچہ ایک غریب محنت کش کا جگر گوشہ تھا۔ کسی وزیر یا کسی اعلیٰ مرتبت افسر کا بیٹا نہیں تھا۔ بچے کی ماں ذہنی توازن کھو بیٹھی اور بے ہوش ہوگئی۔ بچے کی خون آلود لاش دیکھ کر وہ سکتے میں آ کر بالکل بے حس وحرکت ہوگئی اور اپنے بچے کی لاش پر رونے کے قابل بھی نہ رہی۔

متوفی بچے کے چچا نے کہا ''ملک میں نہ کوئی عدالت ہے نہ کوئی قانون اور نہ کوئی حکومت۔'' بچے کے نانا نے اخبار نویسوں سے پوچھا ''آخر حکومت نے معصوم جانوں سے کھیلنے اور تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنے والے قاتلوں کو کھلی چھوٹ کیوں دی؟ بسنت منانے کی اجازت کیوں دی؟ یہ لوگ بچوں کی لاشوں پر خوشیوں کا یہ تہوار منا رہے ہیں تو آخر کیوں؟''

مرنے والے بچے کے گھر کے باہر سینکڑوں شہری جمع ہوگئے۔ بالآخر انہوں نے بچے کی لاش اٹھائی اور اسے گلشن راوی تھانے لے گئے اور تھانے کے باہر لاش کو رکھ کر انہوں نے دھرنا دیا اور پولیس والوں سے مطالبہ کیا کہ وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی، پنجاب کے گورنر

Marfat.com

خالد مقبول اور ضلعی ناظم میاں عامر محمود کے خلاف اس بچے کے قتل کا مقدمہ درج کریں۔"

یہ انگریزی معاسر دی نیشنل کراچی کی 25 فروری کی اشاعت میں شامل ہاس خبر کا اقتباس ہے جس میں بسنت کی خونی رات کو رونما ہونے والے ایسے متعدد المیوں کی تفصیلات لی گئی ہیں۔ اس خبر میں بتایا گیا کہ بسنت مناتے ہوئے 12 انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ سینکڑوں لوگ اندھا دھند کی جانے والی فائرنگ کی زد میں آکر زخمی ہوئے۔

صرف لاہور شہر میں اتوار 25 فوری کے روز 14 افراد ہلاک ہوئے جن میں 6 بچے بھی شامل ہیں اور سینکڑوں زخمی بھی ہوئے اس روز پورا دن اور پوری رات اندھا دھند فائرنگ ہوتی رہی ایک پولیس افسر کے بقول پولیس کی بہت بڑی تعداد بڑے لوگوں کے جان و مال کے حفاظتی انتظامات پر متعین رہی اور باقی بچ رہنے والی پولیس اس وسیع پیمانے کی فائرنگ کو روکنے کے لیے ناکافی تھی۔ اس لیے فائرنگ روکنے میں ناکام رہی۔ زیادہ ہلاکتوں کا سبب یہی اندھا دھند فائرنگ بنی گولی لوگنے سے زخمی ہونے والے 15 افراد لاہور کے میو ہسپتال جنرل ہسپتال، سرگنگا رام ہسپتال، جناح ہسپتال، پہنچائے گئے جبکہ بہت سے متاثرہ لوگوں کو نجی ہسپتالوں میں داخل کیا گیا۔ روزنامہ ڈان کی اطلاع کے مطابق مجموعی طور پر چھ سو زخمیوں کو مختلف ہسپتالوں میں داخل کیا گیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ انہوں نے فائرنگ کی ممانعت کی خلاف ورزی کے الزام میں 800 گرفتاریاں کی ہیں۔

ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت والی رات لاہور شہر میں کسی قسم کا طوفان برپا رہا ہے۔ یہ طوفان برپا کرنے والے کون تھے؟ روزنامہ دی نیشن کی خبر میں بتایا گیا ہے لہ لاہور کے شہریوں کا کہنا ہے کہ شراب کے نشے میں بدمست نوجوانوں کے غول متمول آبادیوں والے علاقوں میں خودکار ہتھیاروں سے مسلح بسنت والے پورے دن اور رات فائرنگ کرتے دیکھے گئے اور انہیں امن وامان قائم کرنے والے اداروں کا مطلق کوئی خوف نہیں تھا۔

یہی وہ بدمست طبقہ ہے جس کی بے لگام خواہشات کی تکمیل کا حکمرانوں کو بڑا خیال رہتا ہے اور اسی طبقے کے لوگوں کی فرمائش اور مطالبے پر حکومت پنجاب نے بسنت اور پتنگ بازی پر عدالت عظمیٰ کی طرف سے عائد کی جانے والی پابندی کے باوجود سرکاری حکم کے ذریعے دو روز تک پتنگ بازی کی اجازت دی تا کہ لاہور میں بسنت کا تہوار منایا جا

Marfat.com

سک۔ حکومت کی اس دیدہ دلیری کو دیکھتے ہوئے کہ وہ عدالت کی عائد کردہ پابندی کو بھی اپنے ایک عبوری حکم کے تحت معطل کر سکتی ہے اس طبقے کے بدمست جوانوں کو اس دیدہ دلیری کا اشارہ ملا۔ چنانچہ تھانچہ گلشن راوی کے سامنے پتنگ کی ڈور سے گلا کٹ جانے والے بچے کی لاش کو رکھ کر احتجاج کرنے والے شہریوں کا مطالبہ اصولاً بالکل درست تھا کہ اس بچے کی ہلاکت کو قتل تسلیم کیا جائے اور اس قتل کا مقدمہ وزیر اعلیٰ پنجاب، گورنر پنجاب اور ضلعی ناظم کے خلاف درج کیا جائے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو عدالتی ممانعت کو معطل کر کے بسنت منانے کی اجازت جاری کرنے والی ''حکومت'' ہیں۔

بسنت سے اگلے روز 26 فروری کو وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی نے پتنگ بازی پر مکمل پابندی کا اعلان کرتے ہوئے صوبائی محکمہ بلدیات کو ہدایت کہ کہ آئندہ کسی بھی ضلع سے بسنت کی اجازت کی درخواست وصول نہ کی جائے، پنجاب کے وزیر قانون راؤ بشارت نے اعتراف کیا ہے کہ لاہور میں بسنت کے سلسلے میں پتنگ بازی کی اجزت محض دو روز کے لیے دی گئی تھی اور اب پھر اس پر دوبارہ پابندی لگا دی گئی ہے۔ یہ اقدامات اور بیانات اعتراف جرم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حکومت نے ان اقدامات اور اعترافات کی صورت میں بسنت کے روز لاہور میں ہونے والی بدامنی کہ ذمہ داری قبول کر لی ہے اس صورتحال میں عدالت عظمیٰ سے یہ مطالبہ بے معنی نہیں ہے کہ عدالت عظمیٰ جس نے بسنت اور پتنگ بازی پر پابندی عائد کی تھی اور جس کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو عدالت اپنی رٹ کی بحالی کے لیے اس بات کا خود نوٹس لے اور متعلقہ ارباب اختیار سے پوچھے کہ عدالت کی عائد کردہ ممانعت کے باوجود پتنگ بازی کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟ کیونکہ حکومت کا یہ اقدام بدیہی طور پر توہین عدالت محسوس ہوتا ہے۔

ایک طرف وزیر اعلیٰ اعلان کرتے ہیں کہ پتنگ بازی پر دوبارہ مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے اور صوبائی محکمہ بلدیات کو ہدایت بھی کرتے ہیں کہ آئندہ کسی بھی ضلع سے بسنت منانے کی اجازت کے حصول کے لیے درخواست وصول نہ کی جائے دوسری طرف گورنر پنجاب جو ریٹائرڈ قومی جنرل ہیں کہتے ہیں کہ بسنت سمیت تمام خوشیوں کے تہوار آئندہ برسوں میں بھی منائے جائیں گے موسم بہار کی آمد پر اس خطے میں بہت پہلے سے

Marfat.com

خوشیاں منائی جاتی رہی ہیں اور یہ ہماری روایات بھی ہین۔ گورنر پنجاب کے اس بیان کا ایک تجزیات پہلو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بسنت کا یہ غیر اسلامی تہوار غالباً فوج کے کسی حصے کا پسندیدہ تہوار ہے جس کی راہ ہموار کرنے کے لیے حکومت پنجاب کو ذریعہ بنایا گیا ہے تلخ تجربے کے بعد حکومت پنجاب تو آنے والے سالوں میں اس تلخ تجربے کا اعادہ نہین کرنا چاہتی مگر گورنر پنجاب کی ابھی یہ خواہش ہے کہ بسنت منانے کی یہ روایت آنے والے سالوں میں بھی برقرار رہے۔عدالت عظمیٰ کو اپنے ممانعتی فیصلے کی روشنی میں گورنر پنجاب کے اس عزم کا نوٹس بطور خاص لینا چاہئے اور یہ پوچھنا چاہئے کہ اتنے المیوں کے ظہور کے باوجود گورنر پنجاب آخر بسنت کے تہوار کو ایک مسلمان ملک پر مسلط رکھنے میں اتنی دلچسپی کیوں رکھتے ہیں؟ گورنر پنجاب نے یہ کہہ کر حقائق کو توڑنے مروڑنے کی کوشش کی ہے کہ موسم بہار کی آمد پر اس خطے میں بہت پہلے سے خوشیاں منائی جاتی رہیں اور یہ ہماری روایات بھی ہیں، لہٰذا بسنت سمیت تمام خوشیوں کے تہوار آئندہ بھی مناتے جاتے رہیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ غیر منقسم پنجاب میں جب لاہور میں غیر مسلم آبادی بھی تھی بہار کی آمد پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے میلے اور تہوار الگ الگ ہوتے تھے، مسلمان میلہ چراغاں کا اہتمام کرتے تھے اور غیر مسلم بیساکھی اور بسنت مناتے تھے نئی حکومت کی روشن خیالی اور اعتدال پسندی نے غیر مسلم تہواروں کی سرپرستی کر کے مسلمانوں کی قدیم روایت کو پس پشت ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے یہ سب طوفان بدتمیزی برپا ہوا۔ اب وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ بسنت پر اب مستقل پابندی لگ ادی گئی ہے اور اس کی جگہ مثبت سرگرمیوں کے لیے ا ائندہ ہارس اینڈ کیٹل شو شروع کر رہے ہیں۔ یہ ہارس اینڈ کیٹل شو قدیم میلہ چراغاں کا مستقل حصہ تھی جو آمد بہار کے موقع پر اس خطے کی مستقل روایت تھی۔ بسنت اس علاقے کے مسلمانوں کی روایت کبھی بھی نہیں رہی۔ اگر یہ اس خطے کے مسلمانوں کی روایت ہوتی تو بسنت پورے پنجاب میں منایا جاتا۔ اسے پورے پنجاب کا تہوار بنانے کہ مہم تو موجودہ حکومت نے شروع کی تھی ورنہ یہ صرف تقسیم سے قبل لاہور کے غیر مسلموں کی روایت تھی جس کا احیاء موجودہ حکومت کرنا چاہتی تھی اور گورنر پنجاب اب بھی یہی عزم رکھتے ہیں۔

عدالت کی طرف سے ممانعت کے باوجود حکومتی اجازت سے اس سال خونی

Marfat.com

بسنت کا اہتمام اور اس کے نتائج درحقیقت حکومت کی اعتدال پسندی اور روشن خیالی والی پالیسی کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ان نتائج نے وزیراعلیٰ کو خاصا خوفزدہ کیا ہے چنانچہ انہوں نے غمزدہ خاندانوں کی تالیف قلبی کے لیے ان میں فوری طور پر 17 لاکھ کے چیک تقسیم کیے ہیں۔ یہ سترہ لاکھ روپے چوہدری پرویز الٰہی اپنی جیب سے ادا کرتے تو اس اقدام کو شاید خون بہا تسلیم کیا جا سکتا۔مگر یہ تو ستم ہے کہ اپنی غلطی کے نتائج کا ازالہ وہ سرکاری خزانے سے ادا کرائیں۔انہیں فوری طور پر سترہ لاکھ کی یہ رقم سرکاری خزانے میں واپس جمع کرا دینی چاہیے۔ بسنت منانے کی اجازت کی منظوری کی توثیق انہوں نے صوبائی اسمبلی سے نہیں کرائی تھی کہ اسے باضابطہ حکومتی فیصلہ اور اقدام سمجھا جائے۔یہ فیصلہ تو انہوں نے شخصی سطح پر کر کے اسے حکومتی فیصلہ باور کرایا تھا لہٰذا اس غلط فیصلے کے نقصانات کا ازالہ انہیں سرکاری خزانے سے نہیں بلکہ اپنی جیب سے کرنا چاہیے اور اس ازالے کی توثیق بھی عدالت سے کرانی چاہیے محض ان کی اپنی شخصی صوابدید کے تحت یہ ازالہ بھی قانونی تصور نہیں ہوگا۔ (روزنامہ ''اسلام'')

بابر ہندوستان پہنچا تو اس نے مقامی لوگوں کو عجیب تہوار مناتے دیکھا۔اس نے دیکھا لوگ بہار کے پہلے ہفتے پیلے رنگ کے کپڑے پہنتے، ڈھول بجاتے اور ناچتے ہیں، بابر یہ تہوار دیکھ کر حیران رہ گیا۔اس نے تحقیق کرائی تو معلوم ہوا مقامی لوگ اسے استقبال بہار کا تہوار کہتے ہین۔ مقامی زبان میں اس تہوار کا نام بسنت تھا۔ بابر نے اس تہوار کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔آنے والوں دنوں میں مغل شہزادیاں بھی یہ تہوار مناتی رہیں۔

بسنت کا آغاز

بسنت کا آغاز ہندوستان کے دو صوبوں میں ہوا۔اتر پردیش اور پنجاب مورخین یہ طے نہیں کر سکے کہ بسنت پہلے اتر پردیش میں منائی گئی۔یا پھر پنجاب میں تاہم پیلے رنگ کی مناسبت سے قرین قیاس اس تہوار کی جائے پیائش پنجاب ہے، یہ تہوار جس وقت منایا جاتا تھا وہ سرسوں پھولنے کا موسم ہوتا تھا۔ پنجاب کے کھیتوں میں سرسوں کے پھول لہلہا رہے ہوتے تھے۔سرسوں کے پھول پیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔تہوار منانے والے بھی کیونکہ پیلے رنگ کے کپڑے پہنتے تھے۔لہٰذا مورخین کا خیال ہے اس تہوار کا سرسوں سے گہرا

Marfat.com

تعلق ہے سرسوں کا پھول موسم بہار کی آمد کا اعلان ہوتا ہے۔ پنجاب کے لوگ سرسوں پھولتے ہی اپنے مال مویشی باڑوں سے نکال کر صحنوں میں باندھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بھاری لحافوں کی جگہ ہلکی رضائیاں اور گرم چادروں کی جگہ بغیر بازوؤں کے سوئٹر لے لیتے ہیں۔ کچھ مورخین کا خیال ہے بسنت سردی کے اختتام اور موسم بہار کی آمد کا تہوار ہے۔ وہ اس ضمن میں ہندی کی ایک ضرب المثل بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ بسنت، پالا اڑنت، یعنی بسنت آئی اور سردی اُڑ گئی۔ یہ تہوار پنجاب سے اتر پردیش کیسے پہنچا اور اتر پردیش سے پھر آگے ہندوستان کے باقی حصوں تک اس کی رسائی کیسے ہوئی؟ اس کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ شاید اس کی بڑی وجہ یہ ہو کہ یہ تہوار ہندوستان میں کبھی قومی تقریب کی شکل اختیار نہیں کر سکا۔ یہ سچ ہے۔ یہ ہر دور میں منایا جاتا رہا۔ لیکن ملک گیر سطح پر کبھی اسے پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ اس لئے آج تک کسی نے پوری سنجیدگی سے اس کی جڑوں اس کی اوریجن کے بارے میں تحقیق نہیں کی لیکن یہ بات طے ہے کہ ہندوستان مین اشوک کا دور ہو، بابر یا بہادر شاہ ظفر کا عہد، بسنت ہر دور میں کم اہم اور غیر مقبول تہوار رہا۔ شروع شروع میں اسے پنجاب کے کسان، اتر پردیش کے دہقان اور مدراس کے غریب ہاری مناتے تھے۔ مغلوں نے اس کی سرپرستی شروع کی تو یہ امراء کے محلات سے باہر نہ نکل سکا۔

بسنت مذہبی تہوار کیسے بنا؟

اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اس واقعے نے بسنت کو تاریخ میں پہلی بار ثقافتی سے مذہبی تہوار میں تبدیل کر دیا۔ اورنگزیب کے دور میں حقیقت رائے نام کے ایک لڑکے نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملہ کیا۔ مسلمانوں نے اس مغلظات بکتے ہوئے پکڑ لیا۔ ملزم کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ قاضی نے جرم ثابت ہونے پر حقیقت رائے کو سزائے موت سنا دی۔ حقیقت رائے پھانسی کی سزا پا کر ہندوؤں کا مذہبی ہیرو بن گیا۔ جس دن حقیقت رائے پھانسی دی گئی ہندوؤں نے پیلے رنگ کے کپڑے پہنے، حقیقت رائے کی لاش اٹھائی اور گاتے بجاتے ہوئے اسے شمشان گھاٹ تک لے گئے۔ مسلمانوں نے اسے توہین آمیز قرار دیا لیکن ہندوؤں نے پیلے کپڑے اور رقص و سرور کو بسنت کہہ کر جان

Marfat.com

بچائی۔ اگلے سال ہندوؤں نے حقیقت رائے کی برسی منائی اور اس برسی پر پیلے کپڑے پہن کر اور ناچ گا کر حقیقت رائے سے اپنی وابستگی اور عقیدت کا اظہار کیا۔ بعض مورخین کا خیال ہے بسنت کے تہوار پر پہلی پتنگ بھی حقیقت رائے کی سمادھی پر ہی اڑائی گئی تھی۔

پتنگ بازی کی تاریخ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کیا ہندوستان میں اس سے پہلے پتنگ موجود تھی؟ کیا بسنت کے تہوار پر پتنگ بازی بھی ہوئی تھی؟ جہاں تک پتنگ کے وجود کا سوال ہے۔ ہندوستان میں پتنگ بازی کا فن صدیوں سے موجود تھا۔ یہ پتنگ کی ایجاد کا سہرہ دو اقوام لیتی ہیں۔ چینی اور مصری، چینیوں کا دعویٰ ہے پہلی پتنگ ۴۰۰ سال قبل مسیح میں چین میں بنائی اور اڑائی گئی اس کے بعد چین کی اشرافیہ اپنے اکثر تہواروں اور تقریبات میں پتنگیں اڑاتی تھیں۔ شاہی خاندان پتنگ سازوں کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس دور میں پتنگ سازی کے ماہرین کو دربار میں عہدہ دیا جاتا تھا۔ چینیوں کے برعکس مصریوں کا دعویٰ ہے کہ پتنگ سازی فراعین کے دور میں موجود تھی۔ اس ضمن میں وہ اہراموں سے برآمد ہونے والی تصاویر اور بت بطور ثبوت پیش کرتے ہیں، ان تصاویر میں فرعون کو پتنگیں اڑاتے دکھایا گیا تھا مصریوں کا کہنا تھا یہ فن مصری جہاز رانوں یا تاجروں کے ذریعے چین پہنچا، چینی بادشاہوں نے اسے شرف قبولیت بخشا اور یوں پتنگیں چین میں رائج ہو گئیں۔ مصر میں چونکہ پتنگ بازی صرف شاہی خاندان تک محدود تھی۔ لہٰذا اسے شاہی کھیل سمجھا جاتا تھا۔ اور عام آدمی کو یہ کھیل کھیلنے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ وہاں یہ کھیل کھل کر سامنے نہ آسکا جبکہ چین میں بادشاہوں نے اسے عام کر دیا۔ یوں پتنگ چینیوں کی ایجاد محسوس ہونے لگی۔ اگر ہم مصریوں کے دلائل تسلیم لریں تو پھر پتنگ بازی کی تاریخ ۵ ہزار سال قبل مسیح ہے لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے کہ پتنگ چین سے ہو کر ہی برصغیر اور پھر یورپ پہنچی، برصغیر میں پتنگ بازی، پتنگ سازی، اور پتنگ کو بطور صنعت قائم کرنے کا اعزاز بدھ مت کے پیروکاروں کو حاصل ہے۔ بدھ بھکشو پہلی پتنگ ہندوستان لے کر آئے۔ ہندوستان کے باسیوں کے لئے یہ ایک بالکل نئی اور حیران کن چیز تھی۔ لہٰذا یہ بڑی تیزی سے پورے ہندوستان میں رائج ہو گئی۔

Marfat.com

ہندو راجوں اور مہاراجوں نے اس کی پذیرائی کی اپنی نگرانی میں پتنگیں تیارِ کرائیں۔ پتنگیں اڑانے کے لئے ٹیمیں بنائیں اور پھر عوام کو یہ میچ دیکھنے کی دعوت دی۔

موسمی کھیل

شروع شروع میں پتنگیں ہر موسم میں اڑائی جاتی تھیں۔لیکن پھر تجربے سے معلوم ہوا یہ بھی ایک موسمی کھیل ہے۔ یہ کھیل موسم سرما میں ہوا کہ کمی، برسات میں ہوا میں موجود نمی اور موسم گرما میں تیز دھوپ اور اندھی طوفان کے باعث نہیں کھیلا جا سکتا۔ اس کے لئے مناسب ترین موسم بہار ہے اس موسم میں کیونکہ ہوا میں نہ تو حد سے زیادہ نمی ہوتی ہے اور نہ تیزی یہ کھیل کھیلنے والے بھی موسم کی شدت سے بڑی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔ چنانچہ پتنگ بازی بھی موسم بہار میں شروع ہوگئی اب بہار میں دو کھیل ہونے لگے ایک بسنت اور دوسری پتنگ بازی گو یہ دونوں کھیل بہار میں کھیلے جاتے تھے لیکن ایک طویل عرصے تک الگ الگ رہے پھر حقیقت رائے کا معاملہ ہوا اور تاریخ میں پہلی بار بسنت اور پتنگ ایک ہی شخص کی سمادھی پر منائی گئی اور شخص بھی وہ ہے جس نے گستاخی رسول میں موت کی سزا پائی تھی۔

بسنت اور حضرت امیر خسرو

بسنت کی تاریخ میں ایک اور مسلم شخصیت کا نام بھی آتا ہے وہ تجھے حضرت امیر خسرو وہ تیرہویں صدی میں بہار کے پہلے ہفتے پیلا چوغا پہنتے اور گاتے تھے۔ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ وہ اس ادا کے ذریعے اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا مزید قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، لیکن یہ بسنت وہ بسنت نہیں تھی جو ہندو مناتے تھے اور نہ ہی اس بسنت میں پتنگ بازی شامل تھی۔ بسنت کے کھاتے میں شامل حسین کا نام بھی آتا ہے۔ شاہ حسین ایک ہندو لڑکے مادھو لعل کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ مادھو لعل کو پتنگیں اڑانے کا بہت شوق تھا۔ شاہ حسین اس کا شوق پورا کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ان کا انتقال ہوا اور ان کا مزار مادھو لعل حسین کہلایا تو ان کے زائرین نے ہر سال ان کی مزار پر دو تہوار منانے شروع کر دیے ایک تہوار کو میلہ چراغاں کا نام دیا گیا اور دوسرے کو بسنت کہا گیا میلہ چراغاں میں

Marfat.com

مزار اس کے گرد و نواح میں چراغ جلائے جاتے اور بسنت کے دن ڈھول پیٹے اور پتنگیں اڑائی جاتی تھیں درحقیقت اس دور میں بسنت کا تہوار بڑے ترک واحتشام سے منایا جاتا تھا لیکن یہ بھی سچ تھا کہ یہ تہوار صرف مادھولعل حسین کے مزار اور میلے تک محدود تھا۔

قومی تہوار اور اس کی تقسیم

بسنت کا اصل پذیرائی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں حاصل ہوئی مہاراجہ نے اسے قومی تہوار کا درجہ دیا، بسنت کے دن لاہور کے شاہی قلعے سے بسنت کا ایک شاندار جلوس نکلتا، جلوس کے شرکاء نے پیلے چوغے اور پیلی پگڑیاں پہن رکھی ہوتیں، وہ ڈھول اور شہنائی کی آواز پر ناچ رہے ہوتے مہاراجہ اس جلوس کی قیادت کر رہا ہوتا یہ جلوس اش ان سے شاہی باغ پہنچتا کہ سارے راستے رعایا پیلے کپڑے پہن کر دونوں اطراف کھڑے ہوتے جلوس پر گل پاشی کر رہے ہوتے اور مہاراجہ کے حق میں نعرے لگا رہے ہوتے شاہی باغ پہنچ کر پتنگ بازی کا مقابلہ ہوتا گو اس دور میں اس تہوار کا سرکاری حیثیت حاصل تھی۔ لیکن اس عہد میں بھی پتنگ بازی صرف شالیمار باغ تک محدود تھی۔ راجہ رنجیت سنگھ کے بعد یہ تہوار عوامی ہو گیا۔

عوامی دور کا یہ تہوار تین حصوں میں تقسیم ہو گیا، سکھوں کی بسنت، مسلمانوں کی بسنت اور ہندوؤں کی بسنت، سکھ اپنی بسنت گردوارہ منکت سنگھ، ہندو حقیقت رائے کی سادھی اور مسلمان مادھول لعل حسین کے مزار پر مناتے۔ یہ ایک محدود قسم کے تہوار ہوتے جن میں چند سو لوگ شریک ہوتے۔

جشن بہاراں

انگریز آئے تو انہوں نے مقامی ثقافت کی ترویج کا فیصلہ کیا، انگریزوں کا خیال تھا، ہر وہ تہوار جو مقامی لوگوں کی اخلاقیات پر برا اثر ڈال سکتا ہے۔ اسے سرکاری سرپرستی فراہم کی جائے جان لارنس لاہور میں انگریز گورنر جنرل کا سیاسی نمائندہ ہوتا تھا۔ اسے بسنت کا تہوار مناسب دکھائی دیا لہٰذا اس نے ۱۸۴۸ء میں پہلی بار جشن بہاراں منانے کا اعلان کیا، یہ بسنت کا ہفتہ بھی کہلایا اس ہفتے لاہور میں ناچ گانے، پتنگ بازی اور شراب کا

Marfat.com

عام استعمال ہوا یہ وہفت تھا جس میں اخلاقی جرائم کا ناقابل دست اندازی پولیس قرار دے دیا گیا۔ مورخین لکھتے ہیں اس ہفتے لاہور کے شرفاء نے گلی کوچوں میں قدم تک نہ رکھا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ گلی کوچوں میں غنڈے ان کے ساتھ بدتمیزی کرین گے جس سے ان کی عزت پر حرف آئے گا۔ ۲۰۰۲ء کو تقریباً ۱۵۴ برس بعد جنرل پرویز مشرف نے جان لارنس کی پیروی میں جشن بہاراں منایا جس سے یقیناً جان لارنس کی روح کو طمانیت ہوئی ہوگی اور اسے اپنے ہم ذہنوں کی کارکردگی پر خوشی ہوئی ہوگی۔

بسنت سرکاری سرپرستی میں

لاہور میں پتنگ بازی اور بسنت منانے کی روایت پاکستان بننے سے پہلے سے موجود تھی۔ اس دور میں لاہور کا منٹو پارک اب اقبال پارک پتنگ بازی کے مقابلوں کے لئے مختص تھا، منٹو پارک میں پتنگوں کی تیس چالیس دکانیں تھیں، بسنت کے دنوں میں زندہ دلان لاہور منٹو پارک میں جمع ہوتے، پتنگ بازی کے مقابلے کرتے اور چیخ چلا کر خوشیاں مناتے، اس دور میں پتنگ بازوں کے سردار کو استاد کہا جاتا تھا تم بڑے استاد ہو کا محاورہ انہیں دنوں پیدا ہوا اس استاد کو لاہور میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بعدازاں یہ عہدہ کبوتر بازوں، موٹر مکینکوں اور ڈرائیوروں نے آپس میں بانٹ لیا پاکستان بننے کے بعد بسنت کا تہوار فوت ہو گیا۔ لیکن پتنگ بازی کا سلسلہ جاری رہا، بھارت میں بھی بسنت کا تہوار زوال پذیر ہو گیا اس کی بڑی وجہ بسنت کا غیر مذہبی تہوار ہونا تھا۔ ہندومت میں صرف وہ رسمیں وہ تہوار اور وہ جشن زندہ رہتے ہیں جنہیں مندر اور پروہت کی آشیر باد حاصل ہوتی ہے بسنت کیونکہ ایک خالصتہ ثقافتی تہوار تھا اس کا تعلق بھی مسلم اکثریتی صوبے پنجاب سے تھا۔ لہٰذا پاکستان بننے کے بعد یہ تہوار بھارت میں جڑ نہ پکڑ سکا جبکہ پاکستان میں ابتدائی ۱۳ برس لاہور میں بسنت نام کا کوئی تہوار نہیں ہوا۔ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں منٹو پارک میں ایک بار پھر پتنگ بازی کے مقابلے شروع ہو گئے ان مقابلوں کو کسی ستم ظریف نے بسنت کا نام دے دیا یوں ایک بار پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا وہاں سے پتنگ بازی کی وبا شاہدرہ شالیمار باغ اور بادامی باغ پہنچی ایوب خان کی حکومت آئی تو فوج کو عوامی توجہ ان کے اصل مسائل

Marfat.com

سے ہٹانے کی ضرورت پیش آئی لہٰذا فوجی حکومت نے بسنت قسم کے لغو اور فضول سلسلوں کیمعاونت اور سرپرستی کا فیصلہ کیا۔

ایوب خان کی شکل میں فوجی اور نیم فوجی دور کو دس برس ہو چکے تھے۔ایوب خان اوران کے حواری کوشش کے باوجود عوام میں اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے میں ناکام ہو رہے تھے۔ اس وقت وزارت ثقافت نے حکومت کو ایک ایسا منصوبہ بنا کر دیا جس کے ذریعے عوام کی نفرت کا رخ بدلا جا سکتا تھا۔لوگوں کو تہواروں اور تقریبات میں الجھا کر ان کی توجہ ملک کے اصل ایشوز سے ہٹائی جا سکتی تھی۔لہٰذا ۱۹۶۶ء میں پہلی بار لاہور میں شہر کی سطح پر بسنت منائی گئی یہ کوشش اس کے باوجود پوری طرح کامیاب نہ ہو سکی۔ کہ حکومت نے سرکاری سرپرستی میں چلنے والے اخبارات کو بسنت کی ترویج اور تہوار کی نشر و شاعت کے لئے خصوصی صفحات جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔اس دور میں بین الاقوامی سطح پر ایک نئی تبدیلی آئی۔

دو دشمن طاقتیں اور ان کے مقاصد

ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنے کاروبار کی توسیع کے لئے تیسری دنیا کا رخ کیا، جب یہ کمپنیاں غریب ممالک میں آئیں تو انہوں نے محسوس کیا مشرق اور مغرب کی تہذیب اور ثقافت میں بہت فرق ہے اس فرق کے باعث ان کے مشروبات ان کے لباس ان کی طرز رہائش ان کی بیماریاں اوران کی بیماریوں کے علاج اوران کے تہواروں میں بہت فرق ہے اب ظاہر ہے کہ جس جگہ شکر کا شربت پیا جاتا ہو لسی جس علاقے کا مشروب ہو وہاں کوک یا چائے کی کیا گنجائش نکلے گی؟ جس علاقے کے ۹۰ فیصد تمبا کو نوشی حقہ پیتے ہوں وہاں گولڈ لیف یا ولز کی مارکیٹ کہاں پیدا ہو گئی؟ جہاں لوگ شلوار قمیص پہنتے اور دھوتی باندھتے ہوں اس ملک میں جینز اور جیکٹ کون خریدے گا؟ اور جس علاقے میں لوگ نزلے کا علاج جوشاندے سے کرتے ہوں وہاں اینٹی بائیوٹک کی خرید و فروخت کا کیا امکان ہو گا؟ لہٰذا ملٹی نیشنل کمپنیوں نے سوچا جب تک وہ تیسری دنیا کی ثقافت نہیں بدلیں گی ان کے کاروبار کی سرحدیں آگے نہیں پھیلیں گی۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ۶۰ کی دہائی کے آخر میں پوری دنیا کی ثقافت میں مساوات پیدا کرنے کا عملی کام شروع کر دیا۔اس ضمن میں چار شعبے منتخب کیے گئے۔

Marfat.com

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے چار ہتھکنڈے

(۱) شوبز، (۲) کھیل (۳) تہوار اور (۴) چار بیماری، اس سلسلے میں آپ تھوڑا سا غور وفکر کریں تو آپ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ساری حرکات سمجھ جائیں گے۔ مثلاً

(۱) شوبز کو لیجئے: اس مکروہ اور شیطانی کاروبار میں جتنی ترقی پچھلے تیس برسوں میں ہوئی اتنی کسے شعبے میں نہیں ہوئی۔ رنگین ٹیلی ویژن، انگریزی فلمیں کیسٹیں، وی سی ار، ڈی وی ڈی، ڈش اینٹینا، کیبل اور انٹرنیٹ یہ کیا ہے؟ یہ وہ بیماری ہے جس نے آرنلڈ، جینز فونڈا، میڈونا اور مائیکل جیکسن کو پوری دنیا کا ہیرو بنا دیا۔ آج میڈونا پاکستان جیسے پسماندہ ملک میں بھی اتنی ہی مشہور ہے جتنی امریکہ اور یورپ میں

(۲) کھیل ملٹی نیشنل کمپنیوں کا دوسرا ہتھیار ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ایک سازش کے ذریعے کرکٹ، اسکواش اور ٹینس کو پوری دنیا کے کھیل بنا دیا۔ کرکٹ اس فہرست میں پہلے نمبر پر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دنیا کا وہ کھیل ہے جس میں زیادہ سے زیادہ اشتہارات کی گنجائش موجود ہے مثلاً اپ باؤلر کو دیکھیے جب باؤلر اسٹارٹ لینے کے لیے لائن کی طرف جاتا ہے اپنی پتلون پر بال رگڑتا ہے۔ تو اس دوران ملٹی نیشنل کمپنیاں اسکرین اور ریڈیو پر اپنے اشتہارات چلاتی رہیں ہیں ہر اوور اور ہر نئے کھلاڑی کی آمد کے دوران بھی اشتہارات چلائے جاتے ہی دلچسپ بات ملاحظہ کیجئے کہ کرکٹ کے کھیل میں باؤلر کو زیادہ معاوضہ ملتا ہے دنیا کے تقریباً تمام بڑے باؤلر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ملازمین ہیں یہ کمپنیاں انہیں ہر ماہ بھاری معاوضہ دیتی ہیں یہ باؤلر کس چیز کا معاوضہ لیتے ہیں؟ یہ بہت دلچسپ سوال ہے ان باؤلرز کو لمبے اسٹارٹ کا معاوضہ دیا جاتا ہے کمپنی انہیں پابند کرتی ہے کہ جب وہ بال کرانے جائیں گے تو زیادہ دیر تک بال پتلون کے ساتھ رگڑیں گے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دور تک جائیں گے۔ یہ وقفہ کمپنی کے لئے بہت قیمتی ہوتا ہے کیونکہ اس وقت لاکھوں کروڑوں ناظرین کی آنکھیں اسکرین پر جمی ہوتی ہیں اس لمحے کمپنی جو بھی اشتہارات دکھائے گی کروڑوں لوگ وہ اشتہار دیکھنے پر مجبور ہوں گے کرکٹ کے مقابلے میں ہاکی اور فٹ بال جیسے کھیل تیسری دنیا میں اس لئے نہ پنپ سکے کہ یہ مسلسل کھیل ہوتے ہیں ان بین

Marfat.com

اگر کوئی کھلاڑی بال لے کر بھاگتا ہے تو ٹیلی ویژن کیمرہ اسے مسلسل دکھانے پر مجبور لہٰذا اس میں اشتہار کی گنجائش نکالنا تقریباً ناممکن ہے۔

(۳) تہوار ملٹی نیشنل کمپنیوں کا تیسرا بڑا ہتھکنڈا تھے ان کمپنیوں نے ایک مکمل سازش ک ذریعے نیوائیر نائٹ ویلنٹائن ڈے اور کرسمس جیسے تہواروں کو پوری دنیا کے تہوار بنا دیا اب ذرا خود دیکھئے! اس وقت نیوائیر نائٹ پوری دنیا میں منائی جاتی ہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ملینیم نائٹ منائی گئی۔ اس رات صرف امریکا میں ۱۷۶ ارب ڈالر کی شراب پی گئی۔ اس شراب کا فائدہ کس نے اٹھایا؟ شراب بنانے والی کمپنیوں نے ان کمپنیوں نے تین سال پہلے ہی سے ملینیم نائٹ کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا تھا میڈیا کو پیسے کھلا کر پوری دنیا کو ملینیم نائٹ کے بخار میں مبتلا کر دیا گیا یہاں تک کہ پاکستان کے وہ لوگ جن کے پاس چارپائی تک نہیں تھی۔ وہ بھی نئی صدی کے استقبال کے لئے ۳۱ دسمبر بارہ بجے سڑکوں پر کھڑے تھے، یہی صورتحال ویلنٹائن ڈے کی ہے اس ملک کی آبادی کا زیادہ تر حصہ ویلنٹائن کے تلفظ تک سے واقف نہیں لیکن وہ پھول اٹھا کر پھر رہا ہے۔

اب آتے ہیں بسنت کی طرف یہ ایک مقامی تہوار تھا جو مقامی سطح پر منایا جتا تھا ۸۰ء کی دہائی کے آخر میں ملٹی نیشنل کمپنیوں نے محسوس کیا اگر اس تہوار کی پشت پناہی کی جائے تو یہ تہوار منافع بخش کاروبار بن سکتا ہے چنانچہ لاہور میں ایسے لوگ تلاش کیے گئے جو اس سلسلے میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مدد کر سکتے ہیں ایسے لگ تلاش کر لئے گئے یورپی ممالک نے اپنے سفارتکاروں کو بسنت کے تہوار میں شریک ہونے کی ہدایت کی وہ سفارتکار جو سفارتخانے سے نکلنے کے لئے حکومت سے حفاظت کی سوسگارنٹیاں مانگتے ہیں۔ وہ اندرون لاہور دو دو دن بسنت مناتے دیکھے گئے، ملٹی نیشنل کمپنیون نے بسنت کو اسپانسر کیا میڈیا نے اس کو ریج دی کوک، چائے اور ٹوتھ پیسٹ بنانے والوں نے اشتہار دیے، بسنت کے گانے ریکارڈ ہوئے اور پتنگیں اڑاتے اداکار ٹیلی ویژن اسکرین پر دکھائے جان لگے۔

(۴) بیماریاں اور ادویات ملٹی نیشنل کمپنیوں کا چوتھا ذریعہ ہیں آپ ذرا سوچیں ایڈز، ہیپاٹائٹس اور امراض قلب اس خطے کی بیماریاں ہیں؟ نہیں یہ یورپی امراض تھے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے خوراک کے ذریعے یہ امراض اس خطے میں پیدا کیے اور آج تیسری دنیا

Marfat.com

کے کروڑوں اربوں لوگ قلب، جگر اور جنس کی اربوں ڈالر کی دوائیں کھا رہے ہیں۔

بسنت کا فائدہ دو طاقتوں نے اٹھایا

آیئے! اب یہ سوچتے ہیں، بسنت کا سب سے زیادہ فائدہ کس کو پہنچ رہا ہے۔ بسنت کا فائدہ دو طاقتیں اٹھا رہی ہیں ملٹی نیشنل کمپنیاں جو اس تہوار کے ذریعے اپنی مصنوعات کے اشتہارات دیتی ہیں، اور ہمارا دشمن بھارت جو ہر سال پاکستان میں کروڑوں اربوں کا سامان بیچتا ہے دلچسپ حقیقت دیکھئے! جب لاہور اور پھر پورے پاکستان میں بسنت کو پذیرائی ملی تو امرتسر، ہریانہ اور دہلی بسنت کے ساز و سامان کی منڈی بن گئے، پاکستان ہر سال بھارت سے کروڑوں روپے کی ڈور اور پتنگیں اور ان کے بنانے کا ساز و سامان درآمد کرتا ہے جو ظاہر ہے دشمن کی معیشت کو فائدہ پہنچانے کے مترادف ہے بسنت کے سلسلے میں بھارت کے اندر دو سیاسی فلسفے پائے جاتے ہیں کانگریسی بسنت کو برصغیر کا قومی تہوار سمجھتی ہے جبکہ شیوسینا اسے سکھوں کا تہوار کہتی ہے ہم پاکستان میں یہ تہوار منا کر کانگریس کے فلسفے کو طاقت فراہم کر رہے ہیں۔ کانگریس کا یہ نعرہ تھا، ہندو اور مسلمان کی ثقافت، زبان اور تہوار ایک ہیں لہٰذا یہ دو قومیں نہیں ہیں جبکہ مسلمانوں کا کہنا تھا ہماری ثقافت، تہذیب، زبان اور تہوار ہندوؤں سے مختلف ہین۔ لہٰذا ہم الگ قوم ہیں۔ یہ فلسفہ نظریہ پاکستان کہلاتا ہے۔ ہم پاکستان میں بسنت منا کر نظریہ پاکستان کی توہین کر رہے ہیں ہم ثابت کر رہے ہیں کہ کانگریس کے عمائد ٹھیک سوچ رہے تھے وہ درست کہتے تھے۔ کہ ہم بسنت پر پیلے کپڑے پہنتے ہیں ڈھول کی تھاپ ہر ناچتے ہیں عورتیں اور مرد اکٹھے گاتے اور کھاتے پیتے ہیں یہ سب ہندوانہ تہذیب کے آثار ہیں ہم اس کے ذریعے سرحد پار یہ پیغام دے دے رہیں۔ ہم صرف نام کے مسلمان اور پاکستان ہیں تہذیب، شائستگی اور اخلاقیات بھی اس تہوار کی اجازت نہیں دیتی۔ ہلاگا، شور شرابہ ناچ گانا تانک جھانک اور اسراف کی دنیا کی کوئی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ یہ کیا تفریح ہے جو جاتے جاتے بیسیوں جانیں ساتھ لے جاتی ہے جس میں ایک رات میں کروڑوں روپے کی بجلی ضائع کر دی جاتی ہے اور فحاشی اور عریانی کو جس کا حصہ بنایا جا رہا ہے؟

Marfat.com

بسنت کی شہرت کیسے ہوئی؟

بسنت کا تہوار لاہور سے کیسے نکلا؟ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ کم دلچسپ نہیں، اس کا سہرا طالب علموں کے سر ہے، لاہور کو کالجوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے اس شہر کے تعلیمی ادارے ملک اور بیرون ملک مشہور ہیں۔ پورے ملک سے طالب علم ان میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ طالب علم لاہور میں بسنت دیکھتے رہے۔ تعلیم کے بعد جب یہ لوگ اپنے آبائی شہروں کو لوٹتے یا پھر ملازمتوں کے سلسلے میں دوسرے شہروں می گئے تو بسنت بھی ساتھ لے گئے یوں دوسرے شہروں میں بھی آہستہ آہستہ یہ گندا کھیل کھیلا جانے لگا بسنت کس نے پھیلائی؟ یہ عوام کی زندگیوں کا حصہ کیسے بنی؟ یہ اس خطے کا تہوار ہے۔ یا نہیں؟ پاکستان اور پنجاب بسنت کے رنگوں میں کب رنگین ہوئے؟ یہ تمام سوال اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں بسنت کی زندگی میں ملٹی نیشنل کمپنیوں، بیرونی طاقتوں اور عالمی ایجنسیوں کا کیا کردار ہے؟ یہ سوال بھی اپنی جگہ کم اہم نہیں لیکن یہ حقیقت بھی اٹل ہے جب تک حکومت کی سرپرستی حاصل نہ ہو کوئی جرم پورے معاشرے کو لپیٹ میں نہیں لیتا۔ کوئی گناہ پوری قوم کا گناہ نہیں بنتا اور کوئی رسم، ثقافت کا کوئی جزو تہذیب کا حصہ نہیں بنتی۔ بسنت ایک قدیم تہوار تھا۔ لیکن اس کو جدت اور زندگی ہماری موجودہ حکومت نے فراہم کی خود سوچیے! جن خرافات کے لئے ۸ فروری ۲۰۰۳ء کو ۲۴۵ وی وی آئی پی اور ایک ہزار سو وی آئی پی؛ ی شخصیات سمیت ۳ ہزار اہم لوگ لاہور میں ہوں ان خرافات کو تہوار بننے سے کون روک سکتا ہے؟ اس رسم کو تہذیب کو حصہ بننے سے کون باز رکھ سکتا ہے؟

بسنت کے مضر اثرات

بسنت کے ذریعے ہماری ثقافت تباہ ہوئی۔ ہمارا معاشرہ افراتفری اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوا۔ ہماری نوجوان نسل گمراہ ہوئی۔ ہم نے تفریح کے نام پر پورے معاشرے کو نفسیاتی بیماری کے حوالے کر دیا اور ہم نے اپنی معیشت اپنا قومی وقار گروی رکھ دیا ان تمام جرائم کے چھینٹے حکومت کے گریبان پر ہیں۔ اس کا ایک ہی مجرم ہے اور اس مجرم کا نام "حکومت" ہے۔

Marfat.com

اے مرد مومن کہاں گئی تیری غیرت مسلمانی

کافی دنوں سے اخبار میں خبر آرہی تھی ۲۹ جنوری کو لاہور بند ہوگا۔ اب جب بھی میں اس کو پڑھتی تو مجھے سمجھ نہ آتی کہ آخر ۲۹ جنوری کو کیا ہونے والا ہے۔ جس کے نتیجے یا احتجاج کے طور پر لاہور بند ہوگا۔ لاہور جیسا مصروف شہر تو کسی بادشاہ کے مرنے پر بھی بند نہیں ہوسکتا۔ یہ تو پہیہ جام ہڑتال میں بھی رواں دواں رہتا ہے اسے کیا ہوا کہ خیر یہ معمہ کچھ دن کے بعد کچھ دن کے بعد یعنی ۲۶، ۲۷، ۲۸ کی اخبارات پڑھنے سے حل ہوگیا۔ جب پاکستان کے بڑے بڑے اخبارات کی شہ سرخی تھی۔ میراتھن ریس، زندہ دلان لاہور کے لیے لاہور میں منعقد ہوگی اگر اتنا ہی ہوتا تو کافی ہوتا کہ چلو مرد ہی حصہ لیں گے۔ لیکن آنکھوں کو یقین نہ آیا جب یہ لکھا دیکھا یہ مخلوط ریس ہوگی واہ اسلامی مملکت پاکستان، جیسے بیرونی دنیا میں اسلام پر قلعہ مانا جاتا ہے۔ اس میں اب ہوٹلنگ مخلوط ڈیٹنگ، کلبنگ کے بعد ایک یہی طریقہ رہ گیا تھا کہ قوم کی غیر، عزت بچی کچھی قوم کی بیٹیاں ان کو سرعام یورپین لباس میں دوڑایا جائے۔

اے زندہ دلان لاہور کیا یہی عزت ہے؟ کیا یہی غیرت ہے تمہاری؟ کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں سے اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کی عزتوں کو یوں سرعام جنازہ نکلوایا۔ کہاں گیا وہ ۱۹۶۵ء والا جذبہ؟ کہاں گئے بہنوں کی عزتوں پر مرمٹنے والے بھائی کہاں گئے غیرت والے باپ وشوہر؟ بہت اچھا ہوا کہ اسلام کے قلعہ سے عزتوں کی نیلامی ہوئی۔ مسلمان عورتوں کی عزتوں کی نیلامی۔

اب کہاں وہ سپوت رہ گئے کہ جن کی وجہ سے کافروں کے دل دہل جاتے تھے۔ کہاں گئیں تمہاری وہ غیرتین جو غیر محرم کی آنکھیں نکال دیتی تھیں؟ آہ نہ تم میں اب قوت ایمانی رہی نہ جذبہ شہادت۔ اب مائیں اتنی خوش قسمت کہاں کہ ان کے بیٹوں سے محمد بن قاسم، محمود غزنوی، ٹیپو سلطان، شاہ عبدالقادر جیلانی، خالد بن ولید جیسے سپوت جنم لے سکیں اور نہ ہی آج کے جوانوں میں کوئی ایسی قوت باقی رہی۔ جس سے اسلام کی بیٹیوں کی حفاظت ہوسکے۔

Marfat.com

ہاں اگر ایسی قوت ہوتی تو کیوں ہر جگہ مسلمان، کافر و مشرک، یہود و نصاریٰ، ہندو بننے کے ہاتھوں ذلیل ہوتا اگر ان جوانوں میں وہی قوت ایمانی جوان نیک فرزندان اسلام میں تھی ہوتی تو کیوں آج بوسنیا میں 25000 بہنوں کے ساتھ ناپاک فوجی زیادتیاں کرتے۔ کیوں ان کے بطنوں میں کافروں کی اولاد پلتی؟ اگر ان میں کچھ جذبہ جہاد ہوتا تو کیوں ۲۷ فلسطینی طالبہ وفا ادریس اپنے بدن سے ۲۲ پونڈ بارود باندھ کر صیہونی طاقتوں پر حملہ آور ہوتی؟ کیوں عفاف السلیمانیہ (۱۷ سالہ فلسطینی لڑکی) کو شدید مارا پیٹا جاتا۔ جوان درندگیوں سے آکر کار ذہنی طور پر مفلوج ہوگئی۔ کیوں کشمیر میں روزانہ بہوں کی عزتیں لوٹی جاتی ہیں؟ کیوں ان ماؤں کے سامنے ان کے بچوں کو ذبح کر دیا جاتا؟ کیوں چیچنیا میں بھی یہی سلوک روا رکھا گیا؟ کیوں موت کے سوداگر شیرون نے ۱۹۸۲ء کی رات مسلسل ۳۶ گھنٹے کا آپریشن کر کے ۳۵۰۰ فلسطینیوں کو زندہ نذر آتش کر دیا۔ کیوں بچوں، بوڑھوں، خواتین کو ادھ کئی گردنوں کے ساتھ تڑپتا چھوڑ دیا گیا؟ کیوں چند ماہ کی بچی کے ساتھ ریپ کیا گیا؟ کیوں سانحہ جنین پیش آیا؟ کیوں نیلم وادی سسکتی رہی؟ یہ جوان کہاں تھے؟ جب ان کو ان کی بہنیں بلا رہی تھیں۔ ان کی غیرتوں کو آج بھی کیا ہوا۔ بے حسی کے انتہا دیکھو آج بھی جب کوئی ایسی خبر سامنے آتی ہے۔ تو اس کو روزمرہ کا معمول سمجھ لیا جاتا ہے۔ اے عالم اسلام کے مردو۔ اے جوانو، قیامت کے دن کون ہوگا۔ جو تمہیں اس عظیم کی پکڑ سے بچائے گا بہنیں لٹ رہی ہیں اور تم ہو کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ یہ بہنیں قیامت کے دن تمہارا گریبان پکڑ کر پوچھیں گی کہ اے امت محمدیہ کے نام نہاد مسلمانو تمہارے سامنے تمہاری عزتوں کے ساتھ کھیلا جاتا رہا۔ اور تم بے حس ہو کر پڑے رہے۔ مزے مزے سے بے حیائی کے کاموں میں مبتلا رہے۔ کل تک پردے کو لازم قرار دیتے اور آج برہنہ اپنی بہنوں' بیٹیوں کو سر عام چھوڑتے رہے۔ اے بھائیو۔ ہم نے تو اپنا فرض پورا کر دکھایا۔ ہم تو استقامت پر رہیں۔ ہم تو ذرا نہ ڈگمگائیں۔ مگر تم نے کیا کیا؟

بولو اس دن کیا جواب دو گے۔ یہ تو چار دن کی زندگی ہ۔ پھر ایک لمبی زندگی ہے۔ اس میں کیا کرو گے؟ کیا جو قرآن کہتا ہے وہ تم پر سچ ہو گیا۔

''کہ ان کی آنکھوں اور کانوں پر پردے ہیں۔ سو یہ نہیں دیکھ یا سن سکتے۔''

Marfat.com

ماؤں نے خنساءؓ کا کردار ادا کیا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے جگر گوشے بھیجتی رہیں۔ مگر آزاد اسلامی ممالک کی ماں نے کیا کیا؟ اپنے جگر گوشوں کو کیا درس دیا؟ جو سر عام انہوں نے غیرتوں کے جنازے نکالے۔ ایک طرف مسلمان پس رہے ہیں۔ ظلم و بربریت کی ان گنت کہانیاں: قہر و جبر کا کھلا باب ہے۔ جو ہر گزرتے دن کے ساتھ طویل تر اور ہر بیتتی رات کے ساتھ تاریک تر ہو جاتا رہا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نہیں لڑتے۔ ان مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے جن کو کمزور پالیا گیا جو فریاد کر رہے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں۔ یا ہمارے لیے مددگار بھیج۔''

یہ مظالم تم نہیں دیکھتے۔ کہ کیسے شہروں، گاؤں، کیمپوں کے محاصرے کئے جاتے پانی و بجلی بند کر دیجاتی ہیں؟ میزائلوں، ہیلی کاپٹروں سے آگ کی بارش کی جاتی ہے۔ پھر بلڈوزروں سے گھروں کو زمین بوس کیا جاتا ہے۔ کیسے بازار لاشوں سے بھر جاتے ہیں؟ کیسے بچوں کے مرنے پر ماؤں کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں؟ کیسے کیسے ظلم ہیں؟ کہ فرش سے لے کر عرش تک کانپ اٹھتا ہے، مگر تم ہو کہ کوئی اثر نہیں۔ کہاں رہ گئے تمہاری جہادی جذبے، خدا تا باغوں و نہروں کے وعدے یاد دلاتا ہے۔ بہترین جزاء کے مگر تم نے ہاں سب کچھ دنیا کی زندگی کو سمجھ لیا ہے اب مرد تو آرام سے گھروں میں بیٹھ گئے اور ان کی عزتوں کو خود ہی اپنی عزتیں بچانے کے لئے لڑنا پڑ رہا ہے:

کب اٹھیں گے محمد عمر و ایوبی کے سپاہی
دیر ہے اندھیر نہیں جلد اٹھیں گے اللہ کے سپاہی

اے جوانو! وقت ہے اب بھی اٹھو، یہ زلزلے، یہ تباہیاں دیکھو کہیں ہمارے اعمال کا صلہ تو نہیں۔ دیکھو، قدرت نے ہمیں اعمال بد کی ایک ہلکی سی جھلک دکھا دی۔ یہ حادثے اس طرح ہوتے ہیں۔ امت مسلمہ کی بیٹیاں، عزتیں اسی طرح تڑپتی و لٹتی رہیں گی۔ جب تم جاگو گے تو ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ کچھ نہ بچے گا۔ اغیار تمہارا مذاق اڑائیں گے،

Marfat.com

ہنسیں گے اور تمہیں اللہ کے حضور بھی روز حشر کو حاضر ہونا ہے۔ وہاں مجرموں کی طرح کیا کہیں گے؟

آج بھی ان مظالم پر آنکھ روتی ہے۔ دل سسکیاں بھرتا ہ۔ تڑپتا ہے فریاد کرتا ہے مگر کوئی تسلی دینے والا نہیں، کوئی مدد کرنے والا نہیں، کوئی عزتیں بچانے والا نہیں، وقت ہی ایسا ادھار ہے جو مرہم رکھتا ہے ٹوٹے ہوئے دلوں پر بہتے ہوئے لہو پر اغیار کے مظالم پر یہ غم واندوہ کے بادل کب چھٹیں گے؟ کب تمہاری غیرت جاگے گی۔ کب ہم آزاد ہوں گے؟

غم وہ کہ لہو کر دے اندر سے د
ہم وہ کہ پگھل کر بھی آنسو نہ نکلنے دیں
گر وقت کے مرہم کا درماں نہ ملے کوئی
کچھ حادثے انسان کو برسوں نہ سنبھلنے دیں

(از سالنامہ البدر ۲۰۰۶)

ویلنٹائن ڈے، تاریخی پس منظر میں

انسائیلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق اس تہوار کا تعلق رومی دیوتا لوپر کا لیا سے ہے۔ قدیم رومن مرد اس تہوار پر اپنی آستینوں پر اپنی محبوباؤں کے نام لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے باہم تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔

ویلنٹائن ڈے کے بارے میں ایک روایت ہے:

تیسری صدی عیسوی میں کلیسا روم میں ''ویلنٹائن'' نامی ایک پادری تھا جو کلیسا کی ایک خوبصورت راہبہ پر فریفتہ ہو گیا۔ عیسائی تعلیمات کے مطابق پادریوں اور راہبات کے لیے شادی تا دم مرگ حرام تھی۔ اس لیے ویلنٹائن کا اپنی محبوبہ سے جسمانی تعلق قائم کرنا ناممکن تھا، لہٰذا پادری نے اپنی جنسی ہوس کی تکمیل کے لیے راہب کو یوں ورغلایا کہ اسے خواب میں بشارت دی گئی ہے کہ ۱۴ فروری کو کوئی پادری یا راہبہ جسمانی تعلق قائم کریں گے تو ان پر زنا کی تہمت نہیں لگے گی اور نہ ہی گناہ ہوگا۔ جوش محبت میں راہبہ بھی اندھی ہو گی اور دونوں نے منہ کالا کر لیا۔ کلیسا کی روایات اور عیسائیت کا تقدس پامال ہوا۔ چنانچہ پوپ نے مذہبی ساکھ بچانے

Marfat.com

کے لیے دونوں کو زنا کے جرم میں قتل کروادیا۔ کچھ عرصہ بعد منچلوں نے ویلنٹائن کو شہید محبت کا خطاب دے کر ۱۴ فروری کو اظہار محبت کے لیے ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے باقاعدہ دن شروع کردیا اور آج یہ مسلمانوں میں بھی پیوست ہو چکا ہے۔ کتنی قابل افسوس بات ہے۔

شرعی حیثیت

اسلام میں غیر محرم مرد اور عورت کے بے تکلفی کی کوئی گنجائش نہیں ہے جس طرح آج کل ٹی وی ڈراموں میں دکھایا جاتا ہے کہ لڑکا لڑکی ٹیلی فون پر رابطے کرتے ہیں تنہائیوں میں ملتے ہیں اور تنہا سیر و تفریح کرتے ہیں اور اسی طرح ویلنٹائن ڈے پر محبت بھرے کارڈز کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہ سب خلاف شریعت کام ہیں اور غیر مسلموں کی مشابہت ہے۔

محمد عربی نے فرمایا:

من تشبه بقومٍ فهو منهم..... (ابوداؤد)

''جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔''

ایک اور حدیث میں رسول رحمت نے اسلامی کلچر کی خصوصیت شرم وحیا بتائی ہے:

ان لكل دين خلق و خلق الاسلام الحياء . (موطا امام مالک)

''ہر دین کا اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔''

امت مسلمہ کی زندگی ''شرم وحیا'' سے عبارت ہے اور بے حیائی میں مسلمان قوم کی موت ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور نے فرمایا:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت. (بخاری)

''جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو۔''

ہمارا کردار

ویلنٹائن ڈے کا مطلب ہے ''یوم محبت'' جو گذشتہ ۱۴ فروری کو پورے ملک میں جوش وخروش میں منایا گیا۔ خاص طور پر گرلز اینڈ بوائز ہاسٹلز میں یہ عیسائیوں کا تہوار ہے

Marfat.com

اسلام نے مسلمانوں کو اپنے تہوار بتا دیئے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان مواقع پر مسلمان اپنی خوشیاں منائیں، مسلمانوں کے تو اپنے آداب معاشرت ہیں۔ انہیں دوسروں کی معاشرت کی نقل کیا ضرورت ہے۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

آج اہل اسلام میں جو غیر اسلامی تہواروں نے جگہ لے لی ہے ان میں ویلنٹائن ڈے کے ساتھ ساتھ بسنت جیسی غلیظ اور اپریل فول جیسی جھوٹی اور نیو ائیر نائٹ جیسی بے ہودہ رسومات بھی شامل ہیں۔ یہ سب ہندوؤں اور یہودیوں وعیسائیوں کی تخلیق کردہ ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمان بھی ان رسومات میں ان کے شانہ بشانہ شریک ہیں۔

گذشتہ بسنت کے مواقع پر اقبال ٹھاکرے ایک ہندو متعصب لیڈر نے کہا تھا کہ ''مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ پاکستان کے مسلمانوں خصوصاً پنجاب کے لوگوں نے ہمارے مذہبی تہوار بسنت کو بڑے جوش وخروش سے منایا ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ وہ دوسرے تہوار ہولی اور دیوالی میں بھی ہمارا ساتھ دیں گے۔''

اس سے بڑھ کر ہمارے منہ پر طمانچہ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک غیر مسلم لیڈر مسلمانوں کے بارے میں یہ کہے اس میں ہمارے مسلمان حکمرانوں کا کردار دیکھیں کہ انہوں نے ناپاک غیر مسلم تہوار کو قانونی اجازت دے رکھی ہے۔ جو کہ خلاف اسلام ہے اور اس سے بھی زیادہ بے ہودہ اور قابل شرم رسم میراتھن کی بھی بھرپور حمایت کی ہے جبکہ حمایت اسلام اور توہین رسالت میں احتجاج پر پابندی عائد کرتے ہیں۔ یہ مسلمانی کہاں کی ہے

وضع میں تم نصاری ہو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

میڈیا کا کردار

میڈیا اس دن کو منانے کے لیے بھرپور کردار ادا کرتا ہے اور ٹیر کسی روک ٹوک کے یہ عبارت شائع کر دی جاتی ہے'' آج ویلنٹائن ڈے منایا جائے گا محبتوں کا دن قیمتی تحفے

Marfat.com

تحائف دے کر منایا جائے گا۔ (۱۴ر فروری، جنگ)

جبکہ اسکے برعکس دیگر تہذیبوں میں اس کو اتنی اہمیت حاصل نہیں۔ مثلاً انڈیا کے شیوسینا کے بیان کے مطابق ''ویلنٹائن ڈے منانا فحاشی اور ہندو تہذیب و اخلاقیات کے خلاف ہے۔'' (شیوسینا) (فروری ۱۳، ۲۰۰۲ء جنگ)

ہندو تہذیب اس دن کو فحاشی اور اپنی تہذیب اور اخلاقیات کے خلاف قرار دے رہی ہے تو کیا ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس دن کو بھرپور انداز میں منائیں۔ کیا ہندو تہذیب کو فحاشی و بداخلاقی کا احساس ہے۔ تو ہم اپنے پاس سب سے عالمگیر مذہب اور عالمگیر کتاب کے ہوتے ہوئے بھی ایک لمحے کے لیے اس بارے میں نہ سوچیں اگر ہمیں اپنے مذہب اور اپنی روایات کا خیال ہوتا تو ہمارا میڈیا کبھی ان چیزوں کو بیان نہ کرتا اور ان کو apreciate نہ کرتا۔ مثلاً

''ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر محبت والوں کے ایک دوسرے کو پیغام میری ساری چاہتیں، ساری محبتیں، ساری خواہشیں، ساری دولتیں تمہارے لیے۔''
(۱۴فروری ۲۰۰۲ جنگ)

ہمارا دین تو ہمیں اس قسم کے تہواروں کی اجازت قطعاً نہیں دیتا۔ پھر ہم کس دین کی پیروی کر رہے ہیں؟ رسول اکرم کا ارشاد پاک ہے۔

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔'' (صحیح بخاری مسلم)

یعنی اسلام محبتوں کا محور صرف اللہ اور اسکے رسول کی ذات کو قرار دے کر باقی محبتیں ان کی محبت کے تابع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام میں تہوار

اسلام میں تہوار اللہ کے حکم کی اطاعت پر شکرگزاری کی علامت ہیں۔ یہ اعلیٰ اور ارفع حقائق کی یاددہانی میں انسان کی زندگی میں مقصدیت کا رنگ بھرتے ہیں۔ یہ کسی موسم یا دیومالائی داستان پر مبنی نہیں۔

Marfat.com

اسلام میں جاہلی تہواروں کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ رسول اللہؐ جب مدینہ منورہ آئے تو ان کہ یہاں دو دن مقرر تھے۔ جس میں وہ کھیلتے اور خوشیاں مناتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان ایام کے بارے میں دریافت فرمایا عرض کیا گیا ہم جاہلیت کے زمانے سے یہ دن مانتے چلے آرہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بہتر دو دون عطا کئے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (سنن نسائی بروایت انس رضی اللہ عنہ)

فضول خرچی

ویلنٹائن ڈے پر ہزاروں روپوں کے کارڈز اور گفٹز کا تبادلہ ہوتا ہے۔ پھول پیش کئے جاتے ہیں اور لاکھوں روپیہ فضولیات میں اڑا دیا جاتا ہے جس کا مقصد صرف ایک روشن پادری کی یاد تازہ کرنی ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ ہمارے ملک کا ہر شہری دو ہزار روپے کا پیدائشی مقروض ہے۔

اسلام میں فضول خرچی کی ممانعت

ارشاد خداوندی ہے:

''کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ کوئی اس پر قابو نہ پا سکے گا؟ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا..... کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اس کو دیکھا نہیں۔'' (البلد: ۵ تا ۷)

بے حیائی کا فروغ

اس قسم کے تہوار بے حیائی کے کھلم کھلا فروغ کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں تو مومن مردوں اور عورتوں کی اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اپنی عصمت کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم بجائے دیگر تہذیبوں کو اپنانے کے اپنے دین کی طرف لوٹیں اور اس مکمل دین کی طرف جس میں کوئی کمی اور خامی نہیں بلکہ جو کچھ ہے وہ فلاح ہی فلاح ہے اور اپنے لیے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو ہی نمونہ بنائیں اور ہماری زندگی کا مقصد خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی ہی ہونا چاہیے۔

Marfat.com

حرام کھانے کی نحوستیں

سورہ لقمان کی آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور مقبول بندے حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں بیان فرمائی ہیں۔ اور اس آیت کی تفسیر میں سحبان الہند حضرت مولانا احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لقمان علیہ السلام کا ایک قول نقل فرمایا ہے جس میں حضرت لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار پیغمبروں کی خدمت اور صحبت میں رہ کر جو کچھ ان سے سنا اور جو ان سے تعلیمات حاصل کیں اس کا خلاصہ آٹھ باتیں ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جب تم نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کرو۔ اس بارے میں پچھلے جمعہ کو تفصیل سے عرض کیا تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

دوسری نصیحت ''حلق کی حفاظت''

حضرت لقمان علیہ السلام نے دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ جب تم دسترخوان پر ہو تو اپنے حلق کی حفاظت کرو، اس نصیحت کے دو مطلب ہیں ایک مطلب تو یہ ہے کہ حد سے زیادہ کھانے سے بچو، اس لئے کہ زیادہ کھانے سے معدہ خراب ہوتا ہے، اور سارے جسم کی صحت معدہ کے صحیح ہونے پر موقوف ہے، اگر معدہ خراب ہے تو سارا جسم خراب ہے اور اگر معدہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے، لہٰذا زیادہ کھانے سے بچو تا کہ معدہ صحیح رہے، چنانچہ ہمارے دین میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ جب کھانا کھاؤ تو اپنے پیٹ کے تین حصے کر لو، ایک حصہ کھانے کے

Marfat.com

لئے، ایک پینے کے لئے اور ایک حصہ سانس لینے کے لئے، اگر اس اصول پر عمل ہو جائے تو انسان بیمار نہ ہو اور کبھی اس کو پیٹ کی خرابی نہ ہو۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ طریقہ بیان فرمایا ہے کہ جب تھوڑی سی بھوک رہ رجائے تو اس وقت کھانا چھوڑ دو، اور حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ جب کھانا کھاتے کھاتے ایسا مقام آ جائے کہ دل کے اندر کشمکش ہونے لگے کہ مزید کھاؤں یا نہ کھاؤں بس اس وقت کھانا چھوڑ دے تو پھر ان شاء اللہ زیادہ کھانے کے مرض میں مبتلا نہیں ہوگا اور معدہ بھی خراب نہ ہوگا۔ بہر حال کم خوری اچھی بات ہے اور زیادہ خوری عام طور پر انسان کی صحت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔

اپنے حلق کو لقمہ حرام سے بچاؤ

اس نصیحت کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنے حلق کو لقمہ حرام سے بچاؤ، اور کھانا کھانے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ تمہارے حلق میں حرام یا مشتبہ کھانا تو نہیں جا رہا ہے، اگر وہ کھانا حلال وطیب ہے تو بسم اللہ کر کے اس کے کھا لو اور اگر خدانخواستہ وہ کھانا حرام یا مشتبہ ہے تو پھر اپنے حلق کی اس سے حفاظت کرو کہ حرام لقمہ تمہارے حلق سے اترنے نہ پائے اس لئے کہ یہ ایسا زہر ہے جو دین وایمان کو ملیا میٹ کرنے والا ہے۔ چنانچہ قرآن وحدیث میں حرام کھانے پر بہت سی وعیدیں آئی ہیں۔

حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی

مسلم شریف کی ایک حدیث ہے، جناب رسول اللہ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا: کہ اس کا سفر بڑا طویل تھا، اس کے بال بکھرے ہوئے، کپڑے غبار آلود، اور وہ اسی حالت میں آسمان کی طرف منہ کر کے یارب یارب کہہ کر دعا مانگ رہا تھا، لیکن اس کی حالت یہ تھی کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام غذا سے اس کی پرورش ہوئی، ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (مسلم شریف)

معلوم ہوا کہ حرام کھانے کی ایک نحوست یہ ہے کہ اس کے کھانے کے بعد آدمی

Marfat.com

کی دعا قبول نہیں ہوتی، یہ خطرناک معاملہ ہے۔

تین آدمیوں کی دعا کا قبول ہونا

حدیث شریف میں آتا ہے، تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، ان کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے، ایک مسافر کی دعا، دوسرے باپ کی دعا اولاد کے حق میں، تیسرے مظلوم کی بددعا ظالم کے حق میں، لیکن اگر ایک شخص طویل سفر پر ہے مگر اس کا کھانا پینا حرام کا ہے تو پھر حالت سفر میں بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ کو پکارے گا تب بھی اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

حرام کھانے والے کی عبادت قابل قبول نہیں

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، اور یہ فرشتہ ہر دن اور ہر رات یہ آواز لگاتا ہے کہ جو شخص حرام کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرض قبول فرمائیں گے اور نہ نفل۔

ان دونوں احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ حرام کھانے والے کی نہ دعا قبول ہوتی ہے اور نہ ہی عبادت قبول ہوتی ہے۔

مستجاب الدعوات بننے کا طریقہ

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے درخواست کی یا رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنادیں، مستجاب الدعوات اس کو کہتے ہیں جس کی دعا قبول ہو جایا کرے، تاکہ جب بھی میں دعا کروں تو اللہ تعالیٰ میری دعا قبول فرمالیا کریں۔ جواب میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے انس! تم حلال کمانے اور حلال کھانے کا اہتمام کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں ''مستجاب الدعوات'' بنادیں گے پھر تم جو بھی دعا کرو گے، اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرما لیا کریں گے، اور حرام سے بچو، اس لئے کہ اگر حرام کھانے کا ایک لقمہ بھی انسان کے منہ میں چلا جائے تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (الترغیب) حرام کھانے کا یہ

Marfat.com

نقصان بہت بڑا ہے اس کے علاوہ بھی بہت سے نقصانات ہیں۔

حرام کھانے کے نقصانات

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حرام کھانے کے مندرجہ ذیل نقصانات شمار کرائے ہیں۔

پہلا نقصان یہ ہے کہ حرام کھانے نے انسان کے دل سے نور نکل جاتا ہے۔

دوسرا نقصان یہ ہے کہ حرام کھانے سے طبیعت کے اندر سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔

تیسرا نقصان یہ ہے کہ انسان کے دل میں برے برے جذبات اور خیالات کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، اور ہر وقت انسان کے دل میں برے کام کرنے کا جذبہ ابھرتا رہتا ہے۔

چوتھا نقصان یہ ہے کہ نیک کام کی طرف سے انسان کی طبیعت ہٹ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حرام کھانے سے انسان دین سے دور ہو جاتا ہے اور اس کی آخرت برباد ہونے لگتی ہے۔

حرام کھانے کی طرف سے شیطان کی بے فکری

ایک روایت میں ہے حضرت یوسف بن ارطات رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی نوجوان اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ یہ دیکھو اس کی غذا کیا ہے؟ اس کی خوراک کیسی ہے؟ اگر اس کا کھانا، پینا، مال حرام سے ہے، حرام کھاتا ہے، حرام پیتا ہے، حرام پہنتا ہے، تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ اب تم اس کی طرف سے بے فکر رہو، اب تمہیں اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ حرام کھانے سے اس کی عبادت اس کو بالکل فائدہ نہیں دے گی۔ (کتاب الکبائر)

بہر حال شیطان بھی اس کی غذا دیکھ کر بے فکر ہو جاتا ہے، البتہ شیطان اس شخص کی عبادت خراب کرنے کی فکر کرتا ہے جس کی غذا حلال ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کی عبادت کھری ہے اور یہ عبادت اس کے لئے باعث نجات ہے، باعث قرب اور

Marfat.com

باعث رضا مندی ہے، اور یہ اللہ کا مقرب بندہ بنے گا۔ اور اگر کوئی شخص حرام کھا رہا ہے، حرام پی رہا ہے، حرام پہن رہا ہے تو اس کی طرف سے بے فکر ہو جاتا ہے۔

حرام کھانے کی مختلف صورتیں

آج ہمارے معاشرے میں حرام کے بے شمار طریقے پھیلے ہوئے ہیں، اور لوگ ان میں مبتلا رہتے ہیں اور بالکل پرواہ نہیں کرتے، مثلاً آج کل بجلی کی چوری کتنی عام ہے، کتنی فیکٹریاں، کتنی ملیں، کتنے گھر اور کتنے ادارے ایسے ہیں جو بجلی چراتے ہیں اور اس بجلی سے سب کام کر رہے ہیں، اسی طرح گیس چوری کرتے ہیں، پانی چوری کرتے ہیں، ڈیوٹی کی چوری بھی بہت عام ہے، چاہے سرکاری ملازم ہوں یا غیر سرکاری ملازم ہوں، عام طور پر لوگ ڈیوٹی کم دیتے ہیں اور تنخواہ پوری لیتے ہیں، الا ماشاء اللہ کچھ لوگ نیک ہوں گے جو اس سے بچے ہوئے ہوں گے۔ آج مالکان اپنے ملازمین سے پریشان ہیں کہ وقت پورا نہیں دیتے اور تنخواہ پوری لیتے ہیں، اسی طرح تجارت کے اندر سود لینا اور سود دینا، رشوت لینا، کم تولنا، کم ناپنا، یہ سب حرام خوری کی مختلف صورتیں ہیں، اگر ہم لوگ حرام کھانے سے نہیں بچیں گے تو پھر ہماری طبیعت کیسے عبادت کی طرف راغب ہوگی۔

علم کی کمی نہیں، عمل میں کمی ہے

یاد رکھئے! علم کی کمی نہیں، عمل کی کمی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنا لقمہ حلال کرنے کی کوشش نہیں کرتے، غالب کا شعر ہے۔

جانتا ہوں میں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

یعنی میں جانتا ہوں کہ نماز پڑھنے کا یہ ثواب ہے، اور نماز نہ پڑھنے کا یہ عذاب ہے، جانتا ہوں کہ زکوٰۃ دینے کا یہ ثواب ہے اور نہ دینے کا یہ وبال ہے، لیکن حالت یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے طبیعت راغب نہیں ہوتی، اذان ہو رہی ہے لیکن مسجد نہیں جا رہے بلکہ دکانداری ہو رہی ہے، ملاقاتیں ہو رہی ہیں، تقریبات ہو رہی ہیں، لیکن نماز غائب ہے

Marfat.com

حالانکہ نماز کی فرصت کو سب جانتے ہیں۔ پہلے زمانے میں دین کا علم اتنا عام نہیں تھا جتنا اب عام ہے، بڑے بڑے مدارس ہیں، کتابیں ہیں، رسالے ہیں اور وعظ اور تقریریں ہیں ،کیسٹیں بھی ہیں، جہاں چاہیں اور جس وقت چاہیں علم دین حاصل کرلیں، لیکن اس کے باوجود دین پر عمل نہیں ہورہا ہے۔ عمل کی بڑی کمی ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری غذا کے اندر حرام اور مشتبہ غذا شامل ہے جس کے نتیجے میں ہمارا وطن تباہ ہوگیا ہے، توفیق سلب ہوگئی ہے اور دین کی طرف میلان اور جھکاؤ ختم ہوگیا ہے، اس لئے سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو حرام سے بچائیں۔

ایک ہلا دینے والی حدیث

ایک اور روایت انسان کو ہلا دینے والی ہے، خدا کرے کہ واقعۃً ہم ہل جائیں اور کوشش کریں کہ ہم خود بھی حلال کھائیں اور اپنے بچوں کو بھی حلال کھلائیں، وہ یہ کہ ایک روایت میں جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں لائے جائیں گے کہ ان کی نیکیاں تہامہ پہاڑ کے برابر ہوں گی۔ (تہامہ ایک پہاڑ کا نام ہے یعنی ان کے پاس اعمال صالحہ اور نیکیوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا) جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام نیکیاں کالعدم کردیں گے اور ان کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ حضور! یہ کیونکر ہوگا؟ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ دنیا میں نماز بھی پڑھا کرتے تھے، روزے بھی رکھتے تھے، حج بھی کرتے تھے، زکوٰۃ بھی دیتے تھے، لیکن جونہی ان کے پاس حرام مال آتا تو یہ لوگ اس کو بے دھڑک لے کر استعمال کرلیتے تھے، اس حرام سے نہیں بچتے تھے، گویا حرام کے استعمال میں بالکل آزاد اور جری تھے، اس حرام کے استعمال اور اس کی نحوست کی وجہ سے ان کی یہ ساری عبادتیں کالعدم ہوجائیں گی۔ (کتاب الکبائر)

حرام سے بچنا فرض ہے

جیسے نماز پڑھنا فرض ہے، روزہ رکھنا فرض ہے، زکوٰۃ دینا فرض ہے، بالکل اسی

Marfat.com

طرح حرام سے بچنا بھی فرض ہے، آج ہمارے اندر یہ کوتاہی بہت زیادہ پائی جاتی ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ سرکاری ملازم ہیں، لیکن طرح طرح کے بہانوں اور مختلف طریقوں سے رشوت لیتے ہیں یا اپنی ڈیوٹی کے اندر کوتاہی کرتے ہیں، اسی طرح اورٹائم نہیں کرتے لیکن اورٹائم کا معاوضہ وصول کرتے رہتے ہیں۔ یہ خرابی بھی عام ہوتی جارہی ہے کہ کتنے مسلمان ایسے ہیں جو حاجی بھی ہیں، نمازی بھی ہیں، داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے، مگر بینکوں میں ملازم ہیں، اور انشورنس کمپنی میں ملازم ہیں اس کے علاوہ بجلی کی چوری بھی کررہے ہیں، ریل گاڑی میں ٹکٹ کے بغیر سفر بھی کررہے ہیں، یہ سب کام بھی ہورہے ہیں اور ساتھ ساتھ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں۔

حلال کو اختیار کرنا فرض ہے

کتنے لوگ ایسے ہیں جو کاروبار میں اپنے آپ کو بالکل آزاد سمجھتے ہیں کہ ہم جس طرح چاہیں اپنا کاروبار کریں، حالانکہ جس طرح نماز کے اندر حلال وحرام ہے، روزے کے اندر حلال وحرام ہے، اس طرح کاروبار کے اندر بھی حلال وحرام ہے، حلال کو اختیار کرنا فرض ہے اور حرام سے بچنا فرض ہے۔

ایک عبرت ناک قصہ

ایک عبرت ناک قصہ سناتا ہوں، حضرت علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، اور میں اللہ کے فضل سے حافظ قرآن تھا، میرا یہ معمول تھا کہ میں روزانہ والد صاحب کی قبر پر جاتا اور تلاوت قرآن کریم کرکے ایصال ثواب کرتا، ایک مرتبہ رمضان شریف کا زمانہ تھا، ستائیسویں شب تھی، سحری کھا کر فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حسب معمول میں فجر کے بعد والد صاحب کی قبر پر جا کر تلاوت کرنے لگا، تو اچانک برابر والی قبر سے مجھے ہائے ہائے کرنے کی آواز آنے لگی جب پہلی مرتبہ یہ آواز آئی تو میں خوف زدہ ہوگیا، میں ادھر ادھر دیکھنے لگا تو اندھیرے کی وجہ سے مجھے کوئی نظر نہیں آیا، جب میں نے آواز کی طرف کان لگائے اور غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ آواز کسی قریب والی قبر

Marfat.com

سے آرہی ہے، اور ایسا لگا کہ میت کو قبر میں بہت خوفناک عذاب ہو رہا ہے اور اس عذاب کی تکلیف سے میت ہائے ہائے کر رہی ہے، بس پھر کیا تھا میں پڑھنا پڑھانا تو بھول گیا اور خوف کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور میں اسی قبر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا، پھر جوں جوں دن کی روشنی پھیلنے لگی تو آواز بھی مدہم ہونے لگی، پھر اچھی طرح دن نکلنے کے بعد آواز بند ہو گئی، جب لوگوں نے آنا جانا شروع کیا تو ایک آدمی سے میں نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ اس نے ایک ایسے شخص کا نام لیا جس کو میں بھی جانتا تھا کیونکہ وہ شخص ہمارے محلے کا آدمی تھا اور بہت پکا نمازی تھا، پانچ وقت کی نماز باجماعت صف اول میں ادا کرتا تھا اور انتہائی کم گو آدمی اور نہایت شریف آدمی تھا، کس کے معاملے میں دخل نہیں دیتا تھا، جب بھی کسی سے ملتا تو اچھے اخلاق سے ملتا ورنہ زیادہ تو ذکر و تسبیح میں مشغول رہتا، جب میں اس کو پہچان گیا تو مجھ پر یہ بات بہت گراں گزری کہ اتنا نیک آدمی اور اس پر یہ عذاب۔

میں نے سوچا کہ اس کی تحقیق کرنی چاہئے کہ اس نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ عذاب ہو رہا ہے؟ چنانچہ میں محلے میں گیا اور اس کے ہم عمر لوگوں سے پوچھا کہ فلاں شخص بڑا نیک اور عابد اور زاہد آدمی تھا لیکن میں نے اس کو عذاب کے اندر مبتلا دیکھا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ویسے تو بڑا نیک اور بڑا عابد اور بڑا زاہد اور عبادت گزار تھا، مگر اس کی اولاد کوئی نہیں تھی اور اس کا کاروبار بہت وسیع تھا، جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اس کے اندر کاروبار کرنے کی طاقت نہ رہی اور کوئی دوسرا اس کے کاروبار کو چلانے والا نہیں تھا، تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور خود بھی سوچا کہ میں اب ذریعہ معاش کے لئے کیا طریقہ اختیار کروں؟ اس کے خبیث نفس نے اس کو یہ تدبیر سمجھائی کہ تو اپنا سارا کاروبار ختم کر اور جو کچھ پیسے آئیں ہیں اس کو سود پر دے دے۔ چنانچہ اس نے سارا حلال کاروبار ختم کیا اور جو رقم آئی اس کو سود پر لگا دیا۔ چونکہ کاروبار سے فارغ ہو گیا تھا اس لئے ہر وقت مسجد میں رہتا، اشراق، چاشت، تہجد، اوابین وغیرہ تمام نوافل پڑھتا، اور پانچوں نمازیں امام کے پیچھے باجماعت صف اول میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھتا اور رات دن ذکر و تسبیح میں مشغول رہتا۔ اور ہر مہینے سود کی معقول رقم مل جاتی اس کے ذریعہ مہینے بھر کا

Marfat.com

گزارا کرتا۔ بس یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ اس کو شدید عذاب ہو رہا تھا وہ اسی سود خوری کے گناہ کا وبال تھا، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حرام کھانے اور حرام پہننے سے بچائے۔ آمین

عذاب قبر کی وجہ

باوجود نیک ہونے اور نمازی ہونے کے اس نے اپنے حلق کو حرام غذا سے نہیں بچایا، اس وجہ سے قبر میں اس کو عذاب ہوا، یہ عذاب اسی سود کھانے کی وجہ سے ہوا، آج بھی بعض مسلمان ایسے ہیں جو انعامی بانڈ خرید لیتے ہیں، اور اس پر جو انعام نکلتا ہے اس کو بے دھڑک استعمال کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس انعام سے حج و عمرہ بھی ادا کر لیتے ہیں، حالانکہ وہ انعام خالص حرام ہے کتنے مسلمان ایسے ہیں کہ ریٹائرمنٹ کے وقت اس کو پنشن کے جو آٹھ دس لاکھ روپے ملتے ہیں اس کو فوراً بینک کے فکس ڈپازٹ اکاؤنٹ وغیرہ میں رکھ دیتے ہیں اور ہر ماہ اس کا سود وصول کرتے ہیں اور اس سے اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں حرام کھانے کی یہ مختلف صورتیں ہیں جن سے بچنے کی ضرورت ہے۔

بہر حال، حضرت لقمان علیہ السلام کا فرمانا یہ ہے کہ جب دسترخوان پر بیٹھو تو حرام لقمے سے اپنے حلق کی حفاظت کرو کہ تمہارے حلق میں حرام اور مشتبہ غذا نہ جانے پائے، اگر حرام لقمہ چلا گیا تو پھر عبادت قبول نہیں ہوگی، دعا قبول نہیں ہوگی، فرض قبول نہیں ہوں گے، نفل قبول نہیں ہوں گے، بلکہ حرام کھانے کا جو ہولناک وبال اور عذاب قرآن و حدیث میں بتایا گیا ہے اس سے بچنا بھی مشکل ہوگا۔

ابرص، نابینا اور گنجے کی حکایت

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک ابرص، دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہ کہ ان کا امتحان لے، چنانچہ اللہ نے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا، فرشتہ ابرص (کوڑھی) کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی جلد کیونکہ ابرص ہونے کے باعث لوگ مجھ سے دور رہتے ہیں مجھے پسند نہیں کرتے۔

Marfat.com

فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا، بیماری جاتی رہی، اس کی جلد اچھی ہوگئی اور رنگ بھی خوبصورت ہوگیا۔ فرشتے نے اس سے پوچھا، کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اونٹ، چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر فرشتے گنجے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟

اس نے کہا کہ عمدہ بال کیونکہ گنج کہ وجہ سے لوگ مجھ سے پرہیز کرتے ہیں، فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کے سر پر عمدہ بال اگ گئے، فرشتے نے پوچھا، کس طرح کا مال لسند کرو گے، اس نے بتایا کہ گائے! فرشتے نے اسے حاملہ گائے دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تمہیں اس میں برکت دے گا۔

اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا مجھے بصارت چاہئے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اسے بصارت مل گئی۔ فرشتے نے پوچھا کہ کس طرح کا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں۔ فرشتے نے ایک حاملہ بکری اس کے حوالے کی اور کہا اللہ اس میں برکت دے گا۔

تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے اور چند سالوں بعد ان کی اتنی تعداد ہوگئی کہ ابرص کے اونٹوں سے اس کی وادی، گنجے کے گائے بیلوں سے اس کی وادی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی اور وہ تینوں امراء میں شامل ہو گئے۔

فرشتہ ایک بار پھر اپنی پہلی شکل وصورت میں ابرص کے پاس آیا کہا میں ایک مسافر ہوں سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اس وقت میں ایک مسکین آدمی ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مقصد برآری کی توقع نہیں لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ، اچھی جلد اور خوب مال عطا کیا ہے، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں تا کہ سفر کی ضرورت پوری کر سکوں، اس نے فرشتے سے کہا حقوق اور بہت ہیں، تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

فرشتے نے کہا کہ میں تمہیں جانتا ہوں کیا تمہیں برص کی بیماری نہ تھی جس کی وجہ

Marfat.com

سے لوگ تم سے گھن کیا کرتے تھے، تم ایک فقیر اور قلاش بھی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ چیزیں عطا کیں؟

اس نے کہا کہ یہ ساری دولت وپشت ہاپشت چلی آ رہی ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں پہلی حالت پر لوٹا دے، پھر فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا اور مدد کی درخواست کی، گنجے نے بھی ابرص والا ہی جواب دیا، فرشتے نے کہا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں پہلی والی حالت پر لوٹا دے۔

اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اسے کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں مدد کا خواہاں ہوں جس نے تمہیں بصارت دی اور مال دیا ہے مجھے ایک بکری عنایت کر دو تا کہ میں اپنے سفر کی ضرورتیں پوری کر سکوں، اندھے نے کہا بھائی تم ٹھیک کہتے ہو میں اندھا تھا اللہ نے مجھے بصارت دی، میں فقیر و قلاش تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا، اس کے نام پر تم جتنی بکریاں چاہو لے جا سکتے ہو۔ تجھے ہرگز نہیں روکوں گا۔

فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی و خوش ہے جبکہ تمہارے دوسرے ساتھیوں سے وہ ناراض ہے کہتے ہیں کہ ابرص اور گنجا دونوں فرشتے کی بدعا سے اپنی پہلی حالت پر لوٹ گئے۔

Marfat.com

دولت کی ہوس کا عبرت ناک انجام

ڈاکٹر شماز اپنے شہر کے ماہر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ایک اچھے اور ماہر ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں دولت کی ہوس نے اندھا کر رکھا تھا، شروع شروع میں یعنی زمانہ طالب علمی میں ہر انسان کی طرح ان کے جذبات بھی یہی تھے کہ ڈاکٹر بن کر ملک وقوم کی خدمت میں کرنا ہی اولین فرض ہے، ان کی زندگی کی مقصد انسانیت کی خدمت کرنا ہے اور یہ کہ ان کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف بنی نو انسان کی بلا غرض وغایت خدمت کرنا ہے۔ خیر یہ تو ان کے جذبات طالب علمی کے زمانے کے تھے، جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو شروع شروع میں تو انہوں نے اپنی اچھی شناخت بنائی پھر رفتہ رفتہ ان کے دل و دماغ پر روپے پیسوں کی محبت کی مہر لگ گئی اور وہ ڈاکٹر شماز جو اپنی زندگی کا سرمایہ خدمت خلق کو سمجھتے تھے اب روپے پیسے کو اپنا دین ایمان بنا رکھا تھا، پہلے اپنی فیس لیتے اور پھر کسی مریض کو چیک کرتے۔

صبح کو ہسپتال اور رات کو اپنا پرائیویٹ کلینک چلاتے، دن رات پیسے کماتے جوں جوں وہ امیر ہوتے جارہے تھے اتنا ہی ان کی ہوس میں اضافہ ہوتا گیا۔

اسی دوران ایک مرتبہ نوجوان لڑکا کا ایکسیڈنٹ میں بری طرح زخمی حال تمیں ہسپتال لایا گیا اس کی حالت بہت خراب تھی، مگر اس کے وارثین کے بارے میں کسی کو علم نہ تھا، چند لوگ اسے سڑک سے بہت نازک حالت میں اٹھا کر ہسپتال میں لائے۔ ڈاکٹر شماز اس وقت ڈیوٹی پر موجود تھے، انہوں نے بجائے مریض کی حالت دیکھنے کے لوگوں سے اس کے وارثین کا پوچھا اور کہا کہ وہ اپنی فیس لیے بغیر اس کا آپریشن نہیں کریں گے، پہلے ان کی

Marfat.com

فیس کا بندوبست کیا جائے پھر وہ آپریشن کی حامی بھریں گے، یہ کہہ کر وہ بڑے مزے سے اپنے کمرے میں داخل ہو گئے لوگوں اور دوسرے عملے کے بے حد اصرار کے باوجود ڈاکٹر شماز اپنی ضد پر قائم رہے یوں محسوس ہوا تھا کہ ان کے سینے میں دل نہیں۔ وہی ڈاکٹر شماز جو بڑی بڑی تقاریری کرتے تھے، آج عملی زندگی میں کسی ضدی دشمن سے زیادہ وہ بے حس و احساس سے دور نظر آیا، مریض کی حالت زیادہ بگڑ گئی اور وہ لمحہ بہ لمحہ موت کی جانب بڑھنے لگا مگر ڈاکٹر شماز کا مردہ ضمیر اور پیسے کی ہوس نے انہیں ان کے فرض سے کوسوں دور کر دیا۔ ہمدردی نام کی کوئی چیز تو جیسے ان کے پاس سے نہیں گزری، ان کا یہ رویہ دیکھ کر لوگوں نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کم از کم مریض کو دیکھ تو لیں ایسا نہ ہو کہ اپنی جان سے ہاتھ دو بیٹھے ہم بعد میں مل کر اس کے آپریشن کا خرچہ آپ کو دے دیں گے، مگر ڈاکٹر شماز کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، ڈاکٹر شماز کی بیگم نے انہیں بہت بھیانک خبر سنائی، انہوں نے کہا کہ چند سیکنڈ پہلے انہیں خبر ملی ہے کہ ان کا اکلوتا بیٹا کار کے حادثے سے شدید زخمی ہوا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے، بس اتنا سننا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کے حواس گم ہو گئے انہوں نے فون چھوڑا اور جلدی سے بوجھل قدموں کے ساتھ آپریشن روم کی جانب بھاگے، انہوں نے مریض کی طرف قدم بڑھائے جس کے بارے میں لوگ انہیں بار بار آپریشن کی تنبیہ کر رہے تھے مگر افسوس کی ڈاکٹر شماز نے بہت دیر کر دی اور وہ لڑکا جسے کچھ دیر پہلے نازل حالات میں لایا گیا تھا وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملا تھا اور وہ نوجوان ڈاکٹر شماز کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں نہ جانے کب سے اپنوں کا انتظار کرتے کرتے تھک گئیں تھیں مگر افسوس کہ اب پچھتائے کیا جب چڑیاں چگ گئی کھیت۔

ڈاکٹر شماز کے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہ بچا ان کا نوجوان بیٹا موت کی آغوش میں چلا گیا، روپے کی لالچ نے ڈاکٹر شماز کو انسانیت کے رتبے سے گرا دیا تھا، ان کی ہوس نے ان کے اپنے لخت جگر کی صورت میں زندگی کی آخری امید بھی چھین لی اور ڈاکٹر شماز کو اب جا کے احساس ہوا کہ انسان دنیاوی لالچ میں آ کر اپنوں کی پہچان بھی بھول گیا ہے۔

Marfat.com

رشوت لینے والوں کا عبرت ناک انجام

قدیم وجدید زمانے میں رشوت

زمانہ قدیم میں بھی رشوت کا رواج تھا، لیکن بہت کم، لوگ رشوت لیتے ہوئے ڈرتے اور شرماتے تھے، اور ان پر اس ناجائز فعل کے ارتکاب کے بعد ایک خوف سا یا ری ہو جاتا تھا اور وہ اس بات سے خوف زدہ ہوتے کہ اگر اس کی خبر میرے کسی دوست، کسی گھر کے فرد یا ساتھ کام کرنے والے کو ہوگئی تو میں پھر منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ وہ یہ سوچ کر پانی پانی ہو جاتا اور آئندہ اس سے بچنے کی پوری کوشش کرتا، خدا ہدایت دے آج کے اس نئے زمانے کے لوگوں کو کہ ان کے دل سے رشوت لینے اور دینے کا خوف بالکل نکل گیا سر عام سڑکوں پر، دفتروں پر، کارخانوں میں، تھانوں میں اور ستم یہ کہ خود اس قانون کے محافظ اداروں میں رشوت کا بازار گرم ہے۔ کوئی اس کو معیوب نہیں سمجھتا، بلکہ زیادہ رشوت لینے کو فخر اور اپنی ہنرمندی سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی شریف النفس اس مکروہ فعل سے انکار کرے تو اس کو لعن طعن کیا جاتا ہے، دقیانوسی کے خطاب دیئے جاتے ہیں کوئی افسر اس سے بچنا چاہے تو اس کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے۔ اس کے خلاف سازش کے ایسے جال بنے جاتے ہیں کہ وہ اپنی پوسٹ سے علیحدہ ہونے کو ہی اپنے لئے عافیت سمجھتا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

رشوت ایک ایسا مرض ہے کہ اگر کہیں اس کی جڑیں مضبوط ہو جائیں تو اس کو وہاں

Marfat.com

سے اکھاڑنا مشکل ہو جاتا ہے تقریباً ہر معاشرہ آج اس میں مبتلا ہے کسی معاشرے کے صحت مند ہونے کی علامت اس دور میں اس کا رشوت سے بالکل چھٹکارا پانا نہیں رہا بلکہ شاذ و نادر واقعات بھی کہیں پیش آتے رہیں تو اس کو ایک مستحسن سوسائٹی کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔

دین اسلام نے رشوت سے بچنے کی حد درجہ تاکید کی ہے، دنیا و آخرت میں اس کی سزا بیان کی ہے، اس کا مکروہ چہرہ سب کے سامنے بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے، اور اس کو ان اجتماعی نقصانات میں شے شمار کیا ہے جن سے بچنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ اگر ایسے جرائم پر فوری طور پر قابو نہیں پایا جاتا تو اس کی جڑیں لوگوں کے اخلاق کی زمین میں مضبوط ہو جاتی ہیں، پھر بدبودار پانی یعنی خوف خدا کا نہ ہونا، اخلاق سے عاری ہونا اور مال و دولت کی محبت جیسے قبیح امور سے اس کی جڑوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔

یہ بھی رشوت ہے

رشوت کبھی تو براہ راست ہوتی ہے اور کبھی کسی پردے کے پیچھے چھپی ہوئی ہوتی ہے، جیسے ہدیہ کے طور پر کپڑے وصول ہونا، ڈبوں می بند ہو کر مٹھائی آنا، چھوٹ بچوں کو از راہ شفقت کسی سے پیسے ملنا، دیہاتوں سے پھلوں اور ترکاریوں کا وصول ہونا، اعانت و ہمدردی کی غرض سے روپے پیسے کا مل جانا، ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ بڑا عہدہ ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے یا کسی بڑی شخصیت کا صاحبزادہ ہونے کا اثر ہوتا ہے، اگر کسی کو تم سے اتنی ہی محبت تھی تو یہ انعامات کی بارش عہدہ ملنے سے پہلے کیوں نہ برسی؟ عقیدت و محبت کا اظہار اسی خاص موقع پر کیوں؟ یہ محبت تمہاری ذات سے نہیں بلکہ تمہارے عہدے اور تمہاری پوسٹ سے ہے یہی وجہ ہے کہ اگر تم کو اس عہدے سے ہٹا دیا جائے تو یہ سب ہدایا وغیرہ بند ہو جائیں، ملاقاتوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے، بچوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا کوئی نہ رہے، کیا اسی کا نام محبت ہے؟ کیا یہی تم سے ہمدردی ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان حالات سے بے خبر نہیں رکھا گیا، آپ ﷺ کو وہ تمام احکامات عطا کیے گئے جن کی ضرورت قیامت تک آنے والی نسلوں کو پیش آئے گی آپ نے اعمال کو صاف اور واضح لفظوں میں ہر قسم کے ہدایا لینے سے منع فرما دیا۔

Marfat.com

اگر یہی بات ہے تو.....

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو (کسی جگہ) عامل بنا کر بھیجا۔ جنہیں ''ابن التبیہ'' کہا جاتا ہے جب وہ (وہاں سے) واپس آئے تو خدمت اقدس میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے اور یہ چیز مجھے ہدیہ دی گئی ہے۔ (روای) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور فرمایا: اس آدمی کا کیا حال ہے کہ ہم اپنے کسی کام کے لئے عامل بناتے ہیں تو وہ آ کے سے آ کر کہتا ہے کہ یہ آپ کے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھ رہتا پھر دیکھا جائے گا کہ اس کو کیا چیز ہدیہ میں ملتی ہے؟

بلا شبہ ہدیہ دل نرم کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے، آپس کی محبت اور خلوص میں بڑھوتری کے لئے اس کے لین دین سے زمین ہموار ہوتی ہے، لیکن ہدیہ دیتے وقت اپنی نیت کو خالص رکھنا چاہئے، ہدیہ کے ضمن میں اگر اپنے کسی کام کو نکالا جائے تو یہ ہدیہ نہ ہوگا بلکہ رشوت بن جائے گی۔

عمال کے ہدایا رشوت ہیں

حضرت عمر ؓ کو ایک مرتبہ رشوت دینے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے اس کے مقابلے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو ترجیح دی ایک روایت ہے کہ جو حضرت شعبی سے منقول ہے ''ایک آدمی ہر سال حضرت عمر ؓ کو ایک بکری کی ٹانگ دیا کرتا تھا ایک دن وہ اپنا معاملہ دربار عمر میں لے کر آیا اور کہا یا امیر المومنین ہمارے مابین ایک عمدہ فیصلہ کیجئے، جس طرح کہ ٹانگ کو تمام بکریوں سے جدا کر دیا جاتا ہے (اور وہ آپ کی طرف پہنچ جاتی ہے، آپ بھی ایک ایسا فیصلہ میرے حق میں کر دیں) حضرت عمر ؓ نے فریقین کا موقف سنا اور اس شخص کے خلاف فیصلہ سنا دیا اور اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ خبردار ہدایا یعنی رشوت ہیں کسی سے کوئی ہدیہ قبول نہ کیا جائے۔

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ جو شخص بکری کی ٹانگ ہدیہ دیا کرتا تھا وہ قریش کا ایک سردار تھا، ابن قتیبہ نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (عیون الاخبار، ۱/۱۱۴، البصائر، ۶/۱۳۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہدیہ قبول کرتے تھے تو وہ قبول ہدیہ میں رسول اللہ کی اتباع کرتے تھے، مگر آپ نے اس کے بعد عمال کو تاکید فرمائی، کہ ہدایا بعینہ رشوت ہیں، اس کے بعد آپ خود ہدیہ قبول کرنے سے ڈرتے تھے، جب رشوت دینے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو باوجود یہ کہ وہ بڑے رعب وجلال والے تھے رشوت کے جال میں پھنسانے کی کوشش کر سکتا ہے تو ہما وشما جو رعب اور دبدبے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں کم ہیں، کیسے بچ سکتے ہیں؟ اس لئے اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط ضروری ہے۔

رشوت خور جج اور حاکم

جب کسی ملک کے حکمران طبقے کی طرف رشوت کی نسبت ہونے لگ جائے تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے، وہاں پھر کسی خیر کی توقع نہیں رکھی جا سکتی، اس کا سب سے زیادہ اثر قضاۃ اور جج صاحبان پر پڑتا ہے اور یاد رکھئے کہ رشوت خور جج زیادہ خطرناک ہوتا ہے رشوت خور حاکم سے، کیونکہ جج اس دنیا میں انصاف کی آخری دہلیز ہے، اسی کے ہاتھ قرآن وسنت کے مطابق احکام شرعیہ کو نافذ کرنے کی امانت سپرد کی گئی ہے لوگوں کو اس سے بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ مظلوم بے چارہ اپنے ظلم کا بدلہ لینے کے لئے عدالت میں جج ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، جب وہ وہاں سے ناامید ہو جائے تو اور کون ہے اس دنیا میں اس کو انصاف دینے والا؟ اس کے زخموں پر مرہم رکھنے والا؟ اس کو آنے والی مسلسل ہچکیوں کے آگے ہاتھ رکھنے والا؟

لیکن اگر اس کو انصاف نہ ملے تو پھر اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وہ کس سے مخفی نہیں وہ مظلوم شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے، ظلم کا بدلہ اپنے ہاتھوں سے وصول کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ اس بے چینی میں اس کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں وہ اس بارے میں اتنا متفکر ہوتا ہے کہ وہ خود کر مر جانے یا پھر دشمن کو نیست ونابود کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور پھر وہ اس سے کہیں زیادہ خرابی کرتا ہے جو اس پر اس کے دشمن نے کی تھی اور

Marfat.com

یوں مار دھاڑ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، حکومت کے کارندے بے بس ہو جاتے ہیں ان کو اپنی جانوں کی فکر لاحق ہو جاتی ہے ان کے سامنے آگ وخون کی ہولی کھیلی جارہی ہوتی ہے، لیکن سارے کھیل کا خمیازہ بے چارے عوام کو بھگتنا پڑتا ہے ان کی زندگی اجیرن بن کے رہ جاتی ہے، وہ ظالم اور قاتل کی بھی نشان دہی کرنے سے ہچکچاتے ہیں کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو آنے والے کل کا سورج ان پر تا قیامت طلوع نہ ہو سکے گا۔ گھر میں بچے یتیم ہو جائیں گے، عورتیں بیوہ ہو جائیں گی، یہ ساری کی ساری خرابی مظلوم کو عدالت میں فوری اور سستا انصاف نہ ملنے کی وجہ سے پیدا ہوئی کیا ہے کوئی اس خون خرابے کو روکنے والا؟ کیا ہے کوئی مظلوموں کی دادرسی کرنے والا؟ اور کیا ہے کوئی رشوت جیسے گھاؤنے کھیل پر قابو پانے والا؟ اس طرح کی صدائیں لگاتے لگاتے پچاس سال بیت گئے، لیکن وہ سب صدا بصرا ثابت ہوئیں۔

بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سبب

بات رشوت کی چل رہی ہے کہا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل کے جج سرعام فساد و رشوت میں مبتلا ہو گئے تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر عتاب نازل فرمایا ابن اشوع فرماتے ہیں۔

خدا کی قسم! بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان میں کسی قاضی (جج) کو تلاش کیا گیا تو کوئی بھی اس کی صلاحیت نہ رکھتا تھا یعنی کسی شخص میں بھی امانت، دیانتداری اور علم اس درجے کا نہ تھا کہ جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو اور لوگوں کو اپنے فیصلوں اور سیرت وکردار سے مطمئن کر سکتا۔

رشوت، اللہ کی حاکمیت پر اعتراض

جو شخص ذرا برابر بھی اللہ کا خوف رکھتا ہوگا وہ رشوت کی تہمت لگنے کے خوف سے کبھی اس کا ارتکاب نہیں کرے گا، کیونکہ یہ صرف خوف اس کی امانت داری کی علامت ہے اور امانت داری کی اہمیت اور اس کی وقعت انسان کے نزدیک ہر چیز سے بڑھ کر ہوتی ہے،

Marfat.com

جوشخص امانت جیسی خصلت سے محروم ہوجاتا ہے گویا کہ وہ ہر چیز سے محروم کردیا گیا جوانسان کے لئے قابل عزت ہے اور قابل فکر ہے۔اس کے برخلاف رشوت لینا انسان کی کمزوری کی دلیل ہے اور ہر ذی عقل و ذی شعور شخص اس چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جو انسان کو اخلاقی اعتبار سے کمزور کردے۔

رشوت سبحانہ وتعالیٰ کی حاکمیت پر ایک قسم کا اعتراض ہوتا ہے اس لئے کہ رشوت کمائی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو شریعت کی بیان کردہ حدود سے متجاوز ہے گویا کہ رشوت خور رشوت لے کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ اے اللہ! کمائی کا ایک ذریعہ (العیاذ باللہ) رشوت بھی تھا جس کو آپ نے حرام قرار دے دیا لیکن میں اس کو اختیار کرتا ہوں اور رشوت لیتا ہوں۔اللہ پاک اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔

ایک مرتبہ میں گاڑی کے انتظار میں تھا خان گوٹھ کھڑا ہوتھا، وہاں ایک پولیس والے کو میں نے دیکھا کہ وہ بالکل سڑک کے بیچ کھڑا ہوا ہے وہ ایک ہاتھ میں اپنے چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں ایک کاپی پنسل لئے ہوئے تھے جو گاڑی بھی آتی وہ اس کو چھڑی کے ذریعے رکنے کا اشارہ کرتا گاری رک جاتی تو گاڑی کے ڈرائیور سے تھوڑی دیر مذاکرات ہوتے، مذاکرات اور آپس کی گفت وشنید جس نتیجے پر پہنچتی اس پر عمل درآمد ہونے کے بعد اس کو آگے جانے کی اجازت ملتی۔میں ششدر کھڑا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا دل میں سوچا کہ آخر وہ کون سی اہم بات ہے جو ہر گاڑی والے کو روک کر اس کے گوش گزار کی جارہی ہے اپنی گاڑی کا بھی شدت سے انتظار تھا، لیکن قدرت شاید مجھے اس معاملے سے انتظار تک پہنچانا چاہتی تھی ہمت کر کے میں ذرا آگے بڑھ گیا کہ دیکھوں آخر کیا ہورہا ہے؟ میں نے جو دیکھا بس دیکھتا ہی رہ گیا، دل خون کے آنسو رونے لگا، دراصل واقعہ کچھ یوں تھا کہ یہاں بس اسٹاپ کچھ دور آگے جا کر بنایا گیا ہے جو سڑک سے ذرا ہٹ کر ہے تا کہ ٹریفک کی آمد روفت میں کوئی خلل نہ پڑے لیکن اکثر بسیں اپنی مقررہ جگہ سے پہلے ہی رک جاتی ہیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ پولیس مین ہر گاڑی کی ڈرائیور سے کوئی بات کرتا ہے، پھر بعض ڈرائیور جلدی اور بعض دیر میں (اپنی اپنی حیثیت کے مطابق) اپنی جیب میں ہاتھ سے پانچوں انگلیاں داخل کرتے ہیں، واپسی میں انگلیوں کے بیچ کچھ ہوتا ہے، پھر ڈرائیور اور پولیس والا

Marfat.com

دونوں ہاتھ ملاتے ہیں اس سے فراغت کے بعد ڈرائیور کا ہاتھ تو گاڑی کے اسٹیرنگ پر پہنچ جاتا ہے، لیکن پولیس والا ڈرائیور کی تقلید کرتے ہوئے وہی عمل دہراتا ہے جو ابھی ڈرائیور نے کیا تھا (پانچوں انگلیاں اپنی جیب میں داخل کرتا ہے) یہ سب کچھ کرنے کے بعد پولیس والے کی حالت دیدنی ہوتی ہے وہ شاداں وفرحاں سڑک پر ٹہلتا ہے اتنے میں ایک دوسری گاڑی آ جاتی ہے اور پھر وہی کچھ ہوتا ہے جو.....

گویا کہ پولیس والے سمجھتے ہوں گے کہ ہماری پانچوں انگلی گھی میں ہیں، لیکن شعور رکھنے والا آدمی نتیجہ نکالتا ہے، کہ یہ پانچوں گھی میں ہونے کے باوجود خسارے میں ہیں، عنقریب یہ حقیقت کھلنے والی ہے کہ ناجائز آمدنی کا حصول کس قدر سنگین جرم اور گناہ ہے۔

میرے بیٹے نے رشوت لے لی

حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے قاضی آپ کی عمر زیادہ ہوگئی، عظمت بکھر گئی، آپ کی دانش وسمجھ کم ہوگئی، اور آپ کے بیٹے نے رشوت لے لی۔

حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فوراً حجاج کے پاس چلے گئے اور جا کر کہا اے امیر! آپ مجھے (عہدے سے) معاف رکھیں یعنی آپ مجھے قاضی کے عہدے سے معزول کر دیں حجاج نے کہا، کیوں؟ فرمایا: میری عمر زیادہ ہوگئی، میری عظمت کم ہوگئی، اور میرے بیٹے نے رشوت لے لی، حجاج نے یہ سن کر آپ کو معزول کر دیا اور عہد قضاۃ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کے سپرد کر دیا اور اس کے ساتھ سعید بن جبیر کو بٹھایا۔

سنی سنائی بات پر کان نہ دھرے

ایک آدمی ابن ہبیرہ کے پاس آیا اور کہا:

''اللہ پاک امیر کی اصلاح کرے، آپ کے موجودہ قاضی نے رشوت لی ہے؟

Marfat.com

اس نے کہا: ہاں اس کے بعد ابن ہبیرہ نے ایک خوبصورت کپڑوں کا جوڑا منگوایا اور کہا، تم یہ جوڑا قاضی کو بطور رشوت دو، میں دیکھتا ہوں کہ وہ قبول کرتا ہے یا نہیں؟

اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور جا کر جوڑا ابن العداء قاضی کو دیا، انہوں نے قبول کر لیا، جب ابن العداء وہ جوڑا پہن کر ابن ہبیرہ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے ابن العداء کو معزول کر دیا۔

ابن ہبیرہ جانتے تھے کہ لوگ اکثر اوقات قاضی سے دشمنی رکھتے ہیں لہٰذا انہوں نے براہ راست فوراً قاضی پر کوئی پکڑ نہ کی کیونکہ بسا اوقات سچا ہوتا ہے اور لوگ خواہ مخواہ اس کی شکایت کرتے پھرتے ہیں۔

اس لئے ابن ہبیرہ نے بڑی سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے ایسا طریقہ اختیار کیا جو خاص ان ہی کی شان کے لائق تھا، سچی بات ہے کہ حاکم کا معاملہ جب حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہو تو حق تعالیٰ اس کو ایسا راستہ سمجھاتے ہیں کہ خود اسے اس کی خبر نہیں ہوتی۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے، اس قوم کا رعب اور دبدبہ چھین لیا جاتا ہے۔"

Marfat.com

سودخوروں کا عبرت ناک انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایھا الذین اٰمنوا لا تاکلو الربوٰا. (آل عمران، ۱۳۰)

''اے ایمان والو! سودخوری نہ کرو''۔

ارشاد ربانی ہے:

یـایھـا الـذیـن اٰمـنوا اتقو اللّٰہ وذروا ما تقی من الربوٰا ان کنتم مومنین. فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہٖ.

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سود کے بقیہ سے دستبردار ہو جاؤ اگر تم ایمان رکھتے ہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار رہو''۔

یعنی ان کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیاری کا حکم ہے اور جو اللہ عزوجل کے ساتھ جنگ میں شریک ہو اس کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا میں ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بجلی کی سی گرج اور چمک دیکھی اور کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے پیٹ ان کے سامنے ایسی کوٹھریوں کی طرح ہیں جن میں سانپ چلتے پھرتے باہر ہی سے دکھائی دیتے ہیں، میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا، یہ سود کھانے والے ہیں۔

جس نے سود کھایا اس نے گویا اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک درہم کے برابر بھی سود کھایا گویا اس نے

Marfat.com

اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود خور کو جہنم کے فرشتے محموم (پیپ زدہ) جہنمیوں کی طرح پچھاڑیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود کھانے والے پر، اس کے کھلانے والے پر، اس کے گواہوں پر، اس کے لکھنے والے پر، جسم پر رنگ بھرنے والی پر اور بھروانے والی پر، حلالہ کرنے والے پر اور ویسا کروانے والے اور منکر زکوٰۃ پر اللہ لعنت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں چار عادات ظاہر ہوں گی، سود خوری، بیع شراء میں جھوٹی قسمیں کھانا، ناپ تول میں کمی کرنا اور پیمائش میں کمی کرنا، جب مذکورہ چاروں کا وقوع ہوگا تو ان میں بیماریاں جنم لیں گی اور اللہ تعالیٰ ان کو باہم لڑائی میں مبتلا کر دیں گے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

یقوم الناس لرب العٰلمین. (المطففین، ٦)

''جس روز لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے''۔

مگر سود خور اللہ کے سامنے یوں حالتِ جنوں میں کھڑا رہے گا جبکہ باقی تمام لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل سود خور کے پیٹ کو اس کے سود کے موافق آگ سے بھر دے گا، اگر اس نے سودی کاروبار کے ذریعے کوئی مال کمایا تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ہرگز قبول نہیں فرمائیں گے اور سود خور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور لعنت کا شکار رہتا ہے جب تک اس کے پاس ایک قیراط بھی باقی بچا رہے۔

سود خور کی عبادت قبول نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے برابر وزن و مقدار اور نقد ہونا چاہئے، زیادتی کرنے والا اور اس کا مطالبہ کرنے والا آگ میں جلیں گے۔ بے شک سود نیکیوں کو جلا دیتا، طاعات کو ختم کر دیتا اور گناہوں کو بڑھا دیتا ہے

Marfat.com

جس نے سود کے مال سے روزہ رکھا اور اسی کے ساتھ افطار کیا تو اللہ تعالیٰ ہرگز ایسے روزہ کو قبول نہیں فرماتے، اسی طرح جس نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس کے پیٹ میں سود ہو تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے، اگر سود خور سودی مال میں سے صدقہ دے تو اس کا صدقہ بھی قبول نہیں کیا جاتا، کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی مگر قیامت تک سود خور پر اللہ کی لعنت مسلسل جاری رہتی ہے۔

ناپ تول میں ڈنڈی مارنے کا عذاب

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک وادی ایسی ہے کہ اہل دوزخ اس کی گرمی سے دن میں پانچ وقت پناہ طلب کرتے ہیں، اگر اس میں کسی پہاڑ کو ڈالا جائے تو وہ اس کی گرمی سے پگھل جائے، اس وادی میں نمازوں سے سستی کرنے والے، ناپ تول میں کمی کرنے والے اور پیمائش وترازو میں گڑبڑ کرنے والوں کو ڈالا جائے گا۔ پس ہلاکت ہے ایسے شخص کے لئے جو زمین وآسمان سے وسیع جنت کا سواد ایک بالشت یا دو بالشت کے ساتھ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیمائش میں کمی کرنے والا شخص قیامت کے روز سیاہ چہرے، تھوتھلی زبان اور زرد آنکھوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا اور اس کی گردن میں آگ کا ترازو ہوگا، اس کے سامنے دو عظیم پہاڑ کھڑے کئے جائیں اور اسے کہا جائے کہ ان کا وزن کرو، اس کو یہ عذاب پچاس ہزار برس تک دیا جائے گا۔

امام غزالی فرماتے ہیں: قیامت کے دن سیاہ چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! پانچ چیزوں سے قبل پانچ چیزوں سے ڈرو، جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو مہنگائی اور پھلوں کے قحط میں مبتلا فرما دیتے ہیں، جو قوم عہد شکنی کرے اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن مسلط فرما دیتے ہیں جو قوم زکوٰۃ کو روک رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بارش کو روک لیتے ہیں، یہاں تک کہ چوپائے بھی قطرہ آب کو ترستے ہیں، جس قوم میں فحاشی عام ہو جائے اللہ تعالیٰ اس پر طاعون کی

Marfat.com

بیماری مسلط کر دیتے ہیں اور جو قوم اپنے فیصلے قرآن کے بغیر کرنے لگے اللہ تعالیٰ اس قوم کو ظلم میں مبتلا فرما دیتے ہیں اور وہ آپس میں ہی دشمن بن جاتے ہیں۔

سود خور کو آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پل صراط کے درمیان میں آگ کی بیڑیاں ہوں گی اور جس نے کسی کو ایک درہم بھی سود پر قرض دیا ہوگا اس کو آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے وہ پل صراط پر گزرنے سے قاصر ہوگا یہاں تک وہ قرض دہندہ کو اپنی نیکیاں میں سے کچھ حصہ نہ دے دے نیکیاں نہ ہونے کی صورت میں ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی چیز چرائی، وہ قیامت کے دن اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا، جس نے کوئی حرام چیز کھائی اس کے پیٹ میں آگ بھڑکائی جائے گی جس سے تمام مخلوقات خوف کھائیں گی۔ اور قیامت کے روز اس کے علاوہ تمام لوگوں کے اعمال کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

سود کی قباحتیں

معیشت کے بعض معاملات کے بارے میں اسلام نے لگا بندھا اصول بیان کر دیا کہ فلاں کام کرنا جائز ہے اور فلاں کام کرنا جائز نہیں، جیسے بیع (خرید و فروخت) کو جائز قرار دیا لیکن اس کی بعض صورتوں کو ناجائز قرار دیا چنانچہ ملامسۃ، مزابنہ، بیع مالم یقبض وغیرہ کو ناجائز قرار دیا۔ بعض معاملات ایسے ہیں کہ ان میں لگا بندھا اصول بیان نہیں کیا کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو جیسا کہ اشیاء کا نرخ ہے، ان کے بارے میں کوئی اصول بیان نہیں کیا کہ اتنا رکھا جائے اور اتنا نہ رکھا جائے، بلکہ اس کو حالات پر چھوڑ دیا۔ ہمارا موضوع نظامِ معیشت کا ایک ایسا جزو ہے جس کے بارے میں اسلام کا دستور العمل یہ ہے کہ وہ ناجائز ہے، لیکن اس کو صرف ناجائز ہی بتلا کر اس کی شناعت بیان نہیں کی بلکہ اس کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا کہ شاید ہی کسی اور گناہ کو اتنا بڑا قرار دیا ہو۔ شراب نوشی، زنا کاری، فحاشی، فحش گوئی وغیر ذالک کے لئے وہ الفاظ استعمال نہیں کئے جو اِس کے لئے کئے ہیں کیونکہ اس کے مرتکب کو اللہ اور اس

Marfat.com

کے رسول سے جنگ کرنے والا بتلایا ہے اور یہ شناعت کی انتہا ہے، میری مراد اس جزو سے "سود" ہے۔

قرآن کریم میں اللہ نے اس کی حرمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے "واحلّ اللّٰہ البیع وحرّم الرّبٰوا" کہ بیع تو حلال ہے لیکن سود حرام ہے۔ اس آیت کے مفہوم کو سمجھتے وقت ایک بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ یہاں مطلقاً سود کی حرمت کا اعلان ہے۔ اس لئے اس میں ہر قسمی سود داخل ہوگا اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ فلاں قسم حرام ہے اور فلاں قسم نہیں۔ بلکہ ہر وہ شے جس پر سود کی تعریف سچی آئے گی وہ سود میں داخل ہو کر حرام ہوگی۔ پھر فرمایا:

"یا ایھا الذین اٰمنوا اتّقوا اللّٰہ وذروا ما بقی من الرّبٰوا ان کنتم مؤمنین. فان لم تفعلوا فأذنوا بحربٍ مّن اللّٰہ ورسولہٖ"

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو کچھ باقی ہے اگر تم مومن ہو تو اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم سود نہیں چھوڑو گے (یعنی سودی معاملات اور لین دین کرتے رہو گے) تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو (یعنی ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے)

اتنی بڑی شناعت کسی اور گناہ کی بیان نہیں کی۔ زانی، شرابی، جواری، وغیر ذالک سب مرتکب حرام ہیں لیکن ان کے لئے اعلانِ جنگ نہیں، جبکہ سود خور کے لئے اعلانِ جنگ ہے۔ یہ سنگین وعید اللہ نے کیوں بیان کی؟ اس کی تفصیل آخر میں بیان کی جائے گی پہلے ذرا سود کی تعریف، اس کی اقسام، قباحتیں اور اس کا متبادل سمجھ لیا جائے۔

"سود" جس وقت قرآن کریم نے حرام قرار دیا اس وقت اہل عرب میں سود کا جو لین دین متعارف اور مشہور تھا وہ یہ تھا کہ "کسی بھی شخص کو معینہ مدت کے لئے قرض دیتے وقت یہ شرط طے کر دینا کہ واپسی کے وقت اتنی زیادتی ساتھ ہوگی" اور اگر اس وقت پر واپس نہ کیا تو پھر مزید اتنا اضافہ ہوگا۔ اور یہ سود ہے۔ اگر پہلے سے طے شدہ نہیں ہے بلکہ قرض کی ادائیگی کے وقت قرض دار اپنی طرف سے کچھ رقم زیادہ دے دیتا ہے تو اس طرح کرنا مستحسن ہے اور یہ زیادتی لینا جائز ہے۔

Marfat.com

سود کی شرعاً دو قسمیں ہیں: (۱) ربوٰ االقرآن (۲) ربواالحدیث

ربوٰ االقرآن کی تعریف تو اوپر گزر چکی ہے، ربواالحدیث وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احوال ربویہ میں شمار کیا، وہ کل چھ چیزیں ہیں۔ (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گیہوں (۴) کھجور (۵) جو (۶) انگور۔ ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ان کا آپس میں تبادلہ کیا جائے تو پھر برابر سرابر ہونا چاہئے اور نقد ہوں یعنی فوری قبضہ کیا جائے، ان میں کمی بیشی یا ادھار حرام ہے اور یہ سود ہے۔

ہمارے زمانے میں مسلمانوں کی مغرب زدہ ایک کھیپ ایسی ہے جو ربوا کو ہو بہو ربوا ماننے پر تیار نہیں بلکہ اس کو حلال کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ وہ اس نظر سے اسلام کو دیکھتے ہیں جس نظر سے مغرب اور اس کا معاشرہ دیکھتا ہے، اس لئے وہ ہر صورت کو حرام ماننے پر تیار نہیں، بلکہ تخصیص کے قائل ہیں۔

ان کا دعویٰ اور دلیل: ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ قرآن نے جس سود کو حرام قرار دیا ہے وہ وہ صورت ہے جو اس زمانے میں رائج تھی اور وہ صورت یہ ہوتی تھی کہ غریب لوگ تھے ان کے پاس کھانے پینے یا علاج معالجہ وغیرہ جیسی ضروریات کے لئے رقم نہیں ہوتی تھی وہ اپنی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرض لیا کرتے تھے ایسے لوگوں سے جو امداد کے مستحق ہوں قرض دے کر زیادتی کا مطالبہ کرنا انسانیت کے خلاف ہے، اس لئے یہ تو حرام ہونا چاہئے جیسا کہ اسلام نے اس کو حرام قرار دیا، لیکن موجودہ دور میں تو قرض تجارت کے لئے لیا جاتا ہے، یہ قرض اس زمانے میں رائج نہ تھا تو پھر یہ حرام کیوں ہے؟ بلکہ یہ حرام نہیں ہوسکتا اس لئے کہ جو شے اس دور میں رائج نہ ہو قرآن اس کی حرمت کا حکم کیسے دے سکتا ہے۔

جواب: اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ ہر شے کی ایک ایک جزئی کو بیان نہیں کرتا بلکہ عموماً ایک اصول بیان کرتا ہے چنانچہ سود کے بارے میں بھی اسلام نے یہ اصول بیان کر دیا کہ یہ حرام ہے، اب چاہے اس کی کوئی بھی صورت ہو حرام ہوگی، خواہ وہ اس زمانے میں پائی جاتی ہو یا نہ پائی جاتی ہو، پھر اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے تب تو شراب کی وہ تمام صورتیں جو اس زمانے میں نہ پائی جاتی تھیں اب پائی جاتی ہیں، حرام نہ ہوں بلکہ حلال ہوں۔ کیونکہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے اس وقت تو شراب صرف انگور کے کچے شیرے کی خراب قسم کی بھٹیوں

Marfat.com

میں پکائی جاتی تھی، اس میں صحت کے اصولوں کا دھیان بھی نہیں رکھا جاتا تھا، اب تو اعلیٰ قسم کی فیکٹریوں میں خوب صفائی کا لحاظ کرتے ہوئے حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق تیار کی جاتی ہے، اس لئے حلال ہونی چاہئے۔ یا آج کل ان کے نام تبدیل ہیں لہٰذا حلال ہوں، تو کیا حلال ہو جائے گی؟ یقیناً نہیں، بلکہ اسلام کے اصول کے مطابق ہر شراب حرام ہے خواہ کوئی شکل ہو یا کوئی نام ہو، اس طرح سود بھی حرام ہے خواہ کوئی بھی شکل ہو یا کوئی بھی نام ہو۔ لہٰذا یہ کہنا کہ فقیروں ولا سود تو حرام ہو لیکن موجودہ صورت والا اس زمانے میں نہ تھا، حلال ہو، اسلام کے تصور کے بالکل خلاف ہے۔

پھر یہ دعویٰ بھی قابل تسلیم نہیں کہ تجارتی سود اس زمانے میں رائج نہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رائج تھا، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ قافلہ جس کی تگ و دو میں جنگ بدر پیش آئی تھی اس میں قبیلہ کے ہر ایک فرد کا حصہ تھا قبیلوں کی یہ تجارت جائنٹ سٹاک کمپنی کی تجارت ہی تو ہے، پھر یہ تجارتی قافلے ایک دوسرے کے قبائل سے قرض بھی لیتے تھے حتیٰ کہ لاکھوں میں بھی یہ قرض ہوتا تھا تو کیا یہ قرض فقیروں والا تھا؟ یقیناً نہیں، بلکہ تجارتی قرض تھا اور پھر اس پر سود بھی ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرض سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا چھوڑا تھا وہ دس ہزار مثقال تھا اور ایک مثقال میں ۴ تولہ سونا ہوتا ہے تو کل چالیس ہزار تولہ سونا تھا۔ یاد رہے کہ یہ اصل مال نہیں بلکہ وہ سود تھا جو لوگوں کے ذمہ تھا، جب یہ سود تھا تو پھر اصل مال کتنا ہوگا؟ تو کیا اتنا مال کھانے پینے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوگا یا تجارتی اغراض کے لئے ہوگا؟ یقیناً تجارتی اغراض کے لئے ہوگا، تو مان لینا چاہئے کہ اس زمانے میں بھی تجارتی سود کا نظام رائج تھا، اس کو بھی شریعت نے حرام قرار دیا۔

پھر بینک کی موجودہ شکل بھی اس زمانے میں بعض صحابہ کرامؓ کے ہاں رائج تھی۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس اس طرح کا ایک نظام بنا رکھا تھا کہ لوگ ان کے پاس امانتیں لاتے تو ان سے فرماتے امانت نہیں بلکہ قرض! اس سے دونوں کو فائدہ ہوتا، ان کو مال کی ضمان مل جاتی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مال میں ہر قسمی تصرف کا حق۔ چنانچہ وفات کے وقت ۲۲ لاکھ دینار قرض دینا تھا، تو یہ قرض کون سا قرض تھا؟ یقیناً تجارتی قرض

Marfat.com

تھا۔ تجارتی قرض بھی رائج تھا اور اس پر سود بھی، اس لئے جیسے ذاتی قرض پر سود حرام مانا جاتا ہے ایسے ہی تجارتی قرض پر بھی اس کو حرام ماننا چاہئے کیونکہ شریعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب: دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ ذاتی ضرورت کیلئے لیے گئے قرض پر سود کا مطالبہ کرنا نا انصافی ہے لیکن اگر کوئی شخص میری رقم سے کاروبار کر کے منافع کماتا ہے پھر میں اس سے نفع کا مطالبہ کردوں تو یہ نا انصافی میں کیسے داخل ہے؟ اس صورت میں ظلم لازم نہیں آتا اس لئے یہ مطالبہ اور زیادتی جائز ہونی چاہئے۔

پہلا جواب: اس دلیل کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اللہ کا ہر حکم بلا چوں و چرا تسلیم کر لینا چاہئے، اللہ نے فرمادیا کہ سود حرام ہے تو مان لینا چاہئے کہ سود حرام ہے چاہے بظاہر کسی پر ظلم ہوتا نظر آتا ہو یا نہ آتا ہو، ہر صورت حرام ہے۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ جب کسی کو قرض دیا جائے تو اسلام یہ کہتا ہے کہ دو باتوں میں سے کسی ایک بات کو اپنے لئے متعین کرلو۔

(۱) اس سے مقصود اس کی امداد کرنا ہے..... یا.....

(۲) اس کے کاروبار میں حصہ دار بننا ہے۔

دونوں صورتوں میں سے جو صورت مرضی اختیار کرو، زیادتی کا مطالبہ ناجائز ہے۔ اگر امداد مقصود ہے تو پھر تو امداد ہی ہونی چاہئے زیادتی کا مطالبہ کیوں؟ اگر حصہ دار بننا ہے تو پھر جس طرح نفع میں حصہ دار بننا چاہتے ہو اسی طرح نقصان میں بھی حصہ دار بنو۔ یہ جائز نہیں کہ نفع میں تو حصہ دار بنیں نقصان میں نہ بنیں۔ کیونکہ یہ ربح مالم یضمن ہے جو کہ جائز نہیں جبکہ سود میں یہی ہوتا ہے کہ وہ نفع میں تو حصہ دار بننا چاہتا ہے نقصان میں نہیں۔ اس لئے دونوں صورتیں حرام ہیں۔ ذاتی قرض پر سود لینا اور تجارتی قرض پر سود لینا۔

سود کے نقصانات

روحانی نقصانات: سود سے صرف معاشی نقصان ہی نہیں ہوتا بلکہ اخلاقی اور روحانی طور پر بھی انسان کئی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱۔ ایثار اور سخاوت کا جذبہ مر جاتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ مصیبت زدہ پر رحم کھانے کی بجائے اس کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ مال کی حرص اتنی بڑھ جاتی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔اور طمع مال ہر عیب اور معصیت سے اندھا کر دیتی ہے۔

معاشی نقصانات: (۱) انسان جو قرض سود پر لیتا ہے اور اس پر ایک معین زیادتی متعین کر دی جاتی ہے اگر وہ اس سے کاروبار بھی کرے تب بھی نتیجہ بھیانک نکلتا ہے کیونکہ تجارت کے بعد دو صورتیں ہیں، اس کو نفع ہوگا یا نقصان۔اگر اس کو نفع ہوا تو پھر اصل رقم کے مالک کو بہت تھوڑا حصہ ملتا ہے اور بقیہ رقم اس کی ہو جاتی ہے یوں دولت سمٹ کر چند لوگوں کے قبضہ میں آ جاتی ہے اگر اس کو نقصان ہو تو اس کا سرمایہ کم مقدار میں ڈوبتا ہے جبکہ اصل مالکان کا کثیر مقدار میں ڈوبتا ہے مثلاً ایک شخص نے ایک کروڑ قرض لیا، 10 لاکھ اپنے ملا کر کاروبار شروع کیا، کاروبار نہ چل سکا، یہ شخص دیوالیہ ہو گیا تو اس کا تو 10 لاکھ ڈوبا اور مالکان کا ایک کروڑ ہوا، تو معاشی نقصان دیگر لوگوں کا زیادہ، اور اس کا کم ہوا۔

(۲) دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ تاجر سود کی رقم بھی اپنی جیب سے نہیں ادا کرتا بلکہ اصل قیمت میں شامل کر کے خریداروں سے وصول کر لیتا ہے، مثلاً ایک کروڑ سے کاروبار شروع کیا اس پر ۱۰ لاکھ سود دینا تھا تو ایک کروڑ میں جتنی چیزیں تیار ہوں گی ان کی کل قیمت ایک کروڑ ۱۰ لاکھ رکھی جائے گی اور پھر اس پر نفع رکھ کر اس کو بازار میں بیچا جائیگا۔اپنی جیب سے تو کچھ بھی نہ دیا بلکہ لوگوں سے لے کر ہی لوگوں کو دیے، اپنی دولت سمیٹ لی تب بھی دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں آ گئی اور معیشت کا نظام تباہ ہو گیا۔

(۳) تیسرا نقصان یہ ہے کہ ان تاجروں نے نقصان کی صورت میں انشورنس کمپنی سے معاہدہ کر رکھا ہوتا ہے کہ نقصان کی تلافی وہ کریں گے، کمپنی تلافی کر دیتی ہے کمپنی میں سرمایہ کن لوگوں کا ہوتا ہے؟ یقیناً غریب لوگوں کا، تو نقصان کی صورت میں تلافی ہو گئی اور نفع کی صورت میں تجوری بھر گئی ہر دو سمت میں سرمایہ غریب کا لگا، لیکن بازار میں اس سے نفع سمیت رقم وصول کر لی گئی جن کے سرمایہ سے کاروبار شروع کیا تھا وہ ہاتھ ملتے رہ گئے اور نفع دوسرے لے گئے۔

Marfat.com

(۴) سود کی قباحتوں میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ وہ بلا کوئی کام کیے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے اور بلاعوض نفع لینا چاہتا ہے جب اصل روپیہ واپس آ گیا تو پھر زائد مطالبہ کس لئے کیا؟
(۵) ملکی ترقی پر بھی اثر کرتا ہے اس طرح کہ جب سود کی وجہ سے رقم بڑھ جائے گی تو لوگ تجارت، زراعت چھوڑ دیں گے، یوں ملک تنزلی کا شکار ہوگا۔ اگر کوئی شخص غیر جانبداری سے اس نظام کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اس نظام نے دنیا کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ ہاں یقین جانئے کہ وہ وقت دور نہیں جب پتہ چل جائے گا کہ قرآن کریم نے سود کے خلاف اعلان جنگ کیوں کیا تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ تو مانتے ہیں کہ سود ہر قسمی حرام ہے لیکن اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو پھر اس کا متبادل کیا ہوگا، کیونکہ معاشی نظام کو سود کے بغیر چلانا ممکن نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری دنیا کا معاشی نظام سود پر چل رہا ہے، اور سود ہر نظام کی روح ہے لہٰذا اس کو ترک کرنا ممکن نہیں ہے، اور اگر کوئی نظام اس کے متبادل ہے تو وہ قابل عمل نہیں لہٰذا پھر بھی اس پر چلنا پڑے گا اس لئے ہم اس پر عمل کرنے میں مجبور ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سود کے متبادل کئی صورتیں ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں: (۱) مشارکت (۲) اجارہ (۳) مرابحہ

مشارکت کا طریقہ کار یہ ہے کہ قرض دینے والا یہ کہے کہ میں تمہارے ساتھ کاروبار میں شریک ہوں گا چاہے نفع ہو یا نقصان۔ اس صورت میں نفع نقصان دونوں کا بہاؤ تاجر اور قرض خواہ دونوں کی طرف ہوگا یہ جائز ہے اس طرح دولت سمٹنے سے بھی بچ جائے گی۔

اعتراض:۔ اس صورت پر بعض لوگ اگرچہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح تو تاجر بینک کو ہمیشہ نقصان ہی دکھلائیں گے نفع تو کبھی بھی نہیں دکھلائیں گے، پھر ان کا کیا کیا جائے؟

جواب:۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خرابی مشارکت میں نہیں بلکہ انسانی ذہن میں ہے، اگر اس کو دور کر دیا جائے تو نظام تو صحیح چلے گا، اس کو دور کرنے کا اگر کوئی اور طریقہ کار گر ثابت نہ ہو تو یہ کر لیا جائے کہ ایسے بددیانت شخص کو حکومتی سطح پر لمبی مدت کے لئے بلیک لسٹ کر دیا جائے اور اس کو کوئی بینک بھی قرض نہ دے اس طرح دیگر لوگ بددیانتی کے جرم سے بچ جائیں گے اور نظام چل پڑے گا۔

Marfat.com

اجارہ:۔ اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ بینک قرض لینے والے شخص سے یہ پوچھ لے کہ تمہیں کس شے کی ضرورت ہے، اس کو بجائے رقم دینے کے وہی چیز خرید کر کرایہ پر دے دی جائے اور قسطوں میں کرایہ وصول کر لیا جائے۔ جب کرایہ کے طور پر اس کی رقم وصول ہو جائے تو تب یہ شے اس کو بطور ہبہ کے دے دی جائے، یہ بھی جائز ہے۔

مرابحہ:۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ جو شے قرض لینے والے کو ضرورت ہو وہ شے لے کر اس کو نفع پر بیچ دی جائے، پھر اس سے رقم قسطوں میں وصول کر لی جائے، یہ بیع ہے اور جائز ہے۔

یہ تینوں طریقے جائز ہیں لیکن پہلا طریقہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، بقیہ دو اتنے پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس لئے بنیادی طریقہ کار بطور متبادل کے وہی ہے۔

سود کے متعلق چند وعیدات

آخر میں چند روایات اس غرض سے پیش نظر کہ ممکن ہے کہ خوفِ خدا کی وجہ سے کوئی اس موذی بیماری کو ترک کر دے تو راقم کے لئے بھی اس کے ثواب میں حصہ ہو جائے گا، عرض کیے دیتا ہوں۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کو شریک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کے وقت میدان سے بھاگنا (۷) کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار آدمی ایسے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہ کرے اور جنت کی نعمتیں نہ چکھنے دے، (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

۳۔ مسند احمد و طبرانی کی روایت ہے جو سود کا ایک درہم کھاتا ہے یہ چھتیس مرتبہ

Marfat.com

بدکاری کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، حتیٰ کہ اس معاملہ پر گواہ بننے والے اور لکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

۵۔ مسند احمد کی روایت ہے کہ جب کسی قوم کے لین دین میں سود کا رواج ہو جائے تو اللہ ان پر ضروریات کی گرانی مسلط کر دیتا ہے۔

۶۔ طبرانی کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے مالک بن عوف سے فرمایا، ان گناہوں سے بچو جو معاف نہیں کیے جائیں گے، مال غنیمت کی چوری، سود کھانا۔

سود کے متعلق چند مسائل

۱۔ جو شخص سود کو حلال سمجھے وہ باجماعِ امت کافر اور مرتد ہے۔ لیکن اگر حلال تو نہیں سمجھتا مگر چھوڑتا بھی نہیں تو اس کو مسلمانوں کا بادشاہ گرفتار کر کے قید کرے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ اگر ایسے لوگ ہیں جن کو قید کرنا مشکل ہے تو پھر ان کے خلاف جہاد و قتال کرے۔ (مظہری)

۲۔ حرام مال سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ سود یا رشوت کی جو شے اس کے پاس ہے وہ صاحبِ حق کو واپس کریں یا اس سے معاف کرائیں اگر اس کو تلاش نہ کر سکے تو اس کی طرف سے ایسی جگہ خرچ کرے جہاں مسلمانوں اور اسلام کا فائدہ زیادہ ہو۔ (قرطبی)

۳۔ سود جیسے دارالاسلام میں لینا حرام ہے ایسے ہی دارالحرب میں بھی لینا ناجائز ہے، لیکن دارالاسلام میں اگر کسی شخص کا سیونگ اکاؤنٹ ہے تو وہ اپنی سود کی رقم بینک میں ہی رہنے دے اس کو وصول نہ کرے، البتہ دارالحرب میں اگر یہ رقم بینک میں چھوڑ دیں گے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوگی، اس لئے وہاں یہ رقم بینک سے لے کر کسی مستحق زکوٰۃ شخص کو ثواب کی نیت کے بغیر محض اپنی جان چھڑانے کے لئے دے دی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب!

Marfat.com

شراب پینے پلانے والوں کا انجام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب اس کے بیچنے والے، اس کے خریدنے والے اور اس کے پینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب پینے والا قیامت کے دن سیاہ چہرے، دھنسی آنکھوں، سینے پر لٹکی زبان کے ساتھ حاضر ہوگا جس کی تھوک خون کی طرح بہہ رہی ہوگی، اس کی اس حالت کی وجہ سے لوگ اس کو پہچان لیں گے اور اس کو سلام نہیں کریں گے، دنیا میں بھی لوگ اس کی بیماری میں عیادت نہیں کرتے اور اس کے مرنے پر نماز جنازہ میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ اللہ کے ہاں بتوں کے پجاری کی طرح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور شراب ہے اور شراب حرام ہے جس نے دنیا میں شراب نوشی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں جنت کی شراب کو حرام کر دیں گے۔

رسول اللہ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جو جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھیں گے اگرچہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے بھی سونگھی جا سکتی ہے، (۱) شرابی (۲) والدین کا نافرمان (۳) زانی، جب تک یہ توبہ نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب نوشی قبر سے اس حالت میں نکالا جائے گا کہ اس کی انتڑیاں اس کے پیٹ سے باہر لٹک رہی ہوں گی، اس کا جام اس کی گردن میں لٹکا ہوگا، اس کی جلد سانپوں اور بچھوؤں سے بھری ہوگی، اس کو آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ کھول اٹھے گا اور اس کا ٹھکانہ فرعون و ہامان کے ٹھکانوں کے قریب ہوگا۔

Marfat.com

شرابی کی مدد کرنے والا بھی عذاب میں مبتلا ہوگا

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے شرابی کو کھانے کا ایک لقمہ بھی کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مسلط کریں گے، جس نے اس کا کوئی کام کیا گویا اس نے اسلام کو مٹانے میں اس کی مدد کی، جس نے اس کو قرض دیا گویا اس نے کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی، جس نے اس کے ساتھ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو اندھوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ جو شخص شراب پیتا ہو تو اس کے ساتھ تعلق داری نہ کرو اور اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ شراب پینے والا تورات، انجیل، زبور، قرآن مجید اور تمام انبیاء پر اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے صحیفوں کا انکار کرنے والا ہے۔ جس نے شراب کو حلال کہا وہ مجھ سے بری ہے اور میں اس سے بری ہوں۔ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جس نے دنیا میں شراب نوشی کی وہ قیامت کے دن شدید ترین پیاس میں مبتلا ہوگا اور شدتِ پیاس کی وجہ سے اس کا سینہ جلے گا اور اس کی زبان اس کے سینے پر آن پڑے گی، اور جس نے میرے حکم کی وجہ سے شراب نوشی کو ترک کیا تو میں قیامت کے دن اس کو جنت کی شراب پلاؤں گا اور وہ میرے عرش کے نیچے ہوگا۔

شرابی سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا اعلان برأت

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے: جب کوئی شخص شراب کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، جب دوسرا گھونٹ پیتا ہے تو اس سے موت کا فرشتہ اٹھ جاتا ہے، جب تیسرا گھونٹ پیتا ہے تو اس سے رسول اللہ بری ہو جاتے ہیں، جب چوتھا گھونٹ پیتا ہے تو اس سے اللہ کی حفاظت اٹھالی جاتی ہے، جب پانچواں گھونٹ پیتا ہے تو جبریل علیہ السلام، جب چھٹا گھونٹ پیتا ہے تو اسرافیل علیہ السلام، جب ساتواں گھونٹ پیتا ہے تو میکائیل علیہ السلام، جب آٹھواں گھونٹ پیتا ہے تو تمام آسمان، نویں گھونٹ پر ان آسمانوں میں رہنے والے اس سے برأت کا اعلان کرتے ہیں، دسویں گھونٹ پر اس کے لئے جنت کے

Marfat.com

دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، جب گیارہواں گھونٹ پیتا ہے تو اس کے لیے آگ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جب بارہواں گھونٹ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتے، تیرھویں گھونٹ پر اللہ کی کرسی، چودھویں گھونٹ پر عرشِ باری تعالیٰ اور پندرہویں گھونٹ پر خود اللہ عزوجل شرابی سے برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ اب ایسا شخص جس سے تمام انبیاء اور فرشتے اور خود ربّ العالمین بری ہوں تو وہ جہنم میں گنہگاروں کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے پیالے میں دوزخ کا پانی پلائیں گے جس کی گرمی کی وجہ سے شرابی کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اور چہرے کا گوشت جل جائے گا، وہ جب اس پانی کو پیئے گا تو اس کی انتڑیاں پھٹ جائیں گی اور وہ پیپ بن کر اس کے مقامِ پاخانہ سے نکلے گا۔ شرابیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو شراب نوشی کے سبب اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

شرابی کی نیکی قبول نہیں ہوتی

حضرت اسماء بنت زینب عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ: جس شخص نے اپنے پیٹ میں شراب کو داخل کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کو قبول نہیں کرتے اور اگر وہ چالیس روز تک توبہ نہ کرے اور اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کی موت کفر کی موت ہے۔ اگر اللہ اس کو معاف کر دے تو یہ اس کا فضل ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مواخذہ کرے تو وہ اس کا حقدار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس 'طینۃ الخبال' پلائے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! 'طینۃ الخبال' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں کی پیپ، خون اور غلاظت۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا: جب شرابی مرے تو اس کو دفن کرو اور پھر اس کی قبر کو کھول کر دیکھو، اگر تم اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے قتل کر دینا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چار مرتبہ شراب نوشی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں اور اس کا نام 'سجین' (جہنم کے ایک مقام) میں لکھ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے روزہ، نماز اور صدقہ کو قبول نہیں کرتے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ

Marfat.com

اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے۔

شرابی کے لئے دردناک عذاب

ابن مسعودؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والوں اور شراب پینے والوں کو قیامت کے دن جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا، جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو جہنم کے دروازے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے فرشتے آہنی سلاخوں کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے اور دنیا کے دِنوں کے برابر کو مارا جائے گا پھر ان کو جہنم کے ٹھکانوں کی طرف بھیج دیا جائے گا جہاں ان کا کوئی عضو ایسا نہ ہوگا جس کو بچھو نے ڈسا نہ ہو اور سانپ ان کے سر پر چالیس سال تک کاٹتے رہیں گے پھر آگ کا شعلہ ان کو اوپر اچھالے گا لیکن دوزخ کے فرشتے ان کو اس زور سے ضرب لگائیں گے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں چلے جائیں گے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب.

(النساء: ۵۶)

''جب کبھی ان کی چمڑی پھٹ جائے گی تو ہم دوسری چمڑی چڑھا دیں گے تا کہ وہ ہمیشہ عذاب چکھتے رہیں۔''

پھر ان کو شدید پیاس لگے گی اور وہ پکاریں گے ''ہائے پیاس!!! ہمیں پانی کا ایک گھونٹ دو۔'' تو عذاب پر مامور فرشتے جہنم کے پیالے ان کے قریب کریں گے جو کھولتے ہوئے پانی سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ شرابی جب اس کو پیئے گا تو اس کے چہرے کا گوشت نیچے گر جائے گا اور جب وہ گرم پانی اس کے پیٹ میں پہنچے گا تو اس کی انتڑیاں کٹ جائیں گی اور وہ اس کے مقامِ پاخانہ سے خارج ہو جائے گا۔ شرابی کو مسلسل اسی عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شرابی آئے گا اور پیالہ اس کی گردن میں لٹکا ہوگا حتیٰ کہ اس کو آگ کے تخت پر لٹا دیا جائے گا اور پکارنے والا پکارے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، شرابی کی آنتیں اس کے منہ سے نکل رہی ہوں گی، لوگ اس پر لعن طعن کریں

Marfat.com

گے پھر اس کو دوزخ کے فرشتے پشت کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیں گے جس میں وہ ہزار سال تک جلتا رہے گا اور پکارے گا کے ہائے پیاس!! پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف بدبو دار پسینہ بھیجیں گے اور وہ کہے گا یا اللہ! اس پسینے کو مجھ سے دور کر دے لیکن وہ دور نہیں کیا جائے گا پھر آگ کی ایک چنگاری آئے گی جو اس کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کریں گے اور آگ کا لباس پہنایا جائے گا اس کے ہاتھ اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ہوں گی جن کے شعلے اس کے چہرے تک پہنچ رہے ہوں گے۔ وہ پیاس میں پانی مانگے گا لیکن اس کو گرم اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، وہ بھوک میں کھانا مانگے گا لیکن اس کو پیپ پلائی جائے گی جو اس کے پیٹ میں جا کر شعلے مارے گی۔ دوزخ کے داروغے 'مالک' کے پاس آگ کا ایک جوتا ہوگا جو اس شرابی کو پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ کھول اُٹھے گا یہاں تک کہ اس کا دماغ اور اس کی ہڈیوں کا گودا باہر نکل آئے گا جبکہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ پھر اس کو آگ کے تنگ صندوق میں ہزار سال تک بند کر دیا جائے جس میں عذاب کی سختی میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا اور شرابی اپنی ہی پیپ پیے گا جو اس کا رنگ بدل دے گی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! آگ نے میرے گوشت کو جلا دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس کی شکایت پر اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، جب پکارے گا تو پکار نہیں سنی جائے گی، جب پیاس کی وجہ سے پانی مانگے گا تو اس کو گرم پیپ بدلے میں دی جائے گی جس کے پینے پر انگلیاں کٹ کر گر پڑیں گی، جب اس پیپ کی طرف دیکھے گا تو اس کی آنکھیں اور رخسار پگھل جائیں گے۔ پھر ہزار سال کے بعد اس کو نکالا جائے گا اور ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا جائے گا جس میں بہت بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہوں گے جو اس کے قدموں کو چمٹ جائیں گے، پھر اس کے سر پر آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اس کے اعضاء، ہاتھ اور گردن کو لوہے کی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیا جائے گا۔ پھر اس کو ایک ہزار سال بعد اس کوٹھڑی سے نکالا جائے گا جس کو دوزخ کے فرشتے 'وادیِ ویل' کی طرف لے جائیں گے۔ 'ویـــل' جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جس کی گرمی شدید ترین اور جس کی گہرائی گہری ترین ہے جس میں لاتعداد سانپ اور بچھو ہیں، اس وادی میں اسے ایک ہزار سال تک رکھا جائے گا۔ پھر وہ 'محمد محمد' کہہ کر رسول اللہ کو پکارے گا۔ نبی اس کی پکار

Marfat.com

سننے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے: اے خدا! جہنم سے میرے امتی کی آواز آ رہی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کہیں گے: تیری امت میں سے یہ آدمی دنیا میں شراب پیتا تھا اور توبہ کے بغیر مر گیا۔ رسول اللہ درخواست کریں گے: یا اللہ! تو اس کو معاف کرنے کے بعد میری شفاعت سے نجات عطا فرما۔

اے بندے! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ اور اپنی کی ہوئی غلطیوں سے معذرت کر۔

شرابی کا ٹھکانہ جہنم میں فرعون اور ہامان کے قریب ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرابی قبر سے پیاسا اٹھایا جائے گا، اس کی زبان اس کے سینے پر پڑی ہوگی، اس کے پیٹ میں آگ ہوگی جس نے اس کی آنتوں کو جلا دیا ہوگا اور وہ خوفناک اور کرخت آواز میں چیخے گا جس سے لوگ ڈریں گے، بچھو اس کی جلد اور گوشت پر ڈسیں گے اور اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ بھوکھول اُٹھے گا اور جہنم میں اس کا ٹھکانہ فرعون و ہامان کے قریب ہوگا۔ جس شخص نے شرابی کو کھانے کا ایک لقمہ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مسلط کریں گے، جس نے اس کا کوئی کام کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں مدد کی، جس نے اس کو کوئی چیز قرضہ میں دی تو اس نے مسلمان کو قتل کرنے میں مدد کی اور جو شخص اس کے ساتھ بیٹھا اللہ تعالیٰ اس کا حشر اندھوں کے ساتھ کریں گے۔ جو شخص شراب پیتا ہو اس کے ساتھ نکاح نہ کرو، اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا جو شخص شراب نوشی کرے تو وہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں ملعون ہے۔ جس نے شراب نوشی کی اس نے تمام انبیاء پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کا انکار کیا۔ شراب کو کافر کے سوا کوئی حلال نہیں سمجھتا اور میں ایسے شخص سے بری ہوں۔ شرابی ہمیشہ پیاسا مرتا ہے اور وہ مرنے کے بعد ہزار سال تک ہائے پیاس کی صدائیں لگاتا رہتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا، بے شک شرابی قیامت کے دن لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ارشاد فرمائیں گے اس کو لے جاؤ تو ستر ہزار فرشتے اس کو منہ کے بل میدان میں لے جائیں گے۔ مزید تم

Marfat.com

کو بتاتا چلوں کہ جس شخص کے سینے میں قرآن کی سو آیات ہوں اور ان پر وہ شراب کو بہائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے قرآن کی ہر آیت اس کے مواخذہ کی درخواست کر رہی ہوگی اور جس کے ساتھ قرآن نے جھگڑا کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

ایک شرابی کا عبرتناک قصہ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: ایک رات میں مسجد کی طرف جا رہا تھا کہ چند عورتیں رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مریض ہے جس کو ہم نے کلمہ کی بار بار دعوت دی ہے لیکن اس نے نہیں کہا۔ آپ آگے بڑھے اور اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی لیکن اس نے نہ کہا دوبارہ تلقین کرنے پر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا کہ میں لا الٰہ الا اللّٰہ کا انکار کرتا ہوں اور میں دین اسلام سے بیزار ہوں۔ اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر گئی۔ عورتوں میں اس میت کے حالات سے واقف ایک عورت نے کہا: اے لوگو! اس پر نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیونکہ یہ کافر ہو کر مرا ہے۔ لوگوں نے اس کے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کیا کرتا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس کے گناہوں کا علم نہیں البتہ یہ شراب نوشی کرتا تھا، شراب نے موت کے وقت اس کے ایمان کو چھین لیا۔

اے کمزور انسان! مہربان رب کے ساتھ ملاقات کرنے سے قبل توبہ کر۔ افسوس ہے اس شخص پر جو نافرمانی کرے، ایسے شخص کا ٹھکانہ آگ ہے۔ جب تک جسم میں روح باقی ہے، توبہ میں جلدی کرو کیونکہ توبہ کرنے والوں کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندۂ مومن توبہ کرتا ہے تو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تیرا فلاں بندہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو گیا ہے اور تیرے سامنے حالتِ ندامت میں کھڑا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! اس کی حاضری اور اس کی سسکیوں کے لئے آسمانوں اور زمینوں کو مزین کرو اور اس کی توبہ قبول کرنے کے لئے توبہ کے دروازے کھول دو۔ کیونکہ میرے توبہ کرنے

Marfat.com

والے بندے کی ایک سسکی مجھے تمام زمینوں اور آسمانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ جس شخص نے توبہ کو لازم پکڑا اور دربارِ الٰہی میں آ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔

دودھ میں پانی ملانے والے کا انجام

بصرے کے ایک شخص نے بکریاں پال رکھی تھیں اور ان کا دودھ فروخت کر کے گھر کا خرچ چلاتا تھا۔ بکریوں کو چرانے اور دودھ دوہنے کے لیے اس نے ایک ملازم رکھا ہوا تھا۔ نوکر دودھ میں لے کر مالک کے پاس آتا تو مالک اس میں اپنی ملانا شروع کر دیتا، نوکر سمجھاتا کہ ''حضورؐ، بے ایمانی ٹھیک نہیں، قیامت کے روز اللہ کو کیا جواب دیں گے؟'' مالک نوکر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسے ڈانٹ کر چپ کرا دیتا۔ ایک دن نوکر بکریوں کو پہاڑ کے دامن میں بٹھا کر کسی کام کے لیے اوپر چلا گیا۔ اتنے میں تیز بارش ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے طوفان کی شکل اختیار کر گئی۔ اس قدر تیز سیلاب آیا کہ راستے میں پڑے بڑے بڑے پتھر اور درخت بھی اس میں بہہ گئے۔ پانی کا ایک ریلا بکریوں کو بھی بہا لے گیا۔ شام کو نوکر دودھ کے بغیر مالک کے گھر پہنچا تو اس نے پوچھا: ''دودھ کہاں ہے؟'' نوکر نے کہا: ''آپ روزانہ دودھ میں پانی ملاتے تھے، آج سارا پانی جمع ہو کر سیلاب بنا اور بکریوں کو بہا لے گیا۔''

فضول خرچ کی کہانی

مامون کے ایک مصاحب نے ایک رات مامون کو بتایا:

''میرے پڑوس میں ایک نہایت دیندار، نیک اور کفایت شعار آدمی رہتا تھا۔ اس کا اکلوتا بیٹا بھی تھا جو نوعمر اور ناتجربہ کار تھا۔ مرتے وقت اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وافر دولت دی ہوئی ہے، اگر سنبھال کر رکھو اور کفایت شعاری سے خرچ کرو تو کئی پشتوں کے لیے کافی ہو گی۔ ابھی تم نوعمر ہو اور نہیں جانتے کہ دولت کمانے کے لیے کتنی محنت و

Marfat.com

مشقت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے خون پسینہ ایک کر کے یہ دولت جمع کی ہے جبکہ تمہیں مفت میں ہاتھ لگے گی۔ پھر بھی میری مشقت کا خیال کر کے اس کی قدر کرنا اور ''مال مفت دلِ بے رحم'' کا مظاہرہ نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر چند ہی روز میں اڑا دو۔ خدانخواستہ یہ غلطی کر بیٹھو تو میری دو باتیں یاد رکھنا، وہ یہ کہ اگر مکان ہرگز فروخت نہ کرنا کیونکہ بے گھر آدمی کا نہ وکئی ٹھکانہ ہوتا ہے نہ عزت و وقار۔ دوسری بات یہ کہ خواہ کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آن پڑے، کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا۔ مکان کے فلاں کمرے میں، میں نے ایک رسی لٹکا دی ہے اور اس کے نیچے ایک کرسی رکھی ہوئی ہے۔ اس کرسی پر کھڑے ہو کر رسی کا پھندا اپنی گردن میں ڈال لینا اور پھر کرسی کو ٹھوکر مار کر نیچے سے ہٹا دیا کیونکہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے موت اچھی ہوتی ہے۔''

چند روز بعد وہ شخص اللہ کو پیارا ہو گیا اور بیٹے نے اپنے باپ کی نصیحتوں کو بھول کر اپنے باپ کا کفن میلا ہونے سے پہلے ہی گل چھرے اڑانے شروع کر دیے۔ اچکے اس کے دوست پانی کی طرح بہنے لگی۔ فضول خرچی تو بادشاہوں کے خزانے خالی کر دیتی ہے، ایک محنت کش کی جمع کی ہوئی دولت کی بساط ہی کیا تھی، دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئی اور نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔ سارے دوست ساتھ چھوڑ گئے اور فاقوں سے جب بری حالت ہوئی تو باپ کی وصیت یاد آ گئی۔ خودکشی کے ارادے سے رسی اور کرسی والے کمرے میں پہنچا۔ کرسی پر چڑھ کر رسی کا پھندا گردن میں ڈالا اور کرسی کو پرے کھسکا دیا۔ وہ نیچے گرا تو چھت کی وہ لکڑی بھی ٹوٹ گئی جس کے ساتھ رسی بندھی ہوئی تھی۔ لکڑی ٹوٹنے سے ہزاروں اشرفیاں زمین پر گریں۔ نوجوان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور وہ سمجھ گیا کہ خودکشی کی وصیت میں اس کے دانا باپ کا کیا مقصد پوشیدہ تھا۔ اس نے وضو کیا، دو نفل پڑھے اور اللہ کے حضور توبہ کی۔ برے دوستوں کی صحبت اور فضول خرچی چھوڑ کر کفایت

Marfat.com

شعاری سے زندگی گزارنے لگا۔ (ماخوذ از جوامع الحکایات)

کنجوس باپ اور اس کا بیٹا

بغداد میں ایک منشی کی ملازمت جاتی رہی اور کوشش کے باوجود جب اسے کوئی دوسرا کام نہ ملا تو اس نے بصرے کا رخ کیا۔ بصرے میں وہ مکمل اجنبی تھا، پریشان تھا کہ کہاں جائے کہ اچانک اسے وہاں بغداد اسے وہاں بغداد کا ایک شخص نظر آیا۔ زبان سے اپنی حالت زار بیان کرتے ہوئے شرم آئی تو سوچا کہ کیوں نہ خط لکھ کر اس سے مدد مانگوں۔ وہ ایک دکان پر گیا اور اپنا چاقو فروخت کر کے اس نے کاغذ خریدا اور خط لکھنا شروع کیا۔ دکاندار نے اس کی خوبصورت لکھائی دیکھی تو حال پوچھا۔ منشی نے بے روزگاری کا رونا رویا۔

دکاندار نے بتایا کہ چند روز قبل ایک امیر آدمی ابوصابر نے مجھے منشی کے لیے کہا تھا۔ اسے حساب کتاب لکھوانے کی ضرورت ہے مگر ہے بہت کنجوس اور تنخواہ بھی تھوڑی دیتا ہے۔ اس لیے کوئی فرد اس کے پاس کام کرنے کو راضی نہیں ہوتا۔

منشی نے کہا: ''بے کاری سے تھوڑی تنخواہ بھی بہتر ہے، اس لیے میں کام کرنے کو تیار ہوں۔'' دکاندار اسے ابوصابر کے پاس لے گیا اور دس درہم ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔

منشی کو ابوصابر کے پاس ملازمت کرتے ہوئے چھ ماہ گزر گئے مگر اسے یہ معلوم نہ ہو پایا کہ اس کے گھر میں کھانا کیسا پکتا ہے اور گھر کا اندرونی حصہ کیسا ہے۔ اس کے آواز دینے پر گھر کے اندر سے ایک بچہ نکل کر آتا جو ہمیشہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتا۔ ایک بار اس نے ہمت کر کے ابوصابر سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ ابوصابر نے بتایا کہ ''میرا بچہ ہے۔'' منشی نے کہا: ''پھٹے پرانے کپڑے کیوں پہنتا ہے؟'' ابوصابر نے بتایا کہ ''میں جان بوجھ کر اسے صاف اور اچھے کپڑے نہیں پہناتا، اس سے بچوں کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔''

یہ سن کر منشی کو ابوصابر سے نفرت ہو گئی اور دل میں فیصلہ کر لیا کہ ''جو اپنی اولاد کو فقیروں سے زیادہ برے حال میں رکھتا ہے، وہ میرا کیا بھلا سوچے گا، اس لیے میں اس کی نوکری چھوڑ دوں گا۔'' وہ رات کو پکا ارادہ کر کے سویا مگر خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ اسے نوکری چھوڑنے سے منع کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ''تجھے ابوصابر سے فائدہ پہنچے گا۔''

Marfat.com

منشی بتاتا ہے کہ:

صبح کو جب میں معمول کے مطابق اس کے مکان پر پہنچا تو وہ باہر موجود نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ بیمار ہے۔ میں اپنا کام کر کے واپس آ گیا۔ ایک ہفتہ بعد اس نے مجھے اندر بلایا۔ میں نے دیکھا کہ بہت بڑا مکان ہے مگر مکمل ویران۔ ساز و سامان نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ پلنگ تک غائب تھے۔ کوئی قالین اور دری بھی نظر نہ آئی۔ وہ ایک کمرے میں ایک بوریے پر لیٹا ہوا تھا۔ میں نے تیمارداری کے بعد پوچھا: ''جناب کسی چیز کی خواہش ہو تو حکم کریں'' کہنے لگا: ''بھنی ہوئی سری کھانے کو دل چاہ رہا ہے۔''

میں بازار گیا اور اپنی جیب سے ایک بھنی ہوئی سری اور کئی روٹیاں خرید کر لے آیا۔ اس روز اس کے حساب کتاب سے میرے علم میں آیا کہ لوگوں کو دیے ہوئے قرض کے علاوہ اٹھارہ ہزار اشرفیاں نقد اس کے پاس تھیں۔ چھ سات روز بعد اس کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو باہر آیا اور میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا: ''تمہاری لائی ہوئی سری نے مجھے تندرست کر دیا ہے۔ پہلے دن میں نے اس کی آنکھیں کھائیں، دوسرے روز کلوں (سر اور جبڑے) کا گوشت، تیسرے دن کھال، چوتھے دن کان اور پانچویں روز مغز۔ سر کے ڈھانچے کو نمک دانی میں رکھوا دیا ہے۔ کلے کی ہڈیوں کو پسوانے کا ارادہ ہے، میرا خیال ہے کہ میرے مرض کے لیے مفید ہوں گی۔''

میں نے بظاہر اس کی باتوں کی تعریف کی مگر دل میں اس سے نفرت کی لہریں ہی اٹھیں کہ ''کتنا غلیظ اور کنجوس آدمی ہے کہ ایک معمولی سی مفت میں ملی ہوئی سری کو باسی کر کے پانچ دن تک کھاتا رہا اور بیماری کا بہانہ کر کے ہڈیوں کو بھی پیس کر کھانے کا ارادہ رکھتا ہے، لعنت ہے ایسے مالدار پر۔'' کئی سالوں بعد ابوصابر کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وصیت کے مطابق مجھے ایک ہزار اشرفیاں ملیں۔ میں بغداد واپس چلا آیا اور سکون سے رہنے لگا۔ دو سال بعد ایک کام سے بصرے گیا۔ جس روز میں بصرے پہنچا، اس روز ابوصابر کے بیٹے نے ایک بہت بڑی دعوت کر رکھی تھی۔ میں بھی اس کے گھر گیا۔ سینکڑوں معززین جمع تھے۔ کھانے کے دوسرے لوازمات کے علاوہ ایک ہزار بھنی ہوئی سریاں منگوائی گئی تھیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے ابوصابر کی کنجوسی کا ذکر کیا تو اس کا لڑکا بولا: ''کنجوس جمع کرتے ہیں اور سخی خرچ کرتے ہیں۔''

Marfat.com

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا

عبرتناک انجام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ. (البقرۃ: ۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون. اولٰئک ھم المومنون حقا ط لھم درجٰت عند ربھمَ ومغفرۃ ورزق کریم. (الانفال: ۳)

''وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے ہاں اعلیٰ مراتب، بخشش اور بھلا رزق ہے۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

''جب بندۂ مومن سونے کے بیس مثقال کا مالک ہو جائے اس کے ذمہ آدھا مثقال زکوٰۃ لازم ہے اور جو شخص دوسو درہم چاندی کا مالک ہو تو سال گزرنے کی صورت میں اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ اسی طرح رہائش کے علاوہ گھر پر بھی سال گزرنے کی صورت میں زکوٰۃ لازم ہے۔ اگر اس نے

Marfat.com

زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہ تمام آگ کی میخیں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یکنزون الذهب والفضة وینفقونها فی سبیل اللّٰه فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیها فی نار جهنم فتکوٰی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون. (التوبه: ۳۴، ۳۵)

"اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی خوشخبری ہے۔ جس دن وہ مال جہنم کی آگ سے تپایا جائے گا اور ان کے چہروں، پیشانیوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہ ہے وہ مال جو تم اپنے لیے جوڑ کر رکھتے تھے، آج اس کو چکھو۔"

قیامت کے دن زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو خوفناک سانپ کاٹے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نصاب کا مالک ہوا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن ایک دیو قامت اژدہا جس کی آنکھیں آگ سے بھری ہوئی ہوں گی اور اس کی کوہان لوہے کی ہوگی، زکوٰۃ نہ دینے والے کے پیچھے لگا ہوگا اور کہے گا: اے بخیل! مجھے اپنی دائیں طرف دوتا کہ میں اس کو کاٹوں، پھر مانعِ زکوٰۃ (زکوٰۃ نہ ادا کرنے والا) بھاگے گا اور کہے گا گناہوں سے بھاگ کر کہاں جاؤں؟ اژدہا اس کو پکڑ کر اپنی کوہان سے اس کی دائیں کروٹ کو کاٹ کر نگل لے گا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو پہلی حالت میں لوٹایا جائے گا جیسا وہ تھا، پھر اژدہا اس کی بائیں کروٹ کو کاٹ ڈالے گا۔ اژدہا جب بھی اپنے دانتوں سے اس کو اکٹے گا تو درد کی وجہ سے ایسا چیخے گا کہ وہاں کھڑے انسان لرز اٹھیں گے۔ پھر وہ اژدہا اس کے ہاتھ کھانا شروع کرے گا یہاں تک کہ وہ بغیر ہاتھوں کے اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوگا اور وہاں اس کا سخت ترین حساب لیا جائے گا۔ پھر اس کو جہنم میں پھینکنے کا حکم سنایا جائے گا۔ عذاب کو دیکھ کر کہے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں تیرا مال ہوں جس کی زکوٰۃ دینے میں تو نے بخل سے کام لیا، آج میں تیرا دشمن بنا دیا گیا ہوں اور میں

Marfat.com

تم کو ہمیشہ عذاب دیتا رہوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو معاف نہ فرمادیں کیونکہ تو غریب لوگوں سے غفلت برتتا تھا، پھر اس کو سر کے بل آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو انسان بکریوں، گایوں اور اونٹوں کا مالک بنا اور پھر اس نے نصاب مکمل ہونے پر زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز وہی بکری، گائے اور اونٹ دنیا کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ طاقت کے ساتھ آئیں گے جن کے سینگ آگ کے ہوں گے، وہ اپنے مالک کو اپنے سینگوں کے ساتھ روندیں گے اور اپنے پنجوں کے ساتھ نوچیں گے حتیٰ کہ اس کے پیٹ کو پھاڑ دیں گے اور اس کی کمر کو توڑ ڈالیں گے، وہ مدد طلب کرے گا لیکن اس کی مدد نہیں کی جائے گی، پھر درندے اور بھیڑیئے اس کو آگ تک بھگا لے جائیں گے۔

جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی وہ مال دشمن بن جائے گا

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں اپنی جوانی میں جاہل تھا اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا، میرے پاس بھیڑوں کا ریوڑ تھا لیکن میں نے کبھی ان میں زکوٰۃ نہ نکالی تھی۔ ایک روز فقیر میرے پاس اپنی حاجت وضرورت لے کر آیا جس کو میں نے ایک مینڈھا عطیہ دے دیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا میرے ریوڑ نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے جو مجھ کو روندرہے ہیں، میں چیخنے چلانے لگا لیکن مجھ میں بھاگنے کی طاقت نہ تھی اور نہ ہی میرا کوئی مدد کرنے والا تھا۔ اچانک وہی مینڈھا آیا جو میں نے فقیر کو صدقہ کے طور پر دیا تھا، وہ باقی بھیڑوں کو مجھ سے ہٹانے لگا۔ ریوڑ کا کوئی مینڈھا جب بھی مجھ کو روندنے کے لئے آگے بڑھتا وہ اس کو روک دیتا، میرا صدقہ کیا ہوا مینڈھا اکیلا ہونے کے باوجود سب پر غالب آ گیا ورنہ قریب تھا کہ میرا ریوڑ مجھ کو ہلاک کر ڈالتا۔ میرا دل پھٹنے کے قریب تھا کہ میں بیدار ہوا اور میں نے کہا: اللہ کی قسم میں تیری بھرپور اطاعت کروں گا، میں نے اپنے ریوڑ کا دو تہائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے اور زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کر لی۔ کیونکہ میں نے عجیب بات دیکھی کہ جس کو میں نے صدقہ کیا وہی میرا کام آیا اور باقی مال میرا دشمن بن گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے ایک دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ اے

Marfat.com

دروازے! تو زکوٰۃ نہ دینے والے، بخل کرنے والے اور دیوث پر حرام ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! دیوث کون ہے؟ فرمایا: جو اپنے گھر والوں میں کوئی برائی دیکھے اور خاموش رہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کی مکمل زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرے اس کا نام آسمانِ دنیا پر 'کریم'، دوسرے آسمان پر 'جواد'، تیسرے آسمان پر 'مطیع'، چوتھے پر 'سخی'، پانچویں پر 'مقبول'، چھٹے پر 'محفوظ'، ساتویں پر 'مغفور' اور عرشِ الٰہی پر 'حبیب اللہ' لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا نام آسمانِ دنیا پر 'بخیل'، دوسرے آسمان پر 'شحیح' (حریص)، تیسرے پر 'ممسک' (روکنے والا)، چوتھے پر 'مفتون' (فتنہ گر)، پانچویں پر 'عاصی' (گنہگار)، چھٹے پر 'منزوع البرکۃ' (برکت سے محروم) اور ساتویں پر 'مطرود' (دھتکارا ہوا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کی نماز مردود ہوتی ہے جو قبول کیے جانے کی جبائے اس کے چہرے پر ماردی جاتی ہے۔

روایت ہے کہ: ایک خوبصورت جوان حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاں داخل ہوا اور ملک الموت بھی وہیں بیٹھا تھا اس نے کہا: اے داؤد! کیا آپ اس کو جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، یہ نوجوان مومن ہے، مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہ میری زیارت اور سلام کیے بغیر اپنے گھر میں داخل ہونا پسند نہیں کرتا۔ ملک الموت نے کہا: اے داؤد! اس کی عمر کے صرف چھ ایام باقی ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت داؤد علیہ السلام غمگین ہوئے۔ لیکن وہ نوجوان اس دن کے بعد سات ماہ تک زندہ رہا۔ ملک الموت حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے کہا تھا کہ یہ نوجوان صرف چھ دن مزید زندہ رہے گا؟ اس نے کہا کہ ہاں میں جب چھ روز کے بعد اس کی روح قبض کرنے کے لیے روانہ ہونے لگا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: اے موت کے فرشتے! میرے اس بندے کو چھوڑ دے کیونکہ ایک روز کو ایک فقیر ملا جو بڑا پریشان حال تھا تو اس جوان نے اس کو زکوٰۃ دی تھی اور اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا، جس پر اس فقیر نے اس کو طوالتِ عمر کی دعا دی تھی اور نیز کہ اللہ تعالیٰ اس

Marfat.com

جوان کو جنت میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھی بنائے، چنانچہ میں اس جوان سے خوش ہو گیا تھا اور میں نے اس کے چھ روز ساٹھ سال میں بدل ڈالے تھے۔ چنانچہ اس کی عمر بڑھا دی گئی اور اللہ سبحانِ کریم نے اس کو جنت میں آپ کا ساتھ لکھ دیا۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر روزانہ ستر لعنتیں نازل ہوتی ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان سے ہر روز بہتر لعنتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہودیوں پر، دوسری عیسائیوں پر اور بقیہ ستر لعنتیں زکوٰۃ نہ دینے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ ہر وہ مال جس پر زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا مالک اللہ کا دوست ٹھہرتا ہے اور اس کی موت کے بعد قیامت تک فرشتے اس کے لیے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں، اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے نجات دے دی جاتی ہے اور جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ہر وہ مال جس پر زکوٰۃ نہ دی جائے وہ خبیث ہے اور اس کا مالک بھی خبیث ہے، اس کا بوجھ قیامت تک اس پر بڑھتا رہتا ہے۔ جو شخص خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتا ہے، قیامت کے روز اس کی گردن میں اللہ کے نور کا ایسا ہار ہے گا جس کی روشنی مومنین پر پڑ رہی ہو گی اور اسی روشنی کی مدد سے وہ پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کا مال اس کے گلے میں آگ کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا، اگر اس طوق کو ایک لمحہ کے لئے دنیا میں رکھا جائے تو تمام دنیا جل کر خاک ہو جائے، اس کے پہاڑ ٹوٹ جائیں اور اس کے سمندر خشک ہو جائیں۔

قرآن کریم میں سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۴، ۳۵ میں ارشاد خداوندی ہے:

''اور جو لوگ گاڑھ کر جمع کر کے سونا اور چاندی رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، سو آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے، جو اس روز واقع ہو گا کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا، کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا آج اس کا مزہ چکھو۔''

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قسم اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

صدقات سے مال کم نہیں ہوتا۔ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بر و بحر میں مال کا نقصان زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس کے مال سے برائی ختم ہوگئی۔

زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

زکوٰۃ کے لغت میں دو معنی آتے ہیں (۱) طہارت (۲) نماء یعنی پاکیزگی اور زیاتی۔اور اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ ایک مسلمان عاقل بالغ اپنے مال میں سے جو شرعی نصاب کو پہنچ چکا ہو ایک معینہ حصہ جو شریعت میں ۴۰/۱ مقرر ہے۔

کسی ایسے مسلمان فقیر اور محتاج کو مالک بنا دے جو نہ تو سید ہاشمی ہو اور نہ اس کا آزاد شدہ غلام ہو اور اس کا یہ خرچ کرنا بہ نیت ادائیگی زکوٰۃ ہو اور مالک بنانے والے کو اس تملیک میں ذاتی منفعت بالکل مقصود نہ ہو۔درّ مختار میں ہے:

هی تملیک جزء مال عینه الشارع من مُسلمٍ فقیر غیر هاشمی ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملک من کلّ وجهٍ لِلّٰه تعالٰی. (درمختار: ص ۳ ج ۲)

زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟

زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہے جس کے اندر یہ پانچ شرطیں پائی جائیں:

(۱) عاقل ہو (۲) بالغ ہو (۳) مسلمان ہو (۴) آزاد ہو (۵) اور اس پر کسی کا اتنا قرض نہ ہو کہ اس کے قرض کو نکال کر صاحبِ نصاب نہ رہے۔

مسئلہ 1۔ زکوٰۃ نابالغ اور پاگل کے مال میں فرض نہیں چونکہ نابالغ اور مجنون کا غیر مکلّف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے۔

فلا تجبُ علٰی مجنون وصبی لانّها عبادة محضة ولیسَا مخاطبین بها. (درمختار: ص ۴ ج ۲)

Marfat.com

قال علیه الصلوٰة والسلام رفع القلم عن ثلاثٍ من النّائم حتّٰی یستیقظ، وعن الصبی حتّٰی یبلغ، وعن المجنون حتّٰی یفیق.

مسئلہ۲: بالغہ لڑکی کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے جبکہ وہ صاحبِ نصاب ہو اور سال بھی گزر چکا ہو۔

الزکٰوۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابًا ملکًا تامًّا وحال علیها الحول.

(هدایه کتاب الزکوٰة: ص ۱۴۴ ج ۲)

مسئلہ۳: نابالغ بچیوں کے نام سونا کر دیا اور ان کو مالک بنا دیا تو ان کے جوان ہونے تک ان پر زکوٰۃ نہیں ہے جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحبِ نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ص ۳۴۵ ج ۳)

مسئلہ۴: تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ یہ مال تجارت ہے، جو چیز بیچنے کی نیت سے خریدی جائے وہ مالِ تجارت میں داخل ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۵ ج ۴)

مسئلہ۵: زیور کا مالک والدہ کو بنا دیا تو زکوٰۃ اس کی والدہ کے ذمے واجب ہے۔ "الزّکٰوة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم" الخ (ہدایہ ص ۱۴۴، ج ۱)

مسئلہ۶: گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی زکوٰۃ منہا کرنے کے بعد جو رقم بچے دوسرے سال اس کی زکوٰۃ ادا کرے، پھر اس کے بعد جو رقم باقی ہے تیسرے سال اس کی زکوٰۃ دے۔

قال فی التنویر وسببه ملک و نصابٍ حولَی تام فارغٌ عن دین لهٗ مطالب من جهة العباد فقال فی الشرح سواءٌ کان

وفی الشامیه (قولهٗ لزکوٰة) فلو کان لهٗ نصابٌ حالَ علیه الحولان فلم یترکهٗ فیهما لا زکوٰة علیه فی الحول الثانی. (درمختار ص ۵۰ ج ۲)

وفی البدائع اذا کان لرجلٍ مائتا درهمٍ او عشرون مثقال ذهبٍ فلم یؤدّ زکٰوة سنین یزکی السنة الاولٰی ولیس علیه السنة الثانیه شیءٌ عند اصحابنا الثلثه وعند زفر یؤدی زکوٰة سنتین. (بدائع الصنائع ص ۷ ج ۲)

Marfat.com

مسئلہ۷: مالِ زکوٰۃ سے والد مرحوم کا قرضہ ادا کرنا جبکہ ادائیگی قرض کی کوئی اور صورت نہ ہو اور خود صاحبِ نصاب بھی نہ ہو تو کسی سے زکوٰۃ لے کر ادا کر سکتا ہے اگرچہ والد کا قرض ادا کرنا اولاد کے ذمہ نہیں ہوتا جبکہ والد نے ترکہ میں کوئی چیز نہ چھوڑی ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۸ ج۶)

مسئلہ۸: مال تجارت اگر ابتداء میں مقدارِ نصاب ہو تو بعد حولانِ حول اس کے ساتھ منافع کی بھی زکوٰۃ دینا چاہئے۔ **من کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالًا من جنسه ضمه الٰی ماله وزکاه سواءٌ کان المستفاد من نمائه اولًا.** (ہندیہ کتاب الزکوٰۃ ص۱۷۵ ج۱)

مسئلہ۹: اولاد کی شادی کے اخراجات کا تصور حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے اور وہ مانع وجوبِ زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ نابالغ یا بالغ معذورین کا نفقہ تو باپ کے ذمہ ہے، اس لئے کہ محض نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔ **"ونفقة اولاد الصغار علی الاب"** (ہدایہ باب النفقہ ص۴۴۴ ج۲)

مسئلہ۱۰۔ بیوی کے زیور کی زکوٰۃ شوہر کے ذمے نہیں بلکہ خود عورت کے ذمے ہے، البتہ شوہر اگر خوش دلی سے بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ہو جائے گی۔ **"الزکوٰة واجبة علی الحرّ العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابًا ملکاً تامًّا وحال علیه الحول"** (ہدایہ ص۱۶۷ ج۱)

زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے؟

مسئلہ۱۱: سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے، حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے دریافت فرمایا کہ ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں! تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تو یہ چاہتی ہے کہ خدائے پاک ان کے بدلے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ (ترمذی: ص۱۳۸ ج۱)

مسئلہ۱۲: زکوٰۃ کی رقم الگ رکھی چوری ہو گئی تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ **"ولا یخرج من العهدة بالعزل بل الاداء للفقراء"** (درمختار)

Marfat.com

"فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوٰۃ" (درمختار کتاب الزکوٰۃ ص۱۵ ج۲)

مسئلہ۱۳: کسی خاص ضرورت کے لئے جو رقم جمع کر کے رکھی، دیگر ضروریات کو بند کر کے اگر اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ "شرط افتراض اَداء ھا حولان الحول وھو ملکه وتنمیة المال کاالدراھم والدنانیر لعینھما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکوٰة کیف امسکھما ولو للنفقة"

(درمختار کتاب الزکوٰۃ ص۱۳، ج۲)

مسئلہ۱۴: اگر سونا اور چاندی دونوں کی قیمت ملا کر 2 ½ چاندی کی قیمت کو پہنچے تو نصابِ زکوٰۃ تام ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمودؒ)

مسئلہ۱۵: تجارت کی نیت سے خرید کردہ زمین اور مکان اور برائے فروخت کردہ مکانات کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۹۹ ج۴)

مسئلہ۱۶: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مالِ تجارت کی جو قیمت بازاری ہو حولان حول کے بعد اس کا اعتبار کیا جائے گا، قیمت خرید کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ جس دن اس مال پر سال گزر جائے اور وجوبِ زکوٰۃ ہو جائے تو اس دن اس مال کی بازار میں جو عام قیمت ہو اس کا اعتبار کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے اور وجوبِ زکوٰۃ کیلئے یعنی نصاب بننے کے لئے ضروری ہے کہ ابتداء سال میں اس کی بازاری قیمت کم از کم دوسو درہم شرعی کے برابر ہو تو اس پر حولان حول کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی، وجوبِ زکوٰۃ کے لئے بھی قیمت خرید کا اعتبار نہیں۔ کما قال فی العالمگیریة ج ۱ ص ۱۹۱ تعتبر القیمة عند حولان الحول بعد ان تکون قیمتھما فی ابتداء الحول مائتا درھم من الدراھم الغالب علیھا الفضة کذا فی المضمرات وفیھا ایضًا بعد نسطرین اذا کان له مائتا قفیز حنطة للتجارة تساوی مائة درھم فتمرّ الحول ثم زادا فان اری من عینھا ادی خمسة اقفزه فان ادی القیمة تعتبر قیمتھا یوم الوجوب لأن الواجب احدھما ولھٰذا یجبر المصدق علٰی قبوله وعندھما یوم الاداء".

مسئلہ۱۷: ماہانہ بچت پر سال ختم ہونے کے بعد جس قدر مالیت موجود ہو جس میں اصل اور نفع سب شامل ہوگا اس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی مثلاً ابتداء سال میں چھ ہزار روپے تھے اور

Marfat.com

سال ختم ہونے پر چھ ہزار پانچ سو کی مالیت تھی، ان چھ ہزار پانچ سو کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے خواہ نفع کا ماہواری نصاب اور مقدار معلوم ہو یا نہ ہو "ومن کان لهٗ نصابٌ فاستفاد فی اثناء الحول مالًا من جنسه ضمه الٰی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا بایّ وجهٍ استفاد ضمه" الخ (ہندیہ کتاب الزکوٰۃ ص۱۷۵ ج۱)

مسئلہ۱۸: دکان میں جو اشیاء تجارت کی موجود ہیں ان کی مالیت کا اندازہ لگا کر اگر وہ مالیت نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ آئے گی، یہ نصاب کو پہنچ جانا سال کی ابتداء اور انتہاء میں لازم ہے سال کے درمیان میں زیادتی اور نقصان کا کوئی اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمودؒ ص۲۵۱، ج۳)

مسئلہ۱۹: کمپنیوں کے اموال پر زکوٰۃ کا حکم:

شریعت میں ہر حصہ دار کو اپنے اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے کوئی عبادت بغیر نیت کے ادا نہیں ہو سکتی اس لئے ہر مکلّف پر لازم ہوگا کہ وہ زکوٰۃ خود ادا کرے اور ادا کرتے وقت یا مال کو زکوٰۃ کے لئے جدا کرتے وقت نیت کرے۔

اور دوسری چیز اسباب میں یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ میں نیابت جاری ہو سکتی ہے یعنی اگر کوئی شخص دوسرے کو اداء زکوٰۃ کے لئے وکیل اور نائب بنا دے تو یہ بھی جائز ہے لیکن نیابت جاری ہونے کے لئے انابت ضروری ہے یعنی صاحبِ زکوٰۃ کسی شخص کو مثلاً کمپنی کے کسی حصہ دار یا منیجر کو اجازت دیدے کہ تم میرے مال میں سے زکوٰۃ دے دو تو یہ بھی جائز ہوگا حاصل یہ کہ کمپنی اور اس کے ڈائریکٹرز زکوٰۃ ادا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں مالکان حصص خود ذمہ دار ہیں۔

(خیر الفتاویٰ ص۳۵۸ ج۳)

مسئلہ۲۰: زکوٰۃ ہر سال دی جائے کیونکہ زکوٰۃ سالانہ وظیفہ ہے۔ اس لئے جس روپے کی زکوٰۃ ایک سال ادا کر دی گئی ہے، اگر وہ رقم آئندہ سال تک محفوظ رہے اور بقدر نصاب ہو تو پھر اس میں سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ جب نصاب سے کم رہ جائے تو پھر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

"وشرطهٗ ایْ شَرط افتراض ادائها حولان الحول فتلزم الزکٰوة کیفما امسکها" (درمختار کتاب الزکوٰۃ ج۲ ص۱۳)

مسئلہ۲۱: زکوٰۃ یک مشت ادا کرنے کی بجائے سال بھر میں تھوڑی تھوڑی ادا کی، تو اس

Marfat.com

صورت میں بھی ادا ہو جائے گی۔ مگر بہتر یہ ہے کہ سالِ تمام پر اس سال کی کل زکوٰۃ ادا کر دی جائے کیونکہ موت وحیات کا اعتبار نہیں۔ اگر مرض الموت میں مبتلا ہو گیا تو وہ رقم جو زکوٰۃ کے لئے الگ رکھی ہے وہ ورثہ کی ملک ہو جائے گی۔ پھر وہ کیا خبر دیں یا نہ دیں۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۲۰)

مسئلہ ۲۲: پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب وہ قبضہ میں آ جائے اور حولان حول ہو جائے، اور وصول ہونے کے بعد بھی اس پر گزشتہ زمانہ کی زکوٰۃ نہیں۔ "لانّہٗ دین ضعیف کدین المهر ولا یقاس علٰی دین اجرة الارض والدار والعبد فأنه دین متوسط لان منفعة المال مال من وجهٍ والحر لیس بحال فدین اجرته لیس بمقابل للمال الحقیقی ولا الحکمی علٰی ان الدین المتوسط ایضا کا الدین الضعیف فی عدم وجوب الزکوٰة علی الراجع" الخ

البتہ پرائیویٹ کمپنیوں کا پراویڈنٹ فنڈ ایک مستقل کمپنی کی تحویل میں دے دیا جاتا ہے جس میں ملازم کا ایک نمائندہ ہوتا ہے، یہ کمپنی چونکہ ملازمین کی وکیل ہے، لہٰذا کمپنی کا قبضہ ملازم کا قبضہ شمار ہوگا اور یہ رقم ملازم کی ملک ہوگی، اس لئے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۶۰)

مسئلہ ۲۳: خالص مالِ حرام پر زکوٰۃ واجب نہیں اس مال کا اگر مالک معلوم ہو جائے تو مالک پر لوٹانا واجب ہے، اور اگر مالک معلوم نہیں تو یہ مال مسکین پر صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر حلال وحرام مخلوط ہے تو حرام مال کی مقدار اس سے نکال کر باقی اگر بقدر نصاب بچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ "قال فی العلانیة ولو خلط السلطان المال المغصوب بملکه ملکه فتجب الزّکٰوة فیه ویورث عنه لان الخلط استهلاک اذا لم یمکن تمییزه عند ابی حنیفةؒ وقوله ارفق اذ قلما یخلو مالِ عن غصب وهٰذا اذا کان له مال غیر ما استهلکه بالخلط منفصل عنه یُوَفّی به دینه والّا فلا زکوٰة کما لو کان الکل خبیثًا کما فی النهر."

مسئلہ ۲۴: مسکین کو قرض معاف کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ صحیح صورت یہ ہے کہ اس شخص کو زکوٰۃ کی رقم دے کر قرض میں واپس لے لے۔ اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو اس کو

Marfat.com

کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوٰۃ کی رقم وصول کر کے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے۔ "کما فی شرح التنویر واعلم ان اداء الدین عن الدین والعین عن العین وعن الدین یجوز واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوٰة ثم یأخذها عن دینه ولو امتنع المدیون مدیده واخذها لکونه ظفر بجنس حقه فان مانعه رفعه للقاضی وفی الشامیة تحت (قوله واعلم) وفی صورتین لا یجوز الاولیٰ اداء الدین عن العین کجعله ما فی ذمة مدیونه زکوة لماله الحاضر" (ردالمحتار ج۲)

مسئلہ۲۵: زکوٰۃ کا حساب کرنے کے لئے چاند ہی کی تاریخ مقرر کرنا ضروری ہے انگریزی تاریخ مقرر کرنا درست نہیں۔ (فقہی مقالات ج۳ ص۱۶۳، مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی)

مصارفِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمائے ہیں:

انّما الصّدقات للفقراء . الاٰیة ..... جو کہ کل آٹھ ہیں:

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عامل یعنی زکوٰۃ کی وصولی کرنے والا (۴) مؤلفۃ القلوب یعنی نئے نئے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے (۵) مجاہدین (۶) غلام کو آزاد کرانے میں مدد کرنا (۷) مسافر جو محتاج ہو (۸) غرماء یعنی مقروض کو قرض کی ادائیگی کے لئے دینا۔

ان میں سے مؤلفۃ القلوب تو ساقط ہو چکے ہیں، غلاموں کا فی الحال وجود نہیں۔ لہٰذا باقی چھ مصرف رہ گئے، ان میں سے جس کو چاہے دیدے۔ ایک کو یا سب کو۔

مسئلہ۱: بنام قرض یا ہدیہ زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ یہ روپیہ تم کو قرض دیتا ہوں یا ہدیہ کرتا ہوں اور وہ زکوٰۃ کا مال تھا تو دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ "قال ابن عابدین رحمه الله فلو سمّاها هبة او قرضًا تجزئهٗ فی الاصح" (شامی ج۱ ص۱۱۶)

مسئلہ۲: عیال دار مستحق زکوٰۃ کو نصاب سے اتنا زیادہ بھی دے سکتے ہیں کہ اس کے گھر کے تمام افراد پر تقسیم ہو کر کوئی بھی صاحب نصاب نہ بن سکے۔ "وکره اعطاء فقیر نصابًا او اکثر

Marfat.com

الا اذا کان المدفوع الیه مدیونا ان کان صاحب عیال بحیث لو فرقه علیهم لا یخص کلًا." (درمختار ج۳ص۲۵۵)

کون سے افراد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور کن کاموں میں خرچ کرنا درست نہیں؟

زکوٰۃ دینے والے کا اپنے والد، دادے، اسی طرح اوپر تک جہاں تک یہ سلسلہ چلا جائے ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد یعنی پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں آخر تک کسی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ مال دار شخص اور اس کی نابالغ اولاد، ہاشمی، سید اور ان میں آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبدالمطلب شامل ہیں۔ ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

اسی طرح خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

زکوٰۃ سے مسجد کی تعمیر کرنا، میت کو کفن دینا جائز نہیں۔

(قدوری شریف ص۴۳)

مسئلہ: غنی طالب علم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اور تنویر الابصار میں جو مطلقاً جواز منقول ہے وہ غیر معتمد ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس کی تصریح فرمائی۔ قال فی تنویر الابصار ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوٰة ولو غنیًا. اذا فرغ نفسه لافادة العلم وقال ابن العابدین فی الشامیه وهٰذا الفرع مخالف لاطلاق الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد قلت وهو کذالک والاوجه تقییدهٗ بالفقیر ویکون طلب العلم مرخصا لجواز سواله من الزکوٰة وغیرها وان قادرًا علی الکسب اذ بدونه لا یحل له السوال کما سیاتی. (ج۳ ص ۳۳۵ کتاب الزکوٰۃ شامی)

مسئلہ: زکوٰۃ مانگنے والے کو دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ جس شخص کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو یا کمانے پر قادر ہو اس کا خوراک کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔

اسی طرح لڑکیوں کے جہیز کے لئے سوال کرنا بھی شرعاً ضرورت میں داخل نہیں لہٰذا یہ بھی ناجائز ہوگا۔ البتہ بغیر سوال کئے اگر کوئی دیدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ولا یحل لهٗ ان یسال شیئًا من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة کا الصحیح المکتسب، ویاثم معطیه ان علم بحاله ولاعانته المحرم" (شامی ج۳ص۳۵۷)

Marfat.com

مسئلہ: مدارس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے بلکہ مدارس میں زکوٰۃ دینا زیادہ ثواب ہے، اس میں فرض کی ادائیگی بھی ہے اور تبلیغ دین کی اعانت بھی ہے۔ بلکہ ایک علاقہ کی زکوٰۃ دوسرے علاقہ کے مدارس کو دینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر اس کے رشتہ دار فقراء ہیں تو ان کے لئے بھی زکوٰۃ منتقل کرنا جائز ہے۔ علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اہل علم فقراء پر زکوٰۃ خرچ کرنا جہلاء پر زکوٰۃ خرچ کرنے سے افضل ہے۔

وکرہ نقلها الا لی قرابة بل فی الظهيرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتّٰی يبدأ بهم فيُسد حاجتهم او اخوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمين او من دارالحرب الی دار الاسلام او الی طالب علم وفی المعراج التصدق علی العالم الفقير افضل او الی الزهاد او كانت معجلة قبل تمام الحول فلا يكره خلاصه (درمختار علی الشامی ج۳ ص۳۵۶)

مجالس الابرار میں ہے کہ زکوٰۃ پرہیزگار کو دو کہ وہ اس امداد سے امداد فی العبادۃ حاصل کرتا ہے اور اس کو دینے والے بھی ان کی عبادت کے ثواب میں شریک بن جائیں گے یا زکوٰۃ عالم دین کو دو کہ عالم دین کی خدمت کرنا اس کے علم میں امداد کرنا ہے البتہ عالم سے وہ عالم مراد ہے جو علم آخرت کے لئے حاصل کرتا ہو نہ کہ برائے دنیا۔

اسی طرح احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوٰۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں درجۂ نبوت کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں۔ اگر اہل علم تنگدست ہو گئے تو دینی خدمت نہ ہو سکے گی، نتیجتاً امور دینیہ میں نقص آ جائے گا۔ لہٰذا علمی خدمت کے لئے ان کو فارغ و بے فکر کر دینا سب سے بہتر ہے۔

اور فضائل العلم والعلماء میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ جس نے طالب علم کو ایک درہم دیا تو گویا اس نے راہِ خدا میں جبل اُحد کے برابر بہترین سونا خیرات کیا۔

مسئلہ: سیلاب زدگان اگر محتاج ہوں تو ان کو مال زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے یا جو کھانے پینے کی اشیاء ان کو مد زکوٰۃ میں سے دی جائیں اور ان کو ان اشیاء کا مالک بنا دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گی ورنہ نہیں۔ لان الزكوٰة هی تمليک المال من فقير مسلم غير هاشمی.....

Marfat.com

عذاب قبر ایک حقیقت ہے

جناب ڈاکٹر نور احمد لکھتے ہیں: چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ جانا ہوا۔ مانسہرہ سے آگے ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچے۔ مسجد میں سامان رکھا اور تعلیم شروع کی، مسجد سے باہر ادھر ادھر کافی لوگ فارغ بیٹھے تھے، ہم لوگ ان کے پاس گئے اور مسجد میں آنے کی دعوت دی تا کہ تعلیم میں شریک ہو سکیں۔ کچھ لوگ ہمارے ساتھ مسجد میں آنے پر تیار ہو گئے۔ ایک صاحب نے کہا کہ میں نماز کے وقت آؤں گا اور نماز کے بعد عذاب قبر کا ایک واقعہ آپ لوگوں کو سناؤں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد یہ صاحب ہمارے پاس بیٹھ گئے اپنا تعارف کروایا کہ وہ ریٹائرڈ فوجی جوان ہے۔ ۱۹۶۵ کی پاک و ہند جنگ میں ایک قبرستان میں اسلحے کا ایک عارضی ذخیرہ بنایا گیا تھا اور کچھ اور نوجوانوں کے ساتھ اس کی بھی وہاں پہرے پر ڈیوٹی تھی۔ دن کا وقت تھا اور کوئی خاص کام نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے قبرستان میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک پرانی قبر کے پاس سے گزر رہا تھا تو یوں محسوس ہوا جیسے قبر کے اندر سے ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز آ رہی ہو۔ اس فوجی جوان نے بتایا کہ میں نے بندوق کے بٹ کے ساتھ قبر کی اینٹیں ہٹائیں تا کہ دیکھوں کہ یہ آواز کیسی ہے؟ جیسے جیسے میں مٹی ہٹاتا گیا آواز اور تیز ہوتی گئی اور میری دلچسپی اور خوف بھی بڑھتا گیا۔ دن کا وقت تھا روشنی خوب پھیلی ہوئی تھی، کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہوا ہے اور اس پر چوہے کی شکل کا ایک جانور بیٹھا ہوا ہے اور جب وہ اپنا منہ اس ڈھانچہ پر مارتا ہے تو سارا ڈھانچہ اکڑ جاتا ہے اور ہڈیوں کے ٹوٹنے اور چٹخنے کی آواز آتی ہے میرے سامنے تین مرتبہ اس جانور نے اپنا منہ ہڈی پر مارا۔ مجھے بہت ترس آیا کہ یہ جانور مردے کو تکلیف پہنچا

Marfat.com

رہا ہے۔ چنانچہ رالکفل سے جب میں نے اس جانور کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مٹی میں چھپ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جانور قبر سے نکل کر میری طرف لپکا۔ مجھ پر کچھ ایسی دہشت سوار ہوئی کہ میں اسے مارنا بھول کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کافی دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ جانور میرے پیچھے تیزی سے بھاگا آ رہا تھا۔ قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ تھا اس جانور سے بچنے کے لئے میں اس جوہڑ میں داخل ہو گیا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ وہ جانور جوہڑ کے کنارے پر آ کر رک گیا اور قدرے توقف کے بعد اس نے اپنا منہ پانی میں ڈل دیا۔ یکا یک پانی کھولنے لگا۔ میں بھاگ کر جوہڑ سے باہر نکلا۔ میری ٹانگیں جل رہیں تھیں، جلد سرخ ہو چکی تھی اور آبلے بھی پڑ چکے تھے۔ درد کی شدت سے میرا چلنا محال تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔ چنانچہ مجھے ایبٹ آباد کے ہسپتال میں داخل کروایا گیا اور پھر وہاں سے راولپنڈی کے بڑے فوجی ہسپتال (C.M.H.) میں منتقل کر دیا گیا۔ میری ٹانگوں کا گوشت گلنا شروع ہو گیا اور ہر وقت بدبودار پیپ اور خون رستا رہتا تھا۔ کسی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو مجھے علاج کیلئے امریکہ بھجوایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی۔ اس وقت ٹانگوں کی صرف ہڈیاں بچ گئیں گوشت آہستہ آہستہ گل کر علیحدہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر وقت مردے کی سی بدبو آتی رہتی ہے۔ پھر اس نے ہمیں اپنی دونوں ٹانگیں دکھائیں جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

قبر کی آگ

یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے میں ایم بی بی ایس کے دوسرے سال میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تشریح البدن (اناٹومی) کا مضمون پڑھنے کے لئے انسانی ہڈیوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ کالج ابھی نیا نیا بنا تھا اور انسانی ہڈیوں کا ذخیرہ بہت محدود تھا۔ چنانچہ میرے چند دوستوں نے نشتر میڈیکل کالج کے ساتھ والے قبرستان (جوان دنوں قلعہ والا قبرستان کہلاتا تھا) کی طرف رجوع کیا قبرستان کے مجاور سے جا کر بات کی۔ کچھ پس وپیش کے بعد وہ بائیس روپے میں پورا انسانی ڈھانچہ فراہم کرنے پر رضامند ہو گیا۔ لڑکے رات کو ایک بوری اور بائیس روپے مجاور کو دے آتے اور اگلے روز ان کو پورا انسانی ڈھانچہ مل جاتا۔ مجاور کا یہ

Marfat.com

کاروبار چلتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے انسانی کھوپڑی کی ضرورت پیش آئی۔ میں قبرستان گیا اور مجاور سے ملا۔ وہ اس وقت مسجد میں بیٹھا تھا۔ میرے اصرار کے باوجود اس نے انسانی ہڈی فراہم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کے ساتھ وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ چند دن قبل جب اس نے ایک قبر کھولی تو قبر میں آگ کا ایک شعلہ نکلا جس نے اس کا پیچھا کیا۔ مجاور نے مزید بتایا کہ وہ پوری تیزی سے جان بچانے کے لئے بھاگا مگر آگ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب وہ بھاگتے بھاگتے مسجد میں داخل ہو گیا تو وہ آگ واپس چلی گئی اس نے بتایا کہ اب اس نے پکی توبہ کر لی ہے کہ کبھی قبروں کی توہین نہیں کرے گا۔

قبر کی کشادگی اور اس میں خوشبو کی مہک

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کوئی اور واقعہ جو اسے پیش آیا ہو سنائے۔ تو اس نے بتایا کہ پیسے کی لالچ میں جب اس نے قبر کو کھولا تو اس کو بیحد وسیع پایا۔ قبر سے خوشبو آ رہی تھی اور ایک بزرگ بیٹھے تلاوت کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے فوراً قبر کو بند کر دیا۔

قبر کھودنے والے مزدوروں کا وحشت ناک واقعہ

کافی عرصہ قبل جب میں نشتر ہسپتال میں میڈیکل وارڈ کا رجسٹرار تھا تو میرے وارڈ میں دو مزدور بے ہوشی کے حالت میں داخل ہوئے۔ ہوش میں آنے کے بعد وحشت زدہ ہو کر پھر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ علاج کے بعد جب ان کی حالت کچھ سنبھلی تو انہوں نے بتایا کہ ملتان کے مشہور و معروف آدمی کی قبر کو اس لئے کھودا جا رہا تھا کہ ان کی نعش کو خاص جگہ منتقل کیا جائے۔ جب قبر کھولی گئی تو مردہ کی شکل کو دیکھ کر وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس مردے کے لواحقین نے جب مردے کی یہ حالت دیکھی تو جلدی سے قبر کو بند کر دیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ اخبارات میں بھی چھپا تھا۔

تین قبروں کے علاوہ سب قبریں آگ سے بھری پڑی ہیں

احمد پور شرقیہ میں ایک نیک خاتون دینی مدرسہ کی مہتمم تھیں۔ اس کو ایک لاعلاج مرض لاحق ہو گیا میرے پاس بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں داخل ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

Marfat.com

ان کے علاج پر اُٹھنے والے اخراجات کراچی سے ایک حاجی صاحب (جو ہمارے پروفیسر صاحب کے سسر ہیں) بھیجا کرتے تھے۔ جب یہ نیک خاتون فوت ہوگئی تو حاجی صاحب کو کراچی میں اطلاع دی گئی۔ وہ تشریف لائے اور سیدھے اس بی بی کی قبر پر گئے واپس آکر سب سے پہلے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی کی قبر میں اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائی ہیں۔ اگلے روز حاجی صاحب پھر قبرستان تشریف لے گئے اور جب واپس لوٹے تو بے حد غمگین تھے۔ آتے ہی رونا شروع کر دیا، کھانا، پینا بند کر دیا مگر نماز کی پابندی جاری رہی۔ ہر وقت استغفار میں مشغول رہتے۔ تین دن کھانا پینا بند کرنے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ تو ڈاکٹر صاحب جو ان کے داماد تھے مجھے لے گئے جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حاجی صاحب مسجد میں پڑے ہوئے آہستہ آہستہ اللہ سے استغفار اور آہ وزاری کر رہے ہیں۔ آواز میں اتنا درد اور سوز تھا کہ پاس بیٹھنے والے پر بھی گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ میں نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ میرے بار بار کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا احمد علی رحمتہ اللہ علیہ لاہوری نے ان کو کشف قبور کا وظیفہ بتایا تھا وہ انہوں نے پہلے روز اس بی بی کی قبر پر کیا تو نہایت اچھی خبر ملی۔ دوسرے روز ساتھ والی قبر پر وہی وظیفہ پڑھا تو دیکھا کہ سب قبریں آگ سے بھری پڑی ہیں اور مردے آگ میں تڑپ رہے ہیں۔ کسی قبر میں آگ کم ہے کسی میں زیادہ حتیٰ کہ پورے قبرستان میں صرف تین قبریں اس آگ سے محفوظ تھیں۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ منظر دیکھ کر روؤں نہ تو اور کیا کروں، اللہ سے ان کے لئے تخفیف عذاب کی دعا مانگ رہا ہوں ایسا دردناک عذاب ہے کہ اگر آپ دیکھ لیں تو دہنی تو ازن کھو بیٹھیں یا دہشت سے مر جائیں۔ پھر حاجی صاحب نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عذاب قبر اس قدر دردناک ہے کہ اگر انسان اس کو دیکھ لیں یا آواز سن لیں تو پاگل ہو کر جنگلوں میں بھاگ جائیں اور اپنے مردے دفن کرنا بند کر دیں۔ میں نے حاجی صاحب سے پوچھا کہ قبریں آگ سے کیوں بھری ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک تو نماز چھوڑنے پر دوسرے استنجا سے بے توجہی کرنے کی وجہ سے، اس دردناک نظارہ کی وجہ سے حاجی صاحب اکثر رویا کرتے تھے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

برے اعمال کی سزا

سرگودھا شہر کا واقعہ ہے کہ ایک محلّہ میں ایک جماعت ٹھہری ہوئی تھی۔ جماعت کے ساتھی محلے میں گشت کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مکان سے بہت سارے مرد اور عورتیں خوفزدہ ہو کر جلدی سے نکل کر بھاگ رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک آدمی فوت ہو گیا تھا اور اس کے تمام رشتہ دار اکٹھے تھے۔ ابھی مردے کو نہلانے کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ کہیں سے آیا اس نے میت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کی وجہ سے میت کے رشتہ دار گھر سے بھاگ رہے ہیں۔ جماعت کے ساتھی مکان کے اندر گئے تو واقعی ایسا ہی پایا۔ جماعت والوں نے میت کے لواحقین کو بتایا کہ یہ سانپ نہیں بلکہ اعمال کا وبال ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے۔ اور میت کے لئے استغفار کی جائے۔ میت کے رشتہ دار اتنے خوفزدہ تھے کہ انہوں نے قریب جانے سے انکار کر دیا۔ جماعت والوں نے دعا استغفار اور ذکر واذکار کا اہتمام کیا۔ کچھ دیر بعد وہ سانپ غائب ہو گیا۔ چنانچہ میت کو نہلایا اور کفن پہنایا گیا۔ جب میت کو دفن کرنے کے لئے قبر کے پاس لے جا کر رکھا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ قبر میں بھی موجود ہے جو کہ قبر کھودتے وقت وہاں موجود نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے میت کو قبر میں اتارا گیا۔ جونہی میت کو قبر کے حوالے کیا سانپ پھر میت کے گرد لپٹ گیا۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی سے قبر کو بند کر کے واپس آ گئے۔

قبر میں بچھو

دس سال پہلے کا ذکر ہے کہ میں قائداعظم میڈیکل کالج میں بطور پرنسپل کام کر رہا تھا قریب کی بستی سے ایک ڈسپنسر اپنے ایک قریبی عزیز کے مرض کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بتایا کہ اس بستی میں ایک حجام فوت ہو گیا جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو لوگوں نے اس کو ہلایا اور کہا کہ کلمہ پڑھ (حالانکہ یہ ایک غلط طریقہ تھا) اس نے کلمہ نہ پڑھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ جب دفن کرنے

Marfat.com

لگے تو دیکھا کہ قبر بچھوؤں سے بھری پڑی ہے۔ لوگوں نے قبر کو بند کر کے دوسری کھودی تو جب میت کو قبر میں اتارنے لگے تو دیکھا کہ وہ قبر بھی بچھوؤں سے بھری پڑی ہے۔ چنانچہ اسی حالت میں مردے کو قبر میں رکھ کر بند کر دیا گیا۔ علماء کرام سے سنا ہے کہ نزع کے عالم میں مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہنا چاہئے بلکہ اس کے قریب مناسب آواز میں کلمے کا ورد کرنا چاہے۔

عذاب قبر کی وجہ سے مردے کی چیخ و پکار

چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ ایبٹ آباد جانا ہوا۔ شہر کے قریب ایک بستی کی مسجد میں قیام کیا۔ مسجد کے ساتھ ہی قبرستان تھا۔ پروگرام کے مطابق ہم لوگوں نے گشت کر کے مقامی لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کیا اور قبر و حشر کی بات شروع کی۔ بات سنتے ہی مقامی لوگوں نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا۔ ہم لوگ پریشان ہو گئے کہ اتنا اثر تو آج تک کسی نے بھی نہیں لیا اور نہ ہی ہمارے اوپر ہوا ہے۔ ہمارے استفسار پر ایک مقامی ساتھی نے بتایا کہ اصل میں اس بستی والے عذاب قبر کا نمونہ دیکھ چکے ہیں۔ پھر اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ایک عورت کی قبر ہے۔ جس کو مرے ہوئے قریباً ساٹھ سال بیت چکے ہیں۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد قبرستان سے چیخنے چلانے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ تلاش اور جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آوازیں اسی قبر کے اندر سے آ رہی ہیں۔ قبر بہت پرانی اور پختہ تھی جوں جوں دن چڑھتا گیا آوازیں بلند ہوتی گئیں بستی والوں پر عجیب دہشت طاری ہو گئی۔ عورتوں اور بچوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک عالم دین کو بلایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ قبر کے اندر عورت کو عذاب ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا نمونہ آپ سب بستی والوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دکھایا ہے کہ اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مان کر چلو گے تو اس بڑے حادثہ سے بچ جاؤ گے۔ چنانچہ سب لوگوں نے ذکر و استغفار، درود شریف اور قرآن کریم پڑھ کر مرحومہ کی روح ایصال ثواب پہنچایا اور عصر کی نماز کے وقت وہ خوفناک آواز اور چیخ و پکار بند ہو گئی۔ جب بھی قبر اور آخرت کی بات کرتے تو بستی والوں پر گریہ طاری ہو جاتا۔

Marfat.com

موت کے چند مناظر مرتے وقت ملک الموت کا نظر آنا

روجھان روڈ پر ایک بس تیزی سے اپنی منزل کی طرف جارہی تھی، اچانک ڈرائیور نے بریک لگائی اور کنڈیکٹر سے کہا کہ سواری چڑھالو۔ کنڈیکٹر نے گیٹ کھول کر دیکھا تو باہر کوئی بھی مسافر نہ تھا۔ چنانچہ اس نے چلو چلو کی آواز لگادی۔ لیکن ڈرائیو نے بس نہ چلائی۔ ڈرائیور کے قریب جا کر دیکھا تو اس کا سر سٹیرنگ پر ڈھلکا ہوا تھا اور اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ یہ واقعہ مجھے اس بس کے ایک مسافر نے سنایا۔

مرتے وقت اپنی محبوب چیز کا طلب کرنا

میرا ایک عزیز جو خورد ونوش کا بہت شوقین تھا نتیجتاً اسے شوگر (ذیابیطس) اور دل کا مرض لاحق ہوگیا۔ بیماری کی شدت کی وجہ سے وہ میرے وارڈ میں داخل ہوگیا۔ اس کی حالت بگڑتی گئی۔ موت سے چند لمحے پہلے اس نے پکوڑے، برفی اور دودھ وغیرہ کی خواہش ظاہر کی۔ یہ ساری چیزیں اس کو مہیا کی گئیں۔ ابھی اس نے پہلا لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالا تھا کہ بستر پر ڈھیر ہوگیا، دیکھا تو انتقال ہو چکا تھا۔

ایک ڈاکٹر کے آخری کلمات

ایک ڈاکٹر موت کے وقت کچھ طلب کر رہا تھا۔ اور اس کی بیگم اس کے قریب کھڑی ہوئی کلمہ کی تلقین کر رہی تھی۔ جب وہ اللہ کو پیارے ہوئے تو میں نے ان کی بیگم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر مرحوم کو ریڈر ڈائجسٹ پڑھنے کا بہت شوق تھا کیونکہ یہ آپ کی محبوب چیز تھی اس لئے مرتے وقت اس کی طلب تھی۔

ایک زمیندار کے آخری کلمات

ایک زمیندار بار بار یہی دریافت کر رہا تھا کہ بھینس کو چارہ ڈالا ہے؟ یہ شکایت جب اس کے رشتہ داروں نے مجھے آکر کی تو میں چونک اٹھا میں نے سمجھ لیا کی اس کا آخری وقت ہے کیونکہ اس کی ساری عمر بھینسوں اور چارہ میں گزری اس لئے وہ چیز مرتے وقت

Marfat.com

سامنے آئی اور کلمہ جیسی نعمت سے محروم ہوگیا۔

وکیل صاحب کے آخری کلمات

ملتان کے ایک وکیل جو میرے زیر علاج تھے، میرے وارڈ میں داخل ہوئے۔ چند دن علاج کے بعد رشتہ داروں نے بتایا کہ ہر وقت شفعہ کی بات کر رہے ہیں۔ میں جب ان کے قریب گیا تو دائیں کروٹ بدلی اور پوچھا شفعہ نمبر۲ کا کیا بنا؟ پھر بائیں کروٹ بدلی اور پوچھا شفعہ نمبر۳ کا کیا بنا؟۔۔۔۔تھوڑی دیر بعد یہ صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے۔

مرتے وقت گالیں نکالنا

ایک مریض جو میرے وارڈ میں تھا اس کا مرض یکدم شدید ہوگیا۔ میں نے دیکھنے کے بعد نرس کو ٹیکہ لگانے کے لئے کہا۔ جب نرس نے ٹیکہ لگایا تو اس کو بہت گندی گالی دی۔ دوسرا ٹیکہ نرس نے لگانے سے انکار کر دیا تو میں نے لگایا۔ ٹیکہ لگانے کے فوراً بعد اس نے مجھے بہت گندی گالی دی اور تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ گالی نکالنا اس کا تکیہ کلام تھا۔ جب کبھی کسی سے مخاطب ہوتا تو گالی دے کر بلایا کرتا تھا۔ اور آخری وقت یہ چیز نصیب ہوئی۔

مرتے وقت گانے گانا

ایک نوجوان دل کے مرض سے داخل تھا اور میرے وارڈ میں میرے زیر علاج تھا۔ جب میں اس کو دیکھنے گیا ریڈیو اس کے ساتھ رکھا ہوتا تھا اور گانے سننے میں مشغول ہوتا مجھے پتا تھا کہ لاعلاج مرض ہے۔ میں نے قرآن کریم پڑھنے کی ترغیب دی۔ تو اس نے بتایا کہ میں حافظ قرآن ہوں، گانے بھی سنتا ہوں اور قرآن بھی پڑھتا ہوں تو میں نے پوچھا کہ کون سا کام زیادہ کرتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ گانے کو زیادہ وقت دیتا ہوں جب مر رہا تھا تو گانا گانے کی آواز منہ سے آرہی تھی کلمہ کی توفیق نہ نصیب ہوئی کتنی بدنصیبی ہے کہ اللہ کے کلام کو گانے سے کمتر سمجھا تو کلمہ کی نعمت سے محروم رہا۔

قبروں میں سانپ اور بچھو

جب منگلا ڈیم پاکستان میں تعمیر ہو رہا تھا اور بند باندھا جا رہا تھا اور مٹی ادھر ادھر سے

Marfat.com

اکٹھی کی جارہی تھی اس عمل کے دوران بلڈوزر نے ایک قبر کھول لیا اس قبر میں ایک مردہ لیٹا ہوا تھا اور اس کے منہ کے اوپر ایک سانپ بیٹھا ہوا تھا وقفہ وقفہ کے بعد ڈس رہا تھا۔ یہ نظارہ وہاں کے تمام لوگوں نے دیکھا۔ چنانچہ کچھ اللہ والوں نے ذکر واذکار شروع کر دیا مردہ کے لئے تخفیف عذاب کے لئے درود شریف، قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد یہ سانپ کہیں غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ وہاں کے ایک انجینئر نے بتایا جو ان دنوں بند کے بنانے میں مشغول تھا۔

آج سے تقریباً بیس سال قبل ایک قبر کشائی کے لئے میں ایک میڈیکل آفیسر کے ساتھ گیا۔ یہ قبر کوٹ مٹھن کے باہر ایک قبرستان میں واقع تھی اور قبر والے کو مرے ہوئے پانچ دن گزر رہے تھے۔ جب قبر کھولی گئی تو میں وہاں موجود تھا، قبر کالی چمکدار موٹی مکھیوں اور موٹے کیڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور قبر کی تہہ پر سانپ اور بچھو نظر آرہے تھے۔ نظارہ اتنا ڈراؤنا تھا کہ وہاں سے سب لوگ بھاگ گئے۔ حتیٰ کہ سرکاری افسران جو ہمارے ساتھ موجود تھے وہ اس نظارہ کی تاب نہ لا سکے۔ سب سے بڑا مسئلہ مردہ کو نکال کر اس کی چیر پھاڑ کرنا تھا۔ مردہ کو نکالنے کے لئے بڑے جتن کئے گئے۔ بڑی مشکل سے دو مزدور پولیس کے ڈر سے رسیوں کے ذریعے مردہ کو باہر نکال کر لائے۔ کیڑوں کے انبار اور مکھیوں کے جھنڈ دیکھ کر ایک مزدور بے ہوش ہو گیا اور شام تک مر گیا۔ جب ہی مجھے یہ نظارہ یاد آتا ہے۔ تو پسینہ آجاتا ہے اور سوچتا ہوں کہ میرے ساتھ قبر میں کیا سلوک ہوگا؟ اگر مرنے سے پہلے قبر کی تیاری کر لی تو اچھا سلوک ممکن ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے ناکامی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

میرے ایک دوست ڈاکٹر قانون طب (نارنزک میڈیسن) سے منسلک ہیں اور قبر کشائی کے لئے ان کو سرکار کی طرف سے اکثر جانا پڑتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک جگہ قبر کشائی ہوئی مردہ کو بطور امانت رکھا گیا، کیونکہ اس کو خاص جگہ منتقل کرنا تھا، جب قبر کھولی گئی تو اتنی سخت بدبو نکلی کہ مردے کے تمام رشتہ دار بھاگ گئے اور قبر سے ایک عجیب قسم کا سانپ نکلا جو دنیا میں نہیں دیکھا جاتا۔ پورا دن انتظار کرنے کے باوجود بدبو کم نہ ہوئی تو تنگ آکر اسی حالت میں مردے کا معائنہ کیا گیا۔ یہ منظر بھی بہت ہی پریشان کن تھا اور جو لوگ وہاں موجود تھے سب پریشان تھے۔

Marfat.com

یہ واقعات اس لئے لکھے جارہے ہیں کہ ہم اپنی قبر کی تیاری میں لگ جائیں پتہ نہیں کب بلاوا آجائے؟

ارشادِ خداوندی ہے:

اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضونO (الانبیاء: ۱)

''لوگوں کا (وقت) حساب نزدیک آ پہنچا اور یہ (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں اور اعراض کئے ہوئے ہیں۔''

.....☆.....

آیئے! گناہوں سے توبہ کیجئے!

یا اللہ! ہمیں پاک فرما: یا اللہ! ہمارے ماحول نے ہمیں بالکل بے خبر اور بے حس کر رکھا ہے مگر ہماری بے حسی ہمیں ان گناہوں کے خمیازہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتی جو ہم سے ہوتے رہے ہیں، یا اللہ! آپ علیم وخبیر ہیں۔ ہماری آنکھوں کے جتنے گناہ ہیں اپنی رحمتِ کاملہ سے سب معاف فرما دیجئے۔ یا اللہ! ہماری زبان کے جتنے گناہ کبیرہ ہیں اپنی رحمت کاملہ سے اپنی رحمت کاملہ سے یا اللہ! سب معاف فرما دیجئے۔ ہمارے کانوں کے گناہ ہماری زبان کے گناہ ہماری آنکھوں کے گناہ، کبیرہ گناہ سمیت والے ناپاک گناہ، یا اللہ ہم سب سے توبہ کرتے ہیں، استغفار کرتے ہیں، یا اللہ! اپنی رحمتِ کاملہ اور اپنی رحمانیت کے صدقہ میں سب معاف فرما دیجئے۔ یا اللہ! گناہوں کی جتنی سمیت ہمارے اندر ہے اپنے کرم سے سب پاک فرما دیجئے۔ یا اللہ! ہمیں صبر واستقلال کی توفیق عطا فرمایئے۔ یا اللہ! ہم کو اس کا بھی تحمل نہ ہو سکے گا، اپنی رحمت سے تحمل عطا فرما دیجئے گا۔ ہمارے لئے جو بہتر صورت ہے وہ پیدا فرما دیجئے۔ ہم کو اپنی رحمتوں سے محروم نہ فرمایئے۔

اے اللہ! اپنے آپ کو برباد کر لیا ہے اب آپ کی درگاہ میں دست بدعا ہیں۔

Marfat.com

اپنی رحمت کاملہ سے اور اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے سب خطائیں معاف فرمادیجئے۔ جتنی سمیت ہمارے دلوں میں ہے ہمارے دماغ میں ہے، ہمارے رگ وریشہ میں ہے، ہمارے اندر گناہ کبیرہ کے جتنے اثرات ہیں، یا اللہ! سب اپنی جگہ زہر پھیلا رہے ہیں، یا اللہ ان کو اپنے انوار وتجلیات سے اور اپنی رحمتوں سے تبدیل فرمادیجئے۔ یا اللہ ہم سے مؤاخذہ نہ فرمایئے، یا اللہ! باقی ماندہ زندگی میں ہم کو مجبوریوں سے اور معذوریوں سے محفوظ رکھئے، یا اللہ اپاہج ہونے سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! دماغ ودل کے تعطل سے محفوظ رکھئے، یا اللہ جو گناہ ہوئے ہو چکے لیکن اب ہمیں ان سے بالکل پاک وصاف فرمادیجئے، باقی ماندہ زندگی یا اللہ پاکیزہ گزارنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اپنی رحمت سے ہمیں پاکیزہ زندگی عطا فرمایئے، یا اللہ! ہم سب آپ کے عاجز بندے ہیں، ہم اس ماحول کی سمیت سے بچ نہیں سکتے مگر آپ اپنی قدرتِ کاملہ سے بچا سکتے ہیں۔ یا اللہ! ہمیں بچا لیجئے جس طرح بیماریوں سے حفاظت کے لئے دوائیں استعمال کی جاتی ہیں تاکہ یہ بیماری پیدا نہ ہو اسی طرح یا اللہ! ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، یا اللہ! اپنی رحمتِ کاملہ سے اذکار واوراد ووظائف میں جو انوار ہیں ان کی قوتیں ہمیں عطا فرمادیجئے، تاکہ ان کے ذریعہ ہم اپنے نفس کی حفاظت کرسکیں اور شیطان سے بچنے کے لئے اپنے نفس کی شرارتوں سے بچنے کیلئے، گناہوں سے بچنے کے لئے ہم میں قوت پیدا ہو جائے۔

Marfat.com

کتابیات

القرآن کتاب اللہ

صحیح بخاری شریف:	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
صحیح مسلم شریف:	امام مسلم قشیریؒ
جامع ترمذی:	حضرت امام ترمذیؒ
سنن نسائی:	امام نسائیؒ
سنن ابن ماجہ:	امام ابن ماجہؒ
سنن ابوداؤد:	امام ابوداؤد سجستانیؒ
مسند احمد:	امام احمد بن حنبلؒ
الشفاء:	حضرت قاضی عیاضؒ
مظاہر حق شرح مشکوٰۃ	علامہ نواب قطب الدینؒ
کنز العمال	علامہ علی متقی ہندیؒ
سیرۃ حلبیہ	علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ
سیرۃ ابن ہشام	علامہ ابن ہشامؒ
البدایہ والنہایہ	علامہ ابن کثیرؒ
تنبیہ الغافلین	علامہ ابواللیث ثمرقندیؒ
نفیس پھول	علامہ ابن جوزیؒ

Marfat.com

بکھرے موتی	مولانا محمد یونس پالنپوری
اللہ سے شرم کیجئے	مفتی محمد سلمان منصور پوری
مواعظ دردِ محبت	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب
معرفتِ الٰہیہ	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب
تلبیس ابلیس	علامہ ابن جوزیؒ
عشق مجازی کی تباہ کاریاں	علامہ ابن جوزیؒ
تحفہ خواتین	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری
بہشتی زیور	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
اصلاحی خطبات	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
روح کی بیماریاں اوران کا علاج	مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ
جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات	مولانا ارسلان
مجالس الابرار	حضرت شاہ ابرار الحقؒ
موت اور عذاب قبر کے واقعات	ڈاکٹر نور احمدؒ
چھ گنہگار عورتیں	مولانا مفتی عبدالروف سکھروی
مجالس علم وذکر	مولانا سلیم اللہ خان
فقہی رسائل	مولانا مفتی عبدالروف سکھروی

روزنامہ اسلام، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ جنگ،
ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ، ماہنامہ الہدیٰ خیر پور،
ماہنامہ بناتِ عائشہ، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، خواتین کا اسلام
پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ ہفت روزہ ضرب مومن،
ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، المباحث الاسلامیہ بنوں
سالنامہ البدر، سہ ماہی مجلّہ الضیاء سمندری، سالنامہ الفاروقیہ شجاع آباد

Marfat.com

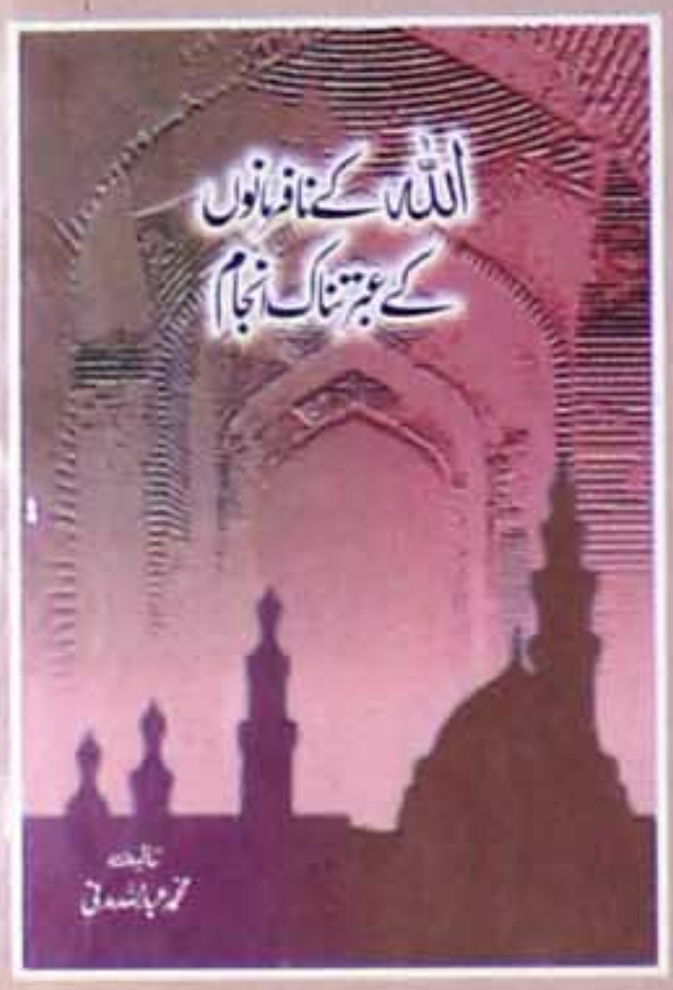

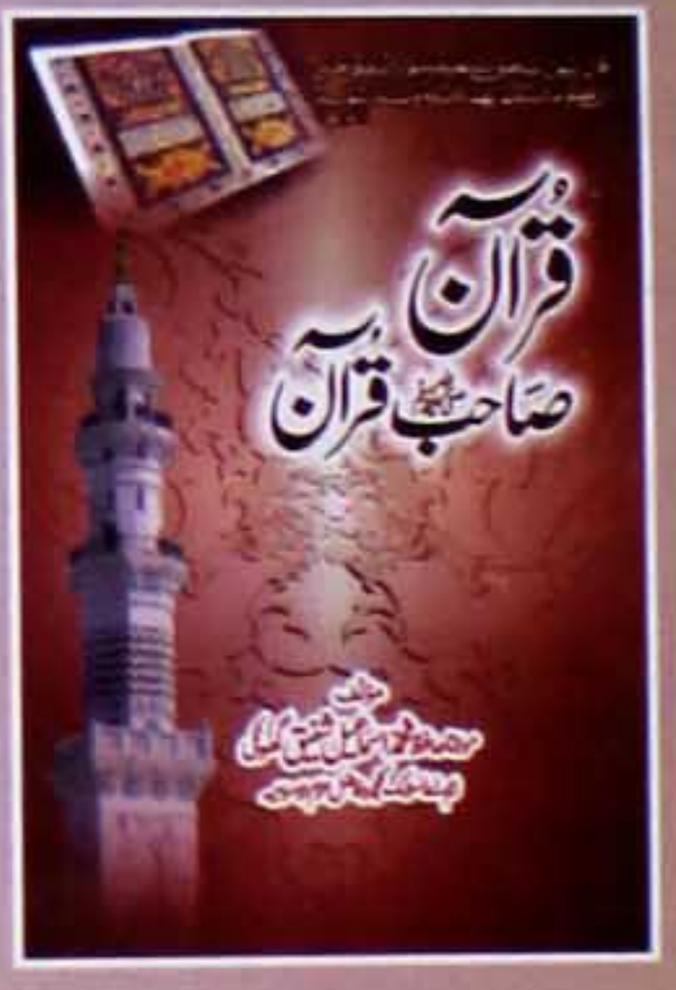

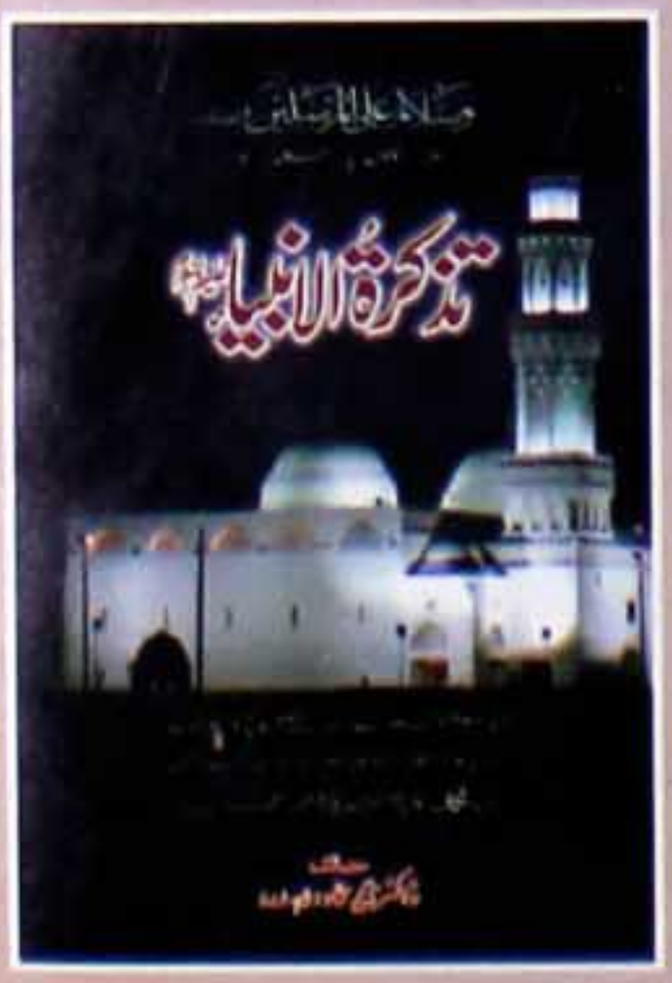

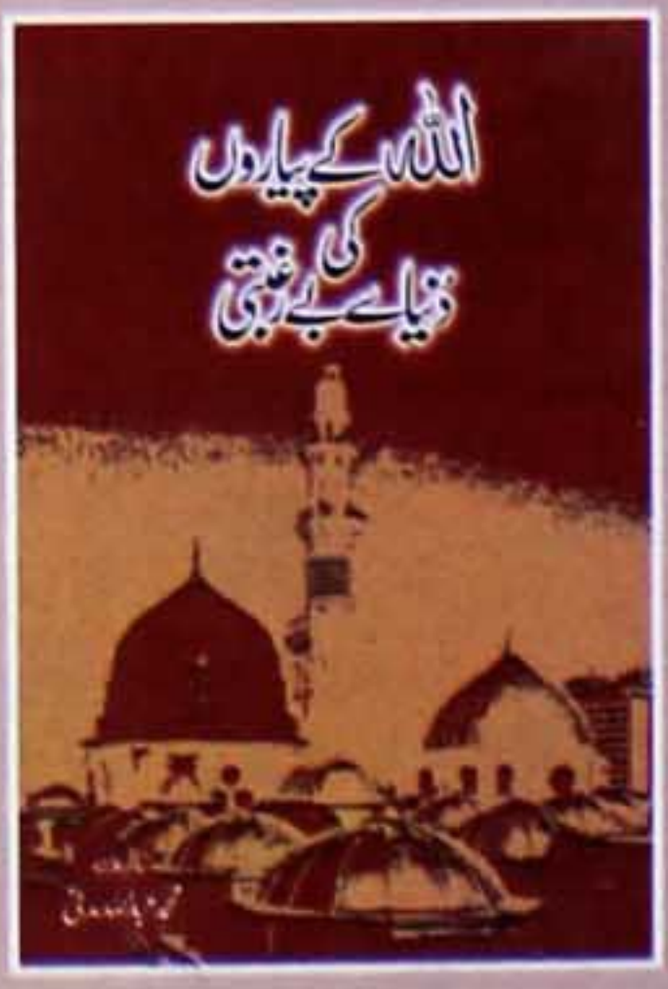

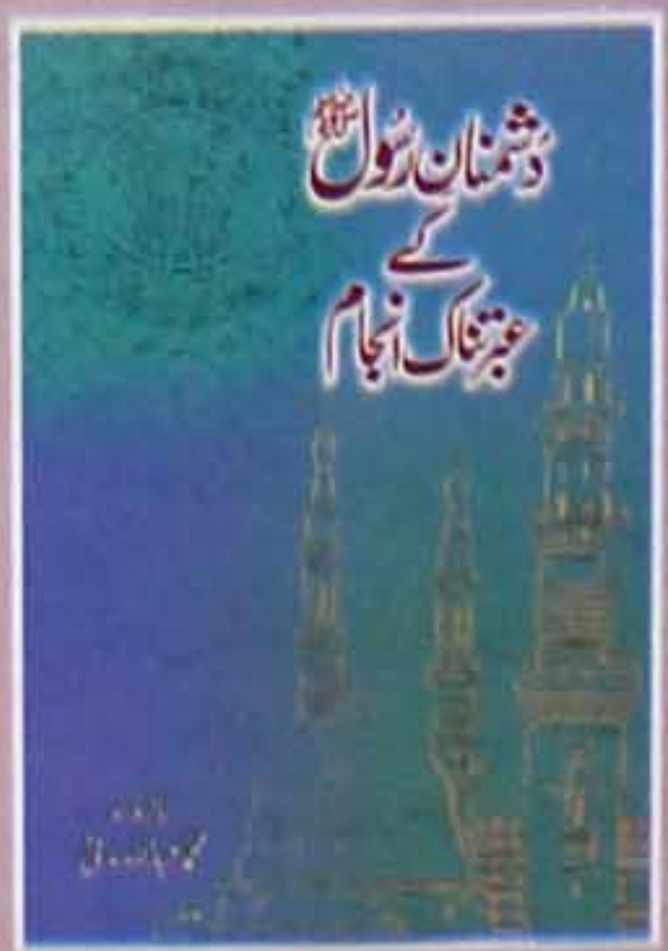

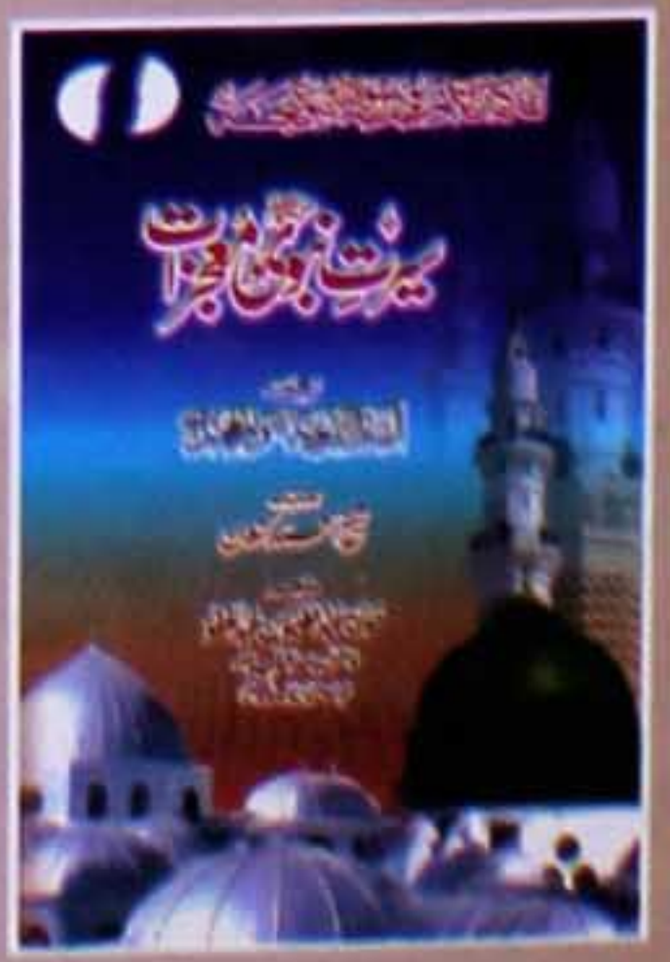

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور